دراسات فرق و مذاہب
بترتیب
حروفِ تہجّی
ترتیب و تنظیم
گروہِ مؤلفین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

دراسات
فرق والمذاہب
بترتیب حروف تہجی

گروہ مصنفین

﴿وَ ما تَفَرَّقَ الَّذينَ أُوتُوا الْكِتابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ ما جاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾

(البینۃ۔۴)

انتساب:۔

۱۔ ہر عاقل وخردمند، عالم ودانش مند جو قال اللہ تعالیٰ اور قال الرسولؐ اللہ کے سواء کسی اور کے قال کو حجت نہیں مانتے ۔اور جو اسلام کے علاوہ تمام فرق کو اسلام عزیز پر دشمنوں کا پیوند سمجھتے ہیں کے نام۔

۲۔ان علماء و دانشمندان و صاحبان عقل وخرد کے نام جو دین عزیز اسلام اور اسلام کے نام سے بنائے گئے تمام فرقوں میں تمیز کرتے ہیں۔

۳۔ان صاحبان عقل وخرد کے نام جو یہ درک کرتے ہیں کہ اس ملک کی سلامتی صرف سایہ اسلام میں ہے فرقوں میں نہیں کے نام۔

باب المذاہب:۔ کتاب دراسات فی الفرق والمذاہب کے مقدمہ کیلئے یہ عنوان مناسب سمجھا کیونکہ بحث درمذاہب خارستان سے گذرنے جیسی ہے،جس طرح خارستان سے گزرنے والا بغیر زخم کھائے اورلباس پھاڑے نہیں نکل سکتا''اس لئے تقویٰ کی تعریف میں کہا ہے کہ یہ خاردار جھاڑیوں سے گذرنے جیسا ہے''اسی طرح مذاہب کے بارے میں بحث بیانی اورتحریری کرنے والے بھی تمام ترکوشش کے باوجود ایک مذہب سے گرائش اوردوسرے پرنقد کے بغیرنہیں گزرسکتے ہیں۔جوشخص خود کسی مذہب سے وابستہ ہووہ حق گوئی سے بے بہرہ ہی رہتا ہے،جس طرح جادۂ مستقیم سے نکلنے والے ہدایت نہیں پاسکتے ہیں۔مذاہب والے کربلا میں عمرسعد جیسے ہیں کہ جس نے کبھی یزید کوخوش کرنے اورکبھی اللہ اوراس کے رسولؐ کوخوش کرنے کی سوچ میں رہنے کے بعدآخر میں راہ جہنم کو اختیار کیا۔اس نے تاریخ عالم میں سب سے بڑے جرم کاارتکاب کیا،اہل تحقیق کے نزدیک عمرسعد اوراسکے لشکر سے زیادہ امام حسینؑ اورآپ کے اہلبیت پر سہام اکاذیب وافتراء باندھنے والے ذاکرین وعزاداران سے زیادہ مجرم ہیں۔اہل عقل وخردوالوں کیلئے بطلان مذاہب اظہر من الشمس ہے مذاہب بنانے کا آغاز پہلی صدی کے آخر میں ہوا،اورپھر مذاہب بنانے والے ہرصدی میں کوئی نہ کوئی مذہب بناتے چلے گئے۔ان میں سے کچھ کامحل پیدائش شہرمنافقین،پناہ گاہ مشرکین ویہود ومجوس ونصاریٰ کوفہ وبصرہ اورخراسان ہے،یابوذی نشین ہندونشین ذات پات والے لکھنؤ،بریلی اور دیوبند کے علاقوں میں پیدا ہوئے۔کسی مذہب سے وابستگی کے بعدحوض اسلام تک رسائی ممکن نہیں

لہٰذا جو اس کتاب کو پڑھنے کے خواہش مند ہوں یا تحقیقی سوچ کے ساتھ مطالعۂ کتب کا شوق رکھتے ہوں، انہیں چاہئے کہ مذاہب اور اسلام کے درمیان تناسب کو واضح و روشن انداز میں سمجھنے کے ارادے سے کتاب پڑھیں۔ کتاب میں مذاہب کی ہر زاویے سے شناخت کی سعی کی گئی ہے۔

مذاہب فرق نویسوں کی تحلیل کے مطابق قرآن اور سنت میں اجتہاد سے نکلے ہیں ان کی اصل منطق اور متکی اجتہاد دونوں باطل بلکہ ضرب مکعب باطل ہیں۔ مذاہب لشکر زورمندان، لشکر مفاد پرستان اور اتحاد یہ الحادستان اور ایک حوالے سے لشکر فیل ہیں جو بیت الحرام کی اہانت و جسارت کیلئے آئے تھے۔ کتاب دراسات پڑھنے والے کو واضح و روشن ہوگا کہ ہر مذہب نے اسلام کے ایک نا ایک اساس کو نشانہ بنایا ہے۔ تمام مذاہب مقدسات اسلام کو کچلنے کیلئے وجود میں لائے گئے ہیں، لہٰذا جیسے یمن میں کعبہ کے مقابل کلیسا بنایا گیا تھا، مذاہب نے اپنے مقدسات بنا کر وہاں طواف کو طواف کعبہ پر برتری دی ہے۔ مذاہب اور اسلام میں کوئی رشتہ و رابطہ تلاش کرنا خرط القتات کے مترادف ہوگا۔

بلکہ مذاہب ہی کا نام خارستان ادیان ہے، مذاہب انسان کو تنہا دین اسلام سے نہیں روکتے ہیں بلکہ علم اور حقیقت اور واقفیت سے بھی روکتے ہیں بلکہ اپنی حاصل معلومات کے ثمرات سے بھی روکتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے علم کا معنی اصابة واقع اور حقیقت ہے، جبکہ مذاہب جادہ حقیقت میں لکیر سرخ ہیں کہ اس سے آگے تعدی کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر کسی نے بے وقوفی کی تو اس کو ناقابل برداشت یادگار سزا دیتے ہیں۔ اگر مذہب لکیر سرخ یا چراغ سرخ نہ ہوتے تو امثال محمد باقر الصدر، امام خمینی، محمد حسین طباطبائی، محمد صادق تہرانی، محمد حسین کاشف الغطاء، محمد حسین فضل اللہ، محمد خالصی، ابن تیمیہ، کرمانی، باقلانی، جیلانی، عبدالوہاب، نصیر الدین طوسی، صاحب اسفار اور شیخ بہائی جیسے علماء حشیش برابر دلیل نہ رکھنے والے مذہب شیعہ و سنی میں نہیں ہوتے اور محقق ہوتے ہوئے کور

کورانہ تقلید کی تلقین نہ کرتے۔ان علماء اثناعشری کے نظام منصوصیت خودساختہ اوراسلاف پر رکنے کی کوئی منطق نہیں ہوتی ،ان کے مذہب کی برگشت دوسری صدی سے اوپر نہیں جاتی ،ان کی تاریخ دوسری صدی کے بعد سے شروع ہوتی ہے،یہ ذوات علم کے نام دلدل میں پھنس گئیں ،حقیقت و واقعیت نا قابل انکار ہے لیکن وسیلہ و ذریعہ پر توقف ہی شرک ہے۔دین اللہ کا ہے انبیاءواسطہ ہیں اگر نبی پر رک گئے یا نبی کیلئے شان و مقام الوہیت دیں یا ان کیلئے اللہ جیسا خضوع رکھیں تو یہ نبی کی پرستش ہوگی (مائدہ۔١١٦) میں آیا ہے اللہ قیامت کے دن حضرت عیسٰی سے پوچھے گا کیا آپ نے کہا ہے کہ میری اور میری والدہ کی عبادت کرو؟ یہ سوال قیامت کے دن ہوگا اس کو یہاں کیوں نقل کیا؟ اس لئے نقل کیا کہ لوگ جان لیں کہ انبیاء واہلبیت اور صحابہ کو مقام الوہیت و ربوبیت دینا شرک ہو گا۔کیا مزارات میں جو کچھ ہو رہا ہے ان علماء کی نظروں سے اوجھل ہے؟ کیا وہاں طلب حاجات نہیں کرتے ہیں؟ کیا وہاں طلب حاجات کے بہانے لوگوں کو نہیں بلاتے ہیں؟ کیا یہاں اللہ جیسا زمین پر سجدہ ریز نہیں ہوتے؟ کیا اسے حج بیت اللہ سے افضل نہیں بتاتے؟ آغا سجانی اور نجفی نے فلسفہ تراشی کر کے لکھا ہے کہ آئمہ واہل بیت کے پاس علوم اوّلین و آخرین ہیں ان کو اجازت دی گئی ہے کہ سائلین کی حاجات روا کریں آپ نے یہ کس آیت سے استناد کیا ہے؟

کیا اللہ کسی کیلئے یہ اجازت دیتا ہے؟ کیا اللہ اپنے علاوہ کوئی اور اللہ بنا سکتا ہے؟ یہ باتیں فلسفہ نہیں جاہلیت اولٰی ہیں۔

تمہید

حمد وستائش اور مدح وشکر مخصوص ہے اس ذات باری تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں شقاوت وقساوت اور انتشار وافتراق والی اقوام سے نکال کرامت وسط اورامت واحدہ میں قرار دیا ہے﴿وَ کَذٰلِکَ جَعَلْناکُمْ اُمَّةً وَسَطاً لِتَکُونُوا شُهَداءَ عَلَى النّاسِ وَ يَکُونَ الرَّسُولُ عَلَيْکُمْ شَهيداً﴾ (بقرہ۔۱۴۳)﴿وَ إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُکُمْ أُمَّةً واحِدَةً وَ أَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُونِ﴾ (مومنون۔۵۲) ہماری دعا بھی یہی ہے اس امت وسط پر رہ کر جان بخالق، جان آفرین سپرد ہو جائیں۔حمد وشکر اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے ہمیں نعمت قرآن ومحمدؐ سے نوازا ہے،اس قرآن میں آیا ہے اسلام دین ابراہیم واسماعیل ودین انبیاء ہے﴿ما کانَ إِبْراهيمُ يَهُودِيًّا وَ لا نَصْرانِيًّا وَ لٰکِنْ کانَ حَنيفاً مُسْلِماً وَ ما کانَ مِنَ الْمُشْرِکينَ﴾(العمران۔٦٧) ﴿رَبَّنا وَ اجْعَلْنا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَکَ وَ أَرِنا مَناسِکَنا وَ تُبْ عَلَيْنا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوّابُ الرَّحيمُ﴾ (بقرہ۔۱۲۸) اس قرآن میں اللہ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ تم مرتے وقت بھی مسلمان مرنا﴿وَ وَصّى بِها إِبْراهيمُ بَنيهِ وَ يَعْقُوبُ يا بَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفى لَکُمُ الدّينَ فَلا تَمُوتُنَّ إِلاّ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (بقرہ۔۱۳۲) شکر اس ذات باری تعالیٰ کا جس نے ہمارے دلوں میں افتراق وانشقاق فرق سے نفرت وبیزاری پیدا کی ہے۔

قرآن کریم کی سورہ آلعمران آیت۔۱۹﴿إِنَّ الدّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلامُ﴾ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلامِ ديناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي

الْآخِرَةِ مِنَ الْخاسِرينَ﴾ (آلعمران ۔۸۵)، میں غیر اسلام کو مردود گردانا گیا ہے۔سورہ مائدہ آیت۳ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتي وَ رَضيتُ لَكُمُ الْإِسْلامَ ديناً﴾ میں اسلام کو ایک دین مکمل و متمم قرار دیا گیا ہے کسی کو حق نہیں کہ وہ اپنے پاس سے کوئی اصول و احکام وضع کرے یا ان میں اضافہ یا کمی کرے،اسلام تجزیہ و تقسیم بردار نہیں،﴿أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَ رُسُلِهِ وَ يَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَ يُريدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذلِكَ سَبيلاً﴾ (نساء ۔۱۵۰) کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دین کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض پر نہیں ۔اگر کوئی ایک حصہ اسلام سے لے کر اس پر ایک حصہ اپنی طرف سے اضافہ کرے تو یہ ایک دین مخلوط ہوگا اللہ ہر قسم کی شراکت سے پاک ہے﴿ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَ فَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِياءَ لا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعاً وَ لا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمى‏ وَ الْبَصيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُماتُ وَ النُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خالِقُ كُلِّ شَيْ‏ءٍ وَ هُوَ الْواحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (رعد ۔۱۶) ۔

گذشتہ و حاضر زمانے میں بننے والے تمام فرقے انتشار و افتراق کیلئے بنے ہیں ۔لہٰذا اسلام و امت اسلام کو چھوڑ کر الگ ہونے والی ہر جماعت چاہے وہ جس بہانے یا جواز سے الگ ہو، چاہے عقائد کی بنیاد پر ہو یا احکام کی بنیاد پر یا سیاسی یا علاقائی قیادت و رہبری کے نام سے الگ ہو جائیں وہ سب فرقہ ہی کہلائیں گے،اسلام کے خلاف ہی ہونگے اور وہ امت میں افتراق کا باعث بنیں گے ۔قرآن کریم کی آیات کثیرہ میں نہی از فرقہ و تفرقہ کا حکم آیا ہے فرق سازوں نے اسلام سے نکلنے اور اسلام میں تحریف اور ہیر پھیر کرنے نیز قرآن اور حضرت محمدؐ سے منہ موڑنے کیلئے فرقے بنائے ہیں، اسلام مرکب از قرآن کریم اور سنت و سیرت عملی رسول اللہ ہے ان دونوں میں تفکیک

وجدائی، انہدام و اختتام اسلام ہے۔

نبی کریم محمدؐ کی نبوت قرآن پر متوقف ہے قرآن شاہد ہے محمدؐ مشھود ہیں۔قرآن بغیر محمدؐ ہوا میں ہے، دونوں لازم و ملزوم ہیں۔یہاں سے باطنیہ ماسونیہ نے دونوں کو کنارے پر لگانے کا عزم شوم رکھتے ہوئے سنت کو قاضی و حاکم اور قرآن کو مقضا علیہ محکوم قرار دے کر کنارے پر لگایا۔ پھر سنت میں بغیر کسی سند شرعی کے اصحاب و اتباع اسلاف و مجتہدین اور علماء و قائدین کو شامل کر کے سنت پیغمبر اکرمؐ کو بھی کنارے پر لگایا۔ فرقہ جو بھی ہو اسلام کے باغی و طاغی گروہ کا نام ہی ہے، انھوں نے اللہ کی کتاب اور پیغمبرؐ کی سنت و سیرت سے انحراف کر کے مذاہب ایجاد کئے ہیں۔سورہ نساء کی آیت ۴۶ میں اللہ نے آیات الٰہی میں تحریف کرنے کا قہرمان یہودیوں کو قرار دیا ہے، یہودی وہ قوم ہے جنہوں نے پہلے حضرت عیسیٰ کو واجب القتل قرار دیا، اس کے بعد اللہ یا فرزند اللہ بنایا، انجیل کے سو نسخے بنا کر دیئے، انجیل کو مسخ و فسخ و نسخ کرنے سے فارغ ہونے کے بعد اسلام میں تحریف کی مہم شروع کی۔یہودیوں کے وارث بلا منازع باطنیہ نے مسلمانوں کو پہلے مرحلے میں قرآن اور محمدؐ دونوں سے بے نیاز کرنے کیلئے ان کا متبادل اہل بیت کو بنایا ہے۔

۲۔دوسرے مرحلے میں سنت و سیرت محمدؐ میں تحریف کی مہم چلائی ہے۔

۳۔تیسرے مرحلے میں قرآن کو مشکوک گرداننے کی مہم چلائی۔

۴۔چوتھے مرحلے میں اللہ کی طرف سے ختم نبوت کے اعلان کے باوجود حضرت محمدؐ سے برتر یا برابر ہستیاں گھڑیں، کسی نے اہلبیت، کسی نے اصحاب، کسی نے اسلاف، کسی نے مجتہدین، کسی نے علماء اور کسی نے پیر و مرشد و مشائخ کے فتاویٰ بنائے اور ان کے نام سے قرآن و سنت سے متضاد و متصادم افکار و عقائد و نظریات کی بھر مار کی۔یہاں تک کہ قال اللہ اور قال الرسولؐ ناپید ہو گیا، اور پھر

کمال بے شرمی سے کہتے ہیں ہم نے دین کو انہی سے لیا ہے یہ جملہ الحادیہ ہے، دین کو انہی سے کس دلیل وبرھان کے تحت لیا ہے؟ نبوت محمدؐ قرآن جیسی متحدی کتاب سے لی ہے، حضرت محمدؐ سے دین لیتے وقت دلیل وبرہان سے لیا گیا ہے، پھر علماء سے جو دین لیا ہے وہ بغیر دلیل وبرہان کیوں لیا ہے؟ ۔اب یہ امت نہ قرآن کی بات کرتی ہے نہ محمدؐ کی بات کرتی ہے بلکہ یہ آئمہ واصحاب اور فقہاء وعلماء مجتہدین کی بات کرتے ہیں، سنت وفقہ کی بات کرتے ہیں، سنت میں تحریف کی نا قابل انکار حقیقت شیعوں اور سنیوں کی مجامع روائی ہیں، ان سے فقہ بنائی ہے، فقہ سے حدیث بنائی ہے، انہی مجامع روائی میں موجود احادیث سے بابی، بہائی اور قادیانی نکلے ہیں، ان ہی سے سلمان رشدی نے ''آیات شیطانیہ'' لکھی ہے۔انسان عاقل وخردمند اور عالم ودانشور کو چاہیے اور حکم قرآن بھی یہی ہے کہ انسان مسلمان جیئے اور مسلمان ہی مرے، بغیر اسلام موت جاہلیت کی موت ہوگی لیکن اب تو لوگ فرقوں پر مرتے ہیں اور اسلام سے عناد یہاں تک پہنچا ہے کہ اس سے اپنا تعارف کروانا بھی چھوڑ دیا ہے اور اگر کوئی اپنا تعارف مسلمان سے کروائے تو انہیں غصہ آتا ہے۔ ہماری حکومت چند ین سال دہشت گردی سے جنگ لڑنے کے باوجود اب بھی فرقوں کی بقاء کیلئے کوشاں ہے۔ بلکہ حکومتی سطح پر خالص مسلمان تعارف کو دھوکہ وخیانت قرار دیتے ہیں کہ کیوں اپنے فرقے سے تعارف نہیں کرایا کلمہ گو بھائیوں کو سوچنا ہوگا کہ کیا یہ صریح حکم قرآن سے عدول نہیں ہے کہ وہ قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے کسی فرقے سے اپنا تعارف کرتے ہیں؟ مسلمان مرنا ہے یا فرقے پر مرنا ہے اگر فرقے پر مرنا ہے تو آپ کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اگر مسلمان رہنا ہے تو قرآن اور محمدؐ سے تمسک کریں اور آنکھ کھول کر دیکھیں کہ یہ فرقے یہودیوں، مجوسیوں اور صلیبیوں نے بنوائے ہیں، کیا ان کے بانی مسلمان ہیں یا ملحدین؟ تمیز کرنا ہوگی۔ بعض نام نہاد علماء و دانشوران اور حامیان سیکولران کا کہنا ہے ہزار بارہ سو سال

سے بنے فرقے کیسے ختم کر سکتے ہیں، گویا ان کے نزدیک پرانا ہونا اس کے اصل ہونے کی دلیل ہے ، یہ بات جو اس وقت علماء بولتے ہیں پہلے مشرکین بولتے تھے، یہ بات بالکل غلط اور باطل ہے ہزار سال بعد بھی باطل، باطل ہی رہے گا، یہی بت پرستی ہے۔ کہتے ہیں کہ جتنا عرصہ ان کے بننے میں لگا ہے اتنا ہی ان کو ختم کرنے کیلئے درکار ہے، یہ بات بھی غلط ہے دس پندرہ منزلہ عمارت بنانے کیلئے چودہ پندرہ مہینے لگیں گے لیکن اس کو گرانے میں چند دن بھی نہیں لگیں گے۔ ماہرین کہتے ہیں فرقے ختم کرنے کیلئے طویل عرصہ نہیں چاہیئے، یہ بہت مختصر مدت میں ختم ہوں گے، امت اس کیلئے تیار ہو جائے اور قال اللہ اور قال الرسول ؐ کی جگہ کسی قال کو نہ مانیں تو فرقے خود بخود ختم ہو جائیں گے، نیست و نابود ہو جائیں گے، ناپید ہو جائیں گے، یہ ہوا میں بنے ہوئے ہیں یہ جلوسوں اور دھرنوں سے زندہ ہیں اور دلائل سے خوف زدہ ہیں۔

فرقے دین میں تحریف سے شروع ہوئے یعنی قرآن سے استنا دروک کر سنت سے آغاز کیا اور سنت رسولؐ اللہ کی جگہ غیر رسول کی سنت جاگزین کی گئی، قال اللہ اور قال الرسولؐ کی جگہ قال العلماء وفقہاء کو تحریر و تقریر کا حصہ بنایا گیا کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اسے بہت آسانی اور جلدی سے رواج دیا ہوگا، ایسا نہیں ہے، جیسا کہ بعض فرق کہتے ہیں رسول اکرمؐ کا کفن نہیں سوکھا تھا کہ ایسا ہو گیا حالانکہ ایسا نہیں ہے اس میں بہت عرصہ لگا، اس کو لگانے کے لیے کم و بیش سو، ڈیڑھ سو سال لگے ہیں یہ قصہ کہانیاں سلیم بن قیس ہلالی، ابان بن عیاش سے شروع ہوئیں۔ زید بن علی نے شیخین پر سب وشتم سے انکار کر کے اپنے لئے شکست اور موت کا انتخاب کیا آج ان سے منسوب جماعت شاتم خلفاء ہے۔ یہ پودا لگنے کے بعد سو ڈیڑھ سو سال میں پھلا پھولا اور تناور درخت بنا، اس کے ہر تنے پر سیاہ کوے چیخے، ہر شاخ سے ٹہنیاں نکلیں اور ہر شاخ سے پتے نکلے۔ قال اللہ اور قال الرسولؐ گم

ہو گیا، قال العلماء، قال الفقہاء اور قال المجتہدین عام ہو گیا، دقیق تحقیق معلوم نہیں کہ یہ تہتر فرقوں والی بات کب شروع ہوئی لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ بات بہت بعد میں اور بہت دیر سے شروع ہوئی، یہاں سے جواب ملے گا کہ فرقے کیسے ختم ہو نگے، عمارت بنانے کے لیے بہت دیر لگتی ہے، ایک معمولی پلاٹ پر دو منزلہ عمارت بنانے کے لیے کم از کم سال یا اس سے بھی زیادہ وقت لگتا ہے لیکن گرانے کے لیے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ لگتا ہے فرقوں کو ختم کرنے کیلئے پولیس اور رینجر نہیں چاہیئے ان کو دلائل و براہین کی ثقافت کے رواج سے ختم کرنے کی ضرورت ہے، جیسے اسپرے کرنے سے حشرات ختم ہو جاتے ہیں یہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ یہ بات سرے سے ہی غلط ہے کہ فرقے ختم نہیں ہو سکتے ہیں اگر آج ہی مسلمان قال العلماء و قال الفقہاء اور قال المجتہدین کی جگہ قال اللہ اور قال الرسولؐ کی بات کریں تو فرقے نہ صرف ختم ہو جائینگے بلکہ دفاع نہ کر سکنے پر ناپید ہو نگے۔

کثرت فرق سے شرم آنے پر بعض شرم و حیاء میں آ کر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں فرقے تو ختم ہو چکے ہیں، یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے یہ قحبہ خانے پر مدرسہ کا بورڈ لگانے کی مانند ہے۔ ان کے عقائد وہی عقائد فاسدہ ہیں۔ ان کی یہ بات اسی طرح ہے کہ جیسے کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے اہل خانہ کسی اور کی کفالت میں آ جاتے ہیں فرقے بھی بڑے فرق کی کفالت میں جاتے ہیں یہاں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ کس کے بطن میں گئے ہیں یا کس گروہ کا حصہ بنے ہیں پھر یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ گذشتہ زمان میں ان کا کردار و رفتار کیسا رہا ہے اور انکا حسب و نسب کیا تھا۔ اس رائج اصول کی روشنی میں فرق کا نسب و حسب مجہول النسب یا معلوم الفساد گروہ سے جا ملتا ہے۔

فرقے نے اسلام سے ایک اصل کو حذف کر کے اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ کر کے پیش کیا ہے۔ اللہ نے قرآن میں جس چیز کو زیادہ تکرار سے مسترد کیا وہ شرک ہے اور فرقے غیر اللہ کی

شرکت سے ہی بنتے ہیں اس کی واضح مثال یہ ہے کہ علماء اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اس مسئلہ پر قرآن اور سنت اور عقل اور اجماع ہے، کیا قرآن اور سنت کے بعد کسی چیز کو بھی اس میں شامل کرنا شرک نہیں ہے۔فرقے اپنی جگہ مفاد پرست، بدکردار اور مذموم ومکروہ ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتے، یہاں سے وہ نام بدلتے رہتے ہیں چنانچہ شیعوں نے باطنیہ اور کبھی تعلیمیہ و سبعیہ نام رکھا اس طرح بعضے حدیثی، اخباری، اجتہادی، اصولی، تقلیدی، حنفی وشافعی اور مالکی وحنبلی وغیرہ سے حلیہ بدلتے رہتے ہیں فرقہ ساز کمپنیوں کا یہ کہنا کہ فلاں فرقہ ختم ہو گیا ہے ان کی یہ منطق اغفال اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے فرقے نئی شکل و رنگ میں حلیہ بدلتے ہیں، تمام فرقے اسی اصول مفادات پر کھڑے ہیں۔تقسیم در تقسیم تولید در تولید پر ان کا فلسفۂ قائم ہے۔فرقہ تشتت پذیر ہے فرقے اپنے شکم میں فرقہ کا حمل رکھتے ہیں، جونہی وہ اپنی مقبولیت کم یا ختم ہوتی دیکھتے ہیں ناپسندیدگی محسوس کرتے ہیں اور اپنی مردودیت کے مظاہر دیکھتے ہیں تو خود روپوش ہو کر بچے کو چھوڑتے ہیں۔فرقے پہلی صدی کے آخر سے شروع ہوئے ہیں ابھی پندرہویں صدی تک ان کی پیدائش میں وقفہ نہیں آیا ہے۔فرقہ پرست یا حامیانِ فرقہ فرق کو محدود نہیں کر سکے اور انکی وحدت کی کاوشیں نفاق پر مبنی ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ہماری کتاب احلام تقریب بین المذاہب آئے گی (ان شاءاللہ)۔فرقہ سازی کا اصول یہ ہے کہ یہ جہاں سے بھی ہو سکے جتنی بھی گنجائش ہو، اسلام پر حملہ کریں جس طرح لشکر عمر بن سعد کے منادی نے نداء کی تھی کہ امام حسین بہترین کفو ہے ان پر ہر طرف سے حملہ کریں فرقہ ساز کمپنیوں کا بھی ایک عام اعلان ہے کہ اسلام پر ہر سو ہر طرف سے جو بھی منہ اسلام کے خلاف نازیبا ہو سکتے ہیں بولیں جو بھی کریں، اپنا حق زحمت وصول کریں جس طرح ایک عرصے سے یہ اسلام مخالف بجٹ سے ملک میں مساجد و مدارس ضرار بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ رقوم دیتے رہے۔

فرقوں کی شرح تولید دیگر موجودات کی مانند ہے۔ حیوانات میں زواج شرعی وقانونی نہیں ہوتا ہے، قدیم وجدید ایام سے انسانوں میں اہل شرف وفضیلت نے زواج کو قانون کے اندر رکھا ہے لیکن جاہلیت قدیم وجدید میں بعض اقوام و مذاہب فاسدہ نے زواج حیوان جیسا آزاد رکھا ہے، لہٰذا ان کے ہاں باپ سے تعارف ناممکن رہتا ہے لیکن زمانہ جاہلیت قدیم میں بھی اس کا بہت خیال رکھا جاتا تھا حتیٰ جہاں ولادت غیر مشروع طریقہ سے ہوتی تھی تو بھی بتانا ہوتا تھا کہ یہ فلاں کی اولاد ہے۔ اس حوالے سے نسب جاننے والے شخص کو بڑا مقام حاصل ہوتا تھا۔ یہاں سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جانیں کہ فرق و مذاہب کے بانیان کون تھے؟

جس طرح انسانوں کا نسب جاننا ضروری ہے فرقوں کے انساب کو بھی جاننا ضروری ہے تا کہ حلال زادہ اور حرام زادہ کی تشخیص ہو جائے کیونکہ اسلام میں قانون ارث صحیح نسب کیلئے ہے۔ ان کے بنیادگزار کون تھے؟ مسلمان یا مجوس، مسیحی زادہ، یہودی زادہ یا مجہول الحال تھے؟ اگر یہ غیر مسلمین میں سے تھے تو ان کو فرق مسلمین نہیں کہہ سکتے ہیں اس لئے فرق نویسوں نے بعض مدعی فرق کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے اب تو فرقوں میں بھی بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد دو ارب سے زیادہ ہو چکی ہے روایت میں فرقوں کی تعداد تہتر بتائی جاتی ہے جبکہ صاحب معجم الفرق اسلامیہ نے ۴۸۰ فرق کے نام دیئے ہیں۔

اسلام بلا مذہب:۔

دین اسلام پر عقیدۂ غیر متزلزل ومحکم و پائیدار رکھنے والوں اور ملت ووطن کے لئے درد رکھنے والوں کو چاہئے کہ اس وقت چند فی صد سیکولر ملک و ملت کو اپنے نرغے میں رکھے ہوئے ہیں دعوائے اسلام کے باوجود ہر آئے دن اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں حتیٰ صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ

ملک کے محافظ ادارے آپس میں تناؤ رکھتے ہیں۔یہاں خالص اسلام عزیز سے بیزاری وکڑواہٹ رکھنے اور اسلام کو کنارے پر لگانے والوں کی وجہ سے ملک کی کوئی چیز بھی محفوظ نہیں حتیٰ ناموس بھی محفوظ نہیں اب تو مسلمان کہلانے والے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ شرم آور رسوائی کے اعمال انجام دے رہے ہیں۔اگر یہاں انسان عاقل ہوتے تو ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میرے وطن میں کیا ہو رہا ہے؟ اسلام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ صرف اپنے لئے سوچنا ابن شکم ہے،اس میں ضمیر وعزت نفس کا تحفظ نہیں،اگر آپ عالم اسلام میں اسلام ومسلمین کے ساتھ کیا ہو رہا ہے نہیں سوچتے یا اپنے کو اس بارے میں عاجز وقاصر دیکھتے ہیں تو کم سے کم اپنے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس بارے میں تو سوچنا چاہیئے۔ملک و دین کیلئے نہ سوچنے والے،اور صرف اپنی دنیا کیلئے سوچنے والے ابن شکم اور ابن مٹی ہوتے ہیں۔ان کی کوئی فضیلت وشرافت نہیں ہوتی اور جو کچھ دیگران کے ساتھ ہو رہا ہے ایک دن آپ کے ساتھ بھی ہوگا،آپ کی بھی باری آئے گی۔دنیا میں اسلام ومسلمین کا درد رکھنے والے اور اسلام کی سر بلندی کیلئے سوچنے والے،بے قرار،بے چین مسلمانوں کے مسائل کا حل،استعمار شرق سے نجات وذلت وعار سے نجات کے لئے سوچنے والوں میں سے ایک مفکر کبیر استاد دکتور محمد مصطفی شکعۃ عمید کلیہ آداب مصر عین الشمس عمید دراسات جامعہ امارات عربی استاد کلیہ آداب مجمع بحوث اسلامی ازھر شریف نے سنہ ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۶۰ میلادی میں آج سے ساٹھ سال پہلے عالم اسلام کے مذکورہ تمام مصائب ومشکلات کا ذمہ دار فرق ومذاہب کو گردانتے ہوئے نجات کو اسلام بلا مذہب قرار دیتے ہوئے ایک کتاب ''اسلام بلا مذاہب'' تالیف کی،اس کتاب کی تعریف میں اور ادائے فرض کرنے پر ایک عالم ودانش مند کی طرف سے اس کاوش کو سراہتے ہوئے اس وقت کے جامع الازھر کے سرپرست محمود شلتوت نے اس پر اپنے تأثرات لکھے۔لیکن مذہب کی قیمت

پرکھانے، مذہب کے سائے میں جینے، دین وعزت کی قیمت پر زندگی گزارنے والوں نے اس کوایک فعل محال اور ناممکن عمل قرار دیا۔ بہت سے دانشور رہنماؤں نے مذاہب کو جوں کے توں رکھ کرامت کو متحد کرنے کی اضغاثِ احلام کا مظاہرہ کیا، فرقہ پرست جہاں بھی ہوں ان کی منطق یہ ہے کہ مذاہب رہنے چاہئیں ورنہ وہ اس ضرب المثل کے مصداق بنیں گے کہ" دریا خشک ہو جائے تو ماہی کہاں جائے"مذاہب سے ہٹ کر خالص اسلام کی طرف دعوت کے مخالف دانشوروں میں ہمارے ملک کے جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا ہے"صدیوں سے چلے مذاہب کوختم نہیں کیا جاسکتا" یہ بات اہل باطل کی منطق ہے کہ باطل جب وجود میں آتا ہے توختم نہیں ہوتا ہے، جس طرح ابلیس دنیا سے ختم نہیں ہوا۔اسی فکر کے حاملین میں سے ایک جناب استاد غامدی صاحب ہیں آپ بھی اسلام بلا مذاہب کے مخالفین میں سے ہیں مذاہب کو جوں کے توں رکھ کر فرقوں کے اتحاد کے داعی بنے ہوئے ہیں۔انہیں میں سے ایک استاد سید محمد جواد نقوی صاحب ہیں آپ ایک طرف پاکستان میں نظام ولایت فقیہ کے داعی ہیں دوسری طرف سے اتحاد مذاہب کے داعی ہیں اور تیسری طرف اسلام بلا مذاہب کے مخالف ہیں۔ مذاہب اور اسلام اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں ﴿ءَ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (یوسف: ۳۹) انسان عاقل اسلام شناس و اسلام دار کوسوچنا چاہیئے کیا بُت مذہب بغل میں رکھ کرامت مسلمہ کا کوئی مسئلہ حل ہوسکتا ہے؟ جب قیادت الگ الگ ہوتو خود مذہب کا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک دوسرے کوباطل کہنے والے کیسے اتحاد کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو پہلے اپنے فرقوں کو متحد کریں، کیا طول تاریخ میں کبھی شیعہ سنی نے متحد ہوکر کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے؟؟ مسلمان عاقل کوسوچنا چاہیئے کہ میری ذمہ داری کیا ہے؟ میری مسئولیت کیا ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا افق وسیع ہے اتحاد اسلامی کا افق تنگ وضیق اور

خناق ہے۔اسلام بلا مذھب کے مخالف اغیار کے ہمنواء ہیں، مذاہب کے نشان ہمیشہ اسلام کے اصول ومبانی کی مخالف سمت میں رہے ہیں کفر والحاد کے ہمنوا رہے ہیں، چنانچہ مدخل دراسات میں فرقوں کے اھداف کو ہم نے بطور خلاصہ پیش کیا ہے یہاں بھی آگے قارئین دیکھیں گے ہر فرقے کے تیر یا میزائل کا نشانہ اسلام کی ایک اساس ہوتا ہے۔کسی نے اللہ کی الوہیت، کسی نے رسالت انبیاء و محمدؐ کی نبوت کو مارا ہے بعض نے قرآن کو اور کسی نے اسلام کے اجتماع کو مارا ہے، کسی نے اسلام کے خیر خواہوں کو مارا ہے۔

اسلام بلا مذہب کی ضرورت اور ناگزیری کے اسباب تحلیل مذاہب سے ہی واضح ہو سکتے ہیں آئیں دیکھیں مذہب کیوں اور کیسے وجود میں آئے۔فرقوں کے بارے میں تفصیل میں وارد ہونے سے پہلے اس بات کی وضاحت دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب حاضر میں کچھ ایسے فرقوں کا بھی ذکر کیا ہے جسے فرقہ نویسوں نے اپنے فرق میں ذکر نہیں کیا ہے ہم نے ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ فرق کا معنی وحدت مسلمین و وحدت امت سے نکل کر اپنا خاص شخص (اوپر لے جانا) کرنا اور اپنے لئے امتیاز حاصل کرنا ہے۔وہ عامۃ المسلمین سے برتری ظاہر کرتے ہیں، جس سے امت کے تصور کو خلل ونقصان پہنچتا ہے ہم نے فلسفہ فرق سازی کے تحت انکا ذکر کیا ہے کیونکہ تفریق امت میں ان کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔

اسباب ظہور مذاہب:۔

ظہور مذاہب فہم آیات و روایات میں اختلاف کی وجہ سے نہیں ہوا، یہ بات ایک قسم کی تدلیس، اغفال اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔اسباب ظہور مذاہب ایک دو نہیں بلکہ متعدد و مختلف ہیں۔ سب سے پہلے ضرب اسلام و مسلمین ہے اس بارے میں دلائل و براہین، قرائن شواہد لاتعداد و لاتحصی

ہیں۔ چنانچہ متن کتاب میں دیکھیں گے جتنے بھی فرقے وجود میں آئے ہیں ہر ایک نے ایک اساس اسلام کو مارا ہے کسی نے الوہیت کو کسی نے نبوت کو، کسی نے قرآن کو کسی نے ایمان بہ آخرت کو۔ اس جنگ کو موثر و کامیاب بنانے کے لئے دیگر اسباب کو بھی بروئے کار لائے ہیں بلکہ یوں کہیں مفاد پرستوں کو زیادہ سہولت دی ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر زیادہ اسلام پر حملہ کریں۔

اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ فرقے جلد ہی فرقے سے الگ ہوتے رہے، فرقوں کے بانی اکثر و بیشتر عالم نہیں تھے جاہل و مفاد پرست تھے، علماء کو ایسے مفاد کے لئے استعمال کرتے تھے جو وہ چاہتے تھے۔ چنانچہ آج پاکستان میں دیکھتے ہیں کہ بریلوی جو برصغیر میں وجود میں آئے ہیں وہ کتنے فرقوں میں بٹ گئے ہیں، خاص کر حالیہ سالوں میں ہر آئے دن بٹتے جار ہا ہے۔ اسی طرح شیعہ عالمی سطح پر تو چھوڑیں اسی ملکی سطح پر دیکھیں تو صرف سیاسی سطح پر کتنے فرقوں میں بٹ گئے ہیں، کیا یہ تقسیم علمی و تحقیقی بنیاد پر ہے یا مفادات کی بنیاد پر ہے؟ یقینی اور قطعی طور پر مفادات کی خاطر ہے چونکہ آخر یہ سب کا مشترکہ فیصلہ ہے کہ اس میں اسلام کی طرف برگشت نہ ہو۔

سیاسی سطح پر یہ مذاہب ضرب اسلام و مسلمین کے لئے وجود میں آئے ہیں، اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اب دنیا میں امت مسلمہ کسی بھی مسئلے پر متحد ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن ضرب اسلام کے لئے سب متحد ہیں، قرآن کو کنارے پے لگانے اس سے روکنے کے لئے بریلوی، دیوبندی اور شیعہ اپنی تمام متضاد شاخوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دے کر متحد ہیں۔ امت مسلمہ میں اور خاص کر پاکستان میں جاری و ساری فتنے فساد کا منبع و مشرب ''سب'' خلفاء ہے۔ سب وشتم کے مستحق قرار پانے کیلئے دلائل اہل سنت نے فراہم کئے ہیں اور اس کے معاشرے میں اجراء کی ذمہ داری شیعوں نے لی ہے۔ اب تو سنی بھی کہتے ہیں ہماری کتابوں میں ان کی غلط حرکتوں کا ذکر ہے

۔اسی طرح محمدؐ کو پیچھے چھوڑنے آل واصحاب اور مجتہدین اوران کے نمائندگان کو آگے لانے پر سب کا اتفاق ہے،کوئی اصحاب کو،کوئی اہل بیت کواور کوئی صوفیوں کولانے والے ہیں،نام بدل کر نئے نام سے متعارف کرنا،اپنے آپ کوالگ دکھانے کے طریقہ کوسب نے اپنایا ہے،یہ حقیقت پرمبنی نہیں صرف دکھاوا ہے،آپ کا مذھب نہیں بدلا ہے،آپ ضرب اسلام میں پہلے نکتے پر قائم ہیں جس سے آپ ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے ہیں۔گر چہ آپ ہزار باران سے برأت کا اعلان کریں''ہم سے نہیں'' کہیں یا ان کے ختم ہونے کا اعلان کریں یا ان کے افسانے ہونے کی تحقیق پیش کریں،یہ ایک طے شدہ ثابت شدہ بات ہے،نام بدل کے شیعہ سے امامیہ اور امامیہ سے اثناعشری آپ کا مکرانہ عمل ہے، آپ وہی شیعہ ہیں جو پہلے دنوں میں خوارج کے بعد وجود میں آئے تھے۔چاہے آپ لاکھ کہیں سبائیہ،نصیریہ اور کیسانیہ کا وجود نہیں،چاہے آپ سو محققین لائیں،مجلہ تخصصی کلامی میں یہ ثابت کریں کہ مذھب کیسانیہ افسانہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں،کیونکہ آپ کے مذہب میں ایک شق تو رہیہ ہے ،ہم آپ کے دعویٰ کوتسلیم کرتے ہیں کہ منقرض ہوگیا ہوگا لیکن اس سے مراد مذہب نہیں مذہب کے بانیان مراد ہیں۔عقائد وہی ہے جو ان سے منسوب ہے جس کے بنیاد پر وہ مردو دقرار پائے ہیں وہ ابھی آپ میں ہے جیسے''بداء،امامت برتر از نبوت ہے،قرآن ناطق برتر از قرآن صامت ہے ،عقیدہ مھدویت،عقیدہ رجعت،علم غیب ائمہ،ولایت تکوینی''ان عقیدوں میں کوئی کمی نہیں آئی ہے جوں کے توں موجود ہیں۔آپ کے عقائد اتنے فاسد ہوگئے ہیں کہ خود اپنوں سے ڈرنے لگے ہیں ،لہٰذا ہمیں آپ کے کلمہ''امامیہ'' کوسن کر حیرت نہیں ہوئی کہ کوئی نئی چیز وجود میں آئی ہے اگر امامیہ اچھے ہوتے تو اثناعشری وجود میں نہیں آتے،اگر اثناعشری صحیح ہوتے تو اسماعیلی اور اثناعشری کے درمیان غیر معمولی فرق نظر آتا،یہ کونسی نظریں ہیں،کس قسم کی نظریں ہیں ایک اور گیارہ میں فرق معمولی

ہے؟ یا نسخ شریعت اور بقاء شریعت میں فرق معمولی ہے۔ واللہ تاللہ الف باللہ امت کو منتشر کرنے والے امت کو اپاہج کرنے والے زمین گیر اور زمین میں دفن کرنے والے دشمنان کو اوپر لانے والے یہی مذاہب ہیں اور بغیر کسی استثناء و ترجیحات اور لحاظ و تقدم و تأخر کے " **کلھم مجرمین ان مأواھم جھنم انّ اللہ محیط بالکافرین** "۔

حمد و شکر تیری ذات کیلئے مخصوص ہے کہ تو نے ہمیں ان ناسورات امت سے پہلے ہی متوجہ کیا ہے " **الحمد للہ و شکر للہ** " اور ان کی اشکال انواع اور بُرے عزائم و خیانت کی نشاندہی کرنے کی توفیق عنایت کی اور ہماری نگارشات کی تنظیم دہی کے لئے ہمیں برادران عزیز کا تعاون ہمیشہ کی طرح حاصل رہا۔ فرقوں کی کثرت کی وجہ سے فرق نویسوں نے طریقہ لغت نویسی، رجال نویسی کو اپنایا ہے جہاں حروف کی ترتیب سے فرقوں کو لکھا ہے، حاضر کتاب میں بھی فرقوں کو اسی ترتیب میں پیش کیا ہے۔

"حرف آ"

۱۔آغا خانی:۔

ان کا اسماعیلیوں کی شاخ نزاریہ سے تعلق ہے،لیکن وہ امت اسلامی میں اسماعیلیوں سے بھی برے و بدنام و مذموم قرار پائے ہیں،ان کو امت اسلامی میں شامل نہیں کیا جاتا ۔یہاں سے اذہان میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آغا خانیوں کے زیادہ مذموم ومنفور قرار پانے کی کیا وجوہات ہیں حالانکہ بہت سے علماء یا دینی ادارے ان سے دفاع کرتے رہے ہیں۔ان کی بدنامی کی بنیادی وجہ ان کے تنسیخ شریعت کا اعلان ہے اور تمام محرمات قرآنی سے آزاد ہو کر گناہوں کا ارتکاب ہے۔ یہی اوباشوں اور آزاد خیالوں کا ان کی طرف گرائش کا سبب ہے،لیکن یہ قباحت ونفرت حکم قرآن و سنت رسولؐ کے تناسب سے بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے،بعض جگہ ان کے بارے میں اظہار نفرت و ناپسندیدگی کا مظاہرہ کرنے والے خود ناپسند ومہجور ومحصور قرار پاتے ہیں ۔چنانچہ اس سلسلے میں شمالی علاقہ جات گلگت و بلتستان کی مثال دیں تو سمجھنا آسان ہوگا۔بلتستان میں دعوائے دینداری دکھانے والے علماء سے لے کر مومنین تک انہی کے گرویدہ ہیں، بلکہ بعض لوگوں کا تجزیہ ہے کہ انہیں بلتستان کے مقتدر علماء کی حمایت حاصل ہے۔

فرقہ اسماعیلی کی شاخہ نزاریہ معاصر ہے۔ ہلاکو نے قلعہ الموت میں اسماعیلیہ نزاریہ کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے بعد ان کے افراد جہاں ملے انکا قتل عام کیا، یہاں سوال پیش آتا ہے کہ ہلاکو مشرک تھا اس نے فاتح بننے کے بعد ان کی نسل کشی کیوں کی؟اس کا جواب تحلیل گراں یوں دیتے ہیں کہ اسماعیلیوں کا دین اقتدار پرستی ہے لہٰذا یہ ان کیلئے ہمیشہ خطرات کا باعث بنیں گے،اور ہلاکو نہیں چاہتا تھا کہ ان کا کوئی وارث تخت نکلے،اس لئے یہ جہاں ملے اس نے انہیں قتل کیا۔ ہلاکو کے

ہاتھوں قتل ہونے سے بچنے والے دور تستر گزارنے کیلئے منتشر ہوکر روپوش ہوگئے، اسماعیلیوں کی کثیر تعداد نے ہندوستان کی طرف رخ کیا، وہاں انہوں نے جلاوطنی کی زندگی گزاری۔

اسماعیلی اپنے مذہب کو ہندوؤں میں فروغ دینے کی سعی کرتے تھے، خاص کر وہاں کے پست طبقہ بوذیوں میں انھیں بہت کچھ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں چنانچہ وہ خود بھی بہت سی چیزیں بو ذیوں سے لیتے تھے انیسویں صدی کے پہلے نصف میں ایران میں حسن علی شاہ نامی ایک شخص نمودار ہوا، اس کے ساتھ بہت سے غیر اسماعیلی بھی اس کے حلقہ میں جمع ہوتے رہے۔ حسن علی شاہ خود کو اسماعیلی ظاہر کرنے سے گریز کرتا تھا تا کہ لوگ ان سے دور نہ ہو جائیں جس وقت انگریز کی توجہ ایران کی طرف مرکوز ہوئی تو انھوں نے اس شخص کو استعمال کیا تا کہ وہ ایران کے امن کو تباہ کرے، انگریز کی پشت پناہی میں وہ اپنے اسلاف کی سیرت کو زندہ کرتے ہوئے میدان میں اترے، اس نے مملکت کے امن کو خطرے میں ڈالا۔ وہ راستوں میں مسافروں کو لوٹنے میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ ایران میں ان کی شہرت پھیل گئی اوران کا نام زبان زد عام ہوگیا جس پر ایرانیوں کو ان کی شجاعت اور جرأت پر تعجب ہوااور وہ ان کے گرویدہ ہوگئے تا کہ وہ ان کے ذریعہ مال غنیمت حاصل کریں۔

یہ لوگ کیچ مکران، سندھ، کرمان اور خراسان میں بھی پھیل گئے تھے ۱۲۳۲ھ میں شہر یزد میں شاہ خلیل اللہ کے معتقدین کے درمیان جھڑپ ہوئی اور شیعہ ان کے خلاف نکلے جب یہ خبر تہران میں پہنچی تو اس وقت قاچاری بادشاہ نے حاکم یزد کو برطرف کیااور سید علی خان عطا شاہ بن شاہ خلیل اللہ کو تہران بلایا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دی۔ انھیں اطراف قم میں حاکم بنایا۔ اس طرح انھیں یہاں مقام ومرتبت حاصل ہوا۔ جب کرمان خراسان کیچ مکران وغیرہ پر اس کو تسلط حاصل ہوااور اس کو خبر ملی کہ بادشاہ اس کو گرفتار کررہے ہیں تو وہ وہاں سے سیستان قندھار پہنچا وہاں سے حکومت برطانیہ سے

معاہدہ کر کے بمبئی آ گیا اور وہاں قیام کیا۔ ۱۲۹۸ھ میں وفات پائی، اس کی جگہ اس کے بیٹے علی شاہ سر د جہاں کو انگریز نے لقب آغا خان دیا۔

عقائد آغا خانی کے بارے میں لکھنے اور بولنے والوں سے ہٹ کر ایک مسلمہ و متفقہ حقیقت سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں، آغا خانیوں کے عقائد کے بارے میں صاحب موسوعہ ادیان لکھتے ہیں کہ یہ خطابیہ، مبارکیہ، قرامطہ، مزدکیہ اور بابکیہ خرمدیہ کے پیروکار تھے وہ اپنے آئمہ کو رسول اکرمؐ سے افضل سمجھتے ہیں اور اباحیہ مطلقہ کے قائل ہیں۔

تاریخ اسماعیلی پڑھنے والوں کو پتہ ہے ان کا سلسلہ ابی الخطاب اسدی، میمون دیصانی اور عبداللہ قداح سے ملتا ہے، ان کے دو قسم کے دانت ہیں جن میں سے ایک وہ حکومت مستقر ہونے کے بعد دکھاتے ہیں، چنانچہ مصر میں حکومت ملنے کے کچھ عرصے بعد حاکم با امر اللہ نے دعوائے الوہیت کیا، لبنان میں دروز، قلعہ الموت میں امید کیا بزرگ اور برصغیر میں آغا خان نے تنسیخ شریعتِ اسلام کا اعلان کیا، یہ ان کے عقائد سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے باوجود بلتستان کے علماء نے ان کی الوہیت کا اعتراف کرتے ہوئے یا علی مدد کہنا شروع کیا ہوا ہے۔

تمام فرق اسلامی کے عقائد و نظریات کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک ملک اسلامی کو برباد اور ویران کرنے کے لئے کافرین و ملحدین کو ٹھیکہ پر دیا ہے، ان سب نے دہشت گردوں کی سنت پر چلتے ہوئے اپنا الگ نام رکھا ہے۔ کتاب فرہنگ فرق اسلامی میں جواد مشکور نے لکھا ہے ان کی عبادت و دعائیں تمام مسلمانوں سے مختلف ہیں یہی ان کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کیلئے کافی ہے، کیونکہ یہ لوگ نماز روزہ و حج کے منکر ہیں، نماز، روزہ اور حج ضروریات اسلام میں شمار ہوتے ہیں ان کے منکرین دائرہ اسلام سے خارج و مرتد ہوتے ہیں۔

آغا خانیوں کا عقیدہ وہی ہے جو حاکم بامر اللہ اور کیا بزرگ کا ہے کہ اللہ ان میں حلول ہوا ہے قیامت صغریٰ قائم ہو چکی ہے تکالیف اٹھ گئی ہیں حلال وحرام کا دور گزر گیا ہے۔

١ ـاسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـمعجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٣ ـموسوعة الاديان(لميسرة) دارالنفائس ٤ ـفرهنك فرق اسلامى جواد مشكور ٥ ـباطنيه ٦ ـدائـــــرة المعارف اسلاميه شيعه تاليف حسن امينى ٧ـاسماعيليون والمغل و نسير الدين تاليف حسن امينى ٩ ـاسماعيليه تاليف احسان الهى ظهير ١٠ ـعقائد باطنيه تاليف دكتور صابر طعيمة

”حرف الف“

۲۔اباحیہ:۔

فرہنگ فرق اسلامی تالیف محمد جواد مشکور ص۴پر لکھتے ہیں اباحیہ مادہ بوح، ”ب و ح“ سے لیا ہے جو کسی چیز کے آشکار کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اصطلاح شریعت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کے بارے میں شارع کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا ہے یعنی اس صورت میں شخص مسلمان اس فعل کو کرنے اور نہ کرنے میں آزاد ہے۔لیکن فرق شناسوں کے نزدیک اباحیہ ان فرقوں کو کہتے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر عائد تمام تکالیف شرعیہ کو اٹھایا ہے اور تمام محرمات کو اپنے ماننے والوں کے لیے مباح کیا ہے۔

کتاب موسوعہ ادیان تالیف اسماعیل جا مد ص ۲۱۸ پر آیا ہے اس مذہب کی برگشت مزدکیہ کو جاتی ہے،ان کا آغاز نوشیروان بادشاہ فارس کے والد قباذ کے دور میں ہوا تھا۔اس نے بادشاہ کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی لیکن نوشیروان کو معلوم ہوا یہ شخص خاندان کو تباہ کرنے والا ہے تو نوشیروان نے اس کو قتل کیا لیکن اسلام آنے کے بعد مامون کے دور میں بابک خرمی نے ۲۰۱ھ سے حکومت عباسی سے جنگ لڑی جو بیس سال تک چلی،آخر میں قائد لشکر معتصم عباسی اسے اور اس کے بھائی کو گرفتار کر کے بغداد لایا اور انہیں معتصم عباسی نے قتل کیا۔اباحیہ والوں کا کہنا ہے حلال و حرام جو قرآن میں آیا ہے اس سے مراد ائمہ اور ان کے دشمن ہیں اس سے آئمہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے تبراء مراد ہے بعض دیگر کا کہنا ہے کہ امام کی معرفت اور ان سے محبت و لگاؤ تمام تکالیف کی جگہ لیتی ہے پھر کسی چیز سے اجتناب و پرہیز کی ضرورت نہیں رہتی ۔کتاب موسوہ میسرہ صفحہ ۹۵۵ پر اسقاط تکالیف شرعیہ کے عنوان سے مضمون آیا ہے باطنیہ نے کہا ہے امام تک پہنچنے کے بعد تکالیف ساقط ہو جاتی

ہیں ۔آغا خانیہ، جناحیہ اور ہاشمیہ بھی مذہب اباحیہ پر تھے۔

١ ۔الفرق بین الفرق تالیف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادی ٢ ۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٣ ۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی شریف یحیی الامین

٤ ۔موسوعه ادیان تالیف اسماعیل جامد

۳۔اباضیۃ:۔

اباضیہ خوارج سے ٹوٹا ہوا فرقہ ہے ۔یہ منسوب بہ عبداللہ بن اباض ہے ۔اباضیہ کا تسلط جزیرہ عربیہ حضرموت صنعاء اور مکہ ومدینہ تک پھیلا ۔اباضیہ خود کو خوارج کہلانے سے ناراض ہوتے تھے بلکہ کہتے تھے ہم اباضیہ ہیں جو دیگر فرق اسلامیہ کی مانند مسلمان ہیں ۔کتاب اسلام بلا مذہب ص ۱۳۵ پر آیا ہے یہ فرقہ عمان، زنجبار، شمالی افریقہ تک پھیلا ہوا ہے۔

اباضیہ افریقہ میں اس طرح پھیلے ہیں جس طرح سوکھی گھاس میں لگی آگ پھیلتی ہے ۔اباضیہ نے افریقہ میں ۱۳۰ سال تک حکومت کی ہے ان کا سلسلہ ابھی تک جزائر میں موجود ہے ۔اباضیہ کا عقیدہ عام مسلمانوں جیسا ہے یہ قرآن اور سنت کے ساتھ اجماع کے بھی قائل ہیں ۔ان کے پاس حدیث کی کتاب دیوان جابر کے نام سے مشہور ہے ۔اس فرقے نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر یزید کے لشکر سے جنگ لڑی تھی۔

١ ۔اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة ٢ ۔تاریخ الفرق و عقائدها تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ٣ ۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ۔موسوعة الادیان (لمیسرة) دار النفائس

۵۔قاموس المذاهب و الادیان،اعدادحسین علی حمد ۶۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتورشوقی ابو خلیل ۷۔الفرق بین الفرق تالیف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادی ۸۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۹۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۴۔ابراہیمیہ:۔

ابراہیمیہ پیروان ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کو کہتے ہیں۔یہ پہلے محمد بن اسماعیل کی بیعت میں تھا،بعد میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے خود دعوائے امامت کیا،تو اہل صنعاء نے ان کی بیعت کی۔انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا،فرہنگ فرق اسلامی میں آیا ہے لوگوں نے ان کو جزار قصاب کہا ہے۔ایام مامون رشید میں اسے گرفتار کرکے امام رضا کی خاطر رہا کیا گیا۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۵۔ابراھیمیہ:۔

ابراھیمیہ کے نام سے ایک فرقہ اباضیہ سے تعلق رکھتا ہے۔انہوں نے ابراہیم اباضی کی بیعت کی(اطلس ص۱۲)

۱۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتورشوقی ابو خلیل

۶۔ابراہیمہ:۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن المثنٰی بن حسن کے پیروان کو کہتے ہیں جس نے محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کے بعد قیام کیا تھا عبداللہ محض نے اپنے دونوں بیٹوں کو بیک وقت امام بنایا تھا ابراہیم نے

۱۴۵ھ میں وفات پائی ہے۔

۱۔فرھنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرھنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۷۔ابراہمیہ:۔

ابراہمیہ فرقہ غالیہ صوفیہ شیعہ ہے یہ منصور دوانیقی کے دور میں اطراف موصل میں رہتے تھے ان کا طور وطریقہ سکھوں سے ملتا تھا۔

۱۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۸۔ابلقیہ:۔

یہ ابلق نامی شخص کی پیروی کرتے تھے۔یہ فرقہ رزامیہ کی شاخ تھی یہ حلول کے معتقد تھے منصور نے اسے قتل کیا۔

۱۔فرھنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ۳۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۹۔ابتریہ:۔

یہ فرقہ زیدیہ سے تعلق رکھتا ہے حسن بن صالح بن حی اس کا بانی ہے۔

۱۔فرھنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۰۔ابدالی:۔

ان کی تعداد چالیس افراد پر مشتمل ہوتی ہے ان کا کہنا ہے جب کوئی مرتا ہے تو اللہ اور چالیس آدمی بناتا ہے اس فرقے کا بانی یحیٰ بن معاذ الرازی المتوفی ۲۵۸ھ ہے ۔(المعجم فرق ص ۱۷)

۱۔معجم فرق اسلامی تصنیف شریف یحییٰ ۲۔الموسوعه المیسرة فی الادیان و المذاهب تالیف مانع بن حماد الجهنی ۳۔الموسوعه الادیان (المیسره)

۱۱۔اثناعشری:۔

قارئین کرام، فرق نویسوں نے ہر فرقے کے بارے میں وضاحت کرنے سے پہلے اس فرقے کے تعارف اور نام گزاری کے بارے میں بھی وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ فلاں شخص سے منسوب ہے اس لئے یہاں بھی اثناعشری کے بارے میں بتانا ہوگا کہ یہ نام کس نے اور کس مناسبت سے رکھا گیا ہے۔آیا یہ نام اس فرقے کے بانی کے نام سے مشتق ہے یا یہ ان کے مخالفین نے رکھا ہے جیسے ''خوارج اور وہابی'' ان کے مخالفین نے رکھا ہے۔فرق نویسوں کا کہنا ہے اثناعشری کی اختراع محمد بن نصیر نمیری نے امام حسن عسکری کی وفات کے بعد وضع کی ہے جہاں امام حسن عسکری کے لاولد ہونے کی وجہ سے تسلسل امامت ٹوٹ گیا تھا محمد بن نصیر نمیری نے امام حسن عسکری کیلئے ایک فرزند اختراع کیا اور خود کو اس کا وکیل بتا کر بارہ اماموں کا فرقہ ایجاد کیا اس کے اس دعویٰ سے شیعہ ۱۵ فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سے ایک اثناعشری ہے۔

جواد مشکور صاحب فرہنگ فرق اسلامی اور صاحب مفاخر اسلام علی داودانی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں ایران میں صفویوں کی آمد سے پہلے اثناعشری کا وجود نہیں تھا، شاہ اسماعیل صفوی نے ۹۰۷ھ میں اپنی تاج پوشی کے موقع پر شیعہ اثناعشری کا اعلان کیا ہے یہاں یہ سوال پیش آتا ہے کہ خاندان

صفوی پہلے شافعی یا حنفی مذہب پر تھے، ایران اس وقت تین چوتھائی سنی مذہب پر تھا پھر شاہ اسماعیل صفوی کو تین چوتھائی اکثریت کی حامل جماعت کو چھوڑ کر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھنے کی ضرورت کیوں پڑی، اس میں ان کے کیا اہداف و مقاصد ہو سکتے تھے۔

اس بارے میں مفسرین اور فلسفۂ تاریخ لکھنے والوں کا کہنا ہے شاہ اسماعیل کا بنیادی مقصد اقتدار تک رسائی تھا چنانچہ تاریخ میں آیا ہے صفوین صوفی مسلک پر تھے ان کے کسی جد نے چلہ کشی کی بجائے تخت، ریاست و سلطنت کو ترجیح دی، وہ چلہ خانوں سے نکل کر ڈاکہ، غارت گری اور لوٹ مار کیلئے نکل پڑا اور ایک طویل عرصہ حکومت تک رسائی کے لئے سرگرم رہا، جس طرح آل بویہ اور فاطمیوں نے کیا تھا۔ یہ سلسلہ صفویوں سے پہلے، صفویوں کے دور میں اور صفویوں کے بعد آج بھی دنیا بھر میں خدمت خلق کے نام سے اسی نہج پر چل رہا ہے۔ ایک جماعت اقتدار پر آنے کیلئے نا جانے کیا کچھ کرتی ہیں پی پی اور ایم کیو ایم نے کتنی لاشوں کا ڈھیر بنایا؟۔ اقتدار تک رسائی کے لئے آبادیوں کو خاکستر کرنا اور حلال و حرام نامی کوئی چیز مانع نہیں رہی ہے۔

شاہ اسماعیل سنی کے نام سے اقتدار تک نہیں پہنچ سکتے تھے نہ رہ سکتے تھے کیونکہ ان کی سرحد سے ملی ہوئی ایک بڑی طاقتور و قدرت مند سنی حکومت تھی، یہ مسلمانوں کے لئے یہودیوں اور صلیبیوں کے مقابلے میں مایۂ افتخار سمجھی جاتی تھی وہ اس کے کمزور ہونے کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے تھے نیز وہ اسماعیلی ہونے کا بھی اعلان نہیں کر سکتے تھے۔ اسماعیلی اپنے آغاز سے لیکر قلعہ الموت میں تنسیخ شریعت کے اعلان کے بعد منفور و مبغوض مسلمین قرار پائے تھے اور اب وہ چہرۂ دینی دکھانے کے قابل نہیں رہے تھے چنانچہ انہیں میدان میں اترنے کے لئے نیا چہرہ چاہیے تھا لہٰذا انہیں نام بدل کر نئے مذہب سے شناخت کروانے کی ضرورت تھی۔ بارہ امام کا مفروضہ پہلے ہی ناکام ہو چکا تھا

چنانچہ محمد بن نصیر نمیری کو اس مفروضے سے ہاتھ اٹھا کر اپنی الوہیت کا اعلان کرنا پڑا تھا، یہی مشکلات صفویوں کو بھی پیش آئیں۔وہ ناممکنات کے پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے حتیٰ سفیر روم نے شاہ اسماعیل صفوی سے اس نئے مذہب کے بارے میں پوچھا کہ اس کی منطق کیا ہے؟ تو انہوں نے اسے محقق کرکی کی طرف پلٹایا اور محقق کرکی نے سفیر روم کو بڑی مہارت سے چکمہ دیا کہ لوگ اس کو نہیں مانتے۔خود علماء شیعہ نے بھی اسے مسترد کیا،لیکن اسماعیل صفوی نے اپنے سے پہلے اقتدار پر آنے والوں کی پیروی کرتے ہوئے اس کا پرچار شروع کیا۔اقتدار کیلئے لاشیں گرائیں اس نے معزالدین فاطمی اور اس سے پہلے مختار ثقفی کی سنت کو احیاء کر کے سنیوں کا اتنا قتل عام کیا گیا ہے کہ وہ دیار اغیار میں ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

وہ آیات متشابہات،اسباط اور نقباء و حواریین سے استدلال کرتے ہیں یہ حوارین،اسباط اور نقباء دعوائے علم غیب،ولایت تکوینی اور حلال مشکلات کا دعویٰ نہیں کرتے تھے۔بارہ کی روایت اگر رسول اللہ سے مستند تھی تو بارہ امام پر کیوں رک گئی تھی۔اثناعشری کا عقیدہ فقہ سے بھی ٹکرا گیا جہاں دو نابالغ اماموں کا سامنا تھا کیونکہ نابالغ امام نہیں بن سکتا ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے تو نماز جمعہ و جماعت کسی نابالغ کی اقتداء کر کے دکھائیں تب پتہ چلے گا کہ ہونا ہے یا نہیں۔تیسرا غائب نادیدہ امام،وہ بھی ازروئے فقہ امام نہیں بن سکتا ہے۔

اگر اماموں کا بارہ ہونا پیغمبر اکرم کی نص سے ثابت چیز ہوتی تو شیعہ امام باقر،امام صادق، امام کاظم اور امام رضا پر نہیں رکتے۔

ا۔یہ کہتے تھے کہ ہر دور میں امام کا ہونا ضروری ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ بارہ پر کیوں رک گئے؟

۲۔ پہلے امام پر رکنے والوں کے ساتھ کیا ہوگا۔

۳۔آئمہ کی تعداد کو عدد بارہ تک محدود کرنے کی کیا منطق ہے یہ ۱۱،۱۲،۱۳یا ۱۴ کیوں نہیں ہوئے، گیارہ یا تیرہ والی حدیث کا کیا بنے گا ان تمام سوالات کے جواب دینا پڑیں گے۔

۴۔ اثناعشری سے پہلے جعفری، اس سے پہلے امامیہ اور اس سے پہلے شیعہ، بار بار نام بدلنے کے کیا مقاصد ہیں؟ یہ تنساد گویاں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہیں، کیونکہ یہ کام ہمیشہ جنایت کار و مجرمین کرتے آئے ہیں اس کے اسباب و وجوہات بتانا ضروری ہیں۔

اگر بارہ امام پیغمبرؐ کی نص سے ثابت ہیں تو غیر بارہ والے زیدی، شش امامی اسماعیلی، سات امام والے واقفی ضال و گمراہ ہونگے، مذہبی غیرت وحمیت کا تقاضا تھا کہ ان سے لاتعلقی و برأت کا اعلان کرتے لیکن تمام منحرف گمراہوں کو اپنی چھتری یا پناہ گاہوں میں تحفظ دیتے، بلکہ برائے نام لاتعلقی کا اعلان کرتے رہے اور ہمیشہ منحرفین و فاسدین کو مثل بت لات و منات اپنی بغل میں چھپاتے آئے ہیں۔وقتاً فوقتاً نصیریوں، علویوں، آغا خانیوں اور بوہریوں سے دفاع کر کے کہتے ہیں ان میں اور امامیہ میں فرق مختصر و معمولی ہے، کیا معمولی فرق کسی عقیدے کو جائز بناتا ہے؟ کیا امام کو معصوم سمجھنے والوں اور دین و شریعت کو منسوخ کرنے والوں میں فرق معمولی ہے؟ آپ اسلام دشمنی کے خلاف بولنے والے بے قصوروں کو ذلیل و خوار، خانہ نشین کرتے رہے، شیخ عبد الکریم زنجانی، مہدی خالصی، محمد حسین کاشف الغطاء، آیت اللہ برقعی کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا جس سے شرم و حیاء سے سر نیچے ہوتا ہے۔حقیقت میں فرقے جب بدنام ہوجاتے ہیں تو نام بدل لیتے ہیں پھر پہلے والوں کو اپنی چھتری کے نیچے پناہ دیتے ہیں۔

فرقہ سازوں نے اپنی مصلحت کی خاطر یا رشوت کھا کر کہا کہ دیگر فرقوں کی نسبت اثناعشری

معتدل ہے۔حالانکہ اس میں بھی کوئی نئی اور اچھی چیز نہیں آئی ہے۔ان کے وہی ابتدائی دن کے بنے ہوئے عقائد ہیں کہ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ان کے مقررہ اصول کے مطابق بے دین ،اوباش،شرابی اور راشی ان کے لب و مغز ہیں اور نمازی و روزہ دار چھلکا ہیں، اس لئے بعض علماء بے نمازیوں اور لادینوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مذہب انہی سے قائم و زندہ ہے ہے۔چنانچہ وہ اسی معاشرے میں ایک بے دین گروہ پیدا کرتے ہیں جو کھلے عام دین و شریعت سے بغاوت کرتے ہیں اور اگر کسی نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تو کہتے ہیں یہ تو چند جذباتی نوجوان تھے، انہوں نے ناسمجھی میں ایسا کیا ہے یہ پاگل ہیں۔ہم انکی حرکات کو اپنے مذہب کے حساب میں نہیں لے سکتے۔آپ نے یہ بات اپنی جگہ درست کہی ہے کیونکہ آپ خود ان کو اپنی حفاظت میں لے کر آتے ہیں اسی وجہ سے پاکستان میں ہر آئے دن رکوع و سجود و تشہد میں اضافہ کرنے والے آزاد بلکہ ان کی جیت نظر آتی ہے، کسی عالم و مرجع نے ان کو نہیں روکا۔

فرق نویسوں کا اتفاق ہے کہ امام حسن عسکری لاولد گزرے تو ان کے معتقدین میں اختلافات یہاں تک پہنچے کہ لوگ ۱۵ فرقوں میں بٹ گئے ۔ان میں سے ایک محمد بن نصیر نمیری نے ایک فرزند کے پیدا ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا وہ پیدا ہوتے ہی غائب ہو گیا اور وہ اس فرزند کا نائب ہے۔اس پر امام حسن عسکری کے ماننے والوں میں اختلاف ہوا اس طرح اثناعشری ۱۵/۱ ہوگا انھوں نے محمد بن نصیر نمیری کی وکالت کو تسلیم نہیں کیا۔ان میں سے ایک گروہ نے امام حسن عسکری کے گھر کے نزدیک ایک روغن فروش بنام عثمان بن سعید کو نائب امام غائب بنایا۔وہ کفر والحادی بننے کا پیش خیمہ بن گیا۔ان سے متفرق ہونے والے فرقے یہ ہیں انزاریہ، آغاخانیہ، بوہرا، داؤدیہ، خوجہ و خواجگان، ہر ایک کی تفصیل حروف تہجی کے حساب سے آئے گی۔

اثناعشریوں کے بعض حس جستجو رکھنے والے استفسار کرتے ہیں۔

۱۔بارہویں امام کے علاوہ گیارہ امام اپنے دور میں علم و فضل و شرافت و عبادت میں نمونہ تھے۔ان کے دین و دیانت میں کسی نے مکھی نہیں نکالی۔لیکن ان اماموں کے امام زادے اپنے معاشرے میں ملعون فاسد عقیدہ اور فاسد عمل کے حامل تھے جیسے اسماعیل بن جعفر،عبداللہ افطح،احمد بن موسیٰ بن جعفر،ابراہیم موسیٰ بن جعفر،جعفر بن علی معروف بہ جعفر کذاب ہیں،ان کو اپنے دور میں اچھی خاصی پذیرائی بھی ملی۔

۲۔اگر امام بارہ ہی ہیں تو بہت سے امام زادوں نے از خود دعوائے امامت کیوں کیا ہے؟ ان کے مزارات بھی بنائے گئے ہیں اور شیعہ جوق در جوق وہاں جاتے ہیں،اگر ان کا امامت کا دعویٰ باطل تھا تو ان کے مزارات کیوں بنے ہوئے ہیں؟۔ان کو بھی شامل کریں گے تو اماموں کی تعداد سو سے بھی بڑھ جائے گی۔اسماعیلیوں کا ۴۵واں امام گزر رہا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر ملحد نکلے ہیں، آپ لوگوں کے نزدیک آغا خان محترم جبکہ برقعی مجرم ہے۔شیعہ اثناعشری کو معتدل کہنا غلط در غلط ہے اس سے یہ بدبو صاف سونگھنے میں آتی ہے کہ انہوں نے پیسہ لیکر یہ بیان دیا ہے۔پہلے بتائیں وہ نقطہ کونسا ہے جو آپ کے نزدیک اثناعشریوں کو معتدل ظاہر کرتا ہے حالانکہ جس عقیدے کی وجہ سے ان پر نقد کی بھرمار ہوئی ہے وہ ''سب صحابہ'' ہے،اور اثناعشری نے اسے کبھی چھوڑا نہیں ہے۔انہوں نے ائمہ کے علم غیب اور تصرف کائنات کا عقیدہ نہیں چھوڑا،مزارات پر سجدہ کرنا نہیں چھوڑا ہے،اس لئے لازماً آپ کو حکم ہوا ہو کہ ان کے حق میں کوئی نرم بیان دیں۔

۳۔مجتہدین کی توضیح المسائل میں متعلقات خمس میں کنز معدنیات کو گنا ہے کہ معدنیات و گنجیات پر بھی خمس لاگو ہے،اور سب سے بڑی معدن اس وقت تیل اور گیس ہے۔آپ بتائیں کہ

ایران وعراق کی حکومتیں جواس وقت شیعہ حکومتیں ہیں کیاوہ یہ خمس ادا کرتی ہیں؟اوراگرادا کرتی ہیں تو یہ آمدن کہاں صرف کرتے ہیں؟ کیااس میں سے کچھ حصہ ایران سے باہر مستحقین کوبھی پہنچاتے ہیں؟ پھرمجتہدین کیوں شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں آپ کے ملک سے کچھ نہیں آتا ہے واقعاً یہ نفاق والا مذہب ہے، یہاں ایک زبان نہیں چلتی ہے۔

۴۔کہتے ہیں مال امام ترویج واشاعت وسر بلندیٔ دین اور دین داروں کی ضروریات و نیازات اوراحتیاجات میں صرف ہوتا ہے حالانکہ جہاں خرچ ہوتا ہے وہ سب کی نظروں میں ہے۔ یہاں آئمہ کیلئے جعلی قبور،مزارات اورضریحیں،انگلش میڈیم سکول،مرد بے حجاب عورتوں سے مخلوط اورامیر المومنین علی،امام حسین ،امام موسیٰ ابن جعفراورامام رضا کی ضریحیں کرنسی نوٹوں سے بھری ہوتی ہیں،ان کا حساب کہاں جاتا ہے۔دنیا جانتی ہے سب پہ واضح ہے کہ پاکستان کے وزیراعظم نوازشریف ملک کی ثروت و دولت خرد برد کرنے کے الزام میں نااہل قرار دیئے گئے ہیں۔آپ بھی بتائیں تیل کی معدنیات پراگرخمس بنتا ہےتو یہ پیسہ کہاں جاتا ہے؟اس کا حساب کہاں ہے؟اگر دینی خزانے میں ایسی خرد برد کریں گےتو جن کوآپ طاغوتی حکومتیں کہتے ہیں ان کوطاغوتی کہنے کے لیے آپ کیاجواز پیش کریں گے؟

۵۔عراق ونجف مرکزتشیع رہے ہیں،ضریح امام میں اورمراجع کے پاس دنیا بھر سے پیسہ جمع ہوتا ہے۔امام کی نیابت میں حق امام کے نام پروہاں پیسہ جمع ہوتا ہے،لیکن وہاں کےفقراءومساکین ضروریات پوری نہ ہونے کی وجہ سےسوشلسٹ اورکمیونسٹ ہوگئے ہیں اس کا ذمہ دارکون ہے؟۔

جن عوامل واسباب وافکارونظریات وکردار نے شیعوں کوزندہ رکھا ہے اس کا فارمولامعز الدین فاطمی نے مصر میں دیا تھا،اس فارمولے کے تحت ماننے والوں کے لئے اشرفیوں کی تھیلیاں

اور نہ ماننے والوں کیلئے تلوار کی دھار ہوتی ہے۔ چنانچہ شاہ اسماعیل صفوی نے بھی اسی سنت وسیرت پر چلتے ہوئے مخالفین کا اتنا قتل عام کیا کہ سنیوں کا ملک میں جینا حرام بلکہ ناممکن بنایا تھا کہ وہ لوگ ایران چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ شاہ اسماعیل نے بارہ اماموں کا اعلان کرنے کے بعد اسماعیلیوں کے کسی اصول واعتقاد سے ہٹ کر کوئی نئے اعتقادات پیش نہیں کیے ہیں وہ صرف چہرہ چھپانے کی حد تک رہے۔ جن عوامل نے شیعوں کو زندہ رکھا ہوا ہے وہ عوامل تنہا شیعہ فرقہ کیلئے نہیں، ہر وہ جس کے پاس حشیش برابر دلیل نہ ہو تشدد واستبداد سے زندہ رہا ہے، آج ہندوستان میں گائے پیشاب پینے والا فقر وبدبختی زندگی گزارنے والا کیوں زندہ ہے؟ آغا خانی کیوں زندہ ہے؟ بغیر کسی استثناء کے طاقت وقدرت، شور شرابہ اور بے معنی وضد قرآن شعاروں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔

١ ۔اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ۔تاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ۔موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ٥ ۔قاموس المذاهب و الاديان ، اعداد حسين على حمد ٦ ۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٧ ۔الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ٨ ۔ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٩ ۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ١٠ ۔الشيعه و التشيع تاليف احسان الهى ظهير ١١ ۔شيعه و القرآن تاليف احسان اله ظهير ١٢ ۔الشيعه و التشيع تاليف جواد مغنيه ١٣ ۔الشيعه و الحاكمون تاليف جواد مغنيه ١٤ ۔الشيعه واصولها تاليف شيخ محمد كاشف الغطاء ١٥ ۔جهاد

الشيعه ۱٦ ـ شيعه والتشيع تاليف دكتور موسیٰ ۱۷ ـ المراجعات تاليف عبد الحسين كاشف الغطاء ۱۸ ـ الموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير

۱۲ـ اجتہادگری:۔

ہم پہلے ہی سے کلمہ ''اجتہاد'' سے نامانوس تھے، یہ کلمہ کس مناسبت سے احکام شرعیہ کی تحقیق کیلئے اختراع کیا گیا ہے؟ چنانچہ جب مرحوم مہدی شمس الدین نے تہران میں منعقدہ سیمینار سے خطاب میں کہا تھا اجتہاد وتقلید ہمارے اندر داخل کئے جانے والے کلمات مدخولہ میں سے ہیں اس سے ہماری نامانوسیت کو تائید ملی ۔ہم نے جب اس محقق کے جرأت مندانہ وشجاعت مندانہ بیان کو دیکھا وہاں سے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی غرض سے اجتہاد سے متعلق کتب ومقالات کو جمع کیا، نوابغ واکابر علماء کی تعریفات کو دیکھا تو مزید حیران ومبہوت ہو گئے، ہم یہ سن اور سمجھ رہے تھے کہ اجتہاد حکم اللہ کو قرآن اور سنت سے استنباط کرنے کو کہتے ہیں لیکن نوابغ نے تعریفات اس طرح کیں کہ اگر کوئی حکم قرآن وسنت رسولؐ میں نہ ہو تو وہاں اجتہاد کے ذریعے اس کا حکم نکالا جاتا ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہوگا شریعت اسلامی مثلث از قرآن وسنت رسولؐ واجتہاد مجتہدین سے مرکب ہے۔

۲۔ جب دو یا چار مجتہدین میں سے ہر ایک کا حکم دوسرے سے مختلف ہو اور پھر بھی یہ کہا جاتا کہ سب کا اجتہاد اپنی جگہ صحیح ہے، اس صورت میں یہ اجتہاد عقیدہ ثالوث سے بھی تجاوز کر کے الوف تک پہنچ جائے گا بلکہ اس سے بھی آگے انہوں نے اجتہاد میں مصیب کے علاوہ مخطی کو بھی مستحق اجر قرار دیا ہے، بتائیں اجتہاد اور فسطائزم میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ دنیا کے کس قانون میں لکھا ہے کہ غلط کاری کرنے والوں کو بھی انعام دیا جائے گا یہاں سے مذہبی فسطائیزم کی بھی نئی شکل سامنے آئی ہے

جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں بن سکتا ہے۔اس سے یہ بھی کہا گیا ہے کسی کا اجتہاد تحدی نہیں کیا جاسکتا۔حضور عالی آپ کا یہ فتویٰ کس دلیل سے استنادرکھتا ہے؟؟

اس صورت میں اس کو شریعت اسلامی نہیں شریعت میکاؤلی کہنا زیادہ مناسب ہوگا چنانچہ اس سلسلہ میں مجلّہ تخصص کلامی اسلامی شمارہ ۳۸ کے اداریہ میں کثرت گرائی کے عنوان کے نیچے امیر المومینن علی سے منسوب ایک خطبہ شمارہ اٹھارواں سے چند مفروضات پیش کیے گئے ہیں۔

۱۔اللہ نے ان کو حکم دیا کہ اختلاف کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرکے اختلاف کریں لیکن دونوں اختلافات کا آپس میں ملنا کیسے ممکن ہوگا۔

۲۔اللہ نے اختلاف سے منع کیا ہے لیکن خوداپنی طرف سے اختلاف کیا ہے تو وہ کیسے حجت بنے گا؟۔

۳۔کیا اللہ نے ایک دین ناقص بھیجا ہے اوران سے کہا ہے کہ آپ اس نقص کو پورا کریں گویا نقص دورکرنے کے لیے ان سے مدد مانگی ہے؟

۴۔کیا اللہ نے ان سے کہا ہے کہ آئیں ہم سب مل کے شریعت بناتے ہیں۔

۵۔اللہ نے دین کامل بھیجا ہے لیکن نعوذ باللہ کیا پیغمبر اکرمؐ نے کوتاہی اورسستی کی ہے جبکہ ایسا ممکن نہیں۔اللہ نے فرمایا تھا ہم نے اس قرآن میں کوئی کمی نہیں چھوڑی،حضرت علی نے بھی فرمایا اس میں ہر چیز کا حکم ہے تو بتائیں ان مجتہدین کے اختلافات کو شریعت کی کس مد میں ڈالیں گے۔

گرچہ فرق شناسوں نے فرقوں کی فہرست میں اجتہادی فرقہ کا تذکرہ نہیں کیا لیکن ظہور فرق میں بیان کردہ اسباب میں سے ایک اجتہاد بھی بتایا گیا ہے،چنانچہ فرقوں نے اتفاق سے لکھا اور کہا ہے کہ ”قرآن اورسنت کی دلالت اورسند سے اختلاف ہی سے اختلاف امت نے جنم لیا ہے“۔ہر

مجتہد اور ہر مفتی وفقیہ نے اپنے فہم وادراک سے حکم جعل کیا ہے لیکن ایسا حکم صرف اس کے اور اس کے مقلدین کے لئے حجت ہوگا بشرطیکہ نبی کریمؐ کے علاوہ کوئی حجت بن سکتا ہو۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجتہدین کے فتاویٰ مثل احکام قرآن وسنت واجب الاطاعت ہیں اور انہیں رد نہیں کر سکتے ہیں۔

فرقہ سازوں کو اس سے بہتر وموثر اور قانع کنندہ بلکہ خاموش کنندہ وسیلہ نہیں ملا ہے۔ یہاں مسئلہ تحقیق طلب رہتا ہے کہ مرغی پہلے ہے یا انڈا پہلے ہے، اجتہاد نے فرقے بنائے ہیں یا فرقوں نے اجتہاد بنایا ہے۔ تاریخ فرق و مذاہب میں اجتہاد ایک فاجعہ آفرین بدعت ہے جو دوسری صدی سے ابھی تک جاری وساری ہے بلکہ یوں کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ اجتہاد ہی مادر فرق ہے۔ چنانچہ بحث پیدائش اجتہاد کے بارے میں مدرسہ مدافع اجتہاد نے لکھا ہے تعدد فرق فہم نصوص سے نکلے ہیں اس لئے آج ملحد و کافر وسیکولر اور عیاش وفحاش اداکار بھی بڑے زور وشور سے کہتے ہیں آپ لوگ اجتہاد کریں۔ انتہائی حیرت انگیزی کی بات ہے کہ آغائے سید محمد جواد مجدد معاصر نے کہا ہے اجتہاد اور مجتہدین وہ کام کر رہے ہیں جو سابقہ زمانے میں انبیاء کرتے تھے۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء پر تو وحی ہوتی تھی کیا مجتہدین کو بھی وحی ہوتی ہے؟ یہ اسلام کے باغیات وسافرات کا مطالبہ ہے کہ آپ اجتہاد کریں۔ تجدید اجتہاد کے بعد اجتہاد میں کسی قسم کی حسن نیت رکھنا بے وقوفی ہوگا، اس سلسلے میں یہاں مزید توضیح کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے قارئین کو ایک اور کتاب کی طرف دعوت دیتے ہیں تفصیلات کیلئے ''اجتہاد تجدید تقلید کا آغاز وانجام'' کی طرف رجوع کریں۔

اکثر فرق نویسوں کا اجتہادی اغلاط واخطات پر خود کو معذور اور ان اغلاط اور خطاؤں کو جائز بلکہ باعث اجر وثواب، ترقی وتمدن گردانتے کی فکر کو ہم اگر افکار کے آپریشن کی میز پر رکھ کر طبیب عقل سے درخواست کریں کہ حضور عالی اس مسئلہ میں صحیح وغلط دونوں کیلئے اجر ہے تو اس میں کیا

قباحتیں پائی جاتی ہیں؟تو طبیب عقل یہ کہیں گے یہ ایک قسم کی فسطائیزم ہے صحیح اور غلط دونوں اچھی باتیں نہیں ہوتی ہیں یعنی حقیقت اور غیر حقیقی وغلط باتیں دونوں صحیح ہیں یہ ایک قسم کی فسطائیزم ہے یعنی یہ نظریہ حقیقت سے انکاروالے عقیدے پر ختم ہوتا ہے۔

۲۔یہ عقیدہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلام کوئی حقیقی چیز نہیں ہے گویا اللہ کے بندے ازخود جو سوچتے اور اختراع کرتے ہیں وہی اللہ کے لیے قبول ہوتا ہے اس صورت میں فقہ اسلامی اور قانون وضعی میں فرق رکھنا مشکل ہوگا۔تاریخ اجتہاد و مجتہدین سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ فارمولا نوابین اربعہ سے ملتا ہے جہاں ان کا کام صرف پیسہ جمع کرنا تھا،انہوں نے دین وملت کے بارے میں کوئی عملی و مثبت اقدام کیا ہو،نہیں ملتا ہے۔یہ چیز مشاہدہ سے ثابت ہوگئی ہے کیونکہ ایک طویل عرصے سے یہ ملک فرقہ واریت کی آگ میں جل رہا ہے لیکن ان مجتہدین نے اس کیلئے کوئی حل دیا ہو سنا ہے نہ دیکھا ہے۔

۱۔الاجتهاد و الحیات حوارزین العلماء تالیف محاورمحمد حسنی ۲۔اجتهاد و تقلید تالیف محمد مهدی آصفی ۳۔اجتهاد و تقلید تالیف دکتور نادیة شریف ٤۔الشیعه و مراجعه تالیف محمد علی تسخیری ٥۔اجتهاد و تقلید تالیف رضا صدر ٦۔مدخل شریعه و الفقه

۱۳۔احقاقیہ:۔

اثناعشریوں کا ایک فرقہ ہے جو ملا باقر اسکوئی کے پیروکاروں سے منسوب ہے۔سید کاظم رشتی کی وفات کے بعد ان کی اولاد ملا باقر کے درس میں جاتی تھی چونکہ سید کاظم رشتی نے ان کے لئے وصیت کی تھی نیز ملا باقر اسکوئی نے ایک کتاب بنام احقاق حق لکھی تھی تو ان کی اولادوں نے اپنے

خاندان کا نام ہی احقاقی رکھا۔ بیس تیس سال خلیج، پاکستان، ہندوستان اور شام میں مذہب شیخیہ منحوسہ کو فروغ دیا۔ یہ فرقہ بابیت و بہائیت کا تمہیدی فرقہ تھا، سید کاظم رشتی اور سفیر روس کی کاوشوں سے بابیت وجود میں آئی، عقیدہ امام مہدی ونوابین نے ہی بابیت، بہائیت اور قادیانیت کو جنم دیا ہے۔

۱۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۱۴۔احمدیہ:۔

یہ گروہ امام علی رضا کے بعد امام موسیٰ بن جعفر کے فرزند احمد کی امامت کا قائل ہے۔ احمد کی قبر شیراز میں واقع ہے۔

۱۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۵۔احمریہ:۔

احمریہ ایک فرقہ قدریہ ہے ان کا کہنا ہے اللہ کے عادل ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے امور چلانے کی آزادی دے، انہیں اپنے حال پر چھوڑے اور ان کے معاصی کے درمیان حائل نہ ہو جائے۔ (معجم فرق اسلامی ص ۲۰)۔

شائد جامعہ کوثر کے کسی استاد نے کہا ہے یہ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے تخلیق کائنات کے بعد اختیارات ائمہ کے حوالے نہیں کئے وہ اللہ کی جسارت ہے۔

۱۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف

یحیی الامین

۱۶۔اخباریون:۔

کتاب مصادر استنباط بین الاصولیین والاخباریین تالیف محمد عبد الحسن غراوی دار الھادی بیروت ص ۵۵ پر لکھتے ہیں شہرستانی نے لکھا ہے یہ فرقہ امامیہ کی ایک شاخ ہے جس طرح سلفیہ اہل سنت کی ایک شاخ ہے۔علماء شیعہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک علماء کو اصولی واخباری میں تقسیم کرتے آئے ہیں، محقق قمی نے شیخ انصاری سے نقل کیا ہے اخباری کو اخباری کہنے کی وجوہات میں بتایا جاتا ہے یہ لوگ اخباروں میں صحیح، حسن، مؤثق وضعیف میں فرق نہیں رکھتے ہیں سب کو صحیح گردانتے ہیں۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ انہوں نے ادلہ اربعہ قرآن وسنت، اجماع اور قیاس میں سے تین کو مسترد کرکے صرف اخبار کو حجت گردانا ہے جس کی وجہ سے انھیں اخباری کہا جاتا ہے۔صاحب کتاب لکھتے ہیں اس بارے میں ہمیں تحقیق کرنی چاہیے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان قرآن کی دلیل کو مسترد کریں آپ کی تسلی کیلئے عرض کرتے ہیں مسلمانوں میں کونسا فرقہ ہے جس نے قرآن کو کنارے لگانے میں کردار ادا نہ کیا ہو۔میں عرض کرونگا کہ جس طرح بہت سوں نے خود قرآن کو مسترد کیا ہے حالانکہ وہ حکم کو قرآن وسنت دونوں سے استنباط کرنے کی بات کرتے ہیں چنانچہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے محدث استرآبادی متوفی ۱۰۳۴ھ نے نقل کیا ہے کہ اخباری قرآن کے مصدر ہونے سے انکار نہیں کرتے بلکہ ان کے اخباری ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بھی اہل بیت سے لیتے ہیں۔اسی کو قرآن مسترد کرنا کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن سے مستقیم ومستقل دلیل ہونے سے انکار کیا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اہل بیت قرآن کے احکام سے زیادہ آشنا تھے۔ان کے کہنے کے مطابق قرآن کے رموز کی وضاحت بغیر از رجوع اہل بیت ممکن نہیں ہے۔قرآن ہی ثقل ہے اسی کتاب کے

ص نمبر ۱۱۱ پر نقل ہے اخباریین کا کہنا ہے تمام اخبار جو کتب اربعہ میں درج ہیں وہ سب صحیح ہیں چنانچہ حر عاملی محمد بن حسن نے ۲۲ دلائل سے استدلال کیا ہے کہ جو کچھ کتب اربعہ میں ہے وہ صحیح ہے، اس میں مزید تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ مرحوم آغائے خوئی نے اپنی کتاب رجال حدیث کی ابتداء میں ان کے دلائل کو رد کیا ہے۔

دین عزیز اسلام اور قرآن کو کنارے پر لگانے کا کردار اور سہرا اخباریین اور اہل حدیث کو جاتا ہے۔ مستشرقین غرب ومستغربین شرق پر اخباریوں اور حدیثیوں کا بہت احسان ہے اگر اخباریین وحشویین ومحدثین کی کاوشیں نہ ہوتیں تو آج وہ دیار اسلامی میں قدم نہیں جما سکتے تھے۔ اسلام کے اصول وفروع سے مکھی نکالنا اور ان پر انگلی اٹھانا انہی اخباریوں، حدیثیوں اور اصولیوں کے کردار کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ انہیں اس سلسلہ میں بہت سی شقاوتوں سے نجات ملی ہے، انہوں نے آج کل کے سروے کرنے والوں جیسا ہراوٹ پٹانگ سے جاہل سے حدیث جمع کر کے حدیث کی بوچھاڑ کی اور ہر چیز کے بارے میں، کھانسی، زکام، نمک، کھانے پینے، بیماریوں کے علاج کے بارے میں احادیث گھڑی ہیں، انہوں نے نبی کریمؐ سے ہر واقعات وحوادث حکام قبائل، وجہ فرقوں اور مجدد دین کے بارے میں احادیث بنائی ہیں جس سے دین عزیز اسلام ایک کہانی اقلیم مانند بن گیا، نیز فرقوں کے حق میں ہر ایک نے حدیث بنائی یہاں سے فرقہ واریت پھیلانے میں معاونت ملی ہے۔ اسی طرح مراسم ازدواج، زفاف، جہیز اور تہواروں کے بارے میں احادیث بنائی گئی ہیں ان جعلی حدیثوں سے انہوں نے مستحبات ومکروہات کا انبار لگایا ہے اور بعض بے سروپا باتیں کرنے والوں اور عقل وخرد سے خالی لوگوں کو ان میں مصروف رکھا ہے۔ انہوں نے اہل بیت کے نام سے اخبار جعل کرنے والے علماء کے سروں پر تاج محافظین رکھا ہے۔

۱ ـفرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲ ـفرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۷ـ اخنسیہ :ـ

یہ خوارج کا ایک فرقہ ہے جو اخنس بن قیس سے منسوب ہے یہ پہلے ثعلبیہ کے عقائد پر تھے پھر ان کے عقیدے سے رجوع کیا۔انھوں نے کہا ہمارے اوپر واجب ہے کہ جو مسلمان دیار کفر میں ہیں وہ خاموشی اختیار کریں، کچھ نہ بولیں۔ جو پہلے سے تھے ان کے دین وایمان کا ہمیں پتہ ہے توقف کریں۔ جو اہل ایمان ہیں ان سے ہم ولایت رکھتے ہیں جو اہل کفر ہیں ان سے برأت کرتے ہیں، وہ کسی قبیلہ سے اسوقت تک جنگ نہیں کرتے جب تک اس کو اپنے مذہب کی طرف دعوت نہ دیدیں، اگر وہ ان کی دعوت کو قبول کریں تو ٹھیک ورنہ وہ اس سے جنگ لڑتے تھے وہ اپنے اور ان کے ساتھ نہ نکلنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

۱ ـفرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲ ـفرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳ ـالعلویون بین الحقیقةوالسطورة تالیف هاشم عثمان

۱۸ـ اخوان الصفا :ـ

چوتھی صدی کے دوسرے نصف میں اخوان الصفا کی بنیاد رکھی گئی، جس وقت خلافت اسلامی عباسی رو بہ سقوط وزوال تھی۔ اخوان الصفا ایک جمعیت روپوش ومخفی تھی جو شہر منافقین بصرہ میں وجود میں آئی ہے۔اس کی شاخیں دنیا کے تمام ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ بصرہ قدیم زمانے سے مرکز مذاہب فاسدہ وضد اسلامی رہا ہے۔ابی حیان نے اپنی کتاب مقابسات میں لکھا ہے اخوان الصفا

کے بانیوں میں زید بن رفاعہ ابو سلیمان بستی جن کو مقدس بھی کہتے تھے، ابوالحسن زنجانی ابو احمد مہر جانی او فی وغیرہ ہیں، انکے علاوہ کچھ افراد نے ایک جماعت بنانے پر اتفاق کیا ہے اور قدس و طہارت و نصیحت پر مبنی شعار کا ایک مذہب وضع کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا ہم اللہ سے نزدیک ہونے کے لئے راستے تلاش کریں گے، ان کا کہنا تھا شریعت ضلالت و گمراہی سے آلودہ ہوگئی ہے لہذا اس کی تطہیر کی ضرورت ہے جو بغیر واسطۂ فلسفہ کے ممکن نہیں، الہذا فلسفہ یعنی حکمت و اعتقاد اور مصلحت اجتہادی تینوں کا احاطہ کرتا ہے، اس غرض سے انھوں نے پچاس رسالے لکھے اور ان کا نام رسائل اخوان صفا رکھا ان پر اپنا نام درج کیا اور ان کو لوگوں میں نشر کیا۔ انھوں نے کہا دین کو فلسفہ سے دھوئیں گے۔ ان کا یہ جملہ ابلیس لعین کے اس جملہ سے مشابہت رکھتا ہے جہاں اس نے آدم صفی اللہ سے کہا تھا ﴿ **هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لا يَبْلَى** ﴾ ان دونوں کا طور و طریقہ ایک ہے دونوں انسانوں کے کمزور زاویے سے بات کرتے ہیں۔ دین انسانی شعور و عقل سے خطاب کرتا ہے، دین ان پڑھ و جاہل سے خطاب کرتا ہے ہر انسان کی سمجھ کے مطابق بات کرتا ہے چونکہ دین جہالت کی محیط میں نازل ہوا اور جاہل عربوں سے خطاب کیا لیکن ساتھ ہی علماء و نوابغ بشر کو چیلنج کیا جس چیز کو فلسفی سمجھانے سے عاجز اور قاصر رہے دین نے اس کو سادہ اور آسان زبان میں بیان کیا ہے، جبکہ فلسفہ نے آسان دین کو پیچیدہ و معمہ بنایا ہے، جس کی واضح مثال معتزلہ ہیں۔ معتزلہ نے دو صدیاں گزرنے کے بعد ذات وصفات الٰہی کی پیچیدگیوں کو اٹھا کر دین کو ناقابل فہم بنایا ہے۔ (ظہر الاسلام ج ۲ ص ۱۰۴)

احمد امین لکھتے ہیں اخوان صفا میں سے ابوالمعلا معری، ابوحیان توحیدی اور ابن راوندی ہیں۔ ابوالمعلا معری جب بغداد پہنچے تو دیکھا ایک خاص گروہ فلسفی کا اجتماع ہے جہاں ہر جمعہ کو عبد السلام بصری امین مکتبہ سابور میں جمع ہوتے تھے۔ ابوحیان بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا اسی طرح

ابن راوندی زندیق مشہور تھا،ان کی برگشت اسی فرقہ باطنیہ کو جاتی ہے۔احمد امین لکھتے ہیں اس گروہ کا بڑا شخص زید بن رفاقہ ہے کہتے ہیں ابو حیان سے ان کے بارے میں پوچھا تو کہا وہ اچھی معلومات رکھتے تھے۔ان کا کوئی مذہب نہیں تھا اخوان صفا نے اپنی تنظیم کو چار مراتب پر منظم کیا ہے ۔احمد امین لکھتے ہیں بعض کا کہنا ہے یہ لوگ شیعہ تھے وہ اس کیلئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ انھوں نے ایک حدیث اپنے رسائل میں لکھی ہے، کسی نے نبی کریمؐ سے پوچھا یا رسول ؐاللہ جو انسان لا الہ الا اللہ پڑھیں گے جنت میں داخل ہونگے ،آپؐ نے فرمایا ہاں اگر اس میں اخلاص ہو،تو پوچھا اخلاص کیا ہوتا ہے؟تو کہا حدود کا علم ہونا حقوق کا ادا ہونا، کہا حدود کا علم کیا ہوتا ہے؟حقوق کا ادا کرنا کیا ہوتا ہے تو آپؐ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جو شہر میں آنا چاہتے ہیں انہیں دروازے سے آنا چاہیے۔ اس سے پتہ چلتا ہے یہ لوگ شیعہ تھے انھوں نے اختلافات زیادہ ہونے کی وجہ سے طبقات بنائے ہیں۔

کتاب معجم الفاظ کے ص ۲۷ پر آیا ہے کہ ان کی اصل برگشت قرامطہ کو جاتی ہے تیسری صدی میں آل بویہ کے دور میں اس کی تنظیم ہوئی ہے اس کی املا کرنے والا ابو سلیمان محمد بن نصر سبطی ہے جو مقدس کے نام سے معروف ہے انھوں نے شریعت کو طریقہ فلسفہ پر تدوین کیا ہے، بعض نے اس کو امام جعفر صادق کی طرف نسبت دی ہے جو کہ غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کا مؤلف مسلم بن قاسم الاندلس ہے جو جامع علوم حکمت الحیات ،طبعیات ،ہندسہ،فلکیات، کیمیا وغیرہ سب جانتے تھے اس نے ۳۵۳ھ میں وفات پائی ۔ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنہ میں لکھا ہے بعض کا کہنا ہے یہ رسالہ امام صادق نے لکھا ہے امام صادق نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی ہے جبکہ یہ رسائل امام کی وفات کے دوسو سال بعد آل بویہ کے دور میں اسماعیلیہ کے وجود میں آنے کے بعد وجود میں آئے

ہیں۔یہ کتاب کفر محض ہے انہوں نے خود کو تابع شریعت ظاہر کیا ہے لیکن ان کے اندر کفر بھرا ہوا ہے۔یہ فلاسفہ کے گروہ کی ترتیب شدہ ہے۔کتاب موسوعہ ادیان ص ۵۹ پر آیا ہے ان کا تعلق شیعہ اسماعیلیہ سے ہے بعض نے کہا یہ گروہ فلسفی سے تعلق رکھتے ہیں صاحب موسوعہ لکھتے ہیں ان کی فکر یونانی، فارسی اور ہندوانہ فکر سے مخلوط فکر ہے، انھوں نے دین کو فلسفے کے سامنے خاضع کرنے کی کوشش کی ہے۔اس لئے قرآن مجید کی تفسیر رمزی کرنے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے کہا کہ تمام ادیان کو فلسفہ سے ہم آہنگ کریں ان کا گمان ہے کہ شریعت ضلالت و جہالت سے آلودہ ہوگئی ہے اس کو فلسفہ سے طہارت کرنے پر فلسفہ سے کچھ نہ کچھ لیا ہے ان کی فکر ۳۳۴ھ سے آل بویہ کی نظارت میں شروع ہوئی۔

یہ وہ دور تھا کہ جب گردو پیش علاقوں میں منصوب والی و گورنر اپنی جگہ استقلال و خود مختاری حاصل کر چکے تھے۔دوسری طرف سے آل بویہ فارس، رے اور اصفہان پر غالب تھے۔ہمدان موصل، حلب اور دیار بکر و ربیعہ پر قابض ہوئے۔فاطمی افریقہ، مغرب اور مصر پر قابض ہوئے۔اموی اندلس پر، قرامطہ یمن و بحرین پر اور دیلمی طبرستان اور جرجان پر قابض ہو چکے تھے، غرض وسیع و عریض امپراطور اسلامی عباسی مکمل تقسیم ہو چکی تھی۔ایک ہی وقت میں اس عظیم مملکت پر تین حکومتیں قائم ہو چکی تھیں عراق میں عباسی، شمال افریقہ میں فاطمی اور اندلس میں اموی اپنی حکومتیں قائم کر چکے تھے۔ان میں سے ہر ایک اپنے مذہب کو دوسرے علاقے میں نافذ کرنے میں سرتوڑ کوشش کرتا تھا خلافت فتنہ وفساد کے آخری گرداب میں پھنس چکی تھی۔جب ۳۳۴ھ میں آل بویہ بغداد میں داخل ہوئے تو اس وقت خلیفہ مقتدر بدترین دور سے گزر رہے تھے، قصر خلافت میں کنیزوں اور غلاموں کا بول بالا ہو چکا تھا، مال و دولت اور درہم و دینار کی ارزش ختم ہو چکی تھی اور مجرم و جرائم پیشہ گمراہ لوگ

اعلیٰ وارفع مناصب رشوت وہدیہ کے طور پر دیتے اور لیتے تھے۔ایسے لوگ جب منصب پر پہنچتے تو لوگوں کی شریان سے خون چوستے تھے خلافت برائے نام باقی تھی، جو کچھ ان کے پاس حکومت تھی وہ ان کے منشی وکاتب چلاتے تھے۔اس صورت حال کے پیش نظر ہر جگہ فتنہ وفساد بڑھ رہا تھا خلیفہ اس فتنہ وفساد کو خاموش نہیں کر سکتے تھے اضطراب و انتشار عوامی صفوں تک پھیل چکا تھا۔ ۳۱۷ھ میں قرامطہ فاسدہ مکہ جانے والے راستوں پر قبضہ کر چکے تھے انہوں نے مال حجاج کو لوٹ لیا،حاجیوں کو قتل کیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر لے گئے۔

وہ کعبہ کے پردے کو بھی اٹھا کر لے گئے یہ سب باطنیہ کرتے تھے۔ان کی فکر ونظر وعقائد فلاسفہ،ادیان فاسدہ سے آمیزش شدہ تھے،وہ ان سے مخلوط نظریات اختراع کرتے تھے اور لوگوں کو اپنے نظریات کی پیروی کی طرف دعوت دیتے تھے،اس دور میں مختلف فرقے وجود میں آئے۔وجود میں آنے والے ان فرقوں میں سے کامیاب فرقہ اخوان الصفا تھا انہوں نے علم سے دین کو پاک کرنے کا نعرہ بلند کر کے علم پھیلانے کی بات کر کے دین کو تہہ و بالا کیا جس طرح عصر حاضر میں مغرب نے علم کے نام سے مسلمانوں کی دولت کو لوٹا اور انہیں اپنا غلام و مزارع بنایا ہے۔وہ زیادہ تر جوان لڑکے لڑکیوں پر توجہ دیتے تھے انہوں نے اپنی تنظیم کے چار گروہ بنائے تھے ان کی تعلیمات ایرانی،ہندوستانی اور یونانی فلاسفہ سے مرکب تھیں۔

۱۔مجلہ ثقافہ اسلامیہ ناشر جمہوری اسلامی ایران عدد سات ص ۱۱۲

۲۔فرہنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ٤۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٥۔اخوان الصفاء

۶۔موسوعۃ الادیان (المیسرہ) ۷۔الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب المعاصرۃ تالیف مانع بن حماد الجھنی ۹۔ظہر اسلام تالیف احمد امین

۱۹۔اخوان المسلمین:۔

اخوان المسلمین عالم اسلام میں سب سے پہلے وجود میں آنے والی سیاسی جماعت ہے اس کے بانی استاد حسن بناء متوفی ۱۳۶۸ھ نے ۱۳۲۷ھ میں اس جماعت کی بنیاد رکھی مصر جو کہ گہوارۂ علوم قدیم و جدید تھا وہاں علم و ثقافت میں استاد اور دین و دیانت داری میں معروف اشخاص نے اس جماعت کا استقبال کیا، عالم اسلامی میں ہر جگہ اس کی شاخیں کھولی گئیں اساتید جامعہ الازہر اس کے اراکین عام و خاص بنے لیکن ایک سو سال گزر گئے، اقتدار نہیں ملا، جب ملا تو اپنے حال و احوال کی اصلاح میں لگے۔انہوں نے جو وعدہ مسلمین کو دیا تھا کہ قرآن اور سنت پر مبنی نظام لائیں گے، بھول گئے۔تنہا یہ لوگ نہیں بلکہ جس جس تنظیم و گروہ و جماعت نے کہا کہ قرآن اور سنت پر مبنی نظام لائیں گے وہ سبھی اس وعدے کو بھول گئے کیونکہ انہوں نے قرآن و سنت پر مبنی نظام لانے کے لیے درکار ضروریات و وسائل قرآن و سنت مخالف طاقتوں سے لیے تھے، وہ کہاں ان کو اجازت دیتے کہ قرآن و سنت نبی کریمؐ پر مبنی نظام لائیں۔قرآن اور سنت تو نعرے کی حد تک تھا۔پاکستان میں اس غرض کیلئے بنائی گئی جماعت علماء اسلام اور جماعت اسلامی حکومت محمدؐ کو بھول کر محمد علی جناح اور محمد اقبال کے اسلام لانے کا کہہ رہے ہیں۔ان میں سے بعض قرآن کے خلاف نظام لائے، بعض اقتدار پر آنے کے بعد اپنا وعدہ بھول گئے اور قرآن کی جگہ سیکولرازم اور مغرب گرائی لائے۔

ممکن ہے بہت سے لوگوں کو نوکریاں اور روزگار ملے ہوں گے، مدارس کو جدید جامعات بنایا ہوگا، ان کی اپنی پارٹیوں کو سہولتیں ملی ہوں گی۔اس لئے کہ انہیں اپنی اپنی شاہانہ اخراجات رکھنے والی

پارٹیوں کو چلانے کے لئے ضد اسلام افکار رکھنے والے، اسلام مخالف حتیٰ مسیحیوں کی بھی شاخیں کھولی ہوئی ہیں۔ این جی اوز سے تعاون لینا ضروری اور ناگزیر گردانا، قرآن اور سنت محمدؐ کا واضح، قاطع و جازم و صارم حکم ہے کہ کافرین سے تعاون کریں اور نہ لیں۔ قرآن میں حضرت محمدؐ سے خطاب میں آیا ہے آپ ہمارے وکیل نہیں ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بھی محترم استاد غامدی یا خورشید ندیم کی بات کرتے ہیں کہ سب چیزیں ریاست کے حوالے کریں، ہم امام جماعت و مؤذن کے تقرر کے حق کو ان لوگوں کے سپرد کرنے کے حق میں نہیں ہیں کہ جو ہندو مسلم تمیز ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو لادینوں سے تعاون و ہم کاری بھی نہ کریں۔

۱۔تاریخ الفرق و عقائدھا تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ۲۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح ۳۔قاموس المذاہب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ٤۔فرھنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٥۔فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٦۔الموسوعة المیسرة فی الادیان والمذاھب المعاصرة تالیف مانع بن حماد الجھنی ۷۔حیات استاذ حسن بناء

۲۰۔ازارقہ:۔

یہ فرقہ ابی راشد نافع بن الازرق متوفی ۶۵ھ سے منسوب ہے۔ یہ شخص انتہائی باصلاحیت و لیاقت اور قابلیت قیادت رکھتا تھا وہ عبید اللہ کے زندان میں تھا، عبید اللہ کی حکومت کمزور ہونے کے بعد اسے رہائی ملی تو اس نے فارس کے شہروں میں بنی امیہ کے خلاف خروج کیا۔

اس کا کہنا تھا گناہ کبیرہ کرنے والا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور وہ آخرت کے دن

جہنم جائے گا۔انھوں نے مرتکب گناہ کبیرہ کو جہنمی قرار دیا ملھب نے اس کے ساتھ جنگ لڑی آخر میں ازارقہ کو ان سے شکست ہوئی پھر وہاں سے وہ سابور شہر میں ہجرت کر گئے۔

ابی راشد نافع بن ازرق نے بصرہ اور اہواز کے اطراف پر قبضہ کیا پھر اس کے بعد عبداللہ بن زبیر کے دور میں قیام کیا اور عبداللہ بن زبیر کے داعیوں کو قتل کیا نافع کے ساتھ خروج کرنے والا عتبہ بن اسود حنفی ہے۔

ازارقہ کی آٹھ بدعتیں:۔

۱۔اس نے علی،عثمان،طلحہ و زبیر،ام المومنین عائشہ اور عبداللہ بن عباس سب کو کافر اور جہنمی قرار دیا ہے۔

۲۔ان کے ساتھ جنگ میں شرکت نہ کرنے والے کو بھی کافر کہتا تھا۔

۳۔وہ اپنے مخالفین کے بچوں کو قتل کرنا مباح سمجھتا تھا۔

۴۔اس نے مرد یا عورت کے ایک دوسرے کو قذف کرنے کی حد کو ساقط کیا۔

۵۔قول و فعل میں تقیہ جائز ہے۔

۷۔جائز ہے کہ اللہ ایک ایسے نبی کو مبعوث بہ رسالت کرے جس کو وہ جانتا ہے کہ مبعوث ہونے سے پہلے یا بعد میں کافر ہو جائے۔

۸۔گناہ کبیرہ کرنے والے کافر ہیں اور ملت اسلام سے خارج ہیں وہ ابلیس کے ساتھ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

۱۔اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة ۲۔تاریخ الفرق و عقائدها تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ۳۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد

الله عامر عبد الله فالح ٤ ـموسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ٥ ـكتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ٦ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد ٧ ـ فرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٨ ـفرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين ٩ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل ١٠ ـالفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادی ١١ ـالموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير ١٢ ـتاريخ الفرق و عقائدها تاليف الدكتور محمود سالم عبيدات

۲۱۔اسحاقیہ:۔

فرق جناحیہ کی ایک شاخ ہے جو اسحاق بن زید بن حارث سے منسوب ہے۔یہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر کی اتباع کرتے تھے حضرت علی کو حضرت محمدؐ کی نبوت میں شریک گردانتے تھے۔

١ ـفرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

٢ ـفرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۲۔اسحاقیہ:۔

اسحاقیہ اسحاق بن عمرو کے پیروکار تھے یہ فرقہ کیسانیہ سے تعلق رکھتے تھے انکا عقیدہ تھا کہ امامت نسل ابو طالب سے نسل عباس میں منتقل ہوئی۔ان کا عقیدہ ہے زمین نبوت سے خالی نہیں رہتی ہے حضرت محمدؐ کے بعد اللہ علی میں حلول ہوا ہے اور حضرت علی کے بعد کس میں حلول ہوا ہے اس

بارے میں ان میں اختلاف ہے۔

۱۔فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۔اطلس الفرق و المذاھب الاسلامیةتصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل

۲۳۔اسحاقیہ:۔

اسحاقیہ پیروان ابویعقوب اسحاق بن محمد بن ابان نخعی کوفی ملقب احمر یہ متوفی ۲۸۶ھ ہے۔

۱۔فرھنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔اطلس الفرق و المذاھب الاسلامیة تصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل ۳۔فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۴۔اسحاقیہ:۔

اسحاقیہ پیروانِ اسحاق ترکندیہ نسل یحییٰ بن زید بن علی تھے وہ اپنی جگہ ناخواندہ تھے کہتے تھے ان کا رابطہ جنوں سے ہے۔کہتے ہیں کہ سوال کنندہ کو اگلے دن کا وعدہ دیتے تھے اور کسی جن سے پوچھ کے جواب دیتے تھے یہ ابومسلم خراسانی کے معتقدین میں سے تھے۔

۱۔فرھنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۵۔اسکالرشپ:۔

یہ ایک جماعت ہے یہ مغرب والوں کے لئے مسلمان ملکوں کی درسگاہوں سے قابل وذہین بچوں کو انتخاب کرتے ہیں اور ابتدائی تعلیم سے اعلیٰ تعلیم تک کے اخراجات اور مواقع فراہم کرتے ہیں۔بڑے خاندانوں کی نسل کو اقتدار اعلیٰ کی لالچ اور چھوٹے خاندانوں کو ملازمت اور مغربی ملکوں کی شہریت کی لالچ دیتے ہیں۔وہ ان سے یہ وعدہ لیتے ہیں کہ آپ نے یہاں ہر طرف سے اسلام

کے راستے کو روکنا ہے، اسلام کے راستے میں گڑھے کھودنے ہیں اور رکاوٹیں کھڑی کرنی ہیں۔ معاشرے میں بحالیٔ اسلام کے لئے ہونیوالے اقدامات کی معلومات مغرب کوفراہم کرنی ہیں اہل دین و دیانت کو ذلیل وخوار اور شرمندہ کرنے کے مواقع تلاش کرنے ہیں اور غیر اسلامی سرگرمیوں کی حمایت و حوصلہ افزائی کرنی ہے، یہ فریق مسلمانوں میں عزت نفس و استقلال فروش ہے۔ اب تک جتنے بھی لوگ اس جال میں پھنس گئے ہیں وہ مغرب گئے ہیں یا یہاں ان کیلئے سرگرم ہیں اور یہ سلسلہ تقریباً تمام اسلامی ملکوں میں جاری ہے۔ یہ سلسلہ دارالخلافہ عثمانیہ کے آخری دور سے شروع ہوا، اسی گروہ نے آخر میں خلافت کی بساط برچیدہ کیا اور لادینی نظام مسلط کیا، اس کے بعد مصر، ہندوستان، پاکستان اور ایران میں چل رہا ہے۔ یہاں کی صورت احوال بھی اسی رخ پر چل رہی ہے اللہ سے امید قوی ہے کہ اپنے اس وعدے کے تحت ''بعض کو بعض کے خلاف اٹھائینگے'' اجراء کریں گے۔

اس سلسلے میں ترکیہ میں اتاترک، مصر میں قاسم امین، سعد ذعلول، طٰہٰ حسین اور ایران میں رضا خان اور مصدق نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا اسی طرح اس کام میں تعاون کرنے والوں میں ہندوستان و پاکستان میں سرسید احمد خان، محمد علی جوہر، محمد علی چراغ محمد علی جناح، علامہ اقبال، امیر علی، لیاقت علی خان، بے نظیر بھٹو، پرویز مشرف، نواز شریف، شہباز شریف، زرداری، بلاول اور عمران خان سرفہرست ہیں، یہی لوگ دین کا راستہ روکنے اور دینداروں سے مسخرہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے برے عزائم، مظاہر دینی سے کراہت اور منافقت کو ہم نے نزدیک سے دیکھا اور سنا ہے اور ہمیں ازبر ہیں ان شاءاللہ موقع ملنے پر شگفتہ کروں گا۔

۲۶۔ اسماعیلیہ:۔

فرقہ اسماعیلیہ کی بنیاد یہودیوں، مجوسیوں، مسیحیوں کے نمائندہ ابی الخطاب اسدی، میمون

دیصانی اور عبداللہ قداحی وغیرہ نے عراق میں رکھی، اس کی تفصیل آگے باطنیہ میں ہوگی۔

ا۔ یہ خوارج کے بعد وجود میں آنے والی دوسری جماعت ہے۔ وہ اسلامی ریاست جس نے دو امپراطور عالمی روم وفارس کو صفحۂ ہستی سے مٹایا تھا یہ اس کو گھٹنے پر بیٹھنے یا ٹکڑے ٹکڑے کیلئے وجود میں آئے، یہ حقائق اسلام کو مسخ اور مٹانے کا منصوبہ لے کر آئے تھے۔ وہ اہل بیت کو اقتدار مسلمین تک پہنچانے کیلئے نہیں بلکہ اللہ کی الوہیت اور ربوبیت کا تصور ختم کر کے اپنی الوہیت وربوبیت منوانے کیلئے آئے تھے۔

مذہب اسماعیلیہ کا دین امامت سے شروع ہوتا اور امامت ہی پر ختم ہوتا ہے ان کے روزمرہ وردزبانی نص وشتم طنز خلفاء مسلمین ہے۔ احکام کے بارے میں وہ اباحیہ مطلقہ کے قائل ہیں کتاب فرہنگ فرق اسلامی تالیف جواد مشکور استاد دانشگاہ تہران اپنی اس کتاب کے صفحہ۵ پر لکھتے ہیں نظریہ اباحیہ کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔

ا۔ ہمیں چاہیے بوجھ وتکلیف کو عوام سے اٹھائیں۔

۲۔ حلال وحرام کا جو تصور قرآن اور سنت محمدؐ میں آیا ہے اس سے مراد ولایت ائمہ اور ان کے دشمنان سے برأت ونفرت ہے۔

۳۔ معرفت یا بیعت امام کے بعد کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے یہاں سے اسماعیلیوں کا کہنا ہے حقائق روشن ہونے کے بعد شریعت ختم ہو جاتی ہے۔

۴۔ اسماعیلیوں کا یہ بھی کہنا ہے قیامت دو قسم کی ہے ایک قیامت کبریٰ دوسری قیامت صغریٰ، قیامت صغریٰ برپا ہو چکی ہے قیامت صغریٰ برپا ہونے کے بعد تکالیف شرعیہ ختم ہو جاتی ہیں تمام محرمات حلال ہو جاتے ہیں نکاح کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے گویا کہ شریعت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

وہ چندین دفعہ شریعت کے ختم ہونے کا اعلان کر چکے ہیں ایک دفعہ مصر میں حاکم بامر اللہ نے اعلان کیا ، دوسری دفعہ فارس میں قلعہ الموت میں فرقہ صباحیہ نے کیا ہے اور تیسری دفعہ ہندوستان میں آغا خان نے کیا ہے۔

اسماعیلیہ نے اپنے مکروہ عزائم اور مسخ چہرہ کو چھپانے کی خاطر خود کو مختلف اور متعدد ناموں سے متعارف کیا ہے۔انہیں سبعیہ، باطنیہ، مبارکیہ، فاطمیہ، تعلیمیہ بھی کہتے ہیں۔مشہور مؤرخ محدث شیعہ سعد قمی اپنی کتاب مقالات فرق میں لکھتے ہیں اسماعیلیہ کے تین فرقے ہیں:

۱۔ جو جعفر بن صادق کے بعد امامت اسماعیل کے قائل ہیں وہ اسماعیل ہی کو مہدی موعود قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ مرے نہیں بلکہ غیبت میں گئے ہیں اور واپس آ کر زمین کو عدل و انصاف اور امن سے پر کریں گے یہ وہی منطق ہے جو سبائیہ نے کہی تھی ۔

۲۔امامت جعفر بن صادق کے بعد اسماعیل اور پھران کے بیٹے محمد میں منتقل ہوئی ہے۔

۳۔اسماعیلی محمد بن ابی زینب اسدی، ابی الخطاب اور میمون دیصانی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔

انھیں سبعیہ اسی لئے کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے امامت کو سات پر روک دیا نیز سات ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔اسماعیلیہ سے چندین فرقے نکلے ہیں۔

۲۔اسماعیل نے امام صادق سے پہلے وفات پائی ان کا کہنا ہے کہ چونکہ امام صادق نے ان کو امامت پہلے دی تھی لہٰذا وہ اسماعیل کی وفات کے بعد ان کے بیٹے محمد میں منتقل ہوئی ۔

۳۔اسماعیل نے امام صادق سے پہلے وفات پائی لہٰذا امامت خود امام جعفر صادق میں باقی

رہے گی۔

۴۔امام صادق نے اپنے بعد اسماعیل کے بیٹے محمد کونامزد کیا۔

۵۔اسماعیل مرے نہیں بلکہ امام صادق نے ان کو بچانے کے لئے ان کی وفات کا اعلان کیا ہے۔

۶۔اسماعیلیہ مستعلی مستنصر کے چھوٹے بیٹے کا نام ہے ان کے وزیر نے قوانین اسماعیلیہ کے خلاف مستعلی کو جانشین مقرر کیا،ان کا یہ سلسلہ اس وقت تک رہا جب تک صلاح الدین نے ان کا خاتمہ نہیں کیا۔

۷۔نزاریہ یہ مستنصر کے بڑے بیٹے کا نام ہے قانون اسماعیلی کے تحت امامت نزار کوملنی تھی اس کونہیں دی بلکہ اس کوزندان میں قتل کیا۔حسن صباح نے اس کے نام سے ایران میں امامت نزاریہ کے نام سے چلائی،یہاں تک کہ ہلاکو نے قلعہ الموت پر قابض ہونے کے بعد ان کا قتل عام کیا،اس سے بچنے والے ایران کے دیہاتوں اور ہندوستان میں فرار ہوگئے۔

۸۔حشاشیون ایران کے شہر کوہستان میں قائم قلائع میں موجود چرس افیون خوروں کو کہتے تھے۔

۹۔بوہرا:یہ فرقہ مستعلی سے تعلق رکھتے ہیں پاکستان وہندوستان میں ہوتے ہیں۔

اسماعیلیوں کی خباثتیں بنی امیہ اور بنی عباس جیسی نہیں جو چند نکات تک محدود ہوں انہوں نے خود کوخاندان نبوت سے انتساب کیا ہے یہ ان کی پہلی خیانت ہے،یہ ان کے ماتھے پر سیاہ داغ بنا ہے۔اس کے بعد قلعہ الموت میں قائم حکومت نزاریہ دوسری خیانت تھی،تیسری خیانت اسماعیل صفوی نے جو کہ پہلے شیخ کہلاتے تھے منصب حکومت سنبھالنے کے بعد دعویٰ انتساب بخاندان اہلبیت

کیااور پھر اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے سادات کے فضائل کی کتابیں لکھوائیں، چوتھی دفعہ سلسلہ خانی ہے۔قلعہ الموت میں بے نسبت والوں کے علاوہ صفویوں اور آغا خانیوں نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا تا کہ اس سے اپنا چہرہ نمائی کر سکیں۔اسی وجہ سے انہیں مراسم ومظاہر دینی دکھانا پڑتے ہیں لہٰذا ابتداء ہی سے ان کا کردار عبداللہ بن ابی کا کردار رہا ہے وہ اپنے کفر کو چھپا کر خاندان نبوت سے انتساب کا چرچا کرنے لگے۔ان میں ایک گروہ الحادو تنسیخ شریعت وتعطیل شریعت والا نکلا جس کا نام قرامطہ تھا وہ ابی الخطاب اسدی کے منشور کو آگے بڑھاتے رہے، دوسرا گروہ سلمیہ میں تھا وہاں عبداللہ میمون دیصانی دینداری اور مظاہر اسلام کا مظاہرہ کرتا تھا چونکہ ان کو اسلام ہی کو الٹا کرنا تھا اسلئے ان کو اسلام کا نام اپنانا پڑتا تھا، مسلمانوں میں ہی رہنا پڑتا تھا، صوم وصلوٰۃ کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا، اصل ہدف دین کا خاتمہ تھا۔ یہاں تک کہ مصر میں چھٹے حاکم منصور بن عزیز کنیت ابوعلی نے تین سو چھیاسی ہجری میں اقتدار سنبھالا تو اس نے کھلے عام اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنا کر چلنا شروع کیا۔اس کی اسلام سے کھلی بغاوت کو دیکھنے کے بعد ان کی بہن "ست" نے خاندان کے اقتدار کو بچانے کیلئے ان کو قتل کیا۔اسماعیلیوں نے نو آباد مسلمان علاقوں الجزائر، مراکش، مصر وشام اور ایران میں حکومتیں قائم کیں، یہاں تک وہ برصغیر میں اسلام کے نام سے آئے اور ہندو بوذیوں سے مصالحت کرکے ان کو راضی کر کے اسماعیلی قرامطہ کا مذہب پھیلایا، پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان میں لوگ دین کے نام سے کچھ بھی نہیں جانتے تھے وہ صرف پنجتن کے نام جانتے تھے اور لیتے تھے اور تینوں خلفاء پر سب وشتم ان کا دوسرا ستون تھا۔انہوں نے فرق رکھنے کیلئے لوگوں کو بانٹ کے رکھا، وہ اپنے مذہب کو سنی شیعہ اور صوفی کے نام سے چلاتے رہے اور مظاہر اسلام سے کراہت ونفرت کا مظاہرہ کرتے رہے۔لہٰذا یہاں کا مذہب وہی قرامطہ واسماعیلیہ کا مذہب ہے، عوام اسی پر ہیں، علماء کا اس میں کوئی کردار نہیں

ہے عوام ایسے علماء کو انتخاب کرتے آئے ہیں جو ان کی بولی بولیں، ان کیلئے گڑیا بنیں۔ یہاں اسلام کا نام باقی رہنے کا کردار نہ عوام کا ہے اور نہ علماء کا بلکہ یہ وہ وعدۂ الٰہی ہے جو اللہ نے سورۃ کوثر کے ذریعے صنادید و عنادید قریش کو پیغام دیا تھا کہ تم ہی بدنام ہو گے تم ہی منفور رہو گے لہٰذا عاص بن وائل جیسے ظالم و جابر و فاسد سلاطین فاطمیین اور مغول خود مجبور تھے کہ اسلام سے تعارف کرائیں تو یہاں سے یہ واضح ہو جائے گا کہ آغا خانی اور اسماعیلی دو نہیں بلکہ ملحدین کے دائیں بائیں بازو ہیں، لہٰذا بعض علماء شیعہ جیسے حسن امینی وغیرہ کا اسماعیلی اور بوہرا سے دفاع فرقہ کا تعصب ہے یا تاریخ سے ناواقفیت؟۔ اگر یہ مسلمان ہوتے تو تجاہر بالفسق، ترک صلوٰۃ، ترک صوم اور بے حجابی اعلانیہ نہیں کرتے، اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آج تک شیعہ سنی اور صوفی برائے نام جھگڑا کرتے ہیں اور اندر سے اسی منشور پر عمل کرتے ہیں جس کی باطنیہ نے منصوبہ بندی کی ہے اسی منصوبہ بندی کے تحت یہ چل رہے ہیں۔ اسلام ان میں سے کسی کے ذریعے سے زندہ نہیں بلکہ اللہ کے معجزے سے زندہ ہے۔

عقائد اسماعیلیہ:۔

اسماعیلیوں کے عقائد کتاب کی صورت میں عامۃ الناس یا اہل تحقیق کو آسانی سے میسر نہیں ہیں، اس عدم دستیابی کے بارے میں حامیان اسماعیلیوں کا کہنا ہے دعوت اسماعیلی تاریخ میں اپنے دشمنوں کی زد میں رہی ہے لہٰذا وہ اپنے عقیدہ و عمل کا آشکارانہ مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے دنیا میں جہاں ملحدین و کافرین کی کتب نشر ہوتی ہیں وہاں ان کی کتب کیوں نشر نہیں ہوتی ہیں ایسا نہیں بلکہ انکے عقائد قابل اشاعت نہیں، انکی مذکورہ توجیہ اپنی جگہ غلط اور بے بنیاد ہے دنیا جانتی ہے اسماعیلیوں نے ایک کثیر اسلامی علاقہ مصر و شام و ایران اور عراق پر طویل عرصہ حکومت کی ہے۔ انھوں نے چند صدیوں سے زائد مصر، شام اور ایران میں حکومت کی ہے۔ ان کے عقائد کی

تصریح واشاعت نہ ہونے کی وجہ وہ نہیں جوانہوں نے بیان کی ہے بلکہ وہ عامۃ الناس میں خود کو خاندان نبوت سے انتساب کر کے اس حکومت کا شرعی وارث متعارف کراتے تھےلہٰذاوہ اسلام کے نام سے ضد اسلام اعمال کا کھلے عام مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے،مظاہرہ میں اس ڈر سے صحیح عقائد پیش نہیں کر سکتے تھے کہ کہیں لوگ عقائد اصلی کو نہ اپنائیں۔یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ مصر اور شام میں حکومت کرتے تھےلیکن رعایا تو مسلمان تھی۔ان کے تمام عقائد کی برگشت ایک کتاب پر ہوتی ہے جس کا نام ''ام الکتاب'' ہے۔اس کتاب میں افکار ابوالخطاب اسدی درج ہیں یہ اس کی تعلیمات و ہدایات ہیں یہ ان کی نظر میں مقدس ترین کتاب ہے۔

اسماعیلیوں کے عقائد:۔

ا۔امام منصوص ہوگا۔

۲۔ہر دور میں امام کا ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔

۳۔امام نسل عن نسل فرزند کبیر ہی ہوگا۔

۴۔امام معصوم ہوتا ہے۔

ان کے تمام عقائد حقائق کے پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے اور وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے
۔

ا۔ ہر دور میں امام میسر نہ ہونے کی وجہ سے وقفوں کیلئے امام مستور اختراع کرنا پڑا۔ابھی چند صدیوں سے برصغیر اور یمن میں وہ اپنے امام کو روحانی پیشوا کے نام سے متعارف کروار ہے ہیں۔

۲۔انہوں نے بالغ امام نہ ملنے کی وجہ سے نابالغ امام کے نام سے چلایا۔

۳۔معصوم کے معنی بدلنا پڑا بعض امام سے باز پرس نہیں کر سکتے امام کو عالم غیب سے واقف و

آگاہ ہونا چاہیئے ،اس کیلئے بداء اختراع کرنا پڑا،شرط منصوص از اللہ یا رسول اللہ سے دست خالی ہونے کے بعد رجعت اہل بیت اٹھایا۔

۴۔ان کی خصوصیات مذہبی میں سے ایک جھوٹ ہے جس کی وجہ سے وہ بہت سے موقعوں پر عتاب وعقاب مسلمین سے بچے ہوئے ہیں۔

۵۔وہ اپنا چہرہ اور نام تبدیل کرتے رہتے ہیں جیسے صفویوں نے اپنی طرف سے مذہب اثنا عشری اختراع کیا تھا۔اسماعیلیوں کا مذہب صرف خود اقتدار میں یا کسی اقتدار کے سائے میں زندہ رہا ہے جس دن ان دو سے محروم ہو جائیں گے اس دن ان کا زوال ہوگا،ابھی وہ دنیائے کفر کے سائے میں رہتے ہوئے اسلام کے خلاف ملنے والا بجٹ بانٹنے والے ہیں۔

۶۔انھوں نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے قرآن وسنت محمدؐ کیلئے باطنی معانی یا تاویل اختراع کی ہے مثلاً ان کے کہنے کے مطابق شریعت کے اصلی معنی کو امام جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔انھوں نے یہ طریقہ شاید کلیساء سے اخذ کیا ہے جہاں انھوں نے کہا تورات کے معنی کسی کی سمجھ میں نہیں آتے سوائے علماء کلیسا کے۔

انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ظاہر قرآن وحدیث کا ایک باطن ہے جو در حقیقت مغز ہے اور ظاہر چھلکے کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ جاہل لوگ اسی ظاہر کو مراد ومقصود سمجھتے ہیں۔ظاہر کی طرف وہ لوگ جاتے ہیں جن کی عقل اسرار باطن میں غواصی کرنے سے قاصر ہوتی ہے وہ ظاہر پر قناعت کرتے ہیں وہ ظاہر شریعت کی زنجیر وسلاسل میں بندھے ہوئے ہیں لیکن جب ظاہر سے گزر کر کے عالم باطن کو پہنچتا ہے تو اس سے تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں۔

ا۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان کو اندازہ ہوگیا کہ اہل اسلام انہیں کراہت اور شک کی نگاہ

سے دیکھتے ہیں یہ کام اتنا آسان نہیں بلکہ بہت دشوار، پیچ وخم والا ہے اور کانٹوں سے بھرا راستہ ہے یہاں سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام بطور مخفی وسری انجام دیں چنانچہ انہوں نے تمام سرگرمیاں مخفی انجام دینے کیلیے اپنا نام باطنیہ رکھا۔

۲۔مجتمع اسلامی کو درہم برہم کرنے کیلئے نکاح اخوات وبنات کو جائز قرار دیا۔

۳۔فکر اسلامی کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کیلئے معتزلہ واشعری کو وجود میں لائے۔

۴۔اپنی جماعت کو ظاہر وباطن نمائی میں تقسیم کیا۔

۱۔ داعی کو یہ باور کرایا کہ وہ جس کو دعوت دیں پہلے مرحلے میں اسے شوق و ذوق مطالعہ کی طرف مبذول کریں تاکہ معلوم ہو کہ وہ آگے دعوت دینے کے لئے لائق وسزاوار ہے یا نہیں۔انھوں نے اس حوالے سے ایک مثال پیش کی کہ جس طرح بیج شورزدا زمین میں نہیں بویا جاتا اسی طرح دعوت بھی ایسے لوگوں کو نہیں دی جاتی جو قابل پذیرائی نہیں ہیں، انھوں نے کہا اس گھر میں بات نہ کرو جہاں کوئی چراغ ہو، چراغ سے مراد عالم یا متعلم ہے بلکہ یہ بات دریافت کریں کہ وہ کس چیز سے مانوس ہے کس طرف رجحان رکھتا ہے۔اگر زہد وتقوی کا میلان ہو تو اسکی تعریف کریں اس کو اٹھائیں اگر بے باکی ولاپرواہی اور ارتکاب جرائم فحشاء کا رجحان ہے تو اس پر اس کی حوصلہ افزائی کریں اور اگر کوئی شخص ابابکر وعمر کی طرف میلان رکھتا ہے تو ان کی تعریف کرتے ہوئے کہیں کہ ان کا کیا کہنا جو رفیق پیغمبرؐ تھے۔

۲۔ اصول واساس دین میں تشکیک ڈالیں مثلاً حروف مقطعات سمجھ میں نہیں آتے تو لوگوں کے ذہنوں میں شک ڈالنے کے لیے کہیں کہ یہ قرآن میں کیوں لائے گئے ہیں؟۔یہ اپنے اماموں کو رسولؐ اللہ سے افضل سمجھتے ہیں اپنی کتاب ام الکتاب کو قرآن سے افضل سمجھتے ہیں یہ چندین بار تنسیخ

شریعت کا اعلان کر چکے ہیں۔

۱۔اسلام بلا مذاهب تالیف دكتور مصطفى الشكعة ۲۔تاريخ الفرق و عقائد ها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ۳۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ٤۔موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ٥۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٦۔فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ۷۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ۸۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ۹۔ الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ۱۰۔الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ۱۱۔موقف الزيديةو اهل السنه من العقيده الا سماعيليه و فلسفتها دكتور كمال الدين نور دين مرجونى دارالكتب العلميه ۱۲۔كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى ۱۳۔الموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير ۱٤۔تاريخ الفرق و عقائدها تاليف الدكتور محمود سالم عبيدات ۱٥۔اسماعيليه تاليف احسان الهى ظهير ۱٦۔العقائد الفلسفيه المشتركه بين الباطنية تاليف دكتور محمد سالم اقدير

۲۷۔اشاعرہ:۔

اشاعرہ جیسا کہ موسوعۃ ادیان نے لکھا ہے ابوالحسن علی بن اسماعیل منسوب بہ ابوموسیٰ اشعری متولد ۲۶۰ھ متوفی ۳۲۴ھ ہے ۔ابوالحسن اشعری،ابوعلی جبائی رئیس معتزلہ کے کنف میں پرورش پائی

اور تعلیم حاصل کی آخر میں اس کے نائب ریاست بھی رہے۔ چالیس سال گزرنے کے بعد ان سے الگ ہو گئے اور نئے مذہب کا اعلان کیا عقل و شرع میں ایک حد وسط ایجاد کی ان کے کہنے کے مطابق معتزلہ نے فلسفہ سے تجاوز کیا ہے یعنی عقل و شرع کے درمیان رہنا چاہیئے ،انہوں نے اپنے فلسفہ کو علم کلام کہا، جہاں معتزلہ نے فلسفہ میں غلو کیا تھا وہیں ابو الحسن نے منقولات میں غلو کیا۔ اپنے عقائد کا مصدر منقولات سلف کو قرار دیا ابو الحسن اشعری نے کوئی نئی ابتکار نہیں کی۔ معتزلہ اپنی منویات کو نافذ کرنے کیلئے پابند نقل نہیں ورنہ انہوں نے فہم نصوص میں احمد بن حنبل پر جام ہونے کی منطق کہاں سے لائی ہے؟ اصول ایمان وضع کرنے کا حق نبیؐ کو حاصل نہیں ایمان یعنی اقرار و اعتراف، تسلیم محض خالق و مالک واللہ کو حاصل ہے اور یہ ہونے کا حکم صرف اور صرف اللہ ہی دے سکتا ہے، محمدؐ اللہ کے نبی و رسولؐ ہیں وہ ایمانیات جعل نہیں کر سکتے ہیں تو مبدع اصول بننے والے معتزلہ اشاعرہ شیعہ وغیرہ ملفات ایمانیات میں کیسے ہونگے؟؟ فہم کلمات عرب میں سلف کی حدود نا جائز قبضات کے مترادف ہے۔

یہ چالیس سال خانہ و ریاست معتزلہ میں نائب اقتدار کے طور پر رہے بعد میں اچانک اظہار دل برداشتگی و ناراضگی کر کے کچھ عرصہ خانہ نشین رہنے کے بعد اپنے اختراع کردہ مذہب کا اعلان کیا اور سخت سے سخت لہجے میں معتزلہ پر حملہ کیا نیز آیات متشابہات ذوالمعانی کی تاویل کرنے سے منع کیا اسی طرح غیر اعلانیہ مذہب مجسمہ معتزلہ کی تائید کی۔ چالیس سال عقلیات میں غواصی کرنے والے کیسے اہل سنت کی لکیر کے فقیر بنے اور ہر حدیث نا قابل قبول کو قبولیت بخشی اور خبر واحد اور عقل سے متصادم روایات پر عمل کرنے کا اعلان کیا۔

ان کے معتزلہ کی ضد میں وجود میں آنے میں جائے شک و تردید نہیں کیونکہ معتزلہ نے ایک

الحاد پھیلایا تھااور تمام اصول ومبانی اسلام کوتہہ وبالا کیا تھا لیکن انہوں نے قرآن اور سنت وسیرت کے منکرات کے خلاف قیام نہیں کیا۔

کہتے ہیں کہ ابوالحسن اشعری نے معتزلہ کے خلاف قیام کیا تھا لیکن تحلیل گران کا کہنا ہے کہ ان کا اختلاف دینی نہیں سیاسی اور مذہبی تھا جو وقت اور حالات کے تحت سارے مذاہب کرتے آئے ہیں جس کا ثبوت و دلیل یہ ہے کہ ابوالحسن اشعری نے معتزلہ کو ایک ایسے وقت میں نہیں چھوڑا جس وقت معتزلہ اپنے اوج اقتدار پر تھے تا کہ ابوالحسن کو یہ اعزاز وافتخار دیں کہ آپ نے دین کی خاطر اقتدار اور لطف اندوزی دنیا کو طلاق دی بلکہ آپ نے معتزلہ کو اس وقت چھوڑا جب معتزلہ کرسیٔ اقتدار سے برطرف ہو گئے تھے، معتزلہ چشم غیض وغضب ونفرت سلطان وقت قرار پار ہے تھے یعنی پرورش کنندہ معتزلہ معتصم عباسی اور واثق باللہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور اقتدار متوکل عباسی کو ملا تھا وہ معتزلہ کو غیض وغضب سے دیکھتے تھے معتزلہ فلسفہ وثنیت کو اسلام کہہ کر پیش کرتے تھے لیکن ابوالحسن علم الکلام کے نام سے پیش کرتے تھے اور قوت بیان کی وجہ سے لوگوں میں ان کو پذیرائی حاصل ہوئی تھی ان کے حریف و رقیب عقل سے وحی چلاتے تھے لہٰذا وہ ایک صاحب قوت بیان والی شخصیت کے طور پر متعارف ہوئے تھے۔۔

کتاب رجال الفکر والدعوۃ تالیف ابوالحسن ندوی ج ا ص ۲۲۳ ابوالحسن اشعری ابوعلی الجبائی سے وابستہ تھے بلکہ ان کے پروردہ تھے۔اچانک وہ ابوعلی جبائی سے کٹ گئے اور اپنے گھر میں پندرہ دن گزارنے کے بعد اعتزال سے برأت کا اعلان کیا۔

اس نے اعلان برأت کرتے ہوئے کہا ”**من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فاني اعرفه**“ معتزلہ کو رد کرتا ہوں ان کے معائب اور برائیوں کا اعلان کرتا ہوں۔اس نے

۳۲۴ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

سیکولروں نے اگر مغربیوں کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا کہ یہ لوگ فتنہ پرور ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ فتنہ کی آگ روشن کرنے والے یہی لوگ ہیں، سابق زمانے میں شکست خوردہ یہود و صلیب ومجوس ان کی پشت پر ہوتے تھے۔ آج ان کی پشت پر طاقتور یہود و مجوس وصلیب ہیں۔ اگر گزشتہ سالوں میں یہاں فتنہ برپا کیا گیا ہے تو یہ بھی حکومت اور سیکولروں کی پشت پناہی سے ہی ہونا تھا اور آج بھی اگر ہو رہا ہے تو وہ بھی حسب اخبار و جرائد و کالم نگاران، طالبان سے لے کر داعش تک انہی کے پروردہ ہیں، چنانچہ روسی صدر پوٹین نے بتایا بڑے ملک اس میں شریک ہیں لیکن وہ اس کے بدیل میں جو پیش کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی آنکھوں کا تیر بھی دین اسلام ہے۔

۱۔المدارس العشریہ ۲۔لماذاالفرق المسلمون ۳۔فرھنك عقائد و مذاھب اسلامی براسی عقائد ھنایلہ و اشاعرہ استاد جعفر سبحانی انتشارات توحید ۴۔فرھنك فرق اسلامی دکتور محمد جواد مشکور ناشر پژوھشھای اسلامی آستانہ قدس رضوی ۵۔موسوعہ میسرہ فی الادیان و المناھب ص ۷۳ ۶۔ضحی الاسلام بلا مناھب رایۃ المعتزلہ دکتور مصطفی شکعہ ص۴۸۹ ۷۔فرق معاصر تنصیب الی الاسلام المعتزلہ ڈاکٹر غالب بن علی عواجی ۱۰۵۹ تا ۱۰۷۲ ۹۔المعتزلہ والا حکام العقلیہ مبادی القانون، قاضی دار احمد حروشی دارالوزاق ص ۵۹ تا ۸۰ ۱۰۔الاشاعرہ فی میزان اھل سنتہ فیصل بن قزار جاسم المبرہ الخیریہ لعلوم قرآن و السنتہ

۲۸۔البانیون:۔

یہ فرقہ منسوب بہ ناصر الدین البانی محقق دراسناد و متون احادیث ہے،آپ نے احادیث صحیحہ و ضعیفہ دونوں کے موسوعے تیار کئے ہیں،احادیث سے ۱۴ ہزار سے زیادہ ضعیف احادیث نکالی ہیں۔ان کا یہ عمل حشویین و اخباریوں پر گراں گزرا ہے انہیں دھمکیاں دی گئیں،ان کے اس عمل سے حدیثیوں اور اخباریوں کے چہرے سے نقاب مقنعہ ہٹ گئے ہیں چہرہ مکروہ سامنے آیا ہے۔اس لیے ان کی طرف سے ان کے خلاف بھرپور مزاحمت و مقابلہ کیا گیا ہے آپ نے اپنی فکر کو تین نکتوں پر استوار کیا ہے۔

۱۔انسانی حیات میں قرآن و سنت رسولؐ کو حاکم بنائیں۔

۲۔مسلمانوں میں پیدا شدہ بدعتوں اور افکار باطلہ کی مزاحمت کریں۔

۳۔مسلمانوں کو تعلیم و احکام اسلامی کی طرف دعوت دیں۔

۱۔فرق اھلسنت

۲۹۔امامیہ:۔

امامیہ مادہ امام سے بنا ہے،یہ کلمات ظرفیہ میں سے ہے جس کے معنی آگے کے ہیں۔ اصطلاح مذاہب میں کسی گروہ و جماعت وقوم کی قیادت و رہبری کرنے کو کہتے ہیں یہ جمعہ و جماعت کے مقتداء کیلئے استعمال ہوتا رہا ہے،اس کی تعریف سے واضح ہو جاتا ہے کہ غائب،معذور اور نابالغ امام نہیں بن سکتا ہے تو ایسی صورت میں متبادل جلد از جلد ضروری اور ناگزیر ہو جاتا ہے،چنانچہ چھوٹے سے چھوٹے ادارے کے سربراہ کا تعین فوراً کیا جاتا ہے۔فرق نویسوں کے نزدیک امامیہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ حضرت علی اور آپ کے بعد آپ کے فرزندوں میں سے کوئی امام منصوص

من اللہ و رسولؐ ہوگا اس میں زیدیہ، اثنا عشری، اسماعیلیہ اور غلات وغیرہ آتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہر دور میں ایک امام خاندان نبوت سے ہوگا، چنانچہ امام محمد باقر سے پہلے امامیہ متعارف نہیں تھا اس وقت شیعہ کہتے تھے چنانچہ حضرت علی کے بعد کوفہ والوں نے اتفاق سے امام حسن کی بیعت کی یہاں کسی قسم کا تفرقہ و گروہ گرائی نہیں تھی۔ تنازل امام حسن از خلافت کے بعد بھی امت میں اختلاف و تفرقہ نہیں تھا اور خاندان اہلبیت والے مخالف و معارض معاویہ نہیں تھے اور سوائے امام حسین کے سب ان کے ہاں جاتے رہے بلکہ ان کی حرکات و اقدامات کے ناقد تھے قتل امام حسین کے بعد بھی خاندان نبوت سے کسی نے علم مخالفت و بغاوت بلند نہیں کیا، وہ خاندان اہل بیت میں گروہ گرائی نہیں چاہتے تھے لہٰذا امام سجاد کے دور میں کوئی گروہ بندی نہیں تھی۔ نبی کریمؐ کی جانشینی خاندان نبوت سے ہونی چاہیے یہ فکر ابی الخطاب اسدی نے پہلی بار اٹھائی، تفصیل خطاحیون میں دیکھیں۔ یہ فرقہ ابی الخطاب اسدی اور میمون دیصانی نے خوارج کے بعد مرکز قیادت مسلمین کو بم کسرائی و قیصرائی سے منفجر کرنے کے لئے ابداع کیا ہے۔

قرآن کریم میں امامت کی کوئی قدسیت بیان نہیں ہوئی ہے جنت کی طرف بلانے والے ہادی کو امام متقین اور امام خیر اور جہنم کی طرف بلانے والے کو امام ضالین کہا ہے، دونوں امام ہوتے ہیں، ثابت ہوا امام متفرق و منتشر جماعت کا کسی ہستی کے اقتدار پر اتفاق ہونے کیلئے استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ متفق و متحد جماعت کو منتشر ہونے والوں میں استعمال ہوا ہے، تا کہ وہ دوسروں کو اپنی طرف جلب کر سکے اپنے پاس جمع ہونے والوں کو متحد رکھ سکے۔ تاریخ میں ہے کہ امامیہ میں شیعہ زیدی، شیعہ غالی، اسماعیلی، اثنا عشری، نصیری، بابی، بہائی، آغا خانی آتے ہیں۔ اس تعریف اور تاریخ کی روشنی میں ہمارے ملک کی اکثریت امامیہ ہے کیونکہ یہاں ایک طرف سے خاص خاندان سے منسوب ہونا

ہے دوسرا ان میں افتراق و انتشار زیادہ ہے۔ یہ سینکڑوں کی تعداد میں بٹ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی جان لینے کے در پے ہیں وہ کسی بھی جگہ اتحاد پذیر نہیں ہیں، ہاں صرف دو جگہ پر اتحاد کرتے ہیں ایک سنیوں کے خلاف اور دوسرا شریعت کے خلاف ۔ ہمارے ملک میں یہ دونوں اتحاد انہوں نے کر کے دکھائے ہیں، شریعت کیخلاف اتحاد اس وقت کیا جب ملک میں اسلامی نظام کا چرچا ہوا تو علماء امامیہ کے پیروکاران ضد ونقیض، داحس وغبراء والوں نے متحد ہو کر کہا جان دینگے، جیل جائینگے، ہتھکڑیاں پہنیں گے لیکن شریعت نافذ نہیں ہونے دینگے ۔ان کا دوسرا اتحاد یہ الحاد کا ساتھ دینے میں رہا ہے چنانچہ تحریک اسلامی اور وحدت المسلمین آپس میں تمام کشیدگیوں کے باوجود پی پی کے حق میں متحد ہیں، گویا ان کا کہنا ہے کہ الحاد کا ساتھ دینگے لیکن سنیوں کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ وہ باہر کی دنیا میں کسی کو اتحاد کی دعوت کیسے دے سکتے ہیں جبکہ وہ اپنے ملک کے اندر اتحاد کی دعوت نہیں دے سکتے ۔وہ ایک ہی ملک میں تین گروہوں میں تقسیم ہیں ایک جو پہلے کہتے تھے سنی داڑھی والے سے نہیں بنے گی، جب داڑھی والے سیکولر ہو گئے اور سیکولر کی قیادت میں گئے تو ان سے اتحاد کیا۔ دوسرا وہ گروہ جس کا کہنا ہے کہ جب اللہ کھل جاتا ہے تو پنج تن بنتا ہے اور جب پنج تن اکھٹے ہوتے ہیں تو اللہ بنتا ہے۔تیسرا وہ گروہ ہے جو ان سنیوں کے اکثریتی ملک میں پندرہ فیصد کی حکومت کا داعی ہے تینوں متضاد جماعتیں زیر چھتری نظام ولایتِ فقیہ ہیں، تینوں کو شاباش ملتی ہے لیکن خود آپس میں ان تینوں کی نہیں بنتی ہے ۔امامت ان کے ہاں ایک اور زاویے سے انوکھی ونرالی ہے، امام دوسروں کے نزدیک لوگوں کے آگے ہو، ان کی قیادت کرنے والے کو کہتے ہیں اگر وہ آگے نہ ہو، قیادت نہ کرتا ہو یا وہ ملک سے باہر ہو یا لاپتہ ہو تو ایسے وقت میں قیادت وسربراہی کیلئے کسی حاضر کو انتخاب کرتے رہے کیونکہ امام کا ہر وقت حضور ضروری اور ناگزیر ہے ۔امام کا غیاب کسی چھوٹے

ادارے کے لئے بھی قابل قبول نہیں ہے چہ جائیکہ وہ پوری دنیا کا امام ہو۔لیکن ان کے ہاں نابالغ غائب ناپید کی امامت چلتی رہی۔امامیہ نے امامت کو جن بنیادوں پر استوار کیا ہے وہ حقائق ہمالیہ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی ہیں ان میں پہلا ستون منصوص ہونا ہے۔منصوص کے تین تصورات بنتے ہیں:

۱۔منصوص من اللہ:۔اس کے لئے آیات متشابہات سے استدلال میں ناکام ہونے کے بعد وہ اس سے دست بردار ہوگئے ہیں۔

۲۔منصوص من الرسولؐ:۔اس کیلئے بھی قصہ غدیر اور احادیث موضوعات مفید ثابت نہیں ہوئی ہیں چنانچہ امام خمینی اور شیخ صفار حسین نے انتخاب افضل اور اصلح کو اٹھایا۔

۳۔منصوص از امام سابق:۔یہ بھی بارہ والوں میں کہیں کسی امام نے اپنے بعد کے لیے امام نصب کیا ہو نہیں ملتا ہے صرف اسماعیلیوں میں کچھ عرصہ چلا پھر وہ بھی ناکام رہے۔یہ شرط اس لئے گھڑی تاکہ جس کے سر پر تاج رکھنا ہو وہ آسانی سے رکھ سکیں۔

۲۔معصوم ہونا چاہیے۔معصوم ہونے کی بھی چند صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔گناہ نہیں کرسکتا ہے۔

۲۔کرسکتا ہے لیکن نہیں کرتا ہے۔

۳۔کرتا ہے لیکن باز پرس نہیں کرسکتے ہیں جس طرح آج کل ہمارے ملک میں صدر، وزیر اعظم بلکہ وزیر اعلیٰ تک کیلئے استثناء کی تحریک جاری ہے کہتے ہیں کہ فلاں کو استثناء حاصل ہے۔ اس استثناء سے ملک کے خزانے سے آف شور کمپنیاں بنائی گئی ہیں۔

۳۔ہر دور میں امام ہونا چاہیے۔

قرآن اور نہج البلاغہ کے ابتداء کے خطبے میں آیا ہے انبیاء و رسل فترت کے بعد آئے ہیں
﴿یا أَهْلَ الْكِتابِ قَدْ جاءَكُمْ رَسُولُنا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ﴾(مائدہ۔۱۹)
حضرت محمدؐ کے بعد حجت ختم ہوگئی ہے ﴿رُسُلاً مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (نساء۔۱۶۵) مجتہدین و علماء کی کٹ حجتی نص قرآن کے خلاف طاغوت ہے، انہیں امام کے بارے میں اپنے عقائد قرآن اور سنت سے ثابت کرنے ہوں گے۔

۱۔حضرت علی قتل نہیں ہوئے ہیں آپ زندہ ہیں۔

۲۔ناوسیہ نے امام جعفر صادق پر امامت کو ختم کیا اور کہا کہ آپ غیبت میں گئے ہیں۔

۳۔عمادیہ امام موسیٰ بن جعفر پر رک گئے ہیں۔

۴۔سمیطیہ امام جعفر صادق کے بعد آپ کے فرزند محمد دیباج کی امامت کے قائل تھے۔

۵۔اسماعیلیہ امام جعفر صادق کے بعد آپ کے فرزند اسماعیل کو امام کہتے ہیں۔

۶۔ان کے بعد عبداللہ فطح نے امامت کا دعویٰ کیا، ان کے پیرو کاروں کو فطحیہ کہتے ہیں۔

۷۔واقفیہ کے نزدیک امامت امام علی بن موسیٰ کے بعد ختم ہوئی ہے۔

۸۔واقفہ محمد بن علی ہادی پر رک گئے ہیں۔

۹۔مہدویہ

اس کے بعد وہ طرائق قدا دمنتشر ہو کر پندرہ فرقوں میں بٹ گئے، غیر از امامت علی وہ کسی بھی نقطہ پر اتفاق نہیں رکھتے ان کا کہنا ہے کہ ہر دور میں ایک امام خاندان نبوت سے نص رسولؐ سے ہوگا، اسے وہ کسی بھی حوالے سے ثابت نہیں کر سکے۔

صاحب فرق بین الفرق نے صفحہ ۶۵ پر امامیہ کے پندرہ فرقے بتائے ہیں:

کاملیۂ محمدیہ، باقریہ، ناووسیہ، شمطیہ، عماریہ، اسماعیلیہ، مبارکیہ، موسویہ، افطحیہ، اثنا عشریہ، ہشامیہ، زراریہ، یونسیہ، شیطانیہ۔ ان کا کہنا ہے نبی کریمؐ نے اپنے بعد حضرت علی کو نص جلی وواضح سے نصب کیا تھا۔

اب ہم آتے ہیں کہ عقیدہ امامت کی تعریف کیا ہے، اگر اس کی کوئی مثال پیش کریں تو وہ اقنوم مسیحی جیسی ہے۔ اقنوم آئمہ میں عناصر کی تعداد مختلف بتاتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ پنجتن جب سمٹ جاتے ہیں تو اللہ بن جاتا ہے۔ جس طرح عیسائیت میں ابن، اب اور روح القدس جب سمٹتے ہیں تو اللہ بن جاتا ہے جب کھلتا ہے تو ابن۔ اب۔ روح القدس بن جاتا ہے۔ اس طرح اقنوم آئمہ جب کھل جاتا ہے تو آئمہ بنتے ہیں اور سمٹتے ہیں تو اللہ بن جاتا ہے۔

کہتے ہیں جس طرح اللہ کی معرفت ممکن نہیں اسی طرح امام کی معرفت ممکن نہیں ہے، یہ منطق درست نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کی معرفت کیوں ممکن نہیں جبکہ کائنات کا ہر ذرہ دلیل ساطع بر اللہ ہے، جبکہ جس امام مہدی کی ولادت ہونے کو کسی نے دیکھا ہی نہ ہو اور جو پیدا ہی نہ ہوا ہو اس کی معرفت کیسے ہوگی؟ بلکہ صحیح بات یہ ہوگی کہ امامت کو اصول دین میں شامل کرنے والے جاہلیت کی موت مریں گے۔ مسلمان واقعی وحقیقی کیلئے امام رسولؐ اللہ تھے ان کے بعد حجت بشری تا قیام قیامت ختم ہے۔ امامت قرآن باقی ہے جاہلیت پر وہ مریں گے جو قرآن سے ہٹ کر امام بناتے ہیں۔ یہاں کلمہ امام دھوکا دہی پر مبنی ہے۔

انہوں نے اپنی غیب گوئیوں میں جھوٹ کی تصحیح بداء سے کی۔

عامۃ المسلمین کے نزدیک امامت نہ اصول دین میں ہے اور نہ فروع دین میں بلکہ زمان و مکان اور حالات کے تحت ہر علاقے اور ہر شعبۂ حیات کے لئے لوگ ایک امام کا از خود انتخاب کرتے

ہیں جن کی صفات وشرائط میں ایک دوسرے سے آسمان وزمین کا فاصلہ ہوتا ہے۔شیعوں نے امامت کواصول دین میں شمار کرنے کی بدعت معتزلہ سے سیکھی ہے جہاں انہوں نے قرآن کے مقابل میں اصول وضع کئے ہیں، یہ دین اللہ ہے یہ جنگل نہیں کہ ہر شخص اپنی مرضی سے اصول وفروع میں اضافہ یا کمی کرے۔اسے اس معیار وکسوٹی سے گزارنا ہوگا جواصول دین اور فروع دین میں تمیز کرتی ہے ،تجزیہ وتحلیل کے بعد معلوم ہوا کہ امامت اصول دین میں شامل نہیں ہوتی جب کوئی بھی امام نص اللہ و رسولؐ سے ثابت نہیں ہوااور کسی امام اثناعشری نے اپنے بعد کے امام کا کسی اجتماع میں اعلان بھی نہیں کیا ہے ۔امامیہ والوں کے امام کے منصوص من اللہ اور معصوم ہونے کی بات ان ہزار سالوں میں جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئی ہے، جہاں انہوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں کفر والحاد کی رہبری کو ترجیح دی ہے۔

امامت کووہ کسی آیت یا سنت رسولؐ سے استناد نہیں کرسکے بلکہ انہوں نے اسے رشوت ستانی، غلاظت خورانی طاقت و قدرت استبدادی سے چلایا ہے، چنانچہ اس کا مظاہرہ مصر میں معزالدولہ اور ایران میں اسماعیل صفوی نے پیش کیا۔

شرائط امام:۔

امام علوم اوّلین وآخرین جانتا ہو جبکہ جس نبیؐ کی جانشینی کا یہ دعویٰ کرتے ہیں قرآن کریم کی کثیر آیات پر اُس نبی کریمؐ سے اقرار کرایا ہے کہ میں علم غیب نہیں جانتا ہوں۔

ا۔ ''وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے'' حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی ذی روح یا جامد مادہ خلق نہیں کیا۔اپنے مخالفین اور دشمنوں سے اپنا حق نہیں لے سکے بلکہ ان سے ڈر کر تقیہ کرتا رہا۔

۲۔ ''معصوم ہوتا ہے'' اصل عصمت کا فارمولا کسی نے نہیں بتایا۔عصمت کے مصادیق میں

سے ایک یہ ہے کہ گناہ کرتا ہے لیکن کوئی اس سے باز پرس نہیں کرسکتا ہے۔جس طرح آج کل کے حکمرانوں کو استثنٰی ہے۔

ان پندرہ فرقوں کے درمیان نقاط اختلاف وافتراق کے باوجود ان نقاط پر اتفاق ہے کہ امام مثل نبی یا برتر از نبی ہے ۔غرض و غایت اصلی امام ہے،لہٰذا اس کا انتخاب من جانب اللہ ہوگا،وہ منصوص من اللہ ہوگا، ہر دور میں ایک امام خاندان نبوت سے ہوگا،معصوم عن الخطاء ہوگا،ان کا آخری مہدی ہوگا، جو دنیا کو عدل وانصاف سے پر کرے گا گزشتہ آئمہ دوبارہ رجعت کریں گے، دشمنان سے انتقام لیں گے ۔اماموں کی تعداد کتنی ہوگی،ان میں مہدی کون ہوگا؟اس میں کسی نقطہ پر اتفاق نہیں، کثرت میں تعداد آئمہ محدود نہیں البتہ قلت میں امام ایک ہونگے،ان کے ہاں حضرت علی ہی امام مہدی ہونگے حضرت علی سے سلسلہ امامت شروع ہوتا ہے پھر یہ بارہویں پر رک گئے ہیں اس سلسلے میں عدد بارہویں کا مبتکر شاہ اسماعیل صفوی ہے جس نے ۹۰۷ھ کو اپنی تاج پوشی پر اس کا اعلان کیا۔

اس فرقہ کو فرق نویسوں کے نزدیک دوسروں کی بہ نسبت معتدل گردانا جاتا ہے جس کو معتدل کہتے ہیں وہ تقلیدی وغیر تقلیدی میں بٹ گئے ہیں۔لیکن یہ صرف نام کی حد تک ایک الگ فرقہ ہے جتنے بھی فرقے اسلام مخالف بلکہ ضد اسلام سرگرمیوں کی وجہ سے معاشرہ میں مردود وملعون قرار پاتے ہیں وہ تھوڑے عرصے کے لئے روپوش ہو جاتے ہیں اور پھر نئے نام سے دوبارہ سرگرمی دکھاتے ہیں چنانچہ بعد میں آنے والے کچھ عرصہ کے بعد اپنا تعارف کرانا شروع کرتے ہیں اور سابق فرقے کے بارے میں کہتے ہیں اب وہ ختم ہوگئے ہیں۔

۱۔اسلام بلا مذاہب تالیف دکتور مصطفی الشکعة ۲۔تاریخ الفرق و عقائد

ها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ۳ ـمعجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٥ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٦ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٧ ـ الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ٨ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ٩ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ١٠ ـموسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس ١١ ـاصول عقائد (٢) راهنما شناسى تاليف استاد محمد تقى مصباح ١٢ ـ كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۳۰ـاہل بیتی:ـ

گرچہ فرق نویسوں نے اہل بیتی کے نام سے کوئی فرقہ اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا ہے لیکن حقیقت اور واقعیت یہ ہے کہ اہل بیت ہی کے نام سے امت میں تفرقہ و اختلاف کا آغاز کیا گیا ہے۔ جب بھی اہل باطل، یہود و نصاریٰ و مجوس نے مسلمانوں میں داخلی جنگ چھیڑنا چاہی تو ان میں سے کسی ایک کو اٹھایا اور ایک کو گرایا، اس طرح اسلام کے تمام اصول و مبانی کو تہہ و بالا کیا حتیٰ خود اہل بیت میں حسنی، حسینی، علوی، طیاری، عباسی اور ہاشمی وغیرہ سے تفرقہ ڈالا۔ تاریخ فرق میں خوارج کے بعد دوسری بغاوت کا اہل بیت کے نام سے یہودیوں مجوسیوں کے نمائندہ ابی الخطاب منفور نے ابداع کیا ذرا ان کی جنایتوں کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے لیکن ترتیب سے پیش کریں گے۔

۱۔مصداق اہل بیت میں خیانت کی خاطر مضاف الیہ کو محذوف رکھا یہ اس کا پہلا جرم ہے

جہاں انہوں نے ازدواج نبی کو اہل بیت سے خارج کیا اور بہت سوں کو انتساب اہل بیت کا موقع فراہم کیا۔

۲۔خاندان کے دیگرافراد کو بھی اہل بیت سے خارج کیا ہے۔

۳۔اہل بیت کے لئے ایسے فضائل و مناقب گھڑ لئے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ۔

۴۔غیر اہل بیت کو ایسے فحش ترین سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے کہ شاید عالم برزخ میں خود اہل بیت شرمندہ ہو جائیں۔

۵۔قرآن میں منہدم شدہ افتخار خاندانی کو دوبارہ اٹھایا اور ان سے ہر شہر و قریہ سے دعوائے امامت کروایا،اہل بیت کی خود ساختہ فضیلت میں رسول اکرمؐ پر جھوٹ وافتراء کی بوچھاڑ کی ہے۔

۶۔مملکت اسلامی میں حرج و مرج برپا کر کے بہت سے ہاشمیوں سے مرکز مسلمین کے خلاف بغاوت کروائی گئی ۔

۷۔امام جعفر صادق جیسے صادق ومصدق کے نام سے قرآن کے مقابلہ میں شریعت جعل کی گئی ہے۔

۸۔خود ان کے لئے اہانت و جسارت پر مبنی مضامین باندھے گئے ہیں ۔

۳۱۔اہل حدیث:۔

اہل حدیث وہ فرقہ ہے جو اپنے دین کے اصول اور فروع دونوں کو حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔یہاں تک کہ وہ ایک فرقہ بن گیا ہے۔''اہل حدیث''یعنی حدیث والے،''حدیث''حدث سے ہے یہ جدید کو کہتے ہیں،اس لئے دن رات کو حدثان کہتے ہیں،ہر وہ چیز جو پہلے نہیں تھی اور بعد

میں پیدا ہو جائے اس کو حادث کہتے ہیں۔قرآن میں اثبات وجود باری تعالیٰ کو کائنات کے حدوث سے اثبات کیا ہے۔جو چیز نبی کریمؐ صاحب شریعت کے دور میں نہ ہو اور بعد میں دین کے نام پر ایجاد کی جائے اس کو بدعت کہتے ہیں، بدعت سے جنگ کرنے والے خود بدعت چلاتے ہیں، سنت کی جگہ حدیث کو اس لئے لائے ہیں تاکہ قول وفعل وتقریر اصحاب وتابعین سب کو اس میں شامل کریں۔

جغرافیہ وتاریخ حدیث:

اسلام ومسلمین کا محل پیدائش مکہ ومدینہ اور تاریخ نزول قرآن سے ہوتی ہے، مثلاً سب سے پہلے قرآن کہاں اور کس تاریخ کو نازل ہوا، کہتے ہیں رمضان المبارک کے مہینے کی راتوں میں جبل نور پر نازل ہوا، پھر آیات قرآن کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں آیات مکی وآیات مدنی حتیٰ ان دو شہروں کے درمیان میں نازل شدہ کو مکی اور مدنی میں شامل کرتے ہیں۔قرآن کے بعد دوسری حجت سنت رسولؐ ہے، رسول اللہؐ نے مکہ اور مدینہ دونوں میں زندگی گزاری۔آپؐ کا دوسرا دور حالت جنگ وصلح میں رہا یہاں تک کہ حضرت محمدؐ کی حنین وتبوک کی جنگیں سنت میں آتی ہیں۔لیکن جب حدیث کا ذکر آتا ہے تو اس کی تاریخ دوسری صدی میں تابعین کے دور سے شروع ہوئی ہے، جگہ کا تعارف خراسان، سمرقند ونیشاپور، ہرات، بخارا سلمیہ، شام، مصر اور ہندوستان کا ذکر آتا ہے۔احادیث جمع کرنے والی شخصیات کے بارے میں آیا ہے ہمارے پاس موجود مجامع احادیث کے مؤلفین تمام کے تمام دیار مفتوحہ سے تعلق رکھتے ہیں اہل تشیع کے ہاں لکھنے والے یہ ہیں:

۱۔کافی محمد بن یعقوب کلینی

۲۔محمد بن بابویہ معروف بصدوق

۳۔استبصار،التہذیب الاحکام، محمد بن حسن طوسی۔

جبکہ عامۃ المسلمین کے ہاں صحاح ستہ میں سوائے امام مالک کے سب دیار مفتوح سے تعلق رکھتے ہیں۔علماء رجال لکھنے والوں نے اطمینان قاطع نہیں کیا ہے یہ حضرات بے قدح ہیں۔میدان عمل میں بغیر کسی استثناء کے تمام فرقوں کے نزدیک مصدر صرف حدیث ہے،حدیث والوں نے قرآن کو کنارے پر لگانے کیلئے علی الترتیب خیانتیں کیں ہیں۔

۲۔حدیث خبر ہے خبر احتمال صدق و کذب میں مساوی ہے،اس کیلئے بہت سوں کو حدیث سازی پر لگا کر احادیث کا بقول علامہ مجلسی سمندر بنایا ہے، پھر ان کو متواتر بنا کر حجت بنایا ہے لیکن دروغ دروغ ہی رہتا ہے، دروغ کی بد بو جلدی آتی ہے، چنانچہ منصوصیت ائمہ کیلئے موضوعات پر موضوعات بنائے لیکن سب کے سب "یحملون اسفارا" کے مصداق میں گئے حضرت علی کی وہی امامت فضیلت بنی، جو انتخاب عامۃ المسلمین تھی۔

عام لوگوں کو اندھیرے میں رکھنے کیلئے قرآن و سنت کی بات کرتے ہیں، لیکن سنت کو قرآن پر حاکم و قاضی گردانتے اور قرآن کو بغیر حدیث سمجھنے کو غلط تصور کیا جاتا ہے۔یہاں دو سوال ہیں،آیا ہر وہ حدیث حجت ہے جو مجامع کتب میں آئی ہے جس طرح اخباری و اہل حدیث کہتے ہیں کہ جو کچھ صحاح ستہ اور کتب اربعہ میں آیا ہے وہ سب کا سب حجت ہے۔اگر ایسا ہے تو احادیث موضوعہ، احادیث مرسلہ اور احادیث ضعیفہ،مقطوعہ اور مرفوعہ کا کیا ہوگا؟ اور جن علماء نے احادیث موضوعہ پر کتابیں لکھی ہیں ان کتب اور لکھنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اگر یہ سب احادیث صحیح ہیں تو فتاویٰ آئمہ خمسہ کس درد کی دوا ہیں، اگر سب کچھ حدیث ہے تو قرآن کی کیا حیثیت ہوگی۔

سند حدیث:۔

اگر کسی حدیث کو متعدد اور مختلف لوگوں نے نقل کیا ہے تو اسے ''تواتر'' کہتے ہیں ،صرف ایک دو نے نقل کیا ہو تو اس کو'احاد' کہتے ہیں ۔کتاب موسوعہ میسرہ ص۱۰۴۳ پر آیا ہے حدیث صحیح وہ ہے جس کی سند تمام سلسلوں میں عابد، عادل، ضابط نے نقل کی ہو اور اس کو رسولؐ اللہ تک پہنچایا ہو ایسی حدیث کو حدیث صحیح کہتے ہیں۔لیکن اہل حدیث نے کہا ہے کہ اگر سلسلۂ حدیث صحابی یا تابعی تک پہنچا ہو تب بھی وہ حدیث صحیح ہے۔اس سے دوسرے مرحلے کی حدیث کو حدیث حسن کہا جاتا ہے ۔

جنایت:۔جس کی حدیث ضعیف و کمزور ہے اگر سلف نے اس پر عمل کیا ہو وہ حجت ہو گی یہاں تک کہ تمام احادیث ضعیفہ کو درجہ قبولیت بخشا ہے۔

ایسی حدیث جس کی سند میں روای اوّل، درمیان یا آخر سے گر گیا ہے جس کا سلسلہء سند قطع ہو تو اس حدیث کو حدیث مرسل کہتے ہیں ۔حدیث مرسل با لاتفاق علماء حدیث ضعیف میں شمار ہوتی ہے، کتاب المختصر فی علوم الحدیث ص ۴۹ پر آیا ہے انواع حدیث ضعیف میں حدیث مرسل' حدیث منقطع' حدیث مدلس' حدیث معلل' حدیث مضطرب' حدیث شاذ' حدیث منکر' حدیث متروک آتی ہیں ۔احادیث مرسل ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو کسی تابعی نے خود رسولؐ اللہ سے نقل کی ہیں، اہل حدیث نے مرسل کو بھی حجت گردانا ہے، چنانچہ امام مالک اور امام حنبل نے ایسی حدیث سے استدال کرنے کو صحیح گردانا ہے۔اس پر بنی فقہ کو فقہ اسلامی کا نام دیا ہے۔

موسوعہ میسرہ ص نمبر۱۹۳ پر اہل حدیث کی تاریخ میں آیا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں یہ کمزور ہوتے گئے یہاں تک کہ نویں صدی ہجری میں ختم ہونے لگے ۔یہاں قومی و سیاسی احزاب

بڑھے اور خاص کر کے فتنہ باطنیہ بہت عروج پر پہنچا تو یہاں سے حدیث کی طرف توجہ ختم ہوگئی، تقلید و تعصب اور مذہبی جمود بڑھ گیا، فلسفۂ یونان کا رواج ہوا تو علمائے حدیث ابن حجر عسقلانی، امام سخاوی اور امام زکریا انصاری نے حدیث کی محافظت و نگہداری کی۔ گیارہویں صدی ہجری میں شیخ احمد سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ اور ان کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۵ھ اور ان کے بڑے فرزند شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۱۵۹ھ نے اس میں نئی جان ڈالی۔ ان کے پوتے اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی ۱۲۴۳ھ نے اس کی قیادت کی، شاہ اسماعیل دہلوی کی وفات کے بعد اس کی قیادت تین میدانوں میں بٹ گئی۔

دیگر فرق و مذاہب کی طرح یہ بھی بدنیتی پر مبنی ہونے میں دوسروں سے مختلف نہیں ہیں، حتیٰ انہیں یہ احساس ہے کہ بارہ سو سال بعثت نبیؐ گزارنے کے بعد اہل حدیث کے نام سے کوئی فرقہ بنانے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے لیکن پھر بھی انہوں نے اسکے لئے جواز بنایا اور اس سلسلے میں لکھا ہے کہ علاقے میں مذہبی عصبیت، یونانی فلسفہ اور فرقہ اسماعیلیہ کی بڑھتی ہوئی لہر کے نتیجے میں وجود میں آئے اور جب حدیث کو نقصان پہنچا تو اس کا احیاء کرنے کی خاطر ایک جماعت کا ہونا ضروری اور ناگزیر تھا، لیکن انکی یہ بات ان کے موقف کو تنکہ برابر سہارا نہیں دیتی بلکہ یہ دھوکہ دہی اور اغفال پر مبنی ہے کیونکہ یہ لہریں تنہا حدیث، کو نہیں بلکہ پورے اسلام کو لگی تھیں۔

۱۔ علمائے حدیث فرماتے ہیں حدیث میں قابل عمل احادیث وہ ہیں جو صحیح ہیں یا وہ احادیث جو حسن ہیں لیکن آپ نے حدیث حسن سے بھی تجاوز کر کے تمام احادیث ضعیف و مرسلہ حتیٰ قیل و قال فقہاء، موضوعات اور اقوال حکماء کو بھی حجت گردانا ہے اس سے زیادہ بدنیتی اور کیا ہوگی۔ دوسرے مرحلہ میں قرآن کو حدیث سے باندھ کر قرآن کو تابع حدیث بنایا ہے، تیسرے مرحلہ میں حدیث

کو چھوڑ کر فقہ اور اجتہاد کے نام سے فتاویٰ بنائے ہیں اور پھر علماء حدیث کی جگہ فقہاء کو اٹھایا اور پانچویں مرحلہ میں ہر فقیہ کے فتاویٰ سے احادیث بنائیں اور احادیث کی چھان بین ہونی چاہیے کی آواز سنتے ہی چیخ و پکار بلند کرتے ہیں اور احادیث پر تحقیق یا چھان بین کی بات کرنے والوں کو قادیانی کہہ کر مرتد قرار دیتے ہیں ۔ اصل میں قادیانیوں، بابیوں ، بہائیوں ، شیخیوں اور نامرادوں کو آگے لانے والے یہی اہل حدیث و اخباری ہیں ۔ اورنگزیب نے جب فتاوائے عالمگیر کو ترتیب دیا تو انہوں نے تمام احادیث ضعیفہ کی بنیاد پر فتاویٰ ترتیب دیئے ہیں ۔

۲ ۔ وہ احادیث جنھیں گذشتہ علماء نے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں جگہ نہیں دی اور انہیں احادیث کے حساب میں شمار نہیں کیا، بعد والوں نے ان احادیث سے کتابیں ترتیب دی ہیں ۔

۳ ۔ جتنے بھی فرقے وجود میں آئے ہیں وہ سب احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ کی بنیاد پر وجود میں آئے ہیں یا فرقہ وجود میں آنے کے بعد اس کی تائید میں یہ سب احادیث بنائی گئی ہیں ۔

لہٰذا اگر کوئی کہے قادیانیوں اور آغا خانیوں کو تحفظ دینے والے یہی اہل حدیث اور شیعہ ہیں تو غلط نہیں ہوگا دونوں نے قرآن اور سنت رسولؐ سے ہٹ کر حدیث گھڑی ہیں ۔ ان تمام من گھڑت احادیث پر علماء سنی و شیعہ کا اتفاق ہے ۔ یہ دونوں نورہ کشتی کرتے ہیں اور خود کو ایک دوسرے کے مقابل دکھاتے ہیں جبکہ یہ میدان عمل میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں مثلاً متعہ پر اہل حدیث شیعوں کو نقد کا نشانہ بناتے ہیں جبکہ وہ متعہ کا جواز صحیح مسلم سے استناد کرتے ہیں، فکر امام مہدی اور نزول حضرت عیسیٰ کی احادیث اہل حدیث نے بنائی ہیں انہی احادیث سے قادیانی استناد کرتے ہیں ۔ غلو کی تمام احادیث کا موجب علماء حدیث ہیں لیکن علماء کے ایسے اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں، کسی اجماع سے حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ علماء آپ ہی کی طرح انسان ہیں ۔

آپ کے پاس حجیت وسقم حدیث جاننے کیلئے اصول وضع ہیں تو اب ان اصولوں کو کہاں اور کس کوڑادان میں پھینکیں گے؟ تا کہ آئندہ آنے والوں کو ان احادیث کو استعمال کرنے سے باز رکھیں۔ بطور مثال آپ نے حدیث فرق کو متفق علیہ لکھا ہے، بتائیں اس حدیث پر کب اور کس جگہ اتفاق ہوا ہے؟ حالانکہ علماء حدیث نے کہا ہے کہ اس حدیث میں وضع کی تمام نشانیاں بطور اتم نمایاں نظر آتی ہے۔

کتاب ظہر اسلام تالیف احمد امین ج ۲ ص ۱۳۹ احمد امین لکھتے ہیں کتب حدیث کی ضخامت کو دیکھیں تو چودہویں صدی میں جہاں ہم یہ کتاب لکھ رہے ہیں ان کی ضخامت اس وقت کتاب بخاری ومسلم کے علاوہ مسند احمد بن حنبل کا مجموعہ احادیث ساٹھ ہزار تک پہنچا ہے اتنی ضخامت کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ اس میں گزشتہ اقوام کے احکامات اور ضرب المثل شامل ہوئے ہیں اور عقائد اقوام قدیمہ بھی شامل ہوئے ہیں۔

۲۔ علماء حدیث مختلف جگہوں پر جاتے تھے مسافر خانوں میں مقیم ہر کس و ناکس سے احادیث سنتے تھے۔ چنانچہ کتاب تہذیب التہذیب میں آیا ہے بعض نے کہا کہ ان سے صرف ایک حدیث سنی ہے، جاہلوں سے بھی سنی ہیں۔

دوسری صدی کے دوسرے نصف سے تدوین حدیث شروع ہوئی مکہ میں ابن جریج متوفی ۱۵۰ھ نے اس کا آغاز کیا، ان کی اصل رومی تھی۔ مدینہ میں محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۱ھ، مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، بصرہ میں ربیع بن یسیع متوفی ۱۶۰ھ، سعید بن عروبہ متوفی ۱۵۶ھ، حماد بن سلمہ متوفی ۱۷۶ھ، کوفہ میں سفیان ثوری ۱۶۰ھ، شام میں اوزاعی ۱۵۶ھ، یمن میں معمر متوفی ۱۵۳ھ، خراسان

میں ابن مبارک ۱۸۱ھ اور مصر میں لیث بن سعد ۱۷۵ھ جمع حدیث میں مصروف ہوئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جمع حدیث کا کام دوسری صدی کے نصف سے شروع ہوا ہے۔

ان کی سند نہیں ہے امام مالک نے ایک شخص کے ذریعے پیغمبرؐ سے منسوب کرکے احادیث مرسل جمع کیں تابعین سے نقل کیں، ان احادیث میں صحابی کا ذکر نہیں ہے۔ بعض میں ایک راوی اور بعض میں ایک سے زیادہ راوی گر گئے ہیں، اسی طرح صحیح بخاری و مسلم کے بارے میں ابن حزم نے کہا ہے ان میں احادیث ضعیفہ ہیں۔ ابن عبدالبر نے اس بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔

دوسری صدی کے آغاز میں ابن حجر نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں حدیث رسولؐ کو اقوال صحابہ اور فتاویٰ فقہاء سے خلط کیا ہے، تیسری صدی میں صحیح بخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم متوفی ۲۵۶ھ نے اور محمد بن مسلم متوفی ۲۶۱ھ نے اپنی صحیح مسلم لکھی، اسی طرح ۲۶۱ھ میں سنن ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن بن داؤد متوفی ۲۷۵ھ، جامع ترمذی متوفی ۲۷۹ھ اور نسائی متوفی ۳۰۳ھ لکھی گئی ہیں ان کو صحاح ستہ کہتے ہیں اس کے بعد مسند احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ ہے۔

علامہ معاصر محمد ناصر الدین البانی نے احادیث ضعیفہ میں اب تک ۱۴ جلدیں لکھی ہیں، ہر ایک حدیث پر نمبر لگایا ہے، اب تک ۱۲ ہزار ا کہتر احادیث ضعیفہ نکالی ہیں۔ احادیث موضوعہ کی شناخت کتاب علوم حدیث و مصطلحات ترجمہ ڈاکٹر عادل نادر علی ص ۱۹۶ پر لکھتے ہیں احادیث موضوع ان احادیث کو کہتے ہیں جنہیں حدیث سازوں نے از خود گھڑا اور نبی کریمؐ سے نسبت دی ہے۔ عبد اللہ بن مبارک سے سوال ہوا کہ بڑھتی ہوئی احادیث کے ساتھ کیا کریں تو انہوں نے جواب دیا بعض بزرگان اس مہم پر کام کر رہے ہیں، پھر سورہ حجر کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ عبد اللہ مبارک کے اس آیت سے استدلال سے شک ہوتا ہے کہ آپ حدیث

سازی کے برے اثرات پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے یا اسے غیر نقصاندہ دکھانا چاہتے تھے یا وہ خود اہل حدیث تھے۔ البتہ اس میں شک نہیں بعض علماء اٹھے ہیں کہ جعلی حدیث کو صحیح حدیث سے تمیز کریں۔ شناخت احادیث موضوعہ کیلئے پانچ اصول بنائے گئے ہیں:

۱۔ شخص جعل کنندہ نے از خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے خود حدیث جعل کی ہیں ان میں ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ملقب بنوح ہے انہوں نے تلاوت قرآن کے فضائل میں ابن عباس سے منسوب احادیث جعل کی ہیں۔

۲۔ حدیث جعل کرنے والے نے ایسے الفاظ میں حدیث گھڑی ہے کہ اس کے الفاظ ان سے مناسبت نہیں رکھتے کہ جن سے اس حدیث کو نسبت دی گئی ہے یعنی وہ شخص فصیح و بلیغ تھے جبکہ اس نے حدیث گرے ہوئے الفاظ میں پیش کی ہے۔

۳۔ حدیث سراسر عقل یا مشاہدات سے متصادم ہے۔

۴۔ نا قابل تاویل ہے۔ جیسے عبدالرحمٰن بن زید سے پوچھا گیا یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ سفینہ نوح نے کعبہ کے گرد طواف کیا آگے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی یہ حدیث تہذیب میں شافعی سے نقل ہے۔

۵۔ حدیث میں ایک معمولی گناہ کیلئے سخت دردناک عقاب یا معمولی عمل کیلئے بے حد ثواب کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث بذات خود قرآن کے خلاف ہے۔ ثواب و جزاء قرآن کے مطابق اعمال سے موافقت رکھتی ہے۔ لہٰذا اعمال سے غیر موافق جزاء آیات سے متصادم ہے۔

اگر راوی حدیث جعل کرنے میں مشہور ہو تو اس کی حدیث جعلی ہوگی۔ کلینی کی اصول کافی اور شیخ صدوق کی من لا یحضر الفقیہ ان دو کتابوں کے مندرجات ضعیف اور خود ساختہ ہیں ان میں صحیح

مواد بہت ہی کم ہے اس کے جبران کیلئے ان کتابوں اور مصنفین پر قدسیت وعصمت کی چادر چڑھائی گئی ہے۔کافی کے بارے میں نقل ہے کہ کتاب مکمل ہونے کے بعد امام زمانہ کی خدمت میں بھیجی گئی تو امام نے اس پر لکھا ''الکافی ،کافی لشیعتنا''۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اپنی جگہ خود ساختہ ہے کیونکہ امام زمانہ نامی کوئی وجودنہیں ہے چہ جائیکہ وہ کسی کتاب پر مہر تصدیق لگائیں۔

۲۔اس کتاب پر کوئی تصدیق کارآمدنہیں ہے کیونکہ یہ کتاب عقل ،آیات محکمات اور سنت قطعی کے خلاف ہے۔کتاب کی مرویات ضعیف وخود ساختہ اور نا قابل اعتماد ہونے کا ایک شاھد وثبوت علامہ مجلسی جیسے جامع احادیث ضعیفہ وخود ساختہ بھی ہیں۔انہوں نے بھی شرم وحیاء سے اس کتاب کی نو ہزار احادیث ضعیف قرار دی ہیں اگر کوئی صاحب تحقیق آجائے تو شاید باقی چھ ہزار کا حشر بھی معلوم ہوجائے۔

اسی طرح کتاب من لا یحضر الفقیہ کو مقام دینے کیلئے ان کے مؤلف کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ امام زمانہ کی دعا سے پیدا ہوئے ہیں لیکن خود مصنف نے لکھا یہ کتاب آل بویہ کے حکم پر لکھی ہے،اس کتاب کی پانچ ہزار احادیث میں سے ڈھائی ہزار احادیث مرسلات ہیں جن کی کوئی سند نہیں ہے۔

١ ـ اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـ تاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد ٥ ـ فرهنگ فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٦ ـ فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٧ ـ الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن

طاہر بن محمد البغدادی ۹۔الموسوعة الميسرة فی الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنی ۱۰۔کتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۳۲۔اہل حق:۔

مجلّہ تخصص کلامی صادر از مدیریت حوزہ علمیہ قم شمارہ ۱۴ پر آیا ہے کہ بعض لوگ جو حضرت علی اور ان کے بعد بہت سے دیگر لوگوں میں اللہ کے حلول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اہل حق کہلاتے ہیں ۔یہ لوگ عقائد فاسدہ رکھتے ہیں مجلّہ میں لکھتے ہیں یہ فرقہ ایران اور دنیا کے دیگر گوشوں میں پایا جاتا ہے۔

کبھی ان کو علی اللّٰہی کے نام سے یاد کرتے ہیں،ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ‘ علی میں حلول ہوا ہے، یہ فرقہ ایران کے مغرب اور کرد نشین علاقوں میں زیادہ ہے ۔ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان کے نزدیک مونچھیں منڈوانا گناہ کبیرہ میں شمار ہوتا ہے۔ان کا کہنا ہے اہل حق دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں اور ساتویں صدی ہجری میں ان کی تجدید ہوئی ہے،بعض نے چوتھی صدی ہجری بتایا ہے۔اس فرقے کا بانی مبارک شاہ ہے جو شاہ خوش کے نام سے مشہور ہے۔شاہ خوش اقطاب صوفیہ میں سے تھا جو منطقہ بلوران تابع لورستان ایران تھے۔اس نے اپنی موت کے موقع پر اپنے پیروکاروں سے کہا ان کی روح سو سال گزرنے کے بعد بنام سلطان سہاک یا سلطان اسحاق میں حلول کرے گی۔اس لئے ان کے پیروکار سلطان سہاک کے انتظار میں رہے۔

اہل حق تناسخ کے قائل ہیں ان کے نزدیک موت روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں حلول کرنے کا ایک وسیلہ ہے یعنی روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں حلول کرتی ہے تو جس کی روح

گناہوں سے پاک ہوتی ہے وہ اچھے جسم میں منتقل ہوتی ہے، شاہ خوش کا اپنے پیروکاروں کے لئے یہ عقیدہ تھا کہ ان کی روح سلطان سہاک کے جسم میں زندہ رہے گی۔

عقائد اہل حق ایک کھچڑی ہے انہوں نے ذردتشتی، یہودی، مسیحی، مانوی اور ہندوؤں سب سے عقائد لئے ہیں۔ کتاب سرانجام جو کہ کتاب اعتقادات اہل حق ہے اس میں واضح طور پر آیا ہے کہ اہل حق اسلامی عبادات کے پابند نہیں ہیں بلکہ ان کی اپنی خاص عبادات ہیں لیکن ابتدائی مراحل میں وہ شریعت اسلامی کو اپناتے ہیں جب مرحلہ شریعت سے گزر جاتے ہیں تو طریقت میں چلے جاتے ہیں، جب حقیقت سے گزر جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھر پابندئ شریعت ختم ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے صوفی ہفتہ میں ایک دن اجتماع کرتے ہیں وہ اپنے جمع ہونے کی جگہ کو جمع خانہ یا جسم خانہ کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ جملہ بازی کرتے ہیں اور اپنے مراسم عبادت کا آغاز ''یا علیؑ'' کہہ کر کرتے ہیں۔ وہ دف وڈھول اور آلات موسیقی کے ساتھ دیگر اور بھی اذکار اور شعر وغیرہ پڑھتے ہیں اور پھر رقص کرتے ہیں۔ قارئین یہاں سے یہ نتیجہ اخذ کریں علماء حق زندہ باد کا نعرہ لگانے والے کس فرقے سے ہیں۔

١۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل ٢۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٣۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۳۴۔اہل سنت والجماعت:۔

محققین ومؤرخین فرق امثال مصطفی شکعہ، احمد امین، ذکی نجیب محمود وغیرہ کا کہنا ہے اہل سنت والجماعت تیسری چوتھی صدی اور بعض کے نزدیک ساتویں یا گیارہویں صدی میں وجود میں

آئے ہیں۔الادیان والمذاہب و دیگران کا کہنا ہے، یہ کلمہ خود نبیؐ نے فرمایا ہے۔فرق نویسوں کا کہنا ہے مسلمانوں میں دو ہی فرقے ہیں، ایک اہل سنت والجماعت اور دوسرا شیعہ ہے۔لیکن خود دونوں میں نزاع داحس وغبرا چل رہا ہے، دونوں ایک دوسرے سے نزاع رکھتے ہیں کہ کون پہلے تھے، جس طرح یہود و نصاریٰ ایک دوسرے سے مقابلہ و مسابقت میں رہتے تھے، اگر پہلے ہونا فضیلت ہے تو یہ فضیلت ابلیس کی ہونی چاہیے کیونکہ وہ سب انسانوں سے پہلے موجود تھا۔دونوں فرقوں نے اپنا انتساب رسولؐ اللہ سے کرنے کی سعی بے جا کی ہے۔جھوٹ اگر سازش کے لئے گھڑا گیا ہے تو اس کی تحلیل کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہوگی بلکہ ہر موڑ پر شرمندگی اٹھانا پڑے گی، تاریخ فرق و مذاہب میں فرق نویسوں نے لکھا ہے کہ سب سے پہلا فرقہ خوارج ۳۷۔۳۸ھ کے دوران وجود میں آیا، خوارج کے بعد فرقہ سبائیہ وجود میں آیا ہے لیکن فرق کی صورت میں نہیں بلکہ حامیانِ علی کے نام سے وجود میں آیا، یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ سے منسوب فضیلت شیعہ یا فضیلت اہلسنت و الجماعت والی دونوں احادیث موضوع ہیں، کیونکہ دور پیغمبر اکرمؐ میں دونوں کا کوئی وجود نہیں تھا۔خود شیعوں کا کہنا ہے شیعہ کی بنیاد رکھنے والے امام صادق ہیں جبکہ فرق نویسوں کا کہنا ہے کہ یہ ابی الخطاب اسدی نے رکھی ہے، چنانچہ تاریخ ائمہ میں آیا ہے امام حسن کے تنازل از خلافت کے بعد شیعہ اور خوارج میں ایک اتحاد یہ غیر اعلانیہ صورت میں وجود میں آیا، تا کہ دونوں مل کر حکومت بنی امیہ کے خلاف بغاوت کریں، اسی لئے بنی امیہ نے بھی دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک رکھا، چونکہ یہ دونوں ان کی حکومت کے خلاف تھے لہٰذا ان دونوں کو اسلامی مملکت میں فتنہ و فساد اور بدامنی پھیلاتے دیکھ کر اکثر و بیشتر مسلمان چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے حکومت کے حق میں تھے، لہٰذا وہاں حکومت بنی امیہ اور باغیان میں مقابلہ تھا اہل سنت کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا۔

خوارج کے بعد ایک گروہ منظم کی حیثیت سے معتزلہ وجود میں آئے، معتزلہ ۱۰۵۔۱۱۰ھ کے دوران وجود میں آئے، شیعہ جو حمایت امام علی کے دعویدار تھے عبیداللہ اور مختار ثقفی کے بعد منتشر ہو کر معتزلہ میں ضم ہو گئے۔ معتزلہ نے ارباب اقتدار سے مقابلہ کرنے کی بجائے اسلام کے اصول ایمان کا مقاطعہ کیا اور اپنی طرف سے اصول ایمانیات وضع کئے، عقائد کی کسوٹی عقل کو گردانا جو صدیوں سے یونان میں چل رہی تھی کہ جہاں ہر چیز کو عقل سے ناپنے کی بات ہوتی تھی۔ انہوں نے حاکمیت عقل کو اٹھایا اور ساتھ ہی کہا کہ دین میں عام انسانوں کو بھی حق جعل ملنا چاہیے جس طرح اس وقت کے خوارج کی سوچ تھی۔

۱۔ ''اہل سنت'' کہتے ہیں ہم اتباع سنت والے ہیں حالانکہ ہم جب خود کو ''محمدی'' نہیں کہہ سکتے ہیں تو اہل سنت کیسے کہہ سکیں گے؟ خود نبی کریمؐ قرآن کے تابع تھے ان کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کا قرآن کو چھوڑ کر صرف سنت کی اتباع کی بات کرنا ان کے جادہ سے انحراف ہوگا۔ اہل سنت میں مضاف الیہ کیوں حذف رکھا گیا ہے یہاں کس کی سنت مراد ہے اگر یہ مضاف الیہ نبی کریم محمدؐ ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نام گرامی محمدؐ کو حذف کرنے میں کونسا حسن ہے؟ یہاں سے اذہان میں شکوک جنم لیتے ہیں کہ شاید غیروں کی سنت کو شامل کرنے کیلئے ایسا کیا ہوگا۔ اسی طرح شیعہ نے بھی اپنے مضاف الیہ کو حذف کیا ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بڑی خیانت اور کیا ہوگی۔

۲۔ قرآن میں اتباع محمدؐ کا حکم ہے جس سے آپؐ کی سنت عملی مراد ہے جبکہ آپ لوگوں نے اس میں سنت قولی، تقریری، مشکوکان اور اصحاب کے ترجمہ لفظی کو بھی شامل کیا ہے اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟

۳۔ قرآن میں سنت نبیؐ کریم کو حجت گردانا گیا ہے جبکہ آپ کہتے ہیں خود نبیؐ نے سنت

اصحاب کو حجت گردانا ہے آیا نبی کریمؐ کو کسی غیر کو حجت گردانے کا حق ہے، یہ کس آیت سے ثابت ہے؟

۴۔ مجامع روائی میں جو احادیث جمع ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر احادیث ضعیف و مرسل ہیں چنانچہ موطا اور مسند احمد میں احادیث ضعیفہ و مرسلات اور عمل اہل مدینہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۵۔ آپ نے اپنے فرقے میں صرف شیعوں کو شامل نہیں کیا ہے گویا انہیں خارج کیا ہوا ہے، کیونکہ وہ قبور پرستی کرتے ہیں جبکہ باقی تمام اقسام بت پرستی کو دوبارہ احیاء کرنے والے صوفیوں اور بریلویوں کو اہل سنت میں شامل رکھا ہے، لیکن قبور سازوں، قبور کی نشانیاں تلاش کرنے اور خواب نقل کرنے والوں کا ذکر نہیں کیا، اگر قبور پرستی میں شیعوں اور صوفیوں کا مقابلہ کرتے تو نوبل انعام صوفیوں کو ملے گا، جبکہ اس وقت آپ صوفیوں کی جانب داری کر رہے ہیں اگر سنی و شیعہ صوفیاء کی تعداد کو بھی حساب کریں تو سنی صوفی لاکھوں میں برتری حاصل کریں گے۔ ہم آپ کو شیعوں کو اہل سنت والجماعت سے خارج کرنے میں مخلص نہیں دیکھ رہے ہیں، آپ نے سنی صوفیاء کے لاکھ سے زیادہ مزارات پر حاضری و عرس اور غیر شرعی کاموں کو سنت نبیؐ میں شامل کیا ہوا ہے کیا یہ بدعت نہیں ہے؟

اہل سنت پر تحفظات:

''اہل سنت'' میں بھی شیعہ جیسا مضاف الیہ مخذوف ہے کہ کس کی سنت کی پیروی کرنے والے ہیں؟ اس کو مجہول رکھا ہے۔ اپنے عقائد، مصادر، احکام اور اعمال و عبادات، ضد قرآن احادیث سے استنا د کرتے ہیں۔

۱۔ اہل سنت نے اپنے مضاف کو حذف کر کے لوگوں کو اشتباہ میں ڈالا ہے وہ کس کی سنت

کے تابع ہیں۔

۲۔ چنانچہ خود ان کے توضیح سے واضح ہے عمداً اشتباہ میں رکھنے کیلئے ایسا کیا ہے کہ وہ خلفاء، اصحاب، تابعین و تبع تابعین حتی اسلاف کی سنت کے تابع ہیں، وضاحت تو ہوگئی لیکن اصحاب و تابعین کی سنت کی پیروی کس منطق و دلیل کے تحت ہے؟ وہ روایت قرآن کریم سے متصادم ہے کیونکہ سنت رسول کے علاوہ کسی اور کی سنت حجت نہیں ہے۔

۳۔ سنت میں صرف عمل رسول آتا ہے، جس کو امت نے مسلسل مکرر دیکھا ہے۔ حجیت سنت رسول میں جو آیات پیش کیں ہیں اس سنت میں قول نہیں آتا ہے، صرف عمل آتا ہے۔

۴۔ ان کے ہاں منقول سنت کا اکثر عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابو ہریرہ اور ام المومنین ہے، جبکہ ان سے کئی گونہ وقت نبی کریم کے ساتھ گزرنے والے حضرت ابوبکر، حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی نیز نبی کریم کی عزیز بیٹی فاطمہ زہرا جو بعثت سے لے کر وفات تک سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے، ان سے عشر عشیر تک بھی نقل نہیں ہوا ہے یہ خود شک و شبہ آور ہے۔

۵۔ قانون روایت کے تحت جب تک روایتوں کو سانچہ تحقیق میں نہ ڈالیں تو خود ان کا ثقہ ہونا کافی نہیں بلکہ ان کے بعد ان سے نقل کرنے والے بھی صحیح ہونا ضروری ہیں، احتمال قوی ہے وضاعان نے نقد سے بچنے کیلئے کسی شخصیت کو استعمال کیا ہو۔ جرح و توثیق عصر حاضر سے رسول اللہ تک ثقہ ہونا ضروری اور ناگزیر ہے، اب تک کس نے یہ تحقیق نہیں کی چار پانچ سے نقل کرنے والے کون تھے ان کے بارے میں تحقیق ناگزیر ہے۔

۶۔ اکثر بیشتر روایت پر متفق علیہ لگایا ہے، اس پر اتفاق کرنے والے کون تھے؟ انہوں نے یہ اتفاق کہاں اور کس زمانے میں کیا تھا معلوم نہیں ہوا۔

۷۔ عملی میدان میں صرف سنت کو پیش کیا ہے قرآن سے گریز کیا ہے لہٰذا قال اللہ کو چھوڑ کر صرف قال الرسول اللہ پر انحصار شک آور ہے۔

۸۔ عقائد خرافی، اعمال خرافی اور رسومات خرافات میں شیعوں اور سنیوں میں کوئی فرق نہیں، شیعوں کا سنیوں سے زیادہ اسلام سے دور، اسلام سے اجنبی، اسلام دشمنی کا مظاہرہ صرف سب و شتم خلفاء اور ام المومنین ہے اس کے علاوہ تمام بدعات و خرافات میں یہ دائیں بائیں بازو جیسے ہیں۔

۹۔ جس طرح شیعوں نے قرآن صامت و ناطق تقسیم کر کے قرآن ناطق کو قرآن صامت پر برتری دی ہے، سنیوں نے السنۃ قاضیہ علی القرآن کہا ہے۔

۱۰۔ جس طرح شیعوں نے کتاب امام علی میں علوم اولین و آخرین کا دعویٰ کیا ہے، سنیوں نے قال اللہ اور قال الرسول کو مساوی قرار دے کر کہا "اوتینی جوامع الکلم و مثلہ معہ" جبکہ قرآن میں آیا ہے ﴿وَ لا رَطْبٍ وَ لا يابِسٍ إِلَّا فِي كِتابٍ مُبِينٍ﴾ یہ دونوں ہی قرآن توڑ مساعی ہے۔

۱۔ اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ۲۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔ الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب، تاليف مانع بن حماد الجهني ٤۔ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۳۴۔ اہل فتوت:۔

صاحب معجم فرق اسلام نے ص ۴۲ پر لکھا ہے،

ان کے آداب و رسومات اور تعلیم و تربیت میں جوان مردی اور شفقت و سخاوت کے ذریعے

ضعیفوں اور کمزوروں سے تعاون ہے، وہ ایسے کاموں میں سرگرم اور سبقت کرتے تھے۔ گروہ یعقوب لیث صفاری کو اپنا پیرومرشد سمجھتے تھے، وہ فقیروں اور نیازمندوں کی مدد کے لئے اغنیاء وشرفاء اور صاحبان دولت وثروت کا مال چوری کر کے فقراء میں تقسیم کرتے تھے۔ اہل فتوت اپنا اصل مقتدیٰ علی بن ابی طالب کو گردانتے تھے پھر نبی کریمؐ سے یہ شعر منسوب کرتے تھے ''لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار'' یہ لوگ اپنے شیخ ومرشد سے تلوار اپنی کمر پر بندھواتے تھے۔

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

"حرف ب"

۳۵۔بابکیہ:۔

معجم فرق اسلامی ص ۴۷ پر آیا ہے یہ بابک خرمی کی اتباع کرنے والوں کو کہتے ہیں، انھیں محمرہ بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ لباس سرخ پہنتے تھے۔اسماعیلیوں کے ایک گروہ نے بابک خرمی کی بیعت کی تھی۔بابک خرمی مزدکیہ کا تسلسل ہے،وہ ولدالزنا منکر شرائع تھا،۲۰۱ھ میں فارس کے شہر آزر بائیجان میں بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی۔اس نے تمام محرمات شریعت اسلامی کو مباح گردانا اوراس راہ میں حائل بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا اس نے تمام محرمات کو حلال قرار دیا۔جب اس کو پتہ چلتا تھا کہ کسی کے گھر میں خوبصورت لڑکی ہے تو وہ اپنے لئے طلب کرتا تھا انکار کرنے پر وہاں موجود مردوں کو قتل کرتا تھا۔اس طرح سے اُس نے ۲۰ سال وہاں حکومت کی اور قتل عام کیا۔اس وقت کے خلیفہ معتصم عباسی نے اپنے فوجی قائد افشین کو وہاں بھیجا اوراس سے جنگ لڑی اوراس کو اور اس کے بھائی کو ۲۲۳ ہجری میں گرفتار کرکے لائے تو معتصم نے ان دونوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے۔

١ـفرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامي تاليف شريف يحيى الامين ٣ـالفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ٤ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

۳۶۔بابیہ:۔

بابیہ وبہائیہ تیرہویں صدی کے مترقی ترین الحادی تھے، یہ عالمی یہودی وصلیبی ،انگریز اور خاص کر روس کے اشتراک سے وجود میں آئے۔انہوں نے اس کے لئے پہلے مرحلہ میں دین میں

ترف ،غلو اور افراط پھیلانے کے لئے شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی مجہول الحال و وطن کو حوزعلمیہ نجف میں چھوڑا نیز ایران و عراق سے منحرفین کو ان کے گرد جمع کیا۔ عالمی یہود کی طرف سے ایران میں مقیم یہودیوں کو اس حلقے میں شامل ہونے کی ہدایت دی چنانچہ وہ گروہ در گروہ اس میں شریک ہوئے محمد علی شیرازی نے چند مہینے کربلا میں گزارنے کے بعد شیراز میں آ کر باب مہدی ہونے کا اعلان کیا۔

محمد علی شیرازی کے پاس ۱۱۹ افراد مکمل ہونے کے بعد حسین بشروئی نے اسے باب کی جگہ خود مہدی ہونے کا اعلان کرنے کا کہا چنانچہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ کو محمد علی شیرازی نے اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا پھر وہ شیراز سے بوشہر منتقل ہو گیا۔ حسین بشروئی نے مہدی کے ظہور رہونے کا اعلان کیا پھر سفارت روس کے جاسوس عباء پوش بنے ،اوران سے اسلام سے زیادہ جامع دین کا دعویٰ کروایا،شہر شہر میں قائم الزمان کے ظہور کا اعلان کیا، حاکم شیراز نے ان کو بوشہر سے گرفتار کر کے قتل کیا

۔

باب کے قتل کے بعد اس کے جانشین کے لئے دو بھائیوں میں جھگڑا ہو گیا میرزا حسین علی مازندرانی اور یحییٰ مازندرانی میں اختلاف ہوا۔انہوں نے باب سے ہٹ کر کوئی نئی فکر نہیں اٹھائی بلکہ اس نے فکر مہدی غائب ،علم غیب ،قدرت اور تصرف کل کائنات اور حلول اللہ کا دعویٰ کیا۔

یہ اثنا عشریوں کا ایک فرقہ ہے جو محمد علی باب سے منسوب ہے اثنا عشریوں کو یہ سوچنا اور جواب دینا پڑے گا مذاہب الحادیہ اور ناسخین شریعت کیوں اثنا عشری سے نکلتے ہیں؟؟ کتاب موسوعہ ادیان ص ۱۲۶ پر آیا ہے کہ محمد علی ۱۲۳۵ھ میں شیراز میں پیدا ہوا اس نے پہلے مرحلے میں دعویٰ کیا کہ وہ واسطۂ امام منتظر ہے۔پھر اس نے دعویٰ کیا وہ خود مہدی ہے۔پھر دعویٰ کیا وہ نبی مرسل ہے پھر دعویٰ

کیا اس پر قرآن سے بہتر کتاب نازل ہوئی ہے اس کا نام البیان ہے، پھر دعویٰ کیا اللہ اس میں حلول ہوا ہے اس نے صحراء دشت میں ۱۲۶۴ھ میں ایک اجتماع منعقد کیا جس میں قرۃ العین اور بشروئی نے اعلان کیا شریعت اسلام نسخ ہو چکی ہے اب نئی شریعت اور نئی کتاب آئی ہے۔

بابیون نے تمام اماکن مقدسہ مکہ مدینہ، بیت المقدس و دیگر قبور کو منہدم کر کے صرف جائے پیدائش باب کو رکھنے کا حکم دیا ہے۔اس نے نسخ اسلام کے بعد خود کو افضل از محمدؐ اور اپنے یاران کو افضل از اصحاب محمدؐ قرار دیا ہے۔اس کے بعد بہائی وجود میں آئے۔

١ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـ معجم فرق اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٣ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٤ ـ الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهن ٥ ـ موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ٦ ـ النصيحية الايمانية فى كشف فضائح البابية و البهائية تاليف الحسينى الحسينى معدى

۳۷۔باطنیہ:۔

مملکت اسلامی میں نقاب نفاق پہن کر داخل ہونے والوں کا خلف مذموم عزائم و نوایا کے حامل ہونے کی وجہ سے انھیں ایک تنظیم ماسونی یہودی کا طریقہ کار اپنانا پڑا۔انھوں نے قرآن و سنت کے تمام کلمات کے ظاہر کو مسترد کر کے اپنے من مانی معانی کو رواج دیا۔باطنیہ مسلمانوں میں موجود فرقوں کے موجد ہیں،تمام فرقوں نے بغیر کسی استثناء کے ان کے شکم و دامن میں پرورش پائی ہے۔اب تک امت اسلام کو تتر بتر اور مفلوج کر کے استعمار کی گود میں رکھنے اور ان کو مسلط کرنے کے راستے فراہم کرنے والے باطنیہ ہی ہیں،شیعہ اور سنی کے نام سے جنگ داحس وغبرا کی جنگی منصوبہ بندی اور

بجٹ دینے والا یہی ہے بابی، بہائی اور قادیانی ان کے لشکر فیل ہیں۔ باطنیہ اللہ کے حرام کردہ محرمات کو مباح کرنے والے اور واجبات و فرائض کو ساقط کرنے والے ہیں۔ باطنیہ اصول و عقائد اسلام، الوہیت و ربوبیت، نبوت اور معاد و آخرت کو تہہ و بالا کرنے اور پیچھے کرکے اپنے خود ساختہ اصول پیش کرنے والے ہیں۔ قرآن و سنت کو ظاہر سے گرا کر باطنی معانی خلق کرنے کا طریقہ انھوں نے یہود سے لیا ہے۔ باطنیہ کے حسب و نسب کی برگشت میمون دیصانی خطابی کو جاتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے مقدسات کی اہانت و جسارت کرکے ان کو نشانہ بنانے والے بابیہ، بھائیہ، قادیانیہ، صوفیہ، مانی اور رباہکیہ ان کے لشکر ابرہہ ہیں۔ ان کا گمراہ کرنے کا طریقہ ابلیس سے ماخوذ ہے جہاں وہ کھلے عام نمایاں طریقے سے مسلمانوں میں ناجائز موبقات کے ارتکاب میں خناسی کا کام کرتا ہے۔ دین اسلام میں مذاہب الحادیہ، نصیریہ، بابیہ، بھائیہ، شیخیہ اور رشتیہ انہی کی شاخیں ہیں لیکن مصلحین پر پابندی ہے اور باطنیہ کو ہی آزادی میسر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنی نسلوں کو اور اپنے مقدسات کو بچانے کے لئے باطنیہ کی حرکات و کردار سے واقف و آگاہ ہونا ضروری ہے۔

باطنیہ تمام فرق فاسدہ کا بانی ہے۔ صاحب معجم فرق اسلامی کے مطابق یہ مامون رشید کے دور میں ظہور رہوا ہے اور معتصم کے دور میں فروغ پایا ہے۔ باطنیہ اور خرمیہ دونوں متحدہ پارٹی ہیں اس فرقہ کے بانی محمد بن حسین ملقب زیدان اور میمون بن دیصانی ہیں۔ یہ دونوں عراق کے زندان میں محبوس تھے، انھوں نے اس زندان میں اس فرقے کی بنیا ڈالی ہے۔ زیدان ایک طرف گیا اور میمون بن دیصان دوسری طرف گیا انھوں نے تمام آیات قرآن اور سنت رسولؐ حتیٰ احکام شریعت کی تاویل کی ہے۔ انہوں نے اپنے پیروکاروں کیلئے اپنے بہن بھائیوں سے عقد کو جائز گردانا اور شراب اور دیگر محرمات سے پابندی ہٹائی۔ وہ معجزات انبیاء کے بھی منکر ہیں انہوں نے آسمان سے نزول وحی

کا بھی انکار کیا ہے۔(معجم فرق اسلامہ ص۵۰۲)

انھوں نے زندان میں باطنیہ کے نام سے چندین مذاہب گھڑے ہیں،فرق شناس لکھتے ہیں باطنیہ نے دین وعقائد شریعت سے متعلق آیات قرآن وسنت رسولؐ کو ظاہر سے ہٹا کرتاویلی و باطنی معنی پیش کئے ہیں یہاں تک کہ انھوں نے اللہ کی ذات اور صفات کو چھیڑتے ہوئے تہہ وبالا کیا اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ موجود ہے کہہ سکتے ہیں اور نہ موجود بھی کہہ سکتے ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ شریعت کا ایک باطن ہوتا ہے،ظاہر معنی چھلکا،کچرا اور پوست ہے اصل مراد ومقصود باطن ہے۔

نماز سے مراد مولا کی اطاعت اور زکوۃ سے مراد اپنی درآمد سے بچت امام کو پہچانا ہے۔روزہ خاموشی اور مولا کی عیب جوئی سے گریز کرنا ہے اور اسی طرح حج امام کی طرف جانے کو کہا ہے اور کہا ہے تمام محرمات معطل ہو چکے ہیں۔فرہنگ اسلامی میں جواد مشکور لکھتے ہیں باطنیہ کو عراق میں قرامطہ اور مزدکیہ اور خراسان میں تعلیمیہ کہتے ہیں۔عبدالقادر نے تعریفات میں لکھا ہے باطنیہ دہری اور زندیق ہیں وہ عالم کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ارسال رسل وشریعت کے منکر ہیں انسان کی خواہش میں جو آتا ہے وہ اسے جائز کہتے ہیں۔ان کی ایک کتاب ہے اس کا نام ام الکتاب ہے۔ بلتستان کے شاعر فاسدۃ العقیدہ نے قرآن کی جگہ اسی کتاب کا ذکر کیا ہے۔

کتب میں فرق نویسوں نے باطنیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے ان کے مذہب کی برگشت مذاہب فلاسفہ مجوسی کو جاتی ہے۔یہ فرق ملاحدہ میں سب سے زیادہ خطرناک فرقہ ہے۔ان کے مذاہب کی اندرونی باریکیاں عام لوگوں کو پتہ نہیں چلتی ہیں کیونکہ وہ پوشیدہ رہتے ہیں۔وہ حوادث وواقعات میں نئے انداز میں ظاہر ہوتے ہیں۔جب آزادئ مذہب کا نعرہ بلند ہوتا ہے تو خود کو ظاہر

کرتے ہیں،جب اسلام کا بول بالا ہوتا ہے تو خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ فرق نویسوں نے کہا تمام اہل فرق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے جس نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی وہ اولاد مجوس اولاد خرمیہ ہے۔یہ لوگ بعض اہل اسلام کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے۔فلاسفہ کے ساتھ مشورہ کرتے تھے انھوں نے کہا محمدؐ ہمارے اوپر غالب آچکے ہیں اور انھوں نے حکومت بنائی ہے وہ نبی نہیں تھے وہ آج ہمارے مال و دولت پر قابض ہوئے ہیں اور ہمارے ہاتھوں سے مال و دولت وطاقت چھین لیا ہے۔

میمون دیصانی قداحی جو فارس کا ایک یہودی تھا وہ امام صادق سے علم حاصل کرنے لگا اور ان سے حاصل علم کو اپنی طرف سے خلط کرنے لگا لہٰذا اسے امام نے قداح کا لقب دیا کیونکہ اس نے علم کو اپنی فکر سے خلط کیا ہے۔میمون کا ایک بچہ جس کا نام عبداللہ تھا۔وہ خود کو صوفی ظاہر کرتا تھا لیکن اس کی تمام تر کوشش تھی کہ وہ کھوئی ہوئی اپنی سلطنت کو واپس لائے۔وہ پہلے مرحلے میں خوزستان پھر بصرہ پھر وہاں سے بغداد گیا، پھر شام گیا۔اس کے ایک ساتھی کو حسین اہوازی کہتے تھے اس کے باپ کا نام نہیں لیتے تھے، یہاں تک کہ وہ شام میں رہے،عبداللہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام احمد رکھا،عبداللہ مرگیا تو اس کے بیٹے کو اس کا وصی بنایا۔کتب فرق میں جہاں دائرہ اسلام سے خارج فرقوں کے بارے میں لکھا ہے وہاں باطنیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ باطنیہ ان فرقوں میں ہے کہ جو خود دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں لیکن وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔باطنیہ کے چند فرقے ہیں سباحیہ،فطحیہ،قرامطیہ،بابکیہ،مقنعیہ،سبعیہ دروزیہ،نصیریہ اور آغا خانی۔

انھوں نے خود کو اسلام کا داعی پیش کیا،لیکن اس بات پر اتفاق کیا کہ اسلام کو ہم اندر سے یعنی اس کی جڑوں سے ختم کریں گے۔کتاب تفسیر المفسر ون ذہبی جلد۴ص۶۰ پر آیا ہے انھوں نے اپنے

مقصود و منشور کو کس طرح پھیلانا ہے اور کس طرح مسلمانوں کے اندر داخل ہونا ہے اور کس طرح حملہ کرنا ہے اس کے لئے پہلے مرحلے میں انھوں نے جھوٹ توریہ اور زہد کا ذب کا لباس پہنا اور حفاظت کے لئے دوستی اور ولایت اہل بیت کو اپنایا۔انھوں نے خود کو داعی اہل بیت متعارف کرایا اور ولائے اہل بیت کا دعویٰ کیا۔آخر میں انہوں نے طریقہ کار اس طرح وضع کئے جو ان دو نکتوں پر مرکوز تھے۔

۱۔ختم اسلام

۲۔تفرقہ بین المسلمین

انھوں نے ان دو اہم منصوبوں پر کام کرنے کا عزم و ارادہ کیا۔

سب سے پہلے ضد اسلام میں ایک منظم صورت میں اترنے والا فرقہ اسماعیلیہ ہے،وہ اب بھی منظم انداز سے اسلام دشمنی میں سرگرم ہے۔انھیں جب اقتدار ملتا ہے تو یہ اعلانیہ کفریات شروع کرتے ہیں اور جب منفور قرار پاتے ہیں تو نام بدل کر خود کو دیندار دکھاتے ہیں۔

١ ـ اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـ تاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٤ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٥ ـ فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٦ ـ الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ٧ ـ الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ٨ ـ اطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٩ ـ موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

۱۰۔العقائد الفلسفیه المشترکه بین الباطنیة تالیف دکتور محمد سالم اقدیر

۳۸۔بدویہ:۔

یہ فرقہ منسوب ہے احمدی بدوی سے جو مغرب میں پیدا ہوا ہے، مصر میں مستقر ہوا، مصر کے شہر طنطا میں اس کا عرس مناتے ہیں اور تمام انواع واقسام کی بدعات انجام دیتے ہیں (موسوعہ فرق والمذاہب شیخ ممدوح البحرانی ص ۱۱۵) ۔

مو سوعه فرق والمذاهب شیخ ممدوح البحرانی

۳۹۔برقعیہ:۔

برقعیہ فرق اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے، ۲۰۷ھ کو اہواز میں خروج کیا۔خود کو علوی پیش کرتے تھے، لیکن علوی نہیں تھے ان کی ماں علویوں کے عقد میں تھی اسی نسبت سے خود کو علوی تعارف کراتے تھے۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۴۰۔بریلویہ:۔

کتاب معجم الفاظ عقیدہ ص ۶۸ پر آیا ہے بریلوی صوفیوں کا ایک فرقہ ہے جو ہندوستان میں برطانیہ کی استعمار گری کے دوران وجود میں آیا، انھوں نے پیغمبرؐ اور اولیاء کے لئے وہی صفات ثابت کی ہیں جو شیعوں نے ائمہ کے لئے کی ہیں اس فرقے کا بانی احمد رضا خان بن تقی علی خان متوفی ۱۳۴۰ھ ہے۔احمد رضا خان نے تعلیم قادر برادر غلام احمد قادیانی سے حاصل کی ہے احمد رضا خان نے

اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھا ہے جو کہ اپنی جگہ سنت مشرکین تھی فی زمانہ مسلمان بھی ایسا نام رکھتے ہیں جیسے عبدالحسین، غلام حسین، غلام علی، کلب علی، خادم علی، عبدالرسول وغیرہ، عبد منسوب بغیر اللہ سنت مشرکین ہے۔ان کے اعتقادات میں سے ہے کہ حضرت محمدؐ کی قدرت غیر محدود ہے اور وہ کائنات میں ہر قسم کا تصرف کر سکتے ہیں، اسی طرح اولیاء بھی ایسا تصرف رکھتے ہیں۔انھوں نے حضرت محمدؐ کے بارے میں اس حد تک غلو کیا کہ انھیں الوہیت سے قریب لے گئے بلکہ انہوں نے اللہ کو حقیقت محمدؐ یہ کہہ کر الوہیت سے تنزل کیا ہے۔اور یہی صفات عبدالقادر جیلانی کو بھی دیتے ہیں وہ حضرت محمدؐ و دیگر اولیاء کو عالم بغیب و قادر غیر محدود جانتے ہیں گویا اس کا مطلب یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت محمدؐ کیلئے کوئی خاص مقام نہیں، اب ان کی فکر کے تحت حقیقت صرف محمدؐ نہیں رہے بلکہ جیلانی و شہباز قلندر وغیرہ سب ایک ہیں۔ان اولیاء سے ہر قسم کی مدد مانگ سکتے ہیں۔

۱۔اس کائنات میں پیغمبرؐ ''کیف ما یشاء ''ہیں یعنی جو چاہیں کر سکتے ہیں، کل کائنات ان کے تصرف میں ہے، وہ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں یا سلب بھی کر سکتے ہیں۔اگر کوئی شخص پیغمبرؐ کے لئے یہ عقیدہ نہ رکھے تو وہ شفاعت رسولؐ سے محروم رہے گا یہ تعریف تنہا رسولؐ تک محدود نہیں بلکہ رسولؐ اکرم کے بعد کے اولیاء کو بھی یہ طاقت و تصرف حاصل ہے۔چنانچہ احمد رضا خان عبدالقادر جیلانی سے خطاب کر کے کہتے ہیں یا غوث تخلیق کے لئے جو کلمہ کن حضرت محمدؐ کو حاصل تھا وہ آپ کو بھی حاصل ہے۔آپ ہی پس پردہ کائنات کے مالک ہیں یہاں تک کہ انھوں نے عبدالقادر کو درجۂ الوہیت تک پہنچایا ہے۔احمد رضا خان عقیدہ تثلیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ، محمدؐ، عبدالقادر تینوں ایک ہے اور الگ بھی ہیں ان کی کتاب، کتاب ہدایت میں آیا ہے ''یا محمدؐ میں آپ کو اللہ نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن آپؐ کو اللہ سے جدا بھی نہیں سمجھتا ہوں، میں آپ کو اللہ پر ہی چھوڑتا ہوں وہ آپ کی

حقیقت سے واقف ہے''۔انھوں نے حضرت محمدؐ کے لئے ایسی بہت سی صفات گھڑی ہیں۔

ان کا کہنا تھا اس پانی ومٹی کی کیا قیمت ہے اگر اس میں اللہ کا حلول نہ ہو۔انھوں نے اپنے پیروکاروں کو دعوت دی کہ انبیاءواولیاء سے توسل کریں،اس کا انکار کرنے والے ملحد ہیں، جوقبور سے استمداد وشفاعت کا منکر ہے وہ کافر ہے قبور کو عالیشان و با رونق اور تزئین وآرائش سے بنانے کا سلسلہ وراثت میں لیا جائے اور ان سے برکت طلب کرو اور ان کے نام سے جلسے منعقد کریں۔قبور پر پھول چڑھائیں اور ان کے گرد طواف کریں۔وہ عبدالقادر جیلانی کی تقدیس میں اتنے محو تھے کہ ان کے لئے بہت سی بتیں واشعار گھڑے ہیں۔انہوں نے مردوں کے توسل سے اپنے اور اپنے مریدوں کیلئے بہت آمدنیات کا اہتمام کیا ہے۔عام طور پر قبور پر جمع ہونے کو انھوں نے عرس کا نام دیا ہے وہ ہمیشہ مسلمانوں کو منتشر کرنے،کافر قرار دینے اور ملحد کہنے پر تلے رہتے تھے جو بھی ان کے خلاف کوئی بات کرتا وہ آسانی سے اس کو کافر کہتے تھے۔

عقائد بریلوی:۔

۱۔نبی کریمؐ بشر نہیں بلکہ انوار الٰہی میں سے ایک نور ہیں۔

۲۔نبی کریمؐ عالم بالغیب ہیں احمد رضا خان کا کہنا ہے اللہ نے جو کچھ لوح محفوظ میں رکھا،وہ سب محمدؐ کو دیا ہے۔

۳۔اللہ اور محمدؐ دونوں ایک ہیں دونوں میں فرق نہیں جیسا کہ انہوں نے کہا''**ولا استطیع ان افرق بینکما**''۔

۴۔محمدؐ اور عبدالقادر تمام کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں۔

۵۔نبی کریمؐ کو حاضر وناظر قرار دیتے ہیں۔

۶۔سب کو پیغمبرا کرمؐ سے استعانت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور نہ ماننے والے کو منکر و ملحد کہتے ہیں۔

۷۔قبروں پر قصور معلیٰ تعمیر کرتے ہیں ۔

۸۔ان قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور نذورات لے جاتے ہیں۔

۹۔ان کے لئے ہر سال عرس مناتے ہیں۔

۱۰۔میلاد نبیؐ مناتے ہیں،منقبت کے نام سے رقص کرتے ہیں؛سمجھ لیں فرق جس نام سے بھی ہوں وہ نبی کریمؐ یا اصحاب اخیار اور ائمہ طاہرین کی تعظیم و توقیر و تکریم کے لئے نہیں۔جس طرح کربلا میں اشقیاء نے امام حسین پر ہر طرف اور ہر طرح سے غلبہ کیا تھا فرقوں نے بھی اسی طرح اسلام کے اصول و مبانی کو نشانہ بنایا ہے۔

۱۲۔ان کی نظر میں غیر از بریلوی تمام فرقے حتیٰ دیو بند بھی کافر ہیں اور جو انھیں کافر نہیں کہتے وہ بھی کافر ہیں۔

١ ـ فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ٣ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد ٤ ـ الموسوعة الميسرة فی الاديان و المذاهب، تاليف مانع بن حماد الجهنی

۴۱۔بزیعیۃ:۔

یہ فرقہ بزیع بن موسیٰ سے منسوب ہے جس نے امام صادق کو اللہ قرار دیا ہے،اور وہ ہر مومن کو وحی کرتے ہیں ۔ان کے اصحاب میں (نعوذ باللہ) جبرئیل و محمدؐ سے بلند مرتبہ لوگ ہیں ۔انسان

جب کمال کو پہنچتا ہے تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرگیا ہے یا وہ ملکوت کو گیا ہے۔

١ ـ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٢ ـ قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ٣ ـ کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ٤ ـ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۴۲۔بشریہ:۔

یہ معتزلہ کاایک فرقہ ہے منسوب بہ بشرابن معتمر ہلالی متوفی ۲۱۰ھ ہے۔وہ کوفہ میں بڑے فقیہ وادیب انسان تھے انہوں نے علم بلاغت کی بنیاد ڈالی۔شعر میں نبوغت حاصل کی وہ رافضی ہونے کی وجہ سے متہم تھے لہٰذا ہارون الرشید نے ان کو زندان میں ڈالا، یحیٰی برمکی کی سفارش سے رہا ہوئے۔

١ ـ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٢ ـ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٣ ـ قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ٤ ـ اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ٥ ـ کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۴۳۔بشیریہ:۔

محمد بن بشیر کی امامت کے قائل ہیں وہ شعبدہ اور خارق عادت چیزیں اپناتے تھے ان کا عقیدہ تھا موسیٰ بن جعفر وفات نہیں پائے ہیں وہ زندہ ہیں اور ستاروں میں غائب ہیں ان کی غیبت کے دور میں ان کے نائب محمد بن بشیر ہیں۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف يحيى الامين ۳۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل

۴۴۔البکتاشیہ:۔

سید محمد رضوی معروف الحاج بکتاش سے منسوب ہے،وہ صوفی مسلک پر تھے۔وہ ۷۳۸ھ میں فوت ہوئے۔انہوں نے چودہویں صدی میلادی میں ترکیہ میں طریقت کورواج دیا تھا انکا طریقہ سکھوں اور علی اللہیوں سے مشابہت رکھتے تھے۔(معجم الفرق ص ۵۹)

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف يحيى الامين ۲۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۴۵۔بکریہ:۔

قدریہ کا ایک فرقہ ہے منسوب بہ بکر ابن اخت عبدالواحد بن زید اور بعض نے کہا ہے زیاد باہلی سے۔

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف يحيى الامين
۲۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد

۴۶۔بہائیہ:۔(معجم الفاظ عقیدہ ص ۷۴)

بہائیہ تسلسل بابیہ ہے یہ منسوب بہ میرزا حسین علی ملقب بہ بہاء ہے جو باب کا جانشین بنا۔ ان کے عقائد کی برگشت بوذیہ، برہمیہ، مانویہ، یہودیہ، نصرانیہ اور اسماعیلیہ کے عقائد سے ممزوج ہے

گویا بہائیہ کے عقائد ان عقائد کی کھچڑی ہیں۔اس نے پہلے محمد علی شیرازی سے باب مہدی کا دعویٰ کروایا اور بعد میں مسیح منتظر کہلوایا ہے۔باب کو خود ان کے لئے مبشر کہا ہے پھر صاحب اقدس اور ناسخ کتاب بیان کیا ہے اور پھر دعوائے الوہیت کیا ہے۔اس نے اپنے دین کو ایک نیا دین قرار دیا ہے پھر اپنی قیام گاہ کو قبلہ قرار دیا ہے۔بہائیوں کے عقائد حسب ذیل ہیں۔

۱۔بہایوں کے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ باب نے ہی کائنات کو خلق کیا ہے۔کائنات اس کے کلمات سے بنی ہے۔وہ حلول، اتحاد، تناسخ اور بقائے کائنات کے قائل ہیں۔ان کے ہاں مہینے ۱۹ دن کے ہوتے ہیں وہ براہمہ اور ذرتشتی کی نبوت کے قائل ہیں۔ظاہر کو چھوڑ دیتے ہیں، معجزات، ملائکہ اور جنات کے بھی منکر ہیں حجاب کو حرام سمجھتے ہیں متعہ کو جائز سمجھتے ہیں عورت اور مال سب کے لئے جائز سمجھتے ہیں۔کہتے ہیں قیامت سے مراد ظہور باب ہے ان کا قبلہ بہائی کی قبر ہے ان کی نماز ۹ رکعت ہے وہ نماز با جماعت کے منکر ہیں سوائے نماز میت کے اسی طرح ان کے نزدیک جہاد حرام ہے اسلحہ اٹھانا حرام ہے، وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور استمرار (جاری) وحی کے قائل ہیں۔اس نے قرآن کے معارض پر ایک کتاب لکھی ہے قرآن برائے الفاظ ہے، حج کے منکر ہیں ان کا حج فلسطین میں ہونا ہے۔

۲۔پوری کائنات کی برگشت ائمہ اطہار کی طرف ہے۔

۳۔امام مہدی مختلف جگہوں میں مختلف اشخاص میں ظہور پاتے ہیں وہی مومن کامل اور باب مہدی ہوتے ہیں۔

۱۔تاریخ الفرق و عقائد ھا تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ۲۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح ۳۔قاموس المذاھب و الادیان

،اعدادحسين على حمد ٤ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٥ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٦ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى

٧ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتورشوقى ابو خليل

٩ ـموسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ١٠ ـ النصيحية الايمانية فى كشف قضائح البابية و البهائية تاليف الحسينى الحسينى معدى

۴۷ـ بوہرا:ـ

بوہرا آخری خلیفہ فاطمی مستعلی سے منسوب فرقے کی آخری شاخ ہے۔یہ محمد بن اسماعیل کے پیروان ہیں۔بوہراہندی زبان میں تاجر کو کہتے ہیں ۔آخری خلیفہ فاطمی آمر فرزند مستعلی نزاری کے ڈر سے یمن منتقل ہوئے ۔وہ یمن اور ہندوستان میں تجارت کرتے رہے۔بمبئی میں ہندوؤں میں تبلیغات فاطمی کیں ۔پھر یہ دوفرقوں سلیمانی اور داؤدی میں بٹ گئے ۔وہ امامت کیلئے مخصوص فرزند اسماعیل کو مانتے ہیں اور جب تک وہ مہدی منتظر نہیں آتا اس کی نیابت سلطان بوہرا جو کہ مساوی نائب امام ہے کرے گا۔یہ فرقہ اس وقت ہندوستان اور پاکستان میں موجود ہے۔

١ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٢ ـاسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٣ ـموسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

۴۸ـ بیانیہ:ـ

یہ فرقہ پیروان بیان بن سمعان نہدی تمیمی مقتول ۱۱۹ھ ہے۔ان کا یہ عقیدہ ہے امامت حضرت علی کے بعد محمد بن حنفیہ اور ان کے بعد ابی ہاشم میں اور ابو ہاشم کی وصیت کے تحت بیان بن

سمعان میں منتقل ہوئی ہے بیان کے پیروکاروں کا کہنا ہے بیان نبی تھا۔اس نے شریعت محمدؐ کو نسخ کیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ خوداللہ ہے اس نے کہا ہے کہ روح اللہ ائمہ سے منتقل ہوتے ہوئے ابی ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ میں پہنچی ہے پھرابی ہاشم سے بیان بن سمعان میں پہنچی ہے۔بیان نے ایک خط امام محمد باقر کولکھا اس میں اس نے اپنی نبوت کے اقرار کے لئے کہا تھا اس نے لکھا ''اسلم تسلم''تم کو پتہ نہیں کہ اللہ نبوت و رسالت کہاں قرار دیتا ہے۔اس نے اپنے لئے ربوبیت کا دعویٰ کیا، جب خالد بن عبداللہ قسری کواس کی باتیں پہنچیں تو انہوں نے بیان کوگرفتار کیا اور اسے سولی پر چڑھادیا۔

١ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٣ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد

٤ ـ كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۴۹۔نہسیۃ:۔

یہ خوارج کاایک فرقہ ہے جومنسوب بہ ابی بیہس الھیصم بن جابرالضبعی متوفی ۹۴ھ ہے۔یہ خوارج کا فقیہ ومتکلم تھا۔

١ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٢ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد ٣ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٤ ـ كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

"حرف تاء"

۵۰۔تبلیغی جماعت:۔

تبلیغی جماعت کی بنیاد اسلامی ریاست کے قیام کے خلاف درس گاہ دیوبند کے فاضل شیخ محمد الیاس کاندولی متوفی ۱۳۶۴ھ نے رکھی، انہوں نے اپنی دعوت کا مرکز ومحور دوسری جماعتوں سے ہٹ کر بہت نیچے سے شروع کیا، ان کے نکات یہ ہیں لوگوں کو کلمۂ شہادت پڑھائیں، علم و ذکر کی فضیلت بیان کریں، نیت سکھائیں جس طرح مولوی کاروانوں میں جاکر لوگوں کو نیت سکھاتے ہیں۔ کسی حاجی نے کسی عالم سے پوچھا کہ میں حج کو گیا تھا تو نیت نہیں کی تھی تو اس بارے میں آپ رہنمائی فرمائیں تو اس نے کہا بہتر ہے آپ دوبارہ جائیں۔اخلاص ہونا چاہیے، نماز پڑھیں، مسلمانوں کا احترام کریں، یہ ان جماعتوں کے بالعاکس ہے جو کہتے ہیں پہلے کرسی بعد میں اسلام حالانکہ اسلام اوپر سے چلتا ہے نہ نیچے سے لہٰذا یہ دونوں نہایت نیچے گری ہوئی سوچیں ہیں جسے انہوں نے تبشیر یوں سے لیا ہے، اسلام نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے اسلام اسلام ہے پیغمبرؐ نے کسی کو نیت نہیں سکھائی تھی خشوع سکھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، اس سے عالم اسلام کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس سے اسلام کی سربلندی ابھی تک نہیں ہوئی ہے شاید غیر مسلمین کو فائدہ ہوا ہو۔

امت اسلامی میں فرق کا ناسور سرایت ہونے کے بعد نشاۃ ثانیہ اسلام کیلئے اٹھنے والوں میں اختلاف ہوا، ایک نے کہا ایوانوں میں جاکر وہاں سے اسلام کو اٹھائیں گے جو اسلام نبی کریم محمدؐ اور ان کے جان فروشوں نے پھیلایا ہے اسے اب ہم غناء اور ثروت و دولت اور خزانے کے ذریعہ پھیلائیں گے ان کا حشر دیکھنا ہے تو مصر میں اخوان المسلمین، پاکستان میں جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام کا حال دیکھیں، تیونس، جزائر اور ایران میں کیا ہوا؟ کتنا اسلام آیا؟ پاکستان میں

کہاں تک اسلام آیا؟ اب تو پاکستان میں کلمہ اسلام کو ہٹانے کی تحریک چل رہی ہے۔ دوسرا گروہ وہ گروہ ہے جو امت اسلامی کو مسیحیوں اور مغربیوں کی طرح تبشیری بنانے میں لگے تھے، جو اخلاق مسیح کی دعوت دے رہے تھے انہیں یہ تبشیری جماعت پسند آئی انہوں نے تبشیری اصول وطریقہ کو اپنایا ہے کہ ہم گھر گھر جا کر دین پھیلائیں گے۔ دونوں کا رشتہ اسلام سے دور ہونے کی وجہ سے امت بھی ان سے نفرت کرتی ہے اسلام پسندوں کو اس طرح کے لوگوں کو پسند نہیں کرنا چاہیے اسلام پسندوں کو سمجھنا چاہیے کہ نہ اقتدار و دولت کے ذریعے اور نہ گدائی وفقراء کے ذریعے اسلام پھیلے گا، اسلام اسلام ہی کے ذریعے پھیلے گا، اسلام قرآن کے ذریعے پھیلے گا۔

۵۱۔ تبرائیہ:۔

فرقہ تبرائیہ آثار شوم خوارج ہے اس وقت عالم اسلام میں موجود تبرائیہ خوارج کی کوشش کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ اساس مذہب ہے جبکہ کلمات قصار نہج البلاغی میں شریف رضی نے مولا امیر المومنین سے نقل کیا ہے "**علا وان من عاداللہ فھو عدونا علا من تولی اللہ فھو ولینا الا و ان ولی آل محمد من وال للہ وان بعدت لحمتہ الا و ان عدو آل محمد من عاداللہ و ان قربت لحمتہ** 'جو اللہ کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو اللہ کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے۔ دین کی اساس اللہ اور اس کا رسولؐ ہیں، اصحاب و آئمہ، علماء و زہات یہ سب ایک ہی صف کے ہیں۔ لیکن یہ گروہ جو تبراء کو اساس دین سمجھتے ہیں وہ جن سے تبراء کرتے ہیں وہ ذوات وہ ہیں جنہوں نے اساس دین کو اٹھایا ہے نبی کریمؐ پر پہلے ایمان لائے پھر ان کے ساتھ ہجرت و جہاد کیا ہے اور ان سے تولی کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم میں تکرار سے آیا ہے ﴿**یا أَیُّهَا الَّذینَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَ عَدُوَّکُمْ أَوْلِیاءَ تُلْقُونَ إِلَیْهِمْ**

بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوا بِما جاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ﴾ (سورہ ممتحنہ:۱)

اوران سے تبراء کرتے ہیں جن کے بارے میں آیا ہے۔﴿إِنَّ الَّذينَ آمَنُوا وَ هاجَرُوا وَ جاهَدُوا بِأَمْوالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ في سَبيلِ اللَّهِ وَ الَّذينَ آوَوْا وَ نَصَرُوا أُولئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ وَ الَّذينَ آمَنُوا وَ لَمْ يُهاجِرُوا ما لَكُمْ مِنْ وَلايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهاجِرُوا وَ إِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلاَّ عَلى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ ميثاقٌ وَ اللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ بَصيرٌ﴾ (انفال ۔۷۲)

۵۲۔تحریر خواتین:۔

تاریخ فرق ومذاہب میں خوارج، مرجئہ، معتزلہ کے بعد کھلے عام اسلام سے بغاوت پر اترنے والا فرقہ، فرقہ تحریر خواتین ہے، البتہ یہ جدید ہے۔ تحریر خواتین کی بنیاد ابتداء سے رفض و، رد اسلام کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔اس دعوت کا آغاز خواتین کو، احکام شرعیہ سے آزادی کے مطالبے سے شروع ہوا، اس دعوت میں لمحہ فکریہ یہ ہے کہ یہاں حق آزادی وحقوق طلبی کا آغاز مظلومین نے نہیں بلکہ ظالمین نے شروع کیا، دوسرا لمحہ فکریہ یہ ہے کہ مسلمان خواتین نے یہ مطالبہ غیر مسلمین سے کرایا، تیسرا لمحہ فکریہ یہ ہے کہ یہ مطالبہ اپنی عزت وشرف کیلئے نہیں اپنی عار و ننگ و ذلت و خواری کیلئے کیا گیا ہے، جیسے حجاب، طلاق، تعدد زوجات اور میراث میں برابری کی بات پر یہ فرقہ وجود میں آیا ہے۔اس کے لیے اجتماعیات واتحادیات پورے عالم اسلامی میں وجود میں آئے، پاکستان میں بیگم لیاقت علی خان، فاطمہ جناح، بیگم عنایت اللہ اور عصر حاضر میں عاصمہ جہانگیر نے اسلام کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہیں اور دل کی غلاظتیں پھینکتی رہی ہیں۔حقوق خواتین کے نام سے دنیا و آخرت دونوں میں خواتین کو جہنم واصل کرنے والی تنظیم انہی تحریر والوں ہی کی پشت پناہی وحمایت

سے چلتی ہے، کافرین وملکشافات کے ساتھ محبت کی باتیں بھی ان کے ذیل میں آتی ہیں۔ان کی ذیلی تنظیم بھی بنی ہے اس تنظیم کی ابتداء و آغاز ،مصر میں ایک نصرانی مرکس نامی نے ایک کتاب کے ذریعے کیا جس میں اس نے حجاب،عورتوں کی طلاق اور ایک سے زیادہ ازواج پر پابندی اور غیر مسلمان سے ازدواج میں آزادی کی آواز اٹھائی ۔دوسری کتاب قاسم امین نے شیخ محمد عبدہ اور احمد لطفی کے ایماء واشارے پر لکھی،آخر میں انہوں نے مجلّہ صادر کیا جو خواتین کی بے حجابی سے متعلق تھا،اب تو دین دار نظر آنے والے آپ کے علماء نے بھی انہی کے منشور کو جاری رکھنے کیلئے جامعہ زہراء جیسی درسگاہیں وجود میں لائے ہیں، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا یہ زہراء کون ہے یہ کوئی گمنام نظر آتی ہے، دختر رسول زوجہ علی بن ابی طالب سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہاں شوہروں کی عدم اطاعت اور ان سے استقلال سکھایا جاتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ حجاب ، یہ حجاب نہیں ہے،اجنبی مرد اور عورت کے اختلاط میں اشکال نہیں ہے،عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے طلاق میں بندش ہوسکتی ہے۔

۱۔المراۃ بین الاسلام و العصرانیۃ تالیف الدکتور عادل بن حسن احمد

۵۳۔تحریک لبیک یارسول اللہ:۔

تحریک لبیک یارسول اللہ ۔لبیک کسی آواز دھندہ کو جواب دینا ہے کہ میں نے آواز سنی ہے کے لئے ہوتا ہے۔نبی کریمؐ ایک ہزار چار سو اٹھائیس سال پہلے اس عالم دنیا سے عالم آخرت میں منتقل ہو گئے ہیں،آپ عالم برزخ میں ہیں۔عالم برزخ اور عالم دنیا میں کسی قسم کا ارتباط نہیں،رسول اللہؐ کو پکاریں کسی آیت محکم یا روایات مستند میں نہیں آیا کہ اللہ سبحانہ نے نبیؐ کے لئے خصوصی ملائکہ کا اہتمام کیا ہو جو یہاں کی آواز وصدائیں وہاں پہنچاتے ہوں۔لیکن مذہب کے نام سے دین کو اُوپر نیچے کرنے والے،الوہیت کو نیچے اُتارنے والے،الوہیت کو موت دینے والے،انسان مخلوق کو الوہیت

پر چڑھانے والوں نے بشریت کو گمراہ کرنے کے لئے ''لبیک'' کے شعار بنائے ہیں۔ مذاہب جتنے بھی ہیں ان کا دین سے کوئی رشتہ نہیں، انھیں ایمان باللہ ایمان بآخرت سے کسی قسم کا رشتہ نہیں، وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کی ایک مثال ہے کہ خلافت عباسی میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اس کو گرفتار کرکے لایا گیا تو پوچھا کیا تم دعویٰ نبوت کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے، پوچھا تمھارے نبی ہونے کی نشانی کیا ہے اس نے کہا کل بتاؤں گا دوسرے دن کچھ لوگوں کو ساتھ لایا انہیں اپنے دائیں بائیں کھڑا کیا، اس نے دائیں طرف مڑ کے گائے کی آواز نکالی اس طرف والوں نے گائے کی آواز نکالی دوسری طرف منہ مڑ کر کے بکری کی آواز نکالی تو انھوں نے بھی بکری کی آواز نکالی تو اس نے کہا میں ان کا نبی ہوں۔ مفاد پرست، جاہل و نادانوں کو اغوا و گمراہ کرنے والے لبیک یا مھدی، لبیک یا حسین، لبیک یا قدس، لبیک یا رسول اللہ کا شعار غیر عقلی غیر شرعی بلند کرکے گمراہ کرتے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک گیارہویں والوں کو استعمار برطانیہ وجود میں لایا۔ عقل و شریعت کو کھوپڑی کی بجائے کان کے اوپر کے حصے پر لب دہن رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقت محمدی وجود میں آئی، یہ کہنے والے، قرآن کی جگہ نعت چلانے والے دوست عقیدت مند، دوست دار حقیقی محمدؐ ہیں۔ حقیقت محمدی کہہ کر محمدؐ کو نہیں اٹھایا ہے بلکہ اللہ کو الوہیت سے اتار کر بریلویوں کے مزاروں پر لایا ہے۔ اللہ کو الوہیت سے محمدؐ کی شکل میں لانے والے تنہا بریلوی بدنام نہیں ہیں، اللہ کو علی کی شکل میں اتارنے والے علی الہٰی والے بھی ہیں جسے آج کل اثنا عشری کہتے ہیں۔ تاریخ مذاہب میں یہ بحث چل رہی ہے کہ بریلوی اثنا عشری سے ٹوٹے ہیں یا اثنا عشری بریلوی سے۔ توحید و نبوت پر ایمان نہ ہونے، اللہ کو حقیقت محمدی کے نام سے زمین پر اتارنے والوں نے برصغیر کے فرزندان کو گمراہ کیا، لیکن گزشتہ زمان کے ساتھ وہ تتر بتر ہوگئے۔ انھیں میں سے ایک تحریک

لبیک یا رسول اللہ ہے یہ تحریک حکمران جماعت مسلم لیگ کے توہین رسالت کرنے والے کو قتل کرنے ان کے ایک فرد جس کا نام ممتاز قادری تھا کو پھانسی دینے کے قصاص میں اٹھی ۔ان کے امیر جس کا نام خادم حسین رضوی ہے اس نے اپنی عوامی طاقت کا مظاہرہ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ کو اسلام آباد کیا اور توہین رسالت کے حامی حکمرانوں کو گھٹنے پر بٹھایا، اپنے مطالبات منوائے ۔چونکہ یہ تحریک مادی رجحانات وترجیحات پر قائم تھی لہٰذا جلد ہی منقسم ہو کر رہ گئی اب معلوم نہیں یہ آگے کتنے حصوں میں تقسیم ہوئی ہے۔

۵۴۔تعلیمیہ:۔ (معجم الفاظ العقیدہ ص۹۴)

فرقہ اسماعیلیہ کے ناموں میں سے ایک نام تعلیمیہ ہے وہ اپنے آپ کو تعلیمیہ سے منسوب کرنے کی دو وجوہات بیان کرتے ہیں ۔ایک وجہ یہ کہ وہ ہر کس و ناکس سے تعلیم حاصل نہیں کرتے ہیں، دیگر فرقوں کی کتابیں پڑھنے سے منع کرتے ہیں سوائے مخصوص افراد کے جن کے بارے میں انہیں اپنے مذہب سے منحرف ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا یا جو دوسروں سے مناظرہ ومجادلہ کرنے اور ان کی رد میں کتابیں لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ظاہری طور پر یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ہم تعلیم صرف امام سے لیتے ہیں اور امام تک رسائی عام انسان کے لئے ناممکن اور محال ہی ہوتی ہے ۔

چونکہ ان کے امام مستور کے دور میں امام سے ملاقات ممکن نہیں چنانچہ عبید اللہ مہدی یا حسین بن سعید اہوازی خود داعی اور خود امام تھے چنانچہ ان کا قرامطہ سے اختلاف اسی بات پر ہوا تھا کہ انہوں نے انہیں امام سے ملنے نہیں دیا، ان کا امام عبید اللہ مہدی قرامطہ کے خوف سے سلمیہ چھوڑ کے مغرب چلا گیا ۔اللہ کی وہ کتاب جو بشریت کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے، یہ اس کو پڑھنے سے منع کرتے ہیں ۔ان کا کہنا ہے کہ یہ ہر شخص کی سمجھ میں آنے والی کتاب نہیں ہے اور اس میں تم سے

خطاب بھی نہیں ۔انکی تعلیم سے تعلیم قرآن وسنت محمدؐ یا تاریخ اسلام مراد نہیں ہے کیونکہ یہ تعلیمات ان کے مذہب کیلیے دیمک کی مانند ہیں بلکہ ضد اسلام، ضد قرآن، ضد مسلمین بقول کافرین، تعاون مستعمرین والی تعلیم ہے لہٰذا ان کے مدارس وحوزات میں قرآن وسنت اور تاریخ اسلام پر پابندی ہے ۔

۲۔ان کا کہنا ہے دین میں بہت سی چیزیں شامل ہوگئی ہیں لہٰذا انھیں جھاڑو کرنے کی ضرورت ہے۔ان کے تشخص کے مطابق دین کو جھاڑو کرنے کے علم کا نام فلسفہ ہے فلسفہ ہی سے دین کا جھاڑو ہوگا۔چنانچہ جب سے معتزلہ اوران کے بعد اخوان صفا نصیرالدین طوسی نے فلکیات، طبعیات، فلسفیات ونفسیات سکھانے کی درسگاہ قائم کی ہے، تب سے انھوں نے اپنے لئے الگ تعلیمی منصوبے بنائے ہیں، چنانچہ ایران کی ایک ممتاز علمی شخصیت نے اپنی کتاب فرہنگ اسلامی میں معتزلہ کی تمجید وتوقیر کی ہے۔مدرسہ امام خمینی میں باقاعدہ اس پر تحقیق ہوتی ہے، ایک فاضل فدا حسین حیدری نے میرے نظریات کی رد میں ایک پایان نامہ لکھا ہے اور کہا ہے شرف الدین کی کمزوری یہ ہے کہ اس نے علم کلام نہیں پڑھا ہے۔جس کے لئے آج کل نیچے سے اوپر تک اسکالرشپ کا سلسلہ چلایا گیا ہے اور مسلمان لڑکوں کو اس جال تعلیمی میں پھنسایا ہے۔آج اگر اس ملک میں اعلیٰ اسناد کے حامل پیدا ہونگے تو وہ مغرب میں ہی جائیں گے۔مغرب میں اباحیہ نسواں کی وجہ سے قحط رجال پڑا ہے اور اگر اعلیٰ اسناد والے یہاں رہیں گے تو دین کا راستہ روکیں گے کیونکہ مروجہ تعلیم حاصل کرنے والوں کو دین سے چڑ یا کتاہٹ ہے۔

۱۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد

الله عامر عبد الله فالح

۵۵۔تصوف:۔

فرق اسلامی میں سے ایک فرقہ تصوف ہے لیکن محققین فرق میں اختلاف ہے کہ یہ فرقہ شیعوں سے نکلا ہے یا تصوف سے شیعہ نکلے ہیں،اسی طرح یہ بھی اختلاف ہے کہ یہ وہی ہے جسے باطنیہ بھی کہتے ہیں یا باطنیہ نے اس کو اختراع کیا ہے یا تصوف تمام فرقوں میں پایا جاتا ہے۔کوئی فرقہ ان کے افکار ونظریات سے خالی نہیں ہے گرچہ وہ ان کی مذمت وسرزنش ہی کیوں نہ کرتا ہو، یہ ایک دوسرے کی سرزنش وملامت کرتے ہیں اور یہ صوفی حضرات مختصر اور معمولی باتوں پر بھی ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے ہیں۔

تصوف دیگر فرق اسلامی سے بھی زیادہ خطرناک فرقہ ہے یہ وقت اور حالات کے تناظر میں کروٹ بدلتے رہتے ہیں تصوف کے افکار ونظریات وعقائد سکھوں اور الحادیوں سے زیادہ قریب ہیں اسی لیے ملحدین ان کے حامی وداعی ہیں۔لہٰذا ناظرین وسامعین کو اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ فلاں فرقے سے زیادہ شباہت رکھتے ہیں درحقیقت تصوف کو سمجھنے کے لئے حالیہ اصطلاحات سیاسی کو بھی نظر میں رکھنا ہوگا جہاں رعایا کو حکومت کی حمایت ومخالفت کے حوالے سے تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں محافظ اقتدار اور حزب مخالف اور تیسرا حزب ہے اس کو منحازہ کہتے ہیں وہ دونوں سے اختلاف اور دونوں سے ارتباط میں رہتا ہے اس کو ابن الوقت بھی کہتے ہیں۔

تصوف کی خصوصیات وامتیازات دیگر فرق ومذاہب سے مختلف ہیں، دیگر فرق ومذاہب برائے نام قرآن وسنت کا نام لیتے ہیں جبکہ تصوف والے خود مشاہدہ ورویئت کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے خود درک کیا ہے میں نے خود دیکھا ہے مجھے خود الہام ہوا ہے۔

تصوف علم نہیں جو کسی درسگاہ سے حاصل کریں یا کسی مدرسے میں طویل عرصہ گزاریں یا نصابی کتابیں پڑھیں بلکہ وہ مدرسہ کو مانع تصوف گردانتے ہیں، چنانچہ ان کے عمائدین واکابرین نے مدارس کی مذمت کی ہے۔اس لئے نہیں کہ مدارس میں قرآن وسنت کے درس نہیں ہوتے بلکہ یہاں عمر ضائع کرنے والا علم سکھاتے ہیں۔

فکر تصوف زیادہ تر ہندوؤں اور مسیحیوں سے ماخوذ ہے یہاں تصوف بنام ریاضت سکھاتے ہیں۔

آئین تصوف یہ ہے:

ا۔وحدانیت:۔ان کی وحدانیت یا تو انکار اللہ پر منتہی ہوتی ہے کہ کائنات میں صرف میں ہوں، اللہ نہیں ہے یا انکار مخلوقات سے تحقق ہوتی ہے کہ یہاں صرف اللہ ہے اور کچھ نہیں، دونوں صورت میں یہ اللہ کا انکار ہوتا ہے۔

۲۔ان کا بنیادی اصول عشق ومحبت ہے۔اولیاء سے محبت کرو اور اپنے امورات اولیاء پر چھوڑو کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں ایک ولی ہوتا ہے اور یہ کائنات ان سے قائم ہے۔

۵۔شریعت اور طریقت میں دوئیت ہے۔اہل تصوف شریعت کے قائل نہیں وہ پابند طریقت ہوتے ہیں۔

اساس ومبانئ تصوف:۔

تصوف کا رشتہ اسلام اور قرآن سے جوڑنا ایک دھوکہ وفریب اور اغفال ہے۔یہ ان کے گندے عقائد پر چادر چڑھانے کی مانند ہے۔عقائد اسلام وہی ہیں جو آیات محکمات قرآن میں آئے ہیں۔نبی کریمؐ کی آغاز دعوت سے لے کر ایک سو سال تک امت اسلامی انہی عقائد پر چلی ہے اس

کے بعد کفر و شرک و الحاد و نفاق کی کمین گاہوں سے لشکر ابرہہ بقصد ویران گری، دیار اسلام میں آئے اور اپنے ساتھ بت پرستی و الحاد پرستی کے تمام طور و طریقہ اور نمونے چھپا کر لائے تھے انھوں نے اس کا اعلانیہ مظاہرہ کرنا شروع کیا۔ تاریخ تصوف اور حالیہ صوفیوں کی بود و باش اور گفت و شنید سے یہ بات بالکل واضح و روشن ہے بلکہ ان کی بود و باش، رہن سہن اور فکری انداز و تفکر ادیان فاسدہ سے ملتا ہے۔ جو کہ ہندو ازم بوذی ازم جین ازم اور براہم ازم پر مشتمل ہے:

۱۔ انھوں نے آیات قرآنی و سیرت پیغمبرؐ سے لاتعلقی برتتے ہوئے تصفیہ روح کے بے معنی مفاہیم کو اجاگر کرنا شروع کیا جسے آج کل حوزات علمیہ جلوہ روحانیت کہتے ہیں۔

۲۔ جب سے وثن پرستان یونان و روم و ہند مملکت اسلامی میں آئے اور مسلمانوں میں نفوذ کیا تو انھوں نے فلسفہ مشرکانہ افکار اور وحدت و جود وغیرہ کو اسلامی فلسفہ کے نام سے رواج دیا۔

۳۔ ان کے مبانی افکار میں زردشتی و مانوی کی آمیزش ہے۔

ان بے بنیاد عقائد نے آلائش و بالائش کی آمیزش مصطلحات مسلمانوں میں پیش کر کے خرافات و تحریفات پر مبنی عقائد کو مسلمانوں میں پیش کیا ہے جسے فریب خوردہ مسلمانوں نے کھلے سینے سے استقبال کیا جہاں انہوں نے خود کو واجبات کا پابند دکھا کر خرافات و تحریفات پر مبنی عقائد کو مسلمانوں میں بھی رواج دیا اور یوں اپنے عقائد کو مسلمانوں میں فروغ دیا ہے۔

زعماء صوفی:۔

موسوعہ میسرہ ج ا ص ۲۵ پر آیا ہے کہ تصوف کا آغاز بصرہ و کوفہ سے ہوا ہے کیونکہ وہ مرکز پناہ دہندگان فارس و روم و ہندوستان تھا۔ یہاں علوم و افکار و نظریات کے مراکز ہوتے تھے، سب سے پہلے جسے صوفی کے نام سے یاد کیا گیا وہ ابو ہاشم کوفی متوفی ۱۶۲ھ معاصر سفیان ثوری ہے۔

۲۔عبدالکریم متوفی ۲۱۰ھ بعض نے کہا کہ وہ سرور فرقہ زندقہ سے تھا وہ کہتا تھا دنیا سب حرام ہے۔

۳۔ابن ندیم کہتے ہیں سب سے پہلے جابر بن حیان کو صوفی کہا گیا ہے۔

۴۔سروران طلائع صوفیہ زہد و سوسہ دنیا سے دور سلوک و عبادت میں منفرد جنید متوفی ۲۹۸ھ ہے اسے سید طائر کہتے ہیں جنید اپنے علم کو علم رسول اللہ سے تشبیہ بلکہ ترجیح دیتا تھا۔

ابو یزید بسطامی متوفی ۲۶۳ھ، ذوالنون بصری متوفی ۲۴۵ھ، منصور حلاج متوفی ۳۰۹ھ، ابو سعید الخزاری ۲۷۷۔۲۸۶ھ، حکیم ترمذی ۳۲۱ھ، ابو یزید بسطامی کے اقوال کفریات پر مشتمل تھے۔

قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، اور سہروردیہ، ان کی شاخیں ہیں۔۸۵۷ء میں عراق میں ایک فرقہ محاسبی کہلایا۔اس کے بعد سلیمیہ، حلاجیہ اور ملامتیہ جیسے فرقے پیدا ہوئے۔تیرہویں صدی عیسوی کے بعد اور بہت سے فرقے پیدا ہوئے۔ان سلسلوں میں تزکیۂ نفس کیلئے مرید کو پیر کے حکم کے مطابق کٹھن ریاضت کرنی پڑتی ہے۔صوفیاء کا کہنا ہے کہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت، تزکیہ نفس کے مختلف مدارج ہیں۔

۱۔رابعہ بصری:۔ان کی اصل عربی ہے جو اپنے دور کی بڑی شخصیت تھی۔بچپن میں اس کا باپ فوت ہو گیا اور یہ کسی کی کنیز بن گئی۔بصرہ میں ایک دفعہ قحط سالی آئی تو کسی نے کنیز فروخت کرنا چاہی تو کنیز کے مالک نے اس کی تعریف کی اور کہا یہ بہت نمازیں پڑھتی ہے اور رات کو جاگتی ہے۔ رابعہ بصری نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی، یہ حسن بصری سے بھی ملی ہیں، ان سے بھی باتیں سنی ہیں۔

تصوف میں نصرانیت کے ہونے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بہت سے صوفی نصرانی راہبوں سے ملے ہیں کہتے ہیں دو راہب شام سے بصرہ آئے تھے، یہ دونوں حسن بصری سے ملے تھے بعض کا کہنا ہے کہ

صوفی وہ ہے جونصرانی ہوگیا ہو،ان میں عنصر افلاطونی شامل ہیں تصوف میں فکروفناءمذہب بوذی سے آئی ہے جسے بایزید بسطامی نے پھیلایا ہے۔

۲۔حکیم ترمذی ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسین الترمذی متوفی ۳۲۰ھ سب سے پہلا صوفی ہے جس نے ختم ولایت کا اعلان کیا ہے۔اس نے ایک کتاب ختم الولایہ کے نام سے تالیف کی،اس کتاب کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور اسے شہر سے نکالا گیا،اس نے کہا جس طرح انبیاء کا خاتم ہے،اولیاء کا بھی خاتم ہے۔

۳۔ابومغیث الحسین بن منصور حلاج المقتول ۳۰۹ھ،کسی زردشتی کے ہاں پیدا ہوا،عراق میں پرورش پائی،یہ قائل بہ حلول واتحاد اللہ بمعہ مخلوق تھا اس پر کفر کا فتویٰ لاگو کیا گیا اور تختہ دار پر چڑھایا گیا،وہ قرامطہ سے تعلق رکھتا تھا،اس کے ماننے والے اس کی الوہیت کے قائل ہیں شبلی کہتے تھے منصور حلاج نے اظہار کیا،میں نے تقیہ کیا۔

۴۔محی الدین ابن عربی ملقب شیخ اکبر متوفی ۶۳۸ھ رئیس مدرسہ وحدت الوجود ہے،اپنے آپ کو صالح اولیاء میں سے گردانتا تھا،یہ اندلس میں پیدا ہوا،وہاں سے مصر پھر بغداد آیا اور آخر میں شام میں مستقر ہوگیا۔اس نے نظریہ انسان کامل اختراع کیا ہے اس کا کہنا ہے ممکن ہے انسان میں اللہ بطور کامل تجلی کرے،اس نے ۴۰۰ کتابیں لکھی ہیں معروف کتابوں میں روح القدس،فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم ہیں۔

۵۔ابوالحسن شاذلی ۶۵۶ھ،یہ ابن عربی کے ساتھی تھے لیکن شاذلی کشف میں غزالی کے تابع تھے،ابن عربی،منصور حلاج کے تابع تھے۔جلال الدین رومی ساتویں صدی میں ترکیہ میں نمودار ہوئے۔شیخ مشائخ سجادہ نشین،رفاعیہ منسوب احمد رفاعی متوفی ۵۸۰ھ،بدونہ منسوب با حمد البدوی

۶۳۴ھ، اکبر منسوب شیخ محی الدین مرلویہ منسوب الدین رومی متوفی ۶۷۲ھ۔

دین صوفیاء :۔

دین صوفی ایک قسم کی کھچڑی ہے جس کے اجزاء تمام ادیان و مذاہب و ملل زمینی و آسمانی پر مشتمل ہیں جن میں اسلام کا بھی کچھ حصہ ظاہری موجود ہے اس ظاہری حصے کی وجہ سے وہ مسلمانوں میں نفوذ کر چکے ہیں کتاب نہج البلاغہ میں شریف رضی نے ایک کلام حضرت علی سے نقل کیا ہے جس میں آیا ہے باطل ہر ایک سے تھوڑا تھوڑا لیتا ہے پھر ان سب کو ملا کر پیش کرتا ہے۔

جیسے وحدت الوجود اور وحدت ادیان جس میں کافر و فاسق و فاجر اور مومن و مسلم سب یکجا ہوتے ہیں۔اسی طرح صوفی کہتے ہیں ان میں ہر ایک اپنے طریقے سے ایمان باللہ رکھتا ہے نبی کریم محمدؐ اپنے طریقے سے، ابی جہل اپنے طریقے سے، موسیٰ اپنے طریقے سے، فرعون اپنے طریقے سے، ابولہب اپنے طریقے سے، ابلیس اپنے طریقے سے اور جبرائیل اپنے طریقے سے ایمان رکھتے ہیں۔

۲۔تصوف کی بنیاد حلول اللہ ہے یعنی اللہ ان میں حلول ہوا ہے یا وہ خود اللہ میں فنا ہو گیا ہے۔اس کا انتہائی و اعلیٰ مرحلہ یہ ہے کہ کائنات میں اللہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں، ہر فاسق و فاجر اور شر و خیر سب مظہر اللہ ہیں۔

۳۔اہل تصوف کو جب تک حکومت، اقتدار نہیں ملتا وہ چلہ کاٹتے اور دنیا سے الگ رہتے ہیں وہ حکمرانوں کو اپنے کاندھے پر سوار کرتے ہیں جیسا کہ ترکی میں عثمانی حکومت اور ہندوستان میں مغل حکومت ان کے کاندھوں پر سوار تھی، تصوف ان فرقوں میں سے ہے جن سے ملحدین و کافرین سودا بازی کرتے ہیں۔

مسلمانوں میں انتشار کا آغاز امیر معاویہ کی خلافت سے شروع ہوا تو ان کے خلاف شیعہ

اور خوارج متحد ہوئے، ان کے مقابل میں باقی امت حکومت کی حامی بنی، ان کو حزب اقتدار کہتے تھے۔ شیعہ اور خوارج نے بنی امیہ کے خلاف شورش و بغاوت میں حکومت کے حامیوں کو بھی نشانہ بنایا یہاں تک کہ شیعہ اور احزاب باطلہ فارس نے متحد ہو کر بنی امیہ کا خاتمہ کیا پھر عباسی حکومت وجود میں آئی، زیادہ دیر نہیں گزری تھی حکومت مخالف گروہ جو مسلمانوں کی کسی حکومت کو مستقر نہیں ہونے دیتے تھے وہ پھر متحرک ہو گئے حکومت مخالف تحریکیں شروع ہوئیں چنانچہ فرقہ روانذیہ بغداد میں داخل ہوئے، مدینہ میں علویوں نے بغاوت کی، جہاں موقعہ ملا بغاوتیں کیں اور حکومتیں قائم کیں، بنی امیہ سے اختلاف رکھنے والے عوام بنی عباس کے حامی ہو گئے، بنی عباس سے اختلاف کرنے والے شورشیوں میں شامل ہو گئے۔

ان دونوں کے درمیان میں سے ایک تیسرا گروہ نکلا جنہوں نے ان دونوں سے دور رہنے کو مصلحت گردانا' اس گروہ کو اہل تصوف کہتے تھے، وہ جب اقتدار پر آئے تو وہ نیا نام لیکر میدان میں اترے، ان کا نام اہل تصوف ہے انہوں نے حکومتوں کے اسراف اور عیاشیوں کو بہانہ بنا کر آیات قرآن اور سنت و سیرت محمدؐ کے خلاف ایک نیا محاذ کھولا، لیکن تاریخ میں صوفیوں سے زیادہ مسرف کوئی نہیں نکلا ہے۔ ان کے عقائد و شریعت اور ان کا اخلاق و سلوک دین اسلام کے اصول و مبانی سے مختلف پایا گیا ہے۔

کتاب ظہر الاسلام ج ۴ ص ۱۱۷ پر احمد امین نے لکھا ہے کہ تصوف ایک گرائش ہے جو تمام مذاہب و ادیان میں پایا جاتا ہے تنہا مذاہب مسلمین میں نہیں بلکہ یہ تمام فرق و مذاہب منحرفہ و منحطہ، زمینی و آسمانی، ہندو، یہودی، نصرانی سب میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک نیا ازم ہے جو انہوں نے بنایا ہے۔

فرق مسلمین میں صوفیاء کے سب سے زیادہ فرقے نکلے ہیں انہوں نے کثرت فرق سے شرمندہ ہوکر اپنے فرق کو طبقات کا نام دیا ہے اس گروہ کے حامی یہ کہتے ہیں کہ وہ خلفاء و امراء کے اسراف و تبذیر و عیاشی سے نفرت کرنے والا گروہ ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ دین و شریعت اور ملت کے نفع و نقصان میں حصہ نہ لینے والے اور اس کی پرواہ نہ کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے اصناف و طبقات ہیں جو ایک دوسرے کے ضد و نقیض ہیں اگر یہ کسی طبقے کی مذمت کریں گے تو دوسرے طبقات چین و سکون پاتے ہیں، جس طرح آج شیعہ ایسا کرتے ہیں کہ جب ان کی کسی ضد اسلامی حرکت کی نشاندہی کریں تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہیں۔

مصادر کے حوالے سے صوفیوں کے تین فرقے ہیں۔

۱۔ حدیثی فرقے: ان کے مصادر عقائد و احکام سب احادیث ہیں۔

۲۔ اہل فکر و نظر: معتزلہ، اشعری، حنفی و ماتریدی عقل و فلسفہ کا نام لیتے ہیں۔

۳۔ اہل وجد و کشف: ان کے مصادر میں پہلے حدیث اور آخر میں الہام ہے۔

صوفیوں کے دو رکن ہیں۔

۱۔ پہلے مرحلے میں زُہد ہے۔ دین اسلام میں زہد کی مدح ہے لہٰذا بہت سی شخصیات زاہد کے نام سے مشہور ہوئی ہیں ان سے مذمت دنیا اور خوف الٰہی کی حکایات زیادہ آئی ہیں لیکن ان کو صوفی نہیں کہا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا رکن حب اللہ ہے۔ فتوحات اسلامی کے بعد ان ملکوں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنی ثقافت بھی ساتھ لائے جیسے افلاطونی، نصرانیت، بوذیت، فلسفہ زردتشت، یہاں سب چیزیں مخلوط ہیں۔ فلسفہ، مشرق میں فتح سکندر کے ذریعے آیا ہے یہاں ثقافت ہندی اور فارسی و یونانی سب پائی

جاتی ہیں، ان سب کی کھچڑی تصوف ہے لہٰذا اس کی تعریف میں کلمہ واحدہ پر اتفاق ممکن نہیں، بلکہ ہر ایک گروہ کی تعریف دوسرے سے مختلف ہے بعض نے کہا صوفی عبادت اور توجہ بہ اللہ اور دنیا کی آرائش و زیبائش سے منصرف گروہ کو کہتے ہیں جس چیز کی طرف عامة الناس رغبت رکھتے ہیں اس سے منہ موڑنا تصوف ہے، ابن خلدون نے تصوف کو ۴ چیزوں میں خلاصہ کیا ذوق، وجد، محاسبہ نفس اور جہاد کے لیے جدو جہد کرنے والا۔

صوفیوں کا دعویٰ ہے کہ یہاں اسلام صوفیوں نے پھیلایا ہے یہ ملک ان صوفیوں کے مزارات سے محفوظ ہے کہتے ہیں کہ کراچی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چشم و چراغ عبداللہ شاہ غازی کے مزار سے محفوظ ہے حالانکہ وہاں کی بجلی غضبی ہے۔ وہاں سے چلتے ہوئے سندھ کے ریگزاروں کی طرف جائیں تو سیہون کے مقام پر سید عثمان مروندی کاظمی المعروف لعل شہباز قلندر کا ''مینارۂ نور'' ہے، یہاں بھی بجلی غضبی چلتی ہے، جن کے عقیدت مندوں کا سلسلہ جنوبی ہند تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سے آگے حیدر آباد سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر بھٹ شاہ کے مقام پر شاہ سائیں کا بحر ہدایت موجزن ہے۔ ٹھٹہ انڈس ہائی وے کے ساتھ شاہ عبداللطیف بھٹائی آرام فرما ہیں۔

آخری اعداد و شمار کے حساب سے صرف سندھ میں ۷۹ ہزار مزارات ہیں دیگر صوبوں پنجاب، بلوچستان، خیبر پختون خواہ، کشمیر، گلگت اور بلتستان کے مزارات کو بھی شامل کریں تو لاکھوں مزارات ہونگے۔ یہاں سے یہاں والے کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت والوں کی ایسی تیسی ان کے پاس تو صرف چند بت خانے تھے جنہیں وہ قہر و غضب محمدؐ سے بچا نہیں سکے جبکہ حکومت پاکستان نے یہاں شہروں کو تاریک رکھ کر مزاروں کو روشن و آباد رکھا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ مزاروں سے حاصل درآمد میں حکومت کا حصہ ہے۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ صوفیوں سے یہ ملک محفوظ ہے تو یہاں سے یہ سمجھنا ذرا مشکل اور دشوار نظر آتا ہے کہ یہی صوفیاء و اولیاء ہیں کہ جنہوں نے خود کو اپنے ملک میں غیر محفوظ دیکھ کر اس ملک میں پناہ لی ہے ان کے مزارات اور زائرین کو خطرے میں دیکھ کر حفاظت کیلئے اس غریب ملک کی ایک خطیر رقم ان کے تحفظ کیلئے خرچ ہوتی ہے۔ان صوفیوں نے اس خطیر رقم کے عوض میں اس ملک کو مشرکین کی صنعت بت سازی دی ہے جس میں وہ خود کفیل ہوگیا ہے مصر، شام اور ایران و عراق ایک زمانے میں کثرت مزارات پر فخر کرتے تھے لیکن اب یہ افتخار اس ملک کو حاصل ہے لیکن شاید یہ دنیا کو پتہ نہیں کہ ان مزارات سے کتنی زیادہ آمدنی ہوتی ہے ورنہ وہ بھی اس صنعت سے استفادہ کرتے۔ سوال یہ ہے کہ اس صنعت سے استفادہ کون کر رہا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دین و شریعت کو کہنہ اور پرانا و بوسیدہ کہنے والے اور پیپلز پارٹی کی طرح مسلمانوں کی جگہ ہندوؤں، اور مسیحیوں کی حکومت چاہنے والے۔(موسوعہ العربیہ المیسرہ ج۲ ص۱۱۳۳)

صوفی ظاہری اور بادی النظر میں زاہد اور عبادت گزاروں کو کہا جاتا ہے، یہ تصور دوسری صدی میں چند اشخاص کے لئے مخصوص ہوا جن میں جابر بن حیان اور ابو ہاشم بغدادی وغیرہ شامل ہیں۔علمائے محققین کا کہنا ہے یہ تصور اسلام میں باہر سے داخل کیا گیا ہے۔یہ فکر در حقیقت مسیحیت، زردشتیت، یہود، فارس اور ہندوستان کے بوذیوں اور یونان سے ماخوذ ہے، بعد میں بعض نے ان کی برگشت کو قرآن و سنت کی طرف پلٹانے یا ان کو بے قصور اور مخلص گردانے کی مذموم کوشش کی ہے۔اس کے لئے انہوں نے چند ایسی شخصیات کو بطور مثال پیش کیا ہے کہ لوگ جن کے کردار کو آسانی سے مسترد نہ کرسکیں، بعض نے ان کی وجہ تسمیہ کی بحث میں مبتلا کر کے ان کے منویات سوء سے توجہات ہٹا کر رکھی ہیں۔(قاموس ادیان ص۱۳۹)

صوفی اپنی جگہ خود پسند ،مغرور،تفرقہ پسند اور ایک دوسرے کو مرتد و بے دین اور منحرف گردانے والے ہیں ۔(کتاب شناخت مذاہب اسلامی ج دوم ص ۲۲۳)

صوفیوں کے طبقات کی تفصیل :۔

صوفی تفرقہ وانتشار میں خوارج اور اپنے اندر مراتب و طبقہ بندی میں برا ہمہ سے شباہت رکھتے ہیں ۔وہ بہت جلد ہی ایک دوسرے کی تکفیر کے قائل ہوتے ہیں ۔آج جو لوگ تکفیری گروہ کے نام سے ایک مسلک کو متعارف کروار ہے ہیں شاید وہ بھول رہے ہیں کہ دوسروں کی تکفیر میں بریلوی کسی سے پیچھے نہیں ہیں ،غرض تکفیر کی سنت انہوں نے صوفیوں سے نقل کی ہے ۔ان کے نزدیک دوسروں کی تکفیر کے لیے کسی اصول اسلام سے انکار کی ضرورت نہیں بلکہ فعل مباح سے انکار کافی ہے ۔یہاں کے ایک عالم دین سے نقل ہے انہوں نے فرمایا ایک دفعہ ایک صوفی اصفہان میں مقیم صوفی سے ملاقات کے لئے مسجد میں انتظار کرتے رہے جونہی وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دوسرے صوفی کسی اور دروازے سے یہ کہہ کر نکل گئے کہ اس صوفی کو مسجد میں پہلے دایاں پاؤں رکھنا ہے یا بایاں، پتہ نہیں اور خود کو عارف گردانتے ہیں ۔ابو یزید بسطامی موسوعۃ میسرہ ج اص ۲۵۵طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن روشان ایک خاندان مجوسی میں پیدا ہوئے ۔صوفیوں نے ان کی طرف اقوال شنیع نسبت دیئے ہیں ان سے منسوب اقوال وکلمات یہ ہیں:

۱۔یا من انت انا۔

۲۔''سبحانی ما اعظم شأنی ''یہ کلمات کفر والحاد پر مبنی ہیں یہ کلمات کسی موحد سے کسی حال میں بھی جائز نہیں ہیں ایسے کلمات کہنے والوں میں سہروردی بھی شامل ہے ۔

ابو یزید البسطامی:[شرح کلمات الصوفیہ تالیف محمود غراب ص ۵۲۸]

قول احد العارفین لتلمیذہ((لو رأیت أبا یزید مرة کان خیراً لک من أن تری اللہ ألف مرة)). ص ۱٦۲

قول أبي یزید:((ما مت حتی استظھرت القرآن))ص ۱٦۳

قول أبي یزید:((حدثني قلبي عن ربي))ص ۱٦۳

قول أبي یزید:((أخذتم علمکم میتاً عن میت وأخذنا علمنا عن الحي الذي لا یموت))ص ۱٦۳

قول الحق لأبي یزید :((ردوا الي حبیبي فلا صبر لہ عني))ص ۱٦۷

قول الحد لأبي یزید:((اترک نفسک وتعال))س ۱۷۱

قولہ:((لو أن العرش وما حواء،في زوایة قلب العارف،ماأحس بہ))ص ۱۷۷

قولہ الحق:((أرید أن لا أرید لأني أنا المراد وأنت المرید))ص ۱۷۷

قولہ:((العارف فوق ما یقول والعالم تحت ما یقول))ص ۱۷۹

قولہ:((أریدک لا أریدک للثواب وللکني أریدک للعقاب))ص ۱۹۲

قولہ للحق:((أنا نیتي أنانیتک))ص ۱۹۵

قولہ:((سبحاني))ص ۱۹۷

قولہ:((أنا من أھوی ومن أھوی أنا))ص ۱۹۹

قولہ للحق:((لو علم الناس منک ماأعلم ما عبدوک))وقول الحق لہ:((یا أبا یزیدلو علم الناس منک ما أعلم لوجموک))ص ۲۰۳

الاسمالأعظم عند أبي یزید. ص ۲۰۳

قوله:((السالک مردود والطريق مسدود))ص ۴۰۴

الشيخ الأكبر محي الدين ابن العربي

قوله:((اذا تجلى حبيبي بأي عين أراه))

((بعينه لا يعيني فما يراه سواء))ص ۴۱۰

قول الشيخ الأكبر:((كلما بعدت النسبة عظمت المنزلة))ص ۴۱۱

قوله:((قيامن قربه بعد ويامن بعده قرب))

وقوله((اذاأغناک فقد أنعدک في غاية القرب))ص ۴۱۳

محبت:۔

بدیل شریعت میں انسانی تعلقات و روابط اور رشتہ داری و دوستی میں کمی بیشی محبت ہی کی بنیاد پر ہوتی ہے، حتیٰ جرائم وفحشاء بھی محبت ہی کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں۔شریعت اسلام یعنی قرآن کریم اور سنت مطہرہ اس محبت کے دائرے کا تعین کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم کی ان آیات میں یہود ونصاریٰ اور اللہ کے دین سے لڑنے والوں سے محبت کرنے سے منع کیا ہے نیز آبا واولاد کے درمیان اگر دونوں میں سے ایک فاسق فاجر ہو جائیں ملحد و بے دین ہو جائے تو اس سے بھی محبت کرنے سے منع کیا ہے،والدین کے ساتھ نیک سلوک صرف کھانے پینے کی حد تک رکھنے کا حکم دیا ہے،ابتداء اسلام میں مکے میں نبی کریمؐ پر ایمان لانے والے والدین کے باغی تھے(مجادلہ:۲۲)۔ لیکن جلال الدین رومی نے شریعت کو منسوخ کر کے اس کے بدیل میں محبت کو جاگزین کیا ہے۔ چنانچہ ان کے گرویدہ افراد دین وشریعت کی حدود سے آزاد ہو کر قوالوں ،گلوکاروں ، رقاصوں ، موسیقاروں ،اداکاروں اور سیکولروں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ سب سیکولرازم اور الحادی نظاموں کے

داعی ہوتے ہیں اور مولانا رومی کی تقلید کرتے ہیں آیئے اس کی تحلیل کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ محبت حقیقت اور واقعیت میں کیا ہے۔

محبت ضد و نقیض بغض ہے محبت حاجات مادی و روحی کی طرف جذب و کشش کرنے اور میل و جھکاؤ کو کہتے ہیں، یہ اس صورت میں ہوتی ہے کہ جس سے محبت کرتے ہیں اس میں کوئی کمال چیز یا کوئی منفعت والی چیز ہوتی ہے، جو جذب و کشش رکھتی ہے جیسے والد کی اپنے فرزند سے محبت، نیک سیرت انسان سے محبت، اسی طرح لوگ اپنے ہم وطنوں سے محبت کرتے ہیں۔ محبت کبھی کسبی، کبھی غریزی، کبھی لفاظی ہوتی ہے محبت کئی انواع و اقسام کی ہوتی ہے، ساتویں صدی میں اچانک جلال الدین رومی نے ایک دعوت محبت کا اعلان کیا، اس نے کہا محبت تلخ کو شیریں کرتی ہے مٹی کو سونا بناتی ہے، آلودگی کو صفا بخشتی ہے، درد کو سکون بخشتی ہے، زندان کو باغ بنا دیتی ہے، بیماری کو نعمت، مصیبت کو رحمت بناتی ہے، محبت لوہے کو نرم کرتی ہے۔ یہ محبت ایک پر ہے جو پرواز دیتی ہے اگر محبت پہاڑوں میں آجائے تو وہ بلند ہو جاتے ہیں، محبت بادشاہوں کو مثل غلام خدمتگار بناتی ہے، مریض اپنے مرض سے نجات طلب کرتا ہے لیکن مریض محبت مرض میں اضافہ چاہتا ہے۔ علامہ ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب رجال الفکر والدعوۃ میں ان کی لفاظیات کو عربی میں ترجمہ کیا ہے، گویا رومی نے عقائد شریعت، اخلاق و عبادات و آداب سب کو ختم کر کے بدیل دین محبت کا اعلان کیا ہے۔ اس محبت کی محبوبیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے تمام شریعت سے نجات ملتی ہے اور انسان تمام محرمات سے آزاد ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج فرقہ بہائی، قادیانی اور اسماعیلی کو جو فروغ مل رہا ہے، وہ اس اباحیہ فقہاء کی وجہ سے ہے۔

اقسام محبت و اسباب محبت:۔ [محبت کتاب موسوعۃ مصطلحات مفتاح السعادۃ مصباح سیارہ ص

[۸۴

۱۔ ہرانسان اپنے وجود کے دوام و بقاء کا خواہش مند ہے اور موت سے کراہت رکھتا ہے چاہے موت انفصال روح ہو یا جیسے عام موت ہوتی ہے چاہے انفصال جسم ہو جیسے قتل جسم۔

۲۔ اپنے وجود کے کمال و جمال کے خواہاں اور نقص و عیب سے نفرت کرتے ہیں ہر چیز جو ان کے وجود کے دوام و بقاء و کمال کا سبب و معاون بنتی ہے، وہ اسے دوست رکھتے ہیں اور جو اس راستے میں خلل ڈالتی ہے، وہ اس سے نفرت کرتے ہیں چونکہ مال دوام وجود کا سبب و معاون ہوتا ہے اس لیے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اولاد کو اپنے وجود کا بدل سمجھتے ہیں اس لیے اسے دوست رکھتے ہیں۔

۳۔ احباب جو اس پر احسان کرتے ہیں، وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے لہٰذا جو اس پر احسان کرتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو اسے نقصان پہنچاتے ہیں وہ انہیں دشمن رکھتا ہے۔

۴۔ وقت گزارنے کے لیے کسی سے محبت کرتے ہیں چونکہ حامل حسن و جمال ہے۔

۵۔ حسن و جمال مخصوص ظاہری نہیں بلکہ باطنی بھی ہے۔

۶۔ صوفیاء محبت کو اعلیٰ وارفع مقامات انسان میں سے لیتے ہیں جو انسان قرب الٰہی کی منازل طے کرتا ہے، اس سفر میں توبہ، جبر، زہد وغیرہ تک پہنچنے کے لئے شوق، انس، رفاء وغیرہ ہے۔

۷۔ محبت کا کوئی تصور نہیں جو کچھ ہے وہ اطاعت میں مواظبت ہے اللہ نے فرمایا اگر اللہ سے محبت کرتے ہو ہمارے نبی کی اطاعت کرو، اطاعت بغیر محبت، بغیر سند دعویٰ ہے۔

محبت انسانوں میں ہوتی ہے باقی موجودات میں جھکاؤ، گرائش اور جاذبیت پائی جاتی ہے

وہ طبیعی ہے محبت نہیں، محبت افعال اختیاری میں سے ہے یہ ایک انتخابی عمل ہے، اعمال انتخابی صرف انسان انجام دیتے ہیں، انسان ایک سے دوستی کرتا ہے، دوسرے سے نفرت و بیزاری کرتا ہے، حتیٰ ایک انسان سے آج محبت کرتا ہے پھر اسی سے ہی سے نفرت کرتا ہے لہٰذا یہ عمل اکتسابی و اختیاری ہے، لہٰذا اس پر امر و نہی واقع ہوتا ہے اجر و ثواب یا سزا و عقاب ہوتا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ صرف انسانوں میں ہوتی ہے۔ لیکن انسان جب کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو برگشت اس کی ذات پر ہوتی ہے جیسے مال و دولت، عزت اور اولاد، رشتہ داروں اور احسان کنندہ سے محبت کرتا ہے اسی طرح وہ کمال و جمال سے محبت کرتا ہے کمالات باطنی و معنوی سے محبت کرتا ہے۔

اگر قریبی رشتہ داروں اور دنیاوی چیزوں سے محبت اللہ اور رسول ؐ کی محبت سے زیادہ ہو اور یہ اللہ کی راہ میں جہاد میں مانع ہو تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ عذاب لے آئے (توبہ:۲۴) محبت میں تفرقہ (یوسف:۸) محبت میں موازنہ، زندان بہتر از ارتکاب گناہ (یوسف:۳۳) مرغوب چیزوں یا شہوات کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے (آل عمران:۱۴) مال دنیا سے محبت (بقرہ:۱۶) اللہ سے محبت (بقرہ: ۱۶۵) محبت جمال، (یوسف:۳۰) محبت مال و کفر (توبہ:۴۲) دنیا سے محبت (نحل:۱۰۷) ضلالت سے محبت (فصلت:۱۷)۔

کرامات:۔

رگ ظہور صوفی اس کے بغیر سانس نہیں لے سکتی ہے، کرامات سلب ہونے کے بعد اس کا وجود مردہ ہوگا۔ ان کرامات کے نام و دعویٰ سے جاہل و فاسق و فاجر و ملحد، دنیا پرست اور اقتدار کی لالچ و طمع رکھنے والے سب اولیاء بنے ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ان کرامات کی سند کیا ہے کیا یہ ہاروت و

ماروت کے قدیم سحر و جدید شعبدہ بازی سے آمیزش والی چیز ہے، یا حاکم بامر اللہ فاطمی کا نظام جاسوسی خانہ ہے یا کوئی جدید اختراع ہے یا بے سندا حادیث قدسیہ ہیں یا واقعاً نعوذ باللہ ختم نبوت و ختم وحی کے اعلان کرنے کے بعد بداء ہو کر وسائل نبوت وحی و معجزہ ان کو ملے ہیں؟ یا اولیاء نے قادر مطلق اللہ کے رازوں کی تھیلی کو چرایا ہے؟ غور و فکر کرنے والے کو یقیناً یہ احساس ہوتا ہے کہ اس میں کہیں نہ کہیں دال میں کالا ضرور ہے۔ کرامات مادہ کرم سے ہے جس کے معنی و خلاصہ وہ نعمت ہے جس کے ذریعے انسان نے دیگر مخلوقات پر برتری حاصل کی، آپ خود قرآن کریم میں دیکھیں کہ یہ عنایت کس کو اور کتنوں کو بخشی گئی ہے۔

عالم اسلام میں مشاہیر صوفی:۔

۱۔رابعہ بصری ۸۵۱م ۲۔معروف کرخی ۸۲۱م ۳۔بایزید بسطامی ۸۷۴م

۴۔ابراہیم بن ادھم ۸۷۵م ۵۔جنید ۹۱۵م ۶۔حسین بن منصور حلاج ۹۲۲م

۷۔ابوبکر شبلی ۱۰۷۲م ۸۔عبدالقادر جیلانی ۱۱۶۶م ۹۔قشیری ۱۵۷۲م

۱۰۔شہاب الدین سہروردی ۱۰۷۲ ۱۱۔فریدالدین عطار ۱۲۲۹ ۱۲۔ابن عربی ۱۲۴۰

۱۳۔رومی ۱۲۷۳ ۱۴۔شبستری ۱۳۲۰ ۱۵۔خواجہ بہاء الدین ۱۳۸۸م

۱۶۔عبدالکریم جیلی ۱۴۰۶ ۱۷۔جامی ۱۴۹۲ ۱۸۔عبدالحسین علی بخش ۱۰۷۲

۱۹۔معین الدین حسنین ۱۲۳۴ ۲۰۔بختیار کاکی ۱۲۳۶ ۲۱۔فریدالدین شکر ۱۲۶۵

۲۲۔نظام الدین اولیاء ۱۳۲۴ ۲۳۔احمد سرہندی ۱۶۲۴ ۲۴۔لعل شہباز قلندر

۲۵۔بھٹ شاہ ۲۶۔علی ہجویری ۲۷۔علامہ اقبال

۱۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح ۲۔قاموس

المذاہب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳۔بین التصوف و التشیع تالیف ہاشم معروف الحسینی ٤۔فرہنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٥۔ظہر الاسلام تالیف احمد امین ٦۔شناخت مذاہب اسلامی ۷۔فرہنگنامہ فرقہ ہای اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۸۔اطلس الفرق و المذاہب الاسلامیۃتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ۹۔موسوعۃ الادیان (لمیسرۃ) دار النفائس ۱۰۔اسلام بلا مذاہب تالیف دکتور مصطفی الشکعۃ ۱۱۔تاریخ الفرق و عقائدھا تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ۱۲۔الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان و المذاہب،تالیف مانع بن حماد الجہنی ۱۳۔الفرق بین الفرق تالیف عبد القاہر بن طاہر بن محمد البغدادی ۱٤۔موسوعۃ الفرق و المذاہب تالیف الشیخ ممدوح الحربی ۱٥۔شرح کلمات صوفیۃ تالیف محمود محمود غراب ۱٦۔الصوفیۃ الوجہ الآخر تالیف الدکتور محمد جمیل غازی

۱۷۔کتاب للمع فی التصوف ابو النصر سراج ۱۸۔کتاب المحجوب العشریہ قشیری ۱۹۔احیاء علوم الدین غزالی ۲۰۔عوارف المعارف شہاب الدین سہروردی ۲۱۔منطق التطیر فرید الدین عطار ۱۲۲۹ ۲۲۔فتوحات مکہ ۲۳۔فصوص الحکم ابن عربی ۲٤۔انسان کامل ۲٥۔اللمعات وانوامع

٥٦۔تقریب بین المذاہب:۔

یہ جمال الدین افغانی اوران کے ساتھی محمد عبدہ کی کاوشیں نا کام ہونے نیز جمال الدین اور محمد عبدہ کے درمیان اختلاف ہونے اوراس عمل سے مایوس ہونے کے عرصہ گزرنے کے بعد ۱۹۴۷ء

میں مصر میں محمد تقی قمی نامی عالم دین کی سعی وکوشش سے جامعہ ازہر کے استاد مراغی اور دیگر اساتذہ وعلما شیعہ لبنان وعراق اس تنظیم جدید کیلئے سرگرم ہوئے۔محمد تقی قمی نے ایران سے آکر مصر میں ایک عرصہ گذارنے کے بعد رئیس جامعہ الازہر کو قانع کیا کہ تقریب بین المذاہب کا دروازہ کھولیں۔اس میں نمایاں کامیابی یہ رہی کہ اس کی آڑ میں بعض کتب اسماعیلیہ چھاپنے میں وہ کامیاب ہو گئے نیز کچھ عرصہ تک ایک مجلّہ بنام ''رسالۃ اسلام'' بھی جاری کیا۔اس سلسلے میں مصادر:

۱۔رسالہ اسلام صادرہ الازھر۔

۲۔رسالۃ تقریب صادرہ از تہران۔

۳۔منشورات وکتب خانہ فرہنگ اسلامی

۴۔چشم دید سیمینار ھائی وحدت۔

۱۹۷۹ء میں انقلاب اسلامی ایران کے بعد اس کو دوبارہ مرحوم آیت اللہ منتظری اور پھر عملی جامہ پہنانے والا آیت اللہ خامنہ ای کو گردانتے ہیں۔لیکن کلمہ تقریب اتحاد مخالف گروہوں کے قہر و غضب سے بچانے کے لئے بطور سپر استعمال کیا گیا ہے۔ویسے یہ ضرب المثل ''حاطب الیل''یعنی اندھیرے میں لکڑی تلاش کرنے کی مانند ہے،احتمال قوی ہے کہ یہ بھی صیادین باطنیہ کی ایک چال ہو،جس طرح غریب ملکوں میں ہر غیر مانوس حرکت انگریز کی طرف برگشت کرتے ہیں،امور دینی کے نام سے سرگرمیاں باطنیہ کی طرف نسبت دیتے ہیں۔اس احتمال والوں کے پاس اس کے قرائن و شواہد کثیرہ بھی موجود ہیں۔مزید اس سلسلے میں توضیح ہم اپنی کتاب احلام تقریب بین المذہب میں پیش کریں گے وہاں رجوع کریں۔

۱۔محنة التقريب بين السنة و الشيعة تاليف معتز الخطيب ۲۔دعوة التقريب بين

المذاهب الاسلامية ۳۔الاسلام بين المذاهب و الاديان تاليف الدكتور اسعد السحمرانی ٤۔قصة التقريب بين المذاهب تاليف محمد تقی الحكيم

٥۔الوحدة الاسلامية من منظعر الثقلين تاليف سيد محمد باقر الحكيم

٦۔رسالة التقريب ناشر المجمع العالمی للتقريب بين المذاهب اسلامية تهران ايران۔

۵۷۔تقلیدی فرقے:۔

گرچہ معاشرہ میں اہل دین کو دو گروہوں اخباری و حدیثی میں تقسیم کرتے ہیں لیکن یہ تقسیم بندی اپنی جگہ مصنوعی و اغفالی ہے۔امت اسلامی میں کلی طور پر اور ملک عزیز پاکستان میں خصوصی طور پر بغیر کسی قسم کے استثناء کے اس وقت غیر تقلیدی کوئی بھی فرد یا جماعت نہیں، حتیٰ مجتہدین عظام بھی اپنی جگہ تقلید در تقلید ہی کرتے ہیں وہ بھی دین و دنیا دونوں میں بدترین تقلیدی ہیں۔خود اخباری و حدیثی بھی تقلیدی ہیں کیونکہ انہوں نے کسی بھی حدیث کے بارے میں تحقیق نہیں کی ہے بلکہ حدیث پر تحقیق کرنے پر پابندی ہے۔تقلید کو امت اسلامیہ پر ٹھونسنے والوں نے انتہائی حذاقت و ظرافت و مہارت سے کام لیا ہے۔اس گروہ کے ماہرین نے اپنی جگہ ایک جعلی فارمولہ ریاضی نما جعل کر کے دیا ہے تا کہ مخاطب اس کے سامنے خاضع و ساکت ہو جائیں۔وہ کہتے ہیں انسان مکلّف دو حال سے خالی نہیں ہے وہ یا تو مجتہد ہے اور احکام شرعیہ کو خود ادلہ تفصیلیہ سے اخذ کرتا ہے یا وہ مقلد ہے یعنی وہ خود درجۂ اجتہاد پر نہیں پہنچا ہے، ان کے نزدیک جس کے پاس اجازۂ اجتہاد نہیں ہے وہ مقلد ہے گرچہ وہ کتنا پڑھا لکھا، ذہین و فطین اور بہت سے علوم کا ماہر ہی کیوں نہ ہو، وہ مقلد ہی ہوگا۔

کلمہ تقلید بقول علامہ مہدی شمس الدین دین اسلام میں مولدہ و اجنبی ہے اور یہ مزاج شریعت اسلام آیات محکمات صارخہ قرآن اور سیرت قاطعہ حضرت محمدؐ سے متصادم ہے، حامیان تقلید

قرآن وسنت کے برخلاف سنت جاہلیت ومشرکین سے مواقفت پر ہیں۔اسکی واضح وروشن مثال ان کا تقلید پر اصرار ہے۔گزشتہ اقوام دعوت انبیاءکوروکنے کیلئے تقلید کوبطور سد محکم استعمال کرتی تھیں۔ جب کوئی نبی مبعوث ہوتے تووہ ان کی دعوت کومسترد کرنے کیلئے تقلید کوبطور سپر اٹھاتے تھے۔جب حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے تو پیغمبرؐ کی دعوت کے مقابلے میں بھی مشرکین نے اسی تقلید کو اٹھایا تھا۔ یہاں سے واضح ہوتا ہے تقلید آثار جاہلیت قدیم وجدید،کفروالحادوشرک اورمفادپرستوں کاوسیلہ ہے، جوطویل تاریخ انبیاء میں دعوت انبیاءکوروکنے کیلئے ناگا پر بت جیسا پہاڑ یا سد سکندر ہے۔آج پڑھے لکھے روشن خیال کمال افتخارواعزاز سے بغیرکسی شرم وحیاء کے شاہراہوں پر جنازے لیکرخواتین کو آگے کرکے دھرنے میں بیٹھتے ہیں اور بے معنی و لاحاصل مطالبات منظور ہونے تک یہاں رہنے کی بات کرتے ہیں۔لیکن اس کالے ترین ،سیاہ ترین قانون یعنی تقلید کو ہٹانے کیلئے چند گھنٹے بھی دھرنا نہیں دیتے۔جوشخص دین کووسیلہ بناکردنیا بناتے ہیں وہ خسیس لوگ ہیں تقلید صریح آیات محکمات کے بھی خلاف ہے۔

جہاں قرآن نے لوگوں کو دعوت فکرونظر اور تعقل وتدبر دی ہے،تقلید ان آیات کے بھی خلاف ہے۔حضرت محمدؐ نے عرب میں پڑھنا لکھنا نہ جاننے والوں سے خطاب میں فرمایا،اگرتم اپنے مدعیٰ میں سچے ہوتو اس پر دلیل لاؤ حالانکہ جاہل عوام کودعوت دے رہے تھے۔لیکن آج اس سلسلے میں کمال بے شرمی کا مظاہر کیا جاتا ہے چنانچہ دانشورروشن خیال یہ کہتے ہوئے شرم وحیاء محسوس نہیں کرتے کہ ایک آدمی کیا کیاجان سکتا ہے،کیاعوام اپنے کاروباروتجارت اورزراعت وصنعت سے متعلق کچھ نہیں جانتے؟ تقلید عقل عقلاء عالم اورشرائع آسمانی کے خلاف باطنیہ کی اختلاق ہے عقل اورقرآن دونوں میں نہ جاننے والوں کو جاننے والوں سے سوال کرنے کا حکم ہےلیکن یہ کہیں بھی اور

کسی بھی آیت میں نہیں آیا کہ جو بات بے وزن و بے دلیل ہونے کیوجہ سے سمجھ میں نہ آئے ،تب بھی اسے مان لو،ایسا نہیں ہے۔قرآن وسنت میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم کسی بات کو دلیل کے بغیر قبول کرو۔

عقل وشرع میں سوال ہے نہ کہ تقلید در تقلید۔تقلید عقل وشرع کی قاموس سے اجنبی اور بے پدر و مادر عقیدہ ہے یہ انسان کے ضمیر و وجدان کے خلاف ہے۔خاص کر جس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ کسی کے قول کو بغیر کسی چون و چرا اور بغیر مطالبۂ دلیل ماننا۔

دوسرا یہ کہ غیر کے قول کو بغیر سند ماننے کی منطق کہاں سے آئی ہے؟ بدقسمتی سے تقلید فروعات سے بھی تجاوز کر کے عقائد تک جا پہنچی ہے۔اہل سنت والجماعت عقائد میں ابن تیمیہ اور ماتریدی کی تقلید کرتے ہیں اہل تشیع کو عقائد کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ عقائد ان کے مذہب کیلئے دیمک ہیں لہٰذا وہ مدارس دینی میں عقائد کو نصاب میں رکھنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ اس دروازے کو کھولنے کے بعد سوالات کی برسات کا سامنا کرنا ہوگا اور اس برسات کے سیلاب سے سارا مذہب ملیا میٹ ہو جائے گا۔اگر ان سے سوال کیا جائے کہ دین میں اس قدر عدم دلچسپی اور بے توجہی و بے پروائی کیوں اپناتے ہیں تو کہتے ہیں عام آدمی کیا کر سکتا ہے۔یہاں دانش وری و دانش مندی میں فرعونیت دکھانے والے دینی مسائل میں کمال بے شرمی کے ساتھ اندھے اور بہرے بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین سمجھنا آسان نہیں ہے،دین سمجھنا مشکل ہے۔یہ وہی بات ہے جو مشرکین نے حضرت شعیب سے کہی تھی کہ آپ جو کہتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔دین اسلام کے نفاذ کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ تقلید ہے۔افسوس ہے کہ اس ۱۵ ویں صدی ہجری میں علوم وفنون کی اعلیٰ و ارفع ترقی کے دور میں بھی ان اعلیٰ ڈگریوں کے حامل پڑھے لکھے لوگوں نے دین اسلام کے داعیوں کی راہ میں تقلید کو اٹھایا ہے ان کے نزدیک تقلید کو توڑنا جنازوں سے گزرنے کے

برابر ہو گا۔ یہ وہی منطق ہے جو جاہلوں نے پوری تاریخ انبیاء کے مقابلے میں اٹھائی ہے زخرف ۲۲،لقمان ۲۱،سباء ۴۶،اعراف ۳،ابراہیم ۱۰۔

فقہاء اربعہ اپنے دور کے انبیاء نہیں تھے کہ جن پر وحی ہوتی ہو۔

۱۔ یہ چاروں بھی اپنی جگہ متفقہ علیہ مسلمین نہیں بلکہ متنازع فیہ تھے جیسے حجاز والے ابو حنیفہ کو نہیں مانتے تھے اور عراق والے امام مالک کو نہیں مانتے تھے۔

۲۔شریعت کو ان چاروں پر توقف کرنے کی کیا منطق و دلیل بنتی ہے۔

تقلید کی تین انواع ہیں، تینوں کا ثمر دنیا میں پستی و ذلت، عقل و ہوش سے عاری زندگی، دنیا میں رسوائی اور آخرت میں جہنم نشینی ہے۔ ہر ایک دوسرے سے بدتر ہے۔

۱۔تقلید آباء و اجداد گزشتہ جاہلین و غافلین کا راستہ ہے کہ جنہوں نے دعوت انبیاء کو روکنے میں سد کا کردار ادا کیا تھا۔

۲۔تقلید بزرگان اجتماعی و سیاسی جو ہر ایک میدان میں پیشرفت و تقدیم سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر جگہ چوہدریوں، نوابوں اور خانوں کا راج ہو جیسے اندرون سندھ، پنجاب اور بلوچستان و بلتستان وغیرہ میں دیکھا گیا ہے آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہی ہو گا۔ان کی منزل سابق دور میں عوام یہود کو جاتی ہے۔تقلید تاریخ اسلام میں دوسری صدی کے بعد شروع ہوئی ہے۔

۳۔تقلید از غرب:۔یہ تقلید انیسویں صدی عیسوی سے شروع ہوئی اس کی ابتدا مغرب جا کر واپس آنے والوں نے شروع کی ہے۔تفصیل اجتہاد، تجدید، تقلید میں دیکھیں۔

۵۸۔تکفیری:۔

کسی کو کافر گردانے کا حق صرف اللہ اور رسول ؐ اللہ کو پہنچتا ہے۔ جہاں جہاں قرآن و سنت

نے کسی کو کافر کہا ہے وہ کافر ہے، جس کا کافر ہونا قرآن اور سنت رسولؐ سے ثابت نہیں وہ کافر نہیں ہے۔ جس کسی نے حکم ثابت از قرآن وسنت کو زبانی یا عملاً انکار یا ترک کیا، وہ کافر ہوگا، جب کوئی قرآن وسنت سے انکار نہ کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

۱۔ اگر کسی کو کافر ہونے پر مجبور کیا جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے لبریز ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا کیونکہ اس کے کافر ہونے کی راہ میں آیت نفی اکراہ ہے۔

۲۔ اگر کسی شخص کے قصد وارادہ کی راہ مسدود ہو اور وہ خوف سے کفر کی بات کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

لہٰذا ضروری ہے اس مسئلہ کو قرآن کی طرف لے جائیں کہ قرآن نے کس کو کافر کہا ہے اور کس کو مومن کہا ہے۔ کتاب مفردات قرآن میں کلمہ کفر کے معنی کسی چیز کو چھپانے کو کہا ہے۔ اسی مناسبت سے رات کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ اشیاء کو چھپاتی ہے کاشتکار کو بھی کافر کہا ہے کیونکہ وہ دانے کو زمین میں چھپاتے ہیں۔

اصطلاح دینی میں حق چھپانے والے کو کافر کہتے ہیں کفر عام محاورے میں ضد ایمان ہے یہاں سے کسی نعمت کے انکار یا نادیدہ لینے کو کفران نعمت کہتے ہیں جب ایک انسان حاصل شدہ نعمتوں کے منعم کو نظر انداز کرے تو یہ کفران نعمت ہوگا۔ تکفیر اللہ کی وحدانیت اور پیغمبرؐ کی نبوت و شریعت اور روز آخرت سے انکار کیلئے استعمال کیا گیا ہے، جب تک کوئی انسان ضد ایمان کام نہیں کرے گا وہ کافر نہیں ہوگا کیونکہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے، جب اس کے منافی فعل انجام دے گویا اس نے حق کو پلٹایا اور حق سے انکار کیا اور دین میں کسی ثابت شدہ چیز کا انکار کیا تو اسے کافر کہا جاتا ہے جیسے آجکل خود کو دانشور وروشن خیال دکھانے والے لوگ کلمہ کفریات زیادہ

استعمال کرتے ہیں اسی طرح جو نماز کے واجب ہونے اور شراب و زنا کے حرام ہونے کو نہ مانے اور اس کا انکار کرے جبکہ اس کی عقل بھی سالم ہو اور یہ چیزیں بھی اس کے پاس ثابت و واضح ہوں تو یہ شخص کافر ہوگا۔

یہاں سے علماء نے کفر کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک کفر اکبر دوسرا کفر اصغر ہے۔ کفر اکبر وہ کفر ہے جو اللہ یا دین میں ثابت شدہ حقائق جیسے شکل و صورت نماز ماہ رمضان کے روزے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا انکار کرے تو وہ انسان دین سے خارج اور کافر ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے سورہ بینہ آیت ۱۶۔ کفر اکبر کی چھ قسمیں بیان کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک کا انکار کرے اور توبہ کئے بغیر مر جائے تو بخشا نہیں جائے گا۔

۱۔ کفر انکار یعنی انسان اپنے دل و زبان دونوں سے اللہ کا انکار کرے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۶ میں آیا ہے یعنی اللہ کے وجود یا توحید کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

۲۔ کفر جحود یعنی اللہ کو دل سے مانتا ہے لیکن زبان سے انکار کرتا ہے اسے کفر جحود کہتے ہیں جس طرح یہودیوں نے حضرت محمدؐ کے نبی ثابت ہونے کے باوجود آپ کی نبوت کا انکار کیا ہے۔ یہود اچھے طریقے سے جانتے تھے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے نبی ہیں لیکن ایمان نہیں لائے سورہ بقرہ آیت ۹۸۔۱۵۹۔ یہ کفر جحود اپنی جگہ دو قسم کا ہے ایک بعثت انبیاء اور نبوت و شریعت کو نہیں مانتے ہیں دوسرا یہ کہ جو چیز مسلمات شریعت میں سے ہے اس کا انکار کرتے ہیں یا ثابت شدہ محرمات کا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ کفر عملی یعنی اللہ کا دل سے اور زبان سے اقرار کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہیں اسے کفر عملی کہتے ہیں جیسے ابلیس و فرعون سورہ مومنون آیت ۴۷ مثلاً عصر حاضر میں

نفاذ شریعت کی جگہ قوانین مغرب کا نفاذ چاہنے والے، یہ کفر وعناد وجحو د برتتے ہیں یعنی یہ اللہ کو مانتے ہوئے اس کی شریعت کو مسترد کرتے ہیں جیسے سورہ یوسف آیت ۴۰، مائدہ ۴۴، ۴۵، ۴۷، اعراف ۳، جاثیہ ۱۸، جس کسی نے اللہ اور رسولؐ کے حکم کو رد کیا وہ دین سے خارج ہے سورہ نساء آیت ۶۵۔

۴۔کفر شک: اگر کسی کو اللہ کے ہونے یا نہ ہونے یا نبی کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے کفر شک کہتے ہیں۔

۵۔کفر اعراض: یعنی پیغمبرؐ کی تصدیق کرے نہ تکذیب۔

۶۔کفر نفاق: زبان سے اقرار اور دل میں کفر کو چھپانے کو کفر نفاق کہتے ہیں کتاب عقیدۃ الاسلامیہ تالیف عبدالرحمٰن حسن میدانی ص ۱۷۶ پر لکھتے ہیں کفر نقیض ایمان ہے ایمان ان تمام چیزوں کی تصدیق کرنا ہے جو قرآن کریم میں آئی ہیں بقرہ ۳، یہاں فخر رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہا ہے کفر پیغمبر کی لائی ہوئی چیز کا انکار کرنے کو کہتے ہیں۔ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک پیغمبرؐ کے لائے ہوئے پورے دین وشریعت کی تصدیق وعمل نہ کریں کیونکہ عقائد اور فروع ایک دوسرے سے منسلک ومنسجم ہیں یہ قابل تفلیک وجدائی اور اخلال پذیر نہیں ہیں۔ ایک جزء کا خلل پورے ڈھانچے میں خلل کا باعث بنتا ہے اسی طرح شریعت میں سے ایک چیز کا انکار بھی موجب کفر بنتا ہے لہٰذا جس کسی نے دین میں ثابت شدہ چیز کا انکار کیا، اس کو کافر کہیں گے مثلاً اگر کوئی شخص کسی بشر کو اللہ کہے گا جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہا ہے (مائدہ۔۷۳) تو وہ کافر کہلائے گا۔

یہود بعض پر ایمان لانے اور بعض پر ایمان نہ لانے پر اکڑ گئے تو اللہ نے ان کے ایمان کو مسترد کیا سورہ بقرہ آیت ۸۵، اگر کوئی شخص اسلام کے فروعات میں سے ایک مسلمہ فروع کا انکار کرے جیسے نماز سے انکار کرے تو کافر ہوگا۔ اگر کوئی اسلام کے محرمات میں سے کسی حرام کا ارتکاب

کرے جیسے زنا یا قتل تو کافر ہوگا۔ایمان و کفر دونوں متناقض چیزیں ہیں ایک سے انکار دوسرے کا اثبات ہوگا ایمان سے انکار کفر ہوتا ہے۔قرآن کریم میں جن چیزوں پر ایمان لانے کا کہا ہے اگر انکار کریں تو کفر ہوگا چنانچہ ایمان بوحدانیت اللہ،ایمان بانبوت محمدؐ اور ایمان بایوم آخر میں سے ایک کا انکار بھی کفر ہوگا۔

ایک عرصے سے مسلمانوں کے نزدیک ایک فرقہ بنام تکفیری متعارف ہوا ہے لہٰذا ضروری ہے اس فرقے کے بارے میں بھی تفصیل وتوضیح ہونی چاہیے اس لئے چند حقائق کو سمجھنا ضروری اور ناگزیر ہے۔

۱۔تکفیر ''ک۔ف۔ر'' کفر سے باب تفعیل کا مصدر ہے(اس کا معنی کسی کو کافر گردانے کو کہتے ہیں جبکہ وہ فریق اپنے کافر ہونے کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہے) ہم یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں رہنے والے چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ان کیلئے یہاں روزمرہ استعمال ہونے والی مصطلحات قدیم وجدید سے آگاہ ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔خاص کر ان افراد کے لیے جو خود کو عالم دین و دانشور متعارف کراتے ہیں انہی مصطلحات میں سے ایک کلمہ تکفیر ہے کلمہ تکفیر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنے کو کہتے ہیں ہم اس کی وضاحت کریں گے کہ ایک مسلمان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کب دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

۲۔اسلام کا ایک نام نویسی ہے جب بلاد کفر سے اسیر ہونے والا اسلام قبول کرتا ہے تو وہ شخص مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی جان و مال ریاست کی حفاظت میں ہوتی ہے اس کو قتل نہیں کر سکتے ہیں کسی مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ تم دل سے مسلمان نہیں ہوئے،اس گروہ کی شان میں یہ آیت آئی ہے۔﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلَّا خَطَأً وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ دِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ إِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِيثاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ وَ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ شَهْرَيْنِ مُتَتابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَ كانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً﴾(نساء-۹۲)

۳۔کفر و ایمان کے درجات ومراتب ہیں اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد عمل شروع ہوتا ہے ہر ایک عمل ایمان کے درجات کو بلند کرتا ہے ایک عمل چھوڑنے سے درجات میں کمی ہو جاتی ہے جس کا درجہ کم ہو تو اس کو اس درجہ کے حوالے سے کافر کہتے ہیں۔

جب بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے تو گویا یہ ابراہیم خلیل اللہ کی طرح یہ کہتا ہے کہ جہاں ابراہیم و اسماعیل نے ﴿رَبَّنا وَ اجْعَلْنا مُسْلِمَيْنِ﴾ کہا ہے۔

تسلیم کے آغاز سے انتہاء تک کے درمیان میں جو بھی لوگ ہیں اور جنہوں نے کسی بھی حوالے سے اسلام کے اصول یا فروع کا دل سے یا زبان سے انکار کیا ہو یا عمل میں کوتاہی کی ہو تو وہ بیک وقت کافر بھی ہوتے ہیں اور مسلمان بھی رہتے ہیں قرآن و سنت دونوں میں نماز چھوڑنے والوں کو کافر کہا گیا ہے زکوۃ نہ دینے والوں کو کافر کہا گیا ہے استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔

لہٰذا ایک حوالے سے وہ کافر ہوتا ہے اور دوسرے حوالے سے مسلمان ہے لہٰذا ایک فرقہ والے دوسرے فرقہ کو کسی عمل واجب چھوڑنے کی بنیاد پر کافر کہہ سکتے ہیں لیکن یہ بات بذات خود فرقوں کی سنت رہی ہے کہ بریلویوں نے وہابیوں کو کافر قرار دیا اور وہابیوں نے بریلویوں اور شیعوں کو کافر قرار دیا ہے اور شیعوں نے منکرین امامت کو کافر قرار دیا ہے، لیکن احکام کفر لاگو نہیں کئے ہیں

چنانچہ وہابی شیعوں کو کافر کہتے ہیں لیکن مکہ اور مدینہ میں آنے سے نہیں روکتے ہیں ۔تکفیر میں زیادہ اصرار اس وقت آیا جب حجاز میں محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمات رائج کی گئیں جہاں انہوں نے بریلوی اور شیعہ دونوں کو کافر قرار دیا۔ بریلویوں کے گرد گھیرا تنگ کیا، وہاں سے پڑھ کر آنے والوں نے بریلویوں کی مساجد پر قبضہ کیا لیکن اس سے پہلے بھی شیعہ سنی کو اور سنی شیعہ کو اور بریلوی نجدی و وہابی کو کافر کہتے آئے ہیں بلکہ مغلوں کی حکومت میں شافعی اور حنفی ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے تو یہ لفظ اتنا بڑا ایٹم بم نہیں تھا اس لفظ کی قباحت اتنی نہیں تھی اس میں قباحت شدید اس وقت آئی جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا، یہ فیصلہ اپنی جگہ قرآنی تھا لیکن قادیانیوں کے موجد انگریز نے ان کو کافر کہنے سے بچانے کیلئے اس پر پابندی لگائی ۔عصر حاضر میں جب قادیانیوں اور آغا خانیوں کو کافر کہا گیا تو انہوں نے اپنے آپ کو کفر سے نکالنے کیلئے یہ تحریک چلائی اور کہا ہے کہ آپ یہود و نصاریٰ کو کافر نہیں کہہ سکتے ،ان کی پشت پر انگریز اور بلاد کفر والوں کے ساتھ ساتھ یہاں کی این جی اوز کے کارندوں نے بھی مہم چلائی ، یہ تحریک اس سے پہلے گاندھی نے چلائی کہ آپ ہندوؤں کو نجس نہیں کہہ سکتے ۔اسی طرح ملک میں رائج این جی اوز کی رعایت یافتہ خواتین کو کلمہ غیر مسلم سے چڑ ہے انہوں نے اور پاکستان کے غداروں نے پچاس سال گذارنے کے بعد گاندھی کا ساتھ دینے کیلئے یہ بات اٹھائی کہ ان کو غیر مسلم کیوں کہتے ہو بلکہ صرف انسان کہو۔

۴۔ان کا کہنا ہے کہ دنیا میں مسلمان اور کافر کا تصور ہی ختم ہونا چاہئے، دنیا سے مراد یہود و نصاریٰ اور ہندو ہیں اور مسلمان نام کی کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے جب تک مسلمان ہے اس کے مقابل کافر ہی ہوتا ہے ہمیں دنیائے کفر کی خواہش پر اپنی دینی اصطلاحات کو ختم نہیں کرنا چاہیئے ۔کسی کو کسی کلمہ سے چڑ ہونے سے وہ کلمہ ختم نہیں کیا جاسکتا ہے ۔جیسا کہ آج کل انھیں کلمہ جہاد سے چڑ ہے اگر

القاعدہ وطالبان یا داعش نے جہاد کا استعمال غلط کیا ہے تو اس کا حل یہ نہیں کہ کلمہ جہاد ہی استعمال کرنا چھوڑ دیں، اگر مدارس میں جہادی تربیت کی وجہ سے مدارس بدنام ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ اسلام پر پابندی لگائیں۔کلمہ تکفیر کو زیادہ اچھالنے کی ہمت اس وقت ہوئی جب ملک کے حکمران یا حکمران بننے والے امیدواروں نے ہندوؤں اور مسیحیوں کے دل جیتنے یا انکی حمایت حاصل کرنے کے لیے اس کلمہ کا استعمال شروع کیا۔

۵۔دنیا دار تزاحم ہے ایک دوسرے کا مقابلہ ہوتا ہے اگر ایک گروہ تشدد پر اترتا ہے تو دوسرا گروہ مظلوم ومقہور بن جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان پر ظلم ڈھایا گیا بنی امیہ کے دور میں حکومت نے خوارج جو ان کی حکومت کے مزاحم و باغی و طاغی تھے کا قتل عام کیا تو انہوں نے حکومت بنی امیہ کا ساتھ دینے اور ان کا ساتھ نہ دینے والے عام مسلمانوں کو بھی کافر کہا چنانچہ اس کا ایک پس منظر ہے۔ کتاب موسوعہ میسرہ ص ۳۳۳ پر آیا ہے ۱۹۶۵ء میں سید قطب اور ان کے ہم خیالوں کو جمال عبد الناصر ظالم و جابر نے سزائے موت دی۔ان کو سزائے موت دینے کے بعد مصر کے زندان میں باقی ماندہ مسلمانوں کو دردناک اذیتیں دی گئیں، ۱۹۶۷ء میں مصری حکام نے جیل میں موجود زندانیوں کو مجبور کیا کہ وہ جمال عبدالناصر کی حمایت کا اعلان کریں۔جیل میں موجود بہت سے قیدیوں نے اپنی حیات بچانے اور اپنی نوکریوں پر رہنے کی خاطر جمال عبدالناصر کی حکومت کی تائید کی۔بعض افراد کا کہنا ہے کہ جنہوں نے جمال عبدالناصر کی تائید کی ہے وہ درحقیقت حکومت کے ہی حامی تھے، جبکہ بہت سوں نے اس پیشکش کو مسترد کیا اور جمال عبدالناصر اور ان کی انتظامیہ یا ان کے حامیوں کو علماء اور ان کی تائید کرنے والوں نے کافر کہا بلکہ ان کو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے۔

چنانچہ بہت سے لوگ تشدد وانتہاء پسندی کے نتیجے میں ان کے حامی بنے ہیں چنانچہ مشرکین

کے تشدد کی وجہ سے بہت سے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ یا اللہ کہا ہے۔مسلمانوں پر تشدد کرنے والے اور ان کی حمایت نہ کرنے والے اور ان پر تشدد کرنے والے کے بارے میں خاموش رہنے والے سب کو کافر کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ نہیں کہ ان کی ناموس، ان کی جان و مال دوسروں کے لئے جائز ہے بلکہ اسلامی تقاضوں پر پورا نہ اترنے والوں کو قرآن وسنت دونوں میں کافر کہا گیا ہے، عمل مسلمین بھی ایسا رہا ہے کہ انہوں نے دین اسلام کی کسی ایک شق کو چھوڑنے والے کو کافر کہا ہے مثلاً فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کا خون ھدر کیا تھا انھوں نے رسول اکرمؐ کی املاء میں غلطی کی تھی یا پیغمبرؐ کی نقل اتاری تھی خود حضرت ابوبکر نے زکوٰۃ نہ دینے والے کا بھی خون ھدر کیا تھا، دین اسلام میں مظاہرین فسق وفجور سے قطع تعلقات کا حکم ہے۔

۴۔اس وقت جبکہ حکومت سعودی طاقت وقدرت میں آئی تو انہوں نے تکفیر کا رخ طالبان کی طرف موڑ لیا ممکن ہے کچھ عرصے کے بعد طالبان کو چھوڑ کر داعش کی طرف موڑ لیں۔

۵۔ایک گروہ پاکستان میں اس مشن پر مامور ہے کہ پاکستان کا تصور مٹایا جائے اور گاندھی کے تصور کو عملی طور پر اجاگر کیا جائے لیکن ان کی یہ امید خاک میں مل جائے گی (ان شاء اللہ)۔

ایمان وکفر دو متضاد متضایف اصطلاحات ہیں، دونوں میں سے کسی ایک پر پابندی لگانا اسلام پر پابندی جیسا ہے۔دین اسلام دین عقل وخود اختیاری دین ہے یہ دین غیر طبقاتی نظام اور رعایا دوستی کی وجہ سے جہاں جہاں پہنچا، اس کے پرچم کو سر بلندی نصیب ہوئی اور وہاں کی آبادی کی اکثریت مسلمان نظر آنے لگی۔ایران ہی کو لے لیں جہاں شہنشاہی طبقاتی نظام میں رہنے والوں نے اسلام کے نظام کو دیکھا تو اکثر وبیشتر عوام الناس اس دین میں داخل ہو گئے اکثریت مسلمان ہو گئی البتہ یہ بات واضح وروشن ہے کہ یہاں کی شہنشاہی حکومت سے لطف اندوز ہونے اور مال ومنال و

مقام بنانے والے جنہیں آج ہمارے معاشرے میں بیوروکریسی کہتے ہیں انہوں نے ہمیشہ اسلام کے خلاف محاذ کھولے ہیں۔اسی طرح یہود و نصاریٰ کی حکومتی بیوروکریسی نے اسلام کے خلاف مہم چلائی ہے آج بھی ایران میں مجوس آتش پرست موجود ہیں لیکن اکثریت مسلمانوں کی ہے۔مصر جسے عمرو بن عاص نے فتح کیا وہاں ابھی اکثریت مسلمانوں کی ہے وہاں جو مسیحی رہتے ہیں ان کی تعداد بہت کم بتائی جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ ملوکیت تھی بعض اوقات باپ قابل ہوتا ہے اور بیٹا نا قابل و عیاش نکلتا ہے، بغیر زحمت و مشقت عیش ونوش کرتا ہے اگر باپ خراب اور نا لائق ہے تو ایسی صورت میں بھی بعض اوقات بیٹا صحیح نکلتا ہے، اس وجہ سے یہاں حکمران کسی بھی اہم معاملے میں یکسو نظر نہیں آئے لہٰذا اس وسیع و عریض مملکت کو سنبھالنے والے کم نکلے، قابل و لائق بہت تھوڑے اور بے دین زیادہ نکلے ہیں۔

۵۹۔تناسخ:۔

مادہ نسخ سے باب تفاعل کا صیغہ ہے یہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی روح کا کسی اور جسم میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں یہ عقیدہ جیسا کہ کتاب موسوعۃ الادیان والمذاہب ص۱۰۲۲ پر آیا ہے یہ عقائد ہندوؤں اور مجوسیوں کے ہیں ان سے سبائیہ و دیگر غلات نے لیے ہیں ہندوؤں کا یہ عقیدہ کہ ان کا رب مادہ اولی عالم ازلی ہے روح مرتی نہیں ہے یہاں سے وہ انکار حساب و کتاب اور جزاء و سزاء مابعد الموت رکھتے ہیں جس طرح مشرکین مکہ منکر قیامت و حساب و کتاب وسزاء و جزاء تھے یہاں پر دین سے فرار و گریز کرنے والوں نے ہر قسم کی ضلالت و گمراہی اور غرق شہوات ہونے کے لئے تناسخ کو گھڑا ہے۔ان کے نزدیک بعث بعد از موت نہیں ہے، قیامت کا جو تصور ہے وہ روح کا جسم سے نکل کر دوسرے قالب میں داخل ہونے کو کہتے ہیں۔اگر اچھے جسم سے نکلے تو اس سے بہتر

قالب میں منتقل ہوگی، اگر انسان برااور جاہل ونا سمجھ ہے تو وہ حیوانات کے قالب میں یا حشرات کے قالب میں جائے گی ان کے نزدیک صوم وصلوٰۃ اور کوئی بھی عبادت نہیں ہے ہر قسم کی شہوت رانی اور دوسروں کی املاک سب مباح ہیں۔

زنا ولواط، بہن بیٹیوں اور خالات سے نکاح ان کے نزدیک جائز ہے اسی طرح مردار، شراب اور خون مباح ہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا ہے اللہ بھی ایک قالب سے دوسرے قالب میں نقل ہوتا ہے اللہ جو ازلی تھا وہ ازلیت سے نکل کر آدم کے قالب میں داخل ہوا ہے اور آدم کے بعد یکے بعد دیگر قالبوں میں منتقل ہوتے ہوئے آیا ہے، نظریہ تناسخ سے ہی نظریہ شہادت بنا ہے۔ نظریہ شہادت اسلام میں ابی الخطاب اسدی نے اختراع کیا، اپنے لشکر سے کہتا تھا تم مرو گے نہیں، تم پلٹ کر واپس ہمارے پاس پہنچو گے۔ اسی نظریہ کے تحت حسن صباح نے فدائیان بنائے تھے۔ ایمان بروز آخرت نہ رکھنے والوں نے اپنی بقاء کیلئے اور دوسروں کو مروانے کیلئے اس نظریہ کو اچھالا ہے۔ اسلام میں کلمہ شہادت کسی حوالے سے اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے نظریے کو فروغ دینے کیلئے پہلے اس کو امام حسین اور پھر حمزہ کیلئے استعمال کیا ورنہ قرآن میں اس کیلئے کلمہ احیاء استعمال ہوا ہے، احیاء سے مراد اس دنیا میں نہیں بلکہ عالم برزخ میں زندہ ہونا ہے یہ بھی اگر مخصوص ان لوگوں کیلئے ہے تو پھر کیا رسول اللہ زندہ نہیں ہوں گے؟ عمر، عثمان اور علی کیلئے کیوں استعمال نہیں ہوا؟ کبھی یہ لوگ خالق کے مخلوق کے قالب میں آنے کی بات کرتے ہیں اور کبھی مخلوق کے خالق کے قالب میں آنے کی اس فکر کے حاملین کا کہنا ہے کہ یہ ملائکہ فرزند آدم تھے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے امتحان میں پاس ہوئے تو وہ ملک ہو گئے۔ کبھی وہ دہریت اپناتے ہیں اس لئے انھوں نے بعض گوشت کھانے سے منع کیا ہے کیونکہ ان کی فکر کے مطابق یہ حیوانات آدم کی نسل سے مسخ ہوئے ہیں۔

آئمہ،اولیاء،صوفیا،مدعیان الوہیت حاکم بامر اللہ کیا بزرگ سے لے کر عبدالقادر جیلانی تک سب کچھ کر سکتے ہیں۔

١ ـاسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـتاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـمعجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٥ ـ فرهنگ فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٦ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٧ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ٨ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٩ ـموسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس
١٠ ـ كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۶۰۔ تیجانیہ:۔

اس فرقے کے بانی ابوعباس احمد بن محمد تیجان ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور مراکش میں زندگی بسر کی ۱۲۳۰ھ میں وہیں پر وفات پائی ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ تیجان والوں کو اگر حج کو جانا ہو تو پہلے ان کی قبر کی زیارت ضروری ہے وہ اس سے پہلے نہیں جا سکتے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مزارات بنانے کی سوچ ابرہہ کی سوچ ہے، جو کہ کعبۃ اللہ سے رخ موڑنے کیلئے بنائی گئی تھی۔

یہ ایک فرقہ صوفی غالی ہے۔احمد التیجانی کثیر السفر تھے،ان سفروں میں بہت سے صوفیوں سے ملے، ہر ایک سے متاثر ہوئے، ہر ایک سے کچھ لیا اور بعد میں سب کو چھوڑ کر فرقہ تیجانی ایجاد کیا۔ تیجان ایک گاؤں ہے جو الجزائر میں ہے یہاں سے یہ فرقہ دیگر ملکوں سینیگال، نائیجیریا، الجیریا، مصر و

سوڈان وغیرہ میں پھیلا ہے۔ان کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ امیر سلیمان امیر مغرب (الجیریا) نے انکی مدد کی انکا عقیدہ وحدت الوجود ہے۔

١ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

٢ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

٣ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى

٤ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتورشوقى ابوخليل

"حرف ثاء"

۶۱۔ثعلبیہ:۔

خوارج کی ایک شاخ ہے جو ثعلبہ بن عامر کی پیروی کرتے ہیں بعض نے ثعلبیہ بن مشکان کہا ہے ۔فرھنگ فرق اسلامی میں ہے کہ یہ عبدالکریم بن عجر د کی سرپرستی میں تھے عبدالکریم بن عجر د نے ثعلبہ کی بیٹی کی منگنی کی تو ثعلبیہ نے کہا کہ پہلے حق مہر تعیین کریں یہ بات عجر د پر گراں گزری تو اس نے ثعلبہ کی بیوی سے پوچھا کیا بیٹی بالغ ہوئی ہے اس نے کہا وہ مسلمان عورت ہے ابھی ہماری سرپرستی اور کفالت میں ہے جس پر عجر د نے منگنی چھوڑ دی اور ثعلبہ کو اپنے سے الگ کرلیا ثعلبہ نے اپنی جماعت بنائی ۔

۱ ـ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتورشوقي ابوخليل ۳ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۶۲۔ثمامیہ:۔

قدریہ (معتزلہ) کی ایک شاخ ہے جو (ثمامۃ) ابی معن بن اشرس نمیری ۲۱۳ھ کے پیروی کرتے ہیں ۔

۱ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتور شوقي ابوخليل ۲ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين، ۳ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٤ ـقاموس المذاهب و الاديان،

"حرف جیم"

۶۳۔ جاحظیہ:(معجم الفاظ العقیدہ ص ۳۲۰)

یہ عمرو بن بحر جاحظ کے پیروکاروں کو کہتے ہیں جو معتصم اور متوکل عباسی کے دور میں تھے یہ اکابر معتزلہ میں سے تھے عمرو بن جاحظ شاگرد ابراہیم بن بیسار المعروف "نظام" تھا وہ اپنے دور کے نوابغ میں سے تھا اور بہت سے عقائد فاسد کا معتکر تھا۔

۱۔قرآن کا مقابلہ کر سکنے کے عقیدہ کا قائل تھا۔

۲۔عقیدہ تناسخ رکھتا تھا۔

۳۔دو رب، رب قدیم یعنی اللہ اور رب جدید مخلوق ہے۔

جاحظ خود مذہب قدریہ پر تھا اور بہت سے کتابوں کے مصنف تھا۔ یہ فرقہ جاحظ اس وقت لبنان سوریہ اور ترکیہ میں ہے۔ وہ معتزلہ کے اساطین میں سے تھا ان کا اعتقاد تھا:

۱۔اللہ کی صفات اس کی عین ذات ہیں۔

۲۔خیر وشر دونوں کا فاعل خود بندے کو گر دانتا تھا۔

۳۔آتش جہنم اہل جہنم کو اپنی طرف جذب کرتی ہے۔

۴۔اہل جہنم آخر میں طبیعت نار کی شکل اختیار کرتے ہیں۔(معجم الفاظ عقیدہ ص ۱۱۷)

١ ـمعجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٢ ـالفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى ٣ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد ٤ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٥ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتورشوقى ابوخليل

۶۴۔جارودیہ:۔

یہ ابو جارود زیاد بن منذر متوفی ۱۵۰ھ کے پیروان کو کہتے ہیں جارود خود کو امام محمد باقر کے اصحاب میں گردانتا تھا۔اس کا کہنا تھا آل محمد کے صغیر و کبیر میں کوئی فرق نہیں چاہے گہوارے میں ہوں یا عمر رسیدہ ہوں۔یہ اعلانیہ شیخین کو سبّ کرتا تھا اس کا کہنا تھا کہ اصحاب،علی کی اقتداء نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے ہیں وہ کہتا تھا حسن و حسین کے بعد امامت ان کی اولاد میں شوریٰ کے تحت ہوگی

۔

اس کی فکر کے تحت اولاد حسن یا اولاد حسین میں سے جو قیام کرے گا وہی امام ہوگا یہاں سے وہ لوگ محمد بن عبداللہ بن الحسن ابن علی ابن ابی طالب کی امامت کے قائل تھے،اس نے ان کے قتل سے انکار کیا اور ان کے مہدی ہونے کا اعلان کیا ان میں سے بعض نے محمد بن قاسم صاحب الطالقان کے امام مہدی ہونے کا اعلان کیا ہے اسی جارودیہ سے ایک گروہ نے محمد بن عمر کے امام مہدی ہونے کا اعلان کیا۔

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ۳۔قاموس المذاهب و الادیان،اعداد حسین علی حمد ٤۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۶۵۔جبریہ:۔

جبریہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو بندے سے صادر افعال کو فعل اللہ گردانتے ہیں،کہ بندہ اپنے فعل میں مجبور ہے۔یہ جو نسبت بندے کو دیتے ہیں وہ مجازی ہے انسان کی تمام سرگرمیاں اللہ کی

طرف سے طے شدہ ہوتی ہیں۔ بندے کا اس میں کسی قسم کا کوئی کردار نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس میں اسے ارادہ واختیار نہیں ہوتا بلکہ اللہ ہی اس فعل کو اس میں پیدا کرتا ہے۔ جس طرح ستارے نباتات حیوانات کا اپنا کوئی کردار نہیں اسی طرح بندے کا بھی کوئی کردار نہیں ہوتا۔ یہ فکر سوسن نصرانی ساکن بصرہ نے پھیلائی۔ یہ شخص پہلے اسلام لاکر مسلمانوں میں داخل ہوا پھر اس فکر کو پھیلانے میں سرگرم ہوا بعد میں وہ دوبارہ پلٹ کر نصرانی ہوگیا۔

ان کا کہنا ہے ہر وہ فعل جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ اللہ ہی بندے میں پیدا کرتا ہے چاہے خیر ہو یا شر دونوں اللہ پیدا کرتا ہے بندہ انجام دینے میں مجبور ہے۔ (کتاب موسوعہ میسرہ صفحہ ۱۰۳۵) اس عقیدے کو اٹھانے اور پھیلانے والا پہلا شخص جعد ابن درہم ہے یہ شخص محمد ابن مروان آخری خلیفہ بنی امیہ کا معلم تھا جعد ابن درہم نے یہ عقیدہ بیان بن سمعان یہودی سے لیا اور اس نے طالوت ابن اخت لبید ابن عاصم سے لیا ہے۔ یہ شخص یہودی تھا جو یمن میں رہتا تھا۔ اس کا پرچار کرنے والا جہم بن صفوان ہے جو ایران کے شہر ہرمز میں رہتا تھا۔ اس حوالے سے یہ فرقہ جھمیہ کا پرچم دار ہے ان کا کہنا ہے اللہ کا اپنے بندوں کو مجبور کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ (نعوذ باللہ) عاجز و ناتواں ہے وہ اپنی ضعف و کمزوری کو بندوں کے فعل سے پورا کرتا ہے۔

اس فکر کا بانی صفوان بن جھم ہے یہ عقیدہ اس نے جعد بن درھم سے لیا ہے جعد نے یہودی سے لیا ہے کتاب دراسات عقیدہ الاسلامیہ ص ۳۵ پر آیا ہے یہ فرقہ یہود وفریسیین سے لیا ہے جو جبر کے قائل تھے یہودیوں میں ان کے مقابل صدیقون ہے۔ مجبرہ کی یہ فکر ماورائے النہر میں منتشر ہوئی چوتھی صدی میں ابو منصور نے اس کو رد کیا ہے۔

جبریہ کے جبر پر دلائل:۔

(موسوعہ ادیان میسرہ ص ۱۹۵) داعیان جبریہ نے اپنے اس مدعی کے لئے دلائل عقلی و نقلی پیش کئے ہیں۔ پہلے مرحلے میں کہا ہے انسان سے جو فعل سرزد ہوتا ہے چاہے اس کے دماغ سے صادر ہوتا ہے یا آنکھ کان یا ہاتھ پیر سے صادر ہوتا ہے اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ جو انسان سفید ہوتا ہے ہرگز اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ سیاہ ہو جائے یا سیاہ ہوتا ہے اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ سفید ہو جائے، اس طرح انسان سے صادر فعل یا تصورات و سلوک میں انسان کا کوئی کردار نہیں ہوتا لہٰذا شخص کافر کے لئے ممکن نہیں کہ وہ مسلمان ہو جائے یا مسلمان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ کافر ہو جائے۔ یہ اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے انسان اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔

۲۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ ہر حوالے سے واحد ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس عقیدے کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں:

ا۔ یہ جو فعل انسان سے صادر ہوا ہے اس کے بارے میں چند مفروضے بنتے ہیں۔ یہ فعل اللہ سے صادر ہوا ہے نہ بندے سے یعنی دونوں سے صادر نہیں ہوا ہے یہ بات غلط ہے ہر فعل کے لیے ایک فاعل کا ہونا ضروری ہے فعل بدون فاعل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ یہ فعل اللہ اور بندے دونوں سے صادر ہوا ہے۔ یہ بھی غلط ہے اس سے شرک لازم آتا ہے جبکہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۳۔ صرف بندے سے صادر ہوا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جبکہ آیات میں آیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں سورہ فاطر آیت ۳۔

۴۔ یہ فعل صرف اللہ سے صادر ہوا ہے یہ درست ہے کیونکہ بندہ اس میں خود بخود داخل نہیں کیونکہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے سورہ زمر آیت ۶۲۔

۵۔ اگر فعل بندے سے صادر ہو تو بندے سے فعل ضرر بھی صادر ہوتا ہے نقصاندہ بھی صادر ہوتا ہے جیسے جھوٹ، زنا، سرقت، شرک و کفر حالانکہ انسان عاقل نقصاندہ فعل انجام نہیں دیتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاعل صرف اللہ ہے (الدہر: ۳۰) انھوں نے فعل انسان کا فاعل صرف اللہ ہونے کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے سورہ زمر آیت ۱۹، ہود: ۳۴، بقرہ: ۷، نمل: ۳۶، انسان: ۳، لیل: ۵۔۱۰۔

جبریہ قرآن کریم کی ان آیات کریمہ سے بھی استنا د کرتے ہیں ''**الست بربکم**'' جہاں اللہ نے انسانوں سے سوال کیا ہے کیا میں تمہارا رب نہیں، اس آیت کے بارے میں وارد روایتوں میں آیا ہے اللہ نے خلقت کائنات سے پہلے آدم کی پشت سے خلق ہونے والے انسانوں کے ذرات کو نکال کر ان سے خطاب کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں جس نے قبول کیا وہ سعادت مند ہو گیا جس نے رد کیا وہ شقی ہو گیا دنیا میں سعادت وشقاوت کی برگشت عالم زر سے ہے۔

کتاب یسئلونک ج ۵ ص ۲۰۱ جبریہ کا کہنا ہے انسان مجبور و مضطر ہے اس کے بس میں کچھ نہیں ہے۔ حقیقت میں اس کے پاس قدرت فعل وارادہ نہیں ہے۔ جبریوں نے اپنی اس منطق کی سند کے لئے آیات سے استناد کیا ہے ان آیات کا ظاہری معنی یہ ہوتا ہے کہ بندہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کی طرف سے مقدر طے شدہ تھا سورہ تو بہ آیت ۵۱۔ سورہ فاطر کی آیت ۸ ہے اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے گمراہ کرتا ہے۔ ان میں آیا ہے اللہ اس قرآن کے ذریعہ بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت کرتا ہے سورہ بقرہ: ۲۶، ص: ۲، مومن آیت ۳۴۔

ردجبریہ:۔

یہاں ہم ردجبریہ کی عقلی تحلیل سے پہلے نظریہ قدریہ پیش کریں گے کیونکہ انہوں نے نظریہ جبریہ کوکلی طورپر ردکرتے ہوئے کہا ہے انسان اپنے افعال بلاروک ٹوک انجام دیتا ہے اس میں اللہ کا کسی قسم کا دخل نہیں ہے ۔گویا وہ ایسی آزادی کے داعی ہیں جس میں اللہ امور بندگان کی تنظیم وارادہ سے معطل ہے بقول ان کے اللہ نے بندے کوخلق کرنے کے بعد اپنی مرضی پر چھوڑا ہے اسے وہ تفویض کہتے ہیں لہٰذا وہ آزادیٔ مطلق انسان کے قائل ہیں یہ جماعت بعد میں معتزلہ کے نام سے مشہور ہوئی ہے غرض قدریہ کورد کرنے والوں نے اس طرح رد کیا کہ ارادہ ومشیت اللہ کائنات کے بارے میں تین نوعیت کی ہے:

۱۔تخلیق کائنات یعنی حوادث شمس وقمر وستارہ اور دیگر مخلوقات حشرات، حیوانات، طیور نباتات حتیٰ خودانسان کی تخلیق خالص فعل وارادہ اللہ سے ہے جس میں اللہ کا کوئی شریک وحصہ دار نہیں ہے۔

۲۔تشریع احکام، آئین وقانون، بودوباش اورامرونہی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۳۔خودانسان کے افعال واعمال موضوع بحث واختلاف ہیں اس میں جبریہ کہتا ہے یہ افعال اللہ انجام دیتا ہے جبکہ قدریہ کہتا ہے بندہ خودانجام دیتا ہے۔جبکہ بعض افعال کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا ہے انسان اپنے افعال واقوال وارادے میں آزاد ہے۔

۱۔﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَ إِمَّا كَفُوراً﴾ (الدہر:۳)

۲۔ ﴿وَ هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾(بلد:۱۰)

۳۔﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاتَكَ

سَكَنٌ لَهُمْ وَ اللّٰهُ سَميعٌ عَليمٌ﴾ (توبہ:۱۰۵)

جبریہ قدریہ مرجئہ اوراسی طرح کے دیگر فرقے فرق ضالہ میں سے ہیں جو صریح آیات قرآنی کے خلاف ہیں نیز آگے بیان کریں گے کہ ان کے بانیوں کا سلسلہ دین یہود و مجوس وصلیب اور وثنیوں سے ملتا ہے فرق ضالہ آیات قرآن کو نظر انداز کر کے اور آیات محکمات کو چھوڑ کر آیات متشابہات سے متمسک ہوئے اور انہوں نے عوام کو گمراہ کیا اور ارباب اقتدار کو اپنے مقاصد شوم کے لئے استعمال کیا ہے۔ہم یہاں عقل وقرآن اور حقیقت وواقعیت کے تناظر میں ان کے افکار کو رد کریں گے۔یہاں جبریہ قدیم اور جبریہ جدید کے افکار ونظریات کو سامنے رکھتے ہوئے آیات محکمات سے متمسک ہوتے ہوئے ان کے بلند وبالا قصر وقصور جدید کے افکار ونظریات کو خاکستر کریں گے۔ آیئے مسئلہ کو بنیاد سے اٹھاتے ہیں۔پہلے ہم جبریہ اور قدریہ کی وضاحت کریں گے جبریہ اور قدریہ کا معنی کیا ہے جبر معنی قضاء کا ہے یعنی فیصلہ شدہ ہے اس میں برگشت نظر ثانی واعادہ ممکن نہیں قضاء فوت کو کہتے ہیں جبریوں کا کہنا ہے انسان اس دنیا میں نباتات،اشجار،سبزی جات،درخت،حیوانات اور پرندوں جیسے ہیں انہیں جس سمت پہ لگایا جاتا ہے،ان کے لیے اس سے برگشت ممکن نہیں،اللہ نے انسان کو اسی طرح سے بنایا ہے جس طرح انسان اپنے قد کو چھوٹا اور لمبا نہیں کرسکتا ہے لہجہ بدل نہیں سکتا ہے۔انسان سے صادر افعال بھی اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔

۱۔آپ نے کہا آدم کی پشت سے ان کے ذریعہ سے خطاب کیا ہے جبکہ آیت میں آدم نہیں بنی آدم کا ذکر ہے۔

۲۔آپ نے کہا جس نے رد کیا وہ شقی ہوگیا جب کہ آیت میں آیا ہے رد نہیں کیا سب نے اعتراف کیا ہے۔

۳۔آپ نے کہا ذریت سے خطاب کیا ہے قرآن میں مخاطب بالغ و عاقل ہونا ضروری ہے جبکہ ذرات قابل خطاب نہیں۔ یہ اللہ کا خطاب جمادات سے نا قابل رد ہے جیسا کہ آیت میں آیا ہے﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِی آدَمَ مِنْ ظُھُورِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَ لَسْتُ بِرَبِّکُمْ قالُوا بَلٰی شَھِدْنا اَنْ تَقُولُوا یَوْمَ الْقِیامَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھذا غافِلِین﴾۔اسی طرح تہتر فرقوں والی حدیث کی اسناد مطعون و مخدوش ہیں یہ بھی منافقین کی وضع کردہ ہے۔

محمد غزالی اپنی کتاب عقیدہ المسلم کے ص ۱۰۰ پر لکھتے ہیں آپ قرآن کریم میں جہاں بھی مشیت کو مطلق پائیں گے دوسری آیت میں مقید پائیں گے تیسری آیت میں مختار پائیں گے چنانچہ سورہ فاطر میں آیا ہے ایک انسان نے اپنے اختیار سے ضلالت کو ترجیح دی ہے جب بندے نے خود اس کو ترجیح دی ہے تو اللہ اس کو اس کے حال پر چھوڑتا ہے اور اس کو اس کے انجام دینے سے نہیں روکتا کہ سورہ ص کی آیت ۵ میں آیا ہے اسی طرح اس آیت میں بھی اشارہ ہے جو بھی رسولؐ کو تنگ کریں گے ہدایت آنے کے بعد رسولؐ سے اختلاف کریں گے اور مومنین کے راستے کو چھوڑیں گے ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑیں گے سورہ نساء آیت ۱۱۵ یہ جو پہلے آیت میں آیا ہے جس کو چاہے گمراہ کریں گے،اس کی وضاحت اس آیت میں آئی ہے کہ گمراہ ہونے والے فاسقین ہیں جو اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں اس طرح دوسری آیت ''یھدی من یشاء ''اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اس میں بھی آپ یہ دیکھیں کہ ہدایت پانے میں انسان کے ارادہ اور نیت کا کہاں تک دخل ہوتا ہے سورہ رعد آیت ۲۷۔۲۸۔

۱۔آیا انسان اپنے تمام افعال و اقوال میں مجبور ہے۔

۲۔یا تمام افعال و اقوال میں اللہ کا کوئی اثر و دخل نہیں ہے۔

۳۔انسان بعض افعال واقوال میں بے اختیاراور بعض میں آزاد وخودمختار نظر آتے ہیں۔
اگر ہم غور سے سنجیدہ انسان سے صادر ہونے والے قول وافعال دیکھتے ہیں تو دو نوعیت کے دیکھتے ہیں۔

۱۔ بعض اعمال میں بندے کے پاس کسی قسم کا ارادہ واختیار نہیں ہوتا اور بے بس نظر آتا ہے جیسے سانس لینا، کھانسی آنا، جسم کا نمو میں آنا خون کی شریان، دل کی دھڑکن وغیرہ۔ ہرانسان یہ آسانی سے بغیر کسی شک وتردید کے احساس کرتا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ اعمال اور کام کاج اپنے اختیار سے کرتا ہے، کھانا اپنے اختیار سے کھاتا ہے، پانی اپنے اختیار سے پیتا ہے، کبھو کام کروتو کہتا ہے میں نہیں کروں گا اور کبھی کام کرتے کرتے چھوڑ دیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان خودمختار اور آزاد ہے۔ بہت سے کام ایسے ہیں کہ جن میں ان کا ارادہ واختیار نمایاں نظر آتا ہے، جو دیکھنے والے کو بھی نظر آتا ہے اور خود کو بھی محسوس ہوتا ہے مثلاً اٹھ کر چلے جانا، واپس آنا، لکھنا پڑھنا سب انسان کے اپنے اختیار سے ہوتا ہے۔

۲۔ اگر ہم ہر فعل میں مجبوراور بے اختیار ہیں تو اس صورت میں ہم تمیز نہیں کرسکتے کہ کس بندے نے ہمارے ساتھ نیکی کی اور کس بندے نے ہمارے ساتھ برائی کی، ایک نے بھوک کے وقت کھانا کھلایا دوسرے نے نہیں کھلایا اگر اس میں دونوں بے اختیار ہیں تو نہ کھلانے والے کی اچھائی ہوگی اور نہ جس نے نہیں کھلایا اُس کی برائی ہوگی کیونکہ اچھائی اور بُرائی دو الگ چیزیں ہیں اگر انسان اپنے افعال واعمال میں بے اختیار ہوتے تو پھر اللہ کی طرف سے بندے کو یہ خطاب نہ ہوتا کہ نماز پڑھو، زکوۃ ادا کرو، حج کرو، زنا مت کرو، یتیموں کا مال مت کھاؤ قرآن کی زبانی یہ تمام احکامات اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان ان احکامات پر عمل کرنے یا نہ کرنے میں خودمختار ہے اگر انسان مجبور ہے تو پھر ہم

کسی کو نہ امر کر سکیں گے نہ نہی کر سکیں گے۔

انسان اگر اللہ کو چھوڑ کر مجہول و مشکوک اور ناقص العقل انسانوں کی بات پر بغیر مطالبۂ دلیل عمل کرے، یہ صفت حیوانی ہوگی اور اللہ رب العزت کی آیات محکمات جنھیں وہ رد نہیں کر سکتا، اُن سے صرف نظر کرے تو اس کا یہ عمل عقل سے نہیں بنتا۔ قرآن کریم میں انسان کو ایمان لانے یا کفر کرنے اور اپنے اعمال اپنے ارادے سے انجام دینے کے بارے میں کثیر آیات آئی ہیں۔

۱۔ سورہ انسان۔

۲۔ سورہ قیامت ۱۴۔۱۵، صافات ۲۳، اسراء ۱۳، دنیا کے اہل فکر و دانش انسان کے مجبور ہونے اور بے بس ہونے کے قائل نہیں، یہاں اختلاف جبر و آزادی میں نہیں بلکہ اختلاف دو آزادیوں کے بارے میں ہے کہ ان دو میں سے کس ایک آزادی کو مانیں اس بارے میں دو مفروضے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ انسان اللہ کی دی ہوئی آزادی کو مانے اور شیاطین اور ابلیسیوں کی دی ہوئی آزادی کو مسترد کرے۔

۲۔ اللہ کی دی ہوئی آزادی کو مسترد کر کے شیاطین و ابلیس و ملحدین کی آزادی کو اپنائے، اس میں اختلاف ہے کہ انسان کو اختیار ہے کہ کس کی آزادی کو لے اور کس کی آزادی کو مسترد اور رد کرے۔ ہم نے کہا دنیا میں انسانوں کو دو طرح کی آزادی کی پیش کش کی گئی ہے ایک پیش کش انسان کے خالق و مربی و رازق نے دی ہے اس نے انسان سے خطاب میں کہا ہے کہ دین اپنانے کے معاملے میں انسان پر کوئی جبر نہیں، اللہ کا بندہ ہے تو پھر وہ آزاد ہے پھر وہ غیر اللہ کا بندہ بننے اور غیر اللہ کی شہوات و خواہشات کے بندھن سے آزاد ہوتا ہے۔

۱۔کمیونزم میں ہر قسم کا جبر وتشدد ہے اس میں اللہ کے دین سے نفرت اور دین سے ضد پائی جاتی ہے اس حوالے سے یہ سابق زمانے کے جبریہ جیسا ہے۔

۲۔جمہوریت سابق زمانے کے قدریہ ومعتزلہ کی مثل ہے۔

۳۔علمانیہ لوگوں کو دھوکہ سے گمراہ کرکے دین سے منحرف کرنے والے سیکولرزم ہیں جو سابق زمانے میں منافق تھے۔علمانیہ اللہ کی بجائے انسان کی پرستش کرنے لگے اور وہ اسے خدمت خلق کہتے ہیں۔

۴۔قومیت اور وطنیت انسان کو اللہ پرستی سے دور و خارج کرکے قوم و وطن پرست بنانے کی تحریک ہے جس طرح سابق زمانے میں اسلام آنے سے پہلے اور اسلام آنے کے بعد دور بنی عباس میں وجود میں آنے والی شعوبیت تھی جس کی تفصیل مدخل الدراسات میں دیکھیں گے۔

۵۔دین وشریعت سے انکار اور جان چھڑانے اور مسلم وغیر مسلم، ہندو اور سکھ کا تصور ختم کرنے والے عمل سے مراد الحاد ہے۔

اس کا مسلمانوں میں کوئی وجود نہیں مسلمان جبریہ کی تائید کرتے ہیں۔ڈاکٹر شرباصی کا کہنا ہے یہ فرقہ اب ختم ہوگیا ہے خلاف واقع ہے، یہ اب بھی ہے۔یہ عقیدہ وفکر ملحدین و بے دینوں سے سرایت کرکے بہت سے مومنین کا بھی عقیدہ بن گیا ہے۔آج کسی سے پوچھیں آپ حج کو نہیں گئے تو کہتے ہیں بلاوا نہیں آیا ہے اگر بلاوا ہوتا تو جاتا، آپ ڈاکٹر کیوں نہیں بنے تو کہتے ہیں اللہ کو منظور نہیں تھا، آپ نے اچھی بیوی انتخاب نہیں کی ہے تو کہتے ہیں اللہ کو یہی منظور تھا غرض ہر چیز کو اللہ کی طرف نسبت دیتے ہیں۔

فرق اسلامیہ ص ۸۱ پر صاحب کتاب لکھتے ہیں جبریہ اس فرقہ کو کہتے ہیں جن کے مطابق

انسان اپنے افعال و اعمال میں مجبور و بے اختیار ہے انسان جو فعل انجام دیتا ہے وہ فعل اللہ انجام دیتا ہے بندے کا اس میں کوئی کردار نہیں۔ انسان اس بارے میں مثل جمادات ہے اس سے جو حرکات اور ارادے نظر آتے ہیں وہ ان میں مجبور ہے۔

صاحب کتاب نے المنیہ والامل احمد بن یحیٰ بن مرتضیٰ ص ۸ سے نقل کیا ہے۔

قدریہ جبریہ کے بالمقابل ضد و نقیض میں وجود میں آیا ہے۔ ان کا کہنا ہے بندے کے افعال کا خالق خود بندہ ہے اس میں اللہ کا دخل قریب و بعید سے نہیں ہے۔

جبریہ کے یہ فرقے ہیں:

۱۔ جبریہ خالص جو بندے کے لئے ہر قسم کے فعل اور قدرت کو رد کرتے ہیں۔

۲۔ جبریہ متوسطہ جو بندے کے لئے قدرت کو ثابت کرتے ہیں لیکن اس کے فعل میں اثر کو نہیں مانتے۔

۳۔ نجاریہ پیروان حسین بن محمد نجار اکثر معتزلہ، شہر رے اور اس کے گرد و نواح والے ان کی پیروی کرتے ہیں۔

۴۔ ضراریہ پیروان ضرار ابن عمرو حفص ہیں۔

۵۔ جبریہ جھمیہ سب سے پہلا شخص جو جبر کا قائل ہوا ہے، اس کے پیروان کو کہتے ہیں۔

جبر کی اقسام:۔

۱۔ جبر تکوینی:۔

انسان کے ارادے کے علاوہ پورے جسم کا نظام جبری ہے جو اس کے دائرۂ قدرت سے خارج ہے جسم میں کمزوری، رنگ، نظام خون، حرکت قلب غرض جسم کی حرکت انسان کے ارادے

سے باہر ہے۔جبر تکوینی (طبیعی) اس کی خلقت میں جبر ہے جس طرح انسان کی رگوں میں خون دوڑتا ہے دھڑکن ہوتی ہے وہ اس کی مرضی سے نہیں ہوتا لیکن اسے خوشی محسوس ہوتی ہے یہ اس کے آثار میں سے ہے اس طرح جب اسے دکھ تکلیف محسوس ہوتو اس کا حزن اس کے چہرے سے نمایاں ہوتا ہے یعنی خوشی اور دکھ انسان کی طبیعت میں ہے وہ اس کے اثر کو روک نہیں سکتا لیکن قابو کر سکتا ہے اسے جبر طبیعی کہتے ہیں

۲۔جبر اجتماعی:۔

جس ماحول میں انسان زندگی گزار رہا ہے معاشرہ اپنے ہاں جنم دینے والی نسل کو اپنی فکر و سوچ اور اخلاق و آداب پر مجبور کرتا ہے۔وہ اس کے مخالف کوئی حرکت وفکر وسوچ پنپنے نہیں دیتے ہیں فوراً اسے روک دیتا ہے،اس سے اسکے ارادہ کو سلب کرتے ہیں وہ محسوس کئے بغیر اس سے ارادہ چھین لیتے ہیں۔کمیونسٹ معاشرے میں کمیونسٹ پیدا ہوتا ہے فاسد معاشرے میں فاسد پیدا ہوتا ہے۔سرمایہ دار معاشرے میں سرمایہ دار پیدا ہوتا ہے ہندو معاشرے میں ہندو پیدا ہوتا ہے عیسائی معاشرے میں عیسائی پیدا ہوتا ہے،اسماعیلی معاشرے میں اسماعیلی پیدا ہوتا ہے،شیعہ معاشرے میں شیعہ پیدا ہوتا ہے سنی معاشرے میں سنی پیدا ہوتا ہے ممکن نہیں کہ کوئی انسان اس سے الگ زندگی گزارے،اس میں وہ کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا ہے۔عام طور پر اس قسم کے دلائل و براہین کے اثر سے مذاہب کی حکمرانی اکثریت میں دیکھی جاسکتی ہے،اس قسم کے جبر کی باتوں سے باطل مذہب میں رہنے یا جرائم کا ارتکاب کرنے کا جواز بنتا ہے،جبر اللہ کی طرف سے اور خود انسانوں کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے۔

انسان کے افکار ونظریات اور افعال میں جبر نہیں ہے یعنی انسان کائنات کی دیگر موجودات

کی مانند نہیں کہ وہ بے اختیار و ارادہ اپنی گردش میں ہو انسان ایسا نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی طبیعت و خلقت میں جبر نہیں ہے۔

۳۔جبر مذہبی:۔

جبر مذہبی کی واضح مثال فرقوں کی طرف سے عائد رسومات و فرائض ہیں، جہاں مذہبی قیادت افراد کو چوں و چرا کرنے ،سوال و استفسار کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

۴۔جبر سیاسی:۔

ملک کے حکمران ٹولے چاہے نظام بادشاہی ہو یا جمہوری ہو یا آمریت ہو ایسے قوانین وضع کرتے ہیں جو شہریوں کو ان کے خلاف بغاوت اور مخالفت کی اجازت نہیں دیتے ،وہ انہیں ایک خاص نظام کے اندر رکھتے ہیں۔اس میں حکومت جس مذہب پر ہو عوام کو اسی نہج پر چلاتے ہیں چنانچہ ترکیہ چارسو سال تک فقہ حنفی پر چلا ابھی تک چل رہا ہے،حکومت عباسی بغداد میں ابوحنیفہ کے مذہب پر اور مصر میں شافعی کے مذہب پر چلی ،مدینہ میں امام مالک اور،حجاز میں امام حنبل کے مذہب پر چلائی اور مصر میں فاطمین کا نظام چلایا۔

۵۔جبر معاشرتی:۔

اگر ہم اپنے پاکستانی معاشرہ پر نظر دوڑائیں تو۔

ا۔اہل سنت والجماعت مجبور ہیں کہ وہ ایام عزاء میں شیعوں کی طرف سے دی گئی گالیاں سنیں اذیت و آزار، ناروا سلوک اور تحقیر و تذلیل برداشت کریں۔اسی طرح اپنے کاروبار بند کریں اور اپنی کی حرکات و گفتار پر پابندی لگائیں ،سوال یہ ہے کہ ان کے ان دنوں میں خسارے کا ذمہ دار کون ہوگا؟

۲۔آئی ایم ایف کی طرف سے بجلی کے بل بڑھائیں، ان سے قرضہ لیں ،اسکول کے نصاب سے اسلامیات ،جہاد، امر بالمعروف اور اسلامی شخصیات کو نکالیں اور تعلیم میں مخلوط تعلیم کو رواج دیں کیا یہ بدترین استعمارگری نہیں ہے۔(اعتقادات فرق مسلمین ص۸۹)

جبریہ کے یہ فرقے ہیں۔

۱۔جہمیہ

۲۔نجاریہ:۔یہ اتباع حسین بن محمد نجار کو کہتے ہیں۔

۳۔ضراریہ:۔یہ اتباع ضرار بن عمرو کوفی کو کہتے ہیں۔

۴۔بکریہ:۔یہ اتباع بکر ابن اخت عبدالواحد بن زید کو کہتے ہیں۔

اکراہ اجبار چار شرائط کی تکمیل کے بعد تحقق پاتا ہے:

۱۔جابر مامور پر تعذیب تعقیب کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔مامور اپنے دفاع سے عاجز ہے اور فرار بھی نہیں کرسکتا۔

۲۔یقین حاصل ہو جائے کہ اگر وہ انکار جاری رکھیں گے تو مار ڈالیں گے۔

۳۔تہدید فی الوقت اگر مؤخر ہو جائے تو اجبار صدق نہیں آتا۔

۴۔کوئی آثار نظر نہ آئیں کہ امر نے اس کو اختیار دیا ہے۔

جبریہ اشعری:۔

ابوالحسن اشعری بھی جبریہ کے قائل تھے لیکن وہ جبریہ غیر خالصہ کے قائل تھے۔

جبریہ فعل انسان کو اللہ کی طرف نسبت دیتے ہیں اور بندے سے نفی کرتے ہیں وہ اس سلسلہ میں انسان کے آزاد ہونے کی نفی کرتے ہیں کہتے ہیں انسان اپنے تمام افعال واقوال وسوچ میں مجبور

ہیں وہ ہر حوالے سے تقدیر الٰہی کے پابند ہیں ۔بندہ کسی قسم کی استطاعت رکھتا ہے نہ قدرت انجام رکھتا ہے نہ ارادہ و اختیار رکھتا ہے۔اللہ بندے میں افعال کو پیدا کرتا ہے جس طرح فضاء میں ستارے ،نباتات وحیوانات اللہ نے پیدا کئے ہیں ۔جبریہ اپنے اس مؤقف ونظریہ کی سند میں بعض ایسی آیات پیش کرتے ہیں جن کے ظاہر سے وہ استفادہ کرتے ہیں کہ بندہ اپنے فعل میں مجبور ہے ۔مذہب جبریہ کی بنیاد رکھنے اور اسے پروان چڑھانے والے یا اس کا بانی جہم بن صفوان ہے اس کا کہنا ہے کہ بندہ مجبور ومضطرب ہے وہ فعل انجام دینے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

جبریہ جہمی ،نجاریہ اور ضراریہ کہتے ہیں کہ بندے کے افعال خیر وشر دونوں کا خالق اللہ ہے ۔

۱ ۔فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲ ۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳ ۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشکور ٤ ۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ٥ ۔موسوعة الادیان (لمیسرة) دار النفائس ٦ ۔الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

٦٦ ۔الجریریہ:۔

یہ فرقہ زیدیہ سے تعلق رکھتے ہیں سلمان بن جریر رقی ایزدی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں ان کا کہنا ہے دو آدمیوں کے انتخاب سے امام بنتا ہے (ص ۸۱ معجم فرق اسلامی) ۔

۱ ۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲ ۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳ ۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشکور

۶۷۔جعفریہ:۔

کتاب فرہنگ نامہ میں جعفریہ کے نام سے چند فرقے آئے ہیں۔

۱۔''جعفریہ'' پیروان جعفر بن حرب ہمدانی متوفی ۲۳۶ھ معتزلہ سے تعلق رکھتے تھے،وہ کہتے تھے کہ فاسق امت بدتر از آتش پرست بدتر از زنادیق ہے یہ منطق خلاف قرآن وسنت ہے۔

۲۔''جعفریہ'' پیروان جعفر بن مبشر ثقفی متوفی ۲۳۴ھ،ان کا عقیدہ تھا کہ قرآن کو اللہ نے لوح محفوظ پر خلق کیا ہے وہاں سے منتقل نہیں ہوا ہے۔ایک چیز دو جگہ پر نہیں ہوتی یہ قرآن اصلی نہیں دیکھیں انہوں نے قرآن کو قرآن کے نام سے مارا،یہ بھی معتزلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

۳۔''جعفریہ'' یہ فرقہ امام صادق کو اللہ کہتا تھا۔

۴۔بعض امام جعفر صادق کو سلسلۂ امامت کا آخری امام گردانتے تھے اس فرقے نے امامت کو ان پر روک دیا ہے۔

۵۔امام جعفر صادق کے بعد امامت کا سلسلہ جاری رکھا۔

اب ان پانچ احتمالات میں سے کون سے احتمال والا جعفریہ مشکوک ہے۔ان میں سے دو مفسدین و فاسدین کے نام ہیں جنہوں نے الحاد کی بنیاد رکھی ہے اور تین نام خود امام صادق سے مربوط ہیں لیکن انہوں نے امام صادق سے ناروا نسبت دی ہے۔کیونکہ ایک میں کہا ہے امام صادق خود مہدی موعود ہیں امامت کا سلسہ آپ کے بعد ختم ہوگیا۔دوسرا جعفر ان لوگوں کا امام ہے جن کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادق خود اللہ ہے۔تیسرا ان لوگوں کا ہے جنہوں نے کہا امام کو فرصت ملی تو مذہب حق پھیلایا،ابتداء سے آخر تک کوئی بھی بات ایسی نہیں جس پر یقین کیا جا سکے کہ آپ نے ایسا مذہب پیش کیا۔جعفریہ کی نسبت امام جعفر صادق کی طرف دینے کیلئے مندرجہ ذیل تو جیہات پیش

کرتے ہیں جو چشم پوشی اور شعبدہ بازی جیسی ہیں کہتے ہیں۔

۱۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے درمیان کشمکش، تناؤ اور جنگ کے دوران آپ کو فرصت ملی کہ آپ ایک نئے اصول وفروع پر مبنی مذہب کی بنیاد رکھیں۔ فرقہ سازوں نے ان پر تہمت وافتراء باندھا ہے، یہ ذات فرقہ سازی جیسے کاموں سے مبراء ہیں۔

۲۔ اس دوران اطراف مملکت اسلامی سے تشنگان علم دین آپ کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ۴ ہزار سے زائد آپ کے شاگرد بنے۔

۳۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منصور دوانیقی نے آپ کو عراق میں بلا کر حیرہ یا کوفہ میں اقامت جبری کروائی، آپ نے اس وقت اس مذہب کی بنیاد رکھی ہے انہوں نے مذکورہ بالا مدعا کے ثبوت میں کوئی دلائل پیش نہیں کئے بلکہ قرائن وشواہد اس کے خلاف ہیں۔ اہل تجزیہ وتحلیل گراں کے نزدیک اس مذہب کی امام صادق سے نسبت سراسر کذب پر مبنی ہے۔ یہ دن کو رات اور حق کو باطل سے نسبت دینے کے برابر ہے۔ بفرض ان وجوہات کو تسلیم کریں تب بھی امام صادق بدعت گزار نہیں تھے بلکہ پاک دامن انسان تھے۔

امام صادق کی طرف مذہب اہلبیت کی جو نسبت دی گئی ہے وہ تاریخ اسلام کا بہت بڑا افتراء ہے کیونکہ امام صادق اس خاندان کے ان افراد میں شامل ہیں جو پاک طینت، پاک زیست اور معاشرے کی نجاستوں سے جان سالم نکلنے والے تھے یہ جو تمہید ان کو رئیس مذہب بنانے کیلئے باندھی ہے وہ خود اس کو مسترد کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ بنی عباس اور بنی امیہ کے درمیان تزاحم وتقاتل کی وجہ سے امام صادق کو مہلت ملی اور آپ نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر علوم آل محمد پھیلائے اور اطراف واکناف عالم سے تشنگان

علوم،علم کی تلاش میں یہاں جمع ہوئے، چار ہزار سے زائد تشنگان علم نے آپ سے فیض حاصل کیااور ان میں سے چارسو نے کتابیں لکھی ہیں جواربعہ مائۃ (چارسو) کے نام سے معروف ہوئیں بعد میں یہ کتب اربعہ کا مصدرو ماخذ قرار پائیں یہ ان کی تمہید تھی اب اس تمہید پر اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں۔

ا۔امام جعفر صادق چاہے مدینہ میں ہوں یا بغداد میں بلایا ہو دونوں صورتوں میں حکومتوں کیلئے باعث تشویش تھے؟ لیکن والیٔ مدینہ نے آپ کے ساتھ کبھی چھیڑ چھاڑ کی ہو، تاریخ میں کہیں نہیں ملتا ہے۔

ا۔ امام صادق مدینہ سے نکلے ہی نہیں آپ کے بغداد وکوفہ میں آنے کے بارے میں تاریخ میں کہیں بھی ذکر نہیں۔اس کا تاریخ بغداد،تاریخ مسجد کوفہ،تاریخ مدینہ،تاریخ امام صادق اور تاریخ منصوردوانیقی میں کہیں بھی ذکرنہیں ہے۔اس دوران بنی عباس نے آپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ہو یا آپ نے ان کے خلاف تندوتیز بیانات دیئے ہوں، یہ کہیں بھی ذکرنہیں ہوا ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے مختصر فتاویٰ پر دونوں کو کوڑے لگائے گئے ،ابوحنیفہ کو زندان بھیجا گیا۔امام صادق کے بارے میں یہ جو قصہ آپ نے بنایا ہے یہ قصہ صرف ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس کااور کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔

۲۔ یہ جو آپ نے لکھا ''کتاب اربعہ میاۃ'' تو اس کو آیت اللہ خوئی نے اپنی رجال الحدیث میں آغاز ہی میں مسترد کیا ہےاور کہا ہے کہ ہمیں ایسی کوئی بھی کتاب ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔

۳۔ آپ نے ایک طرف کہا امام صادق کواس وقت مہلت ملی دوسری جگہ آپ کہتے ہیں امام صادق تقیہ میں تھے تیسری جگہ جن اصحاب کی آپ تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر یہ پانچ چھ

نہ ہوتے تو آثار نبوت مٹ جاتے، ان کے بارے میں امام صادق سے مذمتی بیان آیا ہے جسے آپ بیان تقیہ قرار دے رہے ہیں آپ کہتے ہیں کہ امام خود اور آپ کے اصحاب بھی تقیہ میں تھے تو ایک دفعہ کہتے ہیں تقیہ میں تھے اور ایک دفعہ کہتے ہیں مہلت ملی یہ دو متضاد باتیں ہیں۔

۴۔ آپ نے کہا امام صادق نے فقہ جعفر صادق لکھی ہے، امام صادق خاندان اہل بیت کے نزدیک بے داغ تھے یہ کیسے ممکن ہے قرآن اور سنت رسولؐ کے متوازی میں فقہ پیش کریں۔ یہ اصول جو اصول کافی میں ہیں وہ قرآن سے متصادم و متعارض ہیں۔

۵۔ اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ آپ کافی کو استخارہ کی مانند کھولیں اور اصول کافی کے ایک باب سے دس احادیث صحیح و سالم نکالیں جو اپنی سند اور متن دونوں حوالے سے غیر مخدوش ہوں اور جو بغیر نقص کے ہوں تب مانیں گے کہ آپ کا مذہب صحیح ہے امام صادق کی شان اجل و ارفع ہے۔ آپ کا یہ مذہب قرآن سے متصادم ہے، آپ کے اس مذہب کا کسی بھی حوالے سے اسلام سے کوئی جوڑ نہیں بنتا ہے۔

۱۔ اسلام کا مصدر قرآن و اسوۂ رسولؐ ہے آپ نے کہا ہے کہ ہم قرآن اور سنت دونوں اہل بیت سے لیتے ہیں، کیا آپ کے پاس اس قرآن سے ہٹ کر کوئی قرآن ہے؟

۲۔ آپ نے کہا کہ سنت پیغمبر اہل بیت سے لیتے ہیں، جبکہ اہل بیت سے مروی روایات میں استناد رسولؐ اللہ سے نہیں اور خود اہل بیت کا فرمان حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھوں سے قرآن اور اسوۂ رسولؐ دونوں کو مارا ہے چنانچہ آپ کا گفتار و کردار اس کی ترجمانی کرتا ہے۔

۱۔ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔ قاموس

المذاهب و الاديان ،اعدادحسين علی حمد ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٤۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ٥۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابوخليل ٦۔موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس ٧۔الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادی ٨۔كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

٦٨۔جلالیہ:۔

یہ فرقہ منسوب بہ جلال الدین محمد صاحب الکتاب مثنوی ہے یہ فرقہ معروف نہیں ہے۔

١۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

٢۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين

٦٩۔جماعت اسلامی:۔

پورے عالم اسلامی میں ان سے جتنی امید باندھی ہوئی تھی اتنی ہی ان سے ناامیدی ہوئی ہے۔شاید یہ ناامیدی دوسروں سے زیادہ خود ان کے ممبران کو ہوئی ہے بلکہ یہ ناامیدی سب سے پہلے ان کے بانی مرحوم کو ہوئی ہے جہاں انہوں نے صریح آیات قرآنی کے خلاف کفروالحاد اور بے دینی کے حامیوں، مسیحیوں اور ہندوؤں اور بے حجاب خواتین سب کو ملا کے اسلام لانے کے لیے جماعت تأسیس کی۔سب سے پہلے الحادکی حمایت انہوں نے فاطمہ جناح کی حمایت کر کے کی، جو عالمی حقوق خواتین کی مسئول تھی۔لہٰذا ایک عرصے سے وہ قرآن وسنت پر مبنی اسلام لانے کی فکر سے غیر اعلانیہ دست برداری کر کے قرآن وسنت سے ناآشنا محمد علی جناح واقبال کے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں

لہٰذا آجکل ان کے سربراہ کو باقی جماعتوں سے زیادہ عمران خان کی جماعت پسند آئی ہے وہ ان سے اتحاد کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

۷۰۔ جمیعت علمائے اسلام:۔

جمیعت علمائے اسلام بھی عالم اسلام میں پیدا ہونے والے اقتدار طلب احزاب میں سے ایک حزب ہے۔اقتدار طلب اسلامی احزاب کا فلسفہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ انہوں نے بہانگ دہل صراحت سے کہا کہ جب تک ہمارے ہاتھ میں طاقت وقدرت نہیں آئے گی اور جب تک ہم کرسئ اقتدار پر نہیں پہنچیں گے تب تک ہم اسلام نہیں لا سکتے ہیں، دین کی خدمت نہیں کر سکتے ہیں۔تو یہاں سے ایک سوال بنتا ہے کہ کیا دین کو اوپر سے اٹھانا ہے جس طرح یہ سیاسی جماعت کہتی ہے یا دین کو نیچے سے اٹھانا ہے جس طرح تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں، دین کو اوپر سے اٹھانا ہے نہ نیچے سے اٹھائیں، نہ بقول بعض تعلیم سے اٹھائیں۔دین جہاں کہیں موقع ملے اٹھائیں، دین کے داعی انبیاء تھے جس طرح انہوں نے اٹھایا ہے اسی طرح اٹھائیں۔کیونکہ قرآن میں سورہ قصص میں اقتدار طلبان کی مذمت میں آیا ہے کہ(آخرت ان لوگوں کیلئے نہیں ہے جو دنیا میں اقتدار طلب تھے)حضرت علی نے بھی بارہا فرمایا کہ اقتدار طلبی گندی اور متعفن وبدبو والی چیز کی تلاش ہے اقتدار طلبی سے بہتر پھٹا پرانا جوتا ہے۔ہر فرد مسلمان کو جتنا ان کی استطاعت وگنجائش میں ہے اسلام وقرآن کو اٹھانا ہے اسلام ''نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ''کو نہیں مانتا ہے۔جمیت اسلام والوں نے سیاست میں آکر تمیں سال اپنی چند وزارتوں کیلئے الحادیوں سے سودا بازی کی ہے۔اقتدار طلب کس کی تقلید کرتا ہے؟کس سے ہدایت لیتا ہے؟اقتدار طلب ہمیشہ مقتدر لوگوں سے ہدایت لیتے ہیں وہ اس بات کا مشاہدہ و مطالعہ کرتے ہیں کہ گزرنے والے ارباب اقتدار، اقتدار پر کیسے پہنچے، وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی

کیوں نہ کہتے ہوں، پیغمبرؐ کی شان میں درود وسلام ہی کیوں نہ بھیجتے ہوں، نعت خوانی ہی کیوں نہ کرتے ہوں، وہ تابع قرآن وسنت رسولؐ نہیں ہوتے ہیں، ان کے مقتداء و پیشوا اقتدار کیلئے نظریۂ میکاوَلی پر چلتے ہیں چنانچہ علماء اسلام کی پہلے دن سے خواہش و کوشش رہی ہے کہ ہم نے اقتدار پرستان کے ساتھ ہی رہنا ہے چاہے اقتدار نہ ملے، اقتدار کی سہولتیں ہمیں ملیں گی، اس میں کوئی قباحت نہیں، جب ہم نے اقتدار لینا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے مسلمانوں کے ساتھ رہیں یا الحادیوں کے ساتھ۔لہٰذا یہ ہمیشہ الحاد کے ساتھ رہے، عمر بھر بے نظیر کے ساتھ رہے لیکن لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہا ہمارے لیے عورت کی سربراہی قبول کرنا مشکل ہے، ان کے لیے الحاد مشکل نہیں ہے لیکن عورت کی سربراہی مشکل ہے۔اگر اس ملک میں الحاد اور کفر و سیکولرازم کو تقویت ملی تو انہی دو جماعتوں سے ملی۔اقتدار ایک دن کا ہی کیوں نہ ہو، وہ بہت مزے کا ہوتا ہے اس کا اندازہ یہاں سے کریں کہ حضرت عمر نے چھ رکنی شوریٰ بنائی چھ میں سے چار دستبردار ہوئے جو طلحہ و زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد ابن ابی وقاص تھے۔چاروں کو کوئی اقتدار کسی وقت بھی نہیں ملا تھا، انہوں نے کہا ہمیں اقتدار نہیں چاہیے لیکن یہ طلحہ و زبیر عراق و مصر میں سیاحت پر گئے تو لوگوں نے ان کے ہاتھ چومے کہ یہ ہاتھ رسولؐ اللہ سے مس ہوئے ہیں ان کی آنکھیں چومیں کہ ان آنکھوں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا ہے ان کو عزت ملی یقیناً عزت کے ساتھ پیسہ بھی مل گیا ہوگا لوگوں نے یہ بھی کہا ہوگا کہ یہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہم پلہ ہیں آپ بھی آگے آئیں تو یہ آگے آگئے۔چنانچہ انہوں نے جس اقتدار کی امیدواری کو پہلے چھوڑا تھا اب اسی کے لیے آگے بڑھے۔ہم یہاں ایک نہایت ہی عام روایت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ ہمارے ملک یہ فاسدترین ثقافت بہت بڑھی ہے کہ ہم اپنے بچوں کے امتحان میں کامیابی پر تحفہ و تحائف دیتے ہیں اس کیلئے تقریب کا انعقاد کرتے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں تحفہ

تحائف ملنے سے حوصلہ بلند ہوگا، یقیناً حوصلہ بلند ہوتا ہے کہ زحمت کریں آگے جانے میں بہت مادی فائدہ ہے چنانچہ اس حوصلہ افزائی سے بچے یہ سمجھتے ہیں کہ والدین کی نظر میں علم ہی منزل ہے یہاں سے یہ علم میں آگے جاکے رشوت خور، کرپشن خور، آف شور خور بنتے ہیں،اس سے معلوم ہوا کہ اس ملک میں اقتدار پسند یا اقتدار طلب کرنے والوں سے خیر کی توقع نہ رکھیں ۔حضرت ابو بکر وعمر دونوں کے دور میں سخت ترین جنگ لڑی گئی اور کسی قسم کی تفرقہ بازی نہیں ہوئی امت وقائد دوش بدوش چلے ۔سمجھ لیں احزاب دینی جو اوپر سے آنے کی خواہش کرتے ہیں ان سے کبھی بھی بھلائی وخیر کی توقع نہ رکھیں یہ اس آیت کے مصداق ہیں (نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ)اسلام کے ایک حصے کو اٹھانے والا جو بھی ہو وہ خراب ہے اس سے بھلائی کی امید نہ رکھیں ۔

۷۱۔جناحیہ:۔

یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کی امامت کے قائل ہیں ۔اس نے کہا روح اللہ آدم میں حلول ہوا پھر شیث میں، پھر انبیاء وائمہ میں یہاں تک کہ علی کی تین اولادوں میں منتقل ہوئی پھر خود عبداللہ میں منتقل ہوئی ہے عبداللہ نے کوفہ میں قیام کیا وہاں شکست کھانے کے بعد مدائن گیا پھر اصفہان میں حکومت قائم کی ۔

۱۔وہ اپنے اندر اللہ کے حلول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

۲۔اس نے تمام محرمات الٰہی بیعت امام کے بعد حلال ہونے کا اعلان کیا۔(معجم فرق اسلامی ص۱۳)

۱۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد

۲۷۔ جھمیہ:۔

جھمیہ منسوب ہے جہم بن صفوان سے جو کہ جعد بن درہم کا شاگرد تھا جسے خالد بن عبداللہ قسری نے ۱۲۴ھ میں قتل کیا تھا۔ جہم جب کسی معذور انسان کو دیکھتا تو طنز کے طور پر کہتا تھا دیکھو یہ اللہ کی رحمت کا انکار کرتا تھا اور کہتا جو کچھ اس دنیا میں ہو رہا ہے اس میں بندوں کا کوئی کردار نہیں ہے۔

کتاب موسوعہ میسرہ ص ۱۰۴۰ پر آیا ہے فرق مسلمین میں سے ایک فرقہ جھمیہ ہے اس فرقہ کے عقائد یہود و نصاریٰ و مشرکین و ملاحدہ و ضالین سے ماخوذ ہیں اس فکر کا بنیادگزار جہم بن صفوان ہے اس نے یہ فکر جعد بن درھم سے اور جعد بن درھم نے بیان بن سمعان یہودی سے لی ہے۔ جہم فارس کے شہر خراسان کے علاقہ ترمذ میں ہوتا تھا، جہم بن صفوان نے مذہب جبریہ کی بنیاد رکھی، اس نے دین سے بڑا کھیل کھیلا ہے۔ یہ فکر ابھی بھی جاری ہے، ختم نہیں ہوئی ہے جس طرح تقلید قدیم زمانہ سے چل رہی ہے لیکن مقلد بدلتے رہتے ہیں انھوں نے دین کو صرف معرفت اللہ تک محدود کیا ہے اور جنت و جہنم کے عدم وجود کی بات کی ہے یہ سب شریعت اسلامی سے جان چھڑانے اور تجزیہ و تحقیق اور ترقی کے بہانے شریعت کو روندنے کی سازش ہے۔ کتاب معاصر ج ۲ ص ۹۸۵ پر آیا ہے جہم، حارث بن سریج کا دوست تھا۔

اس وقت پوری دنیا میں ایک الحادی نظام کا جبر چل رہا ہے انہیں جہاں جس سوراخ سے مذہبی بو آتی ہے اسے بند کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ملکوں میں ارباب اقتدار کو اقتدار کی لالچ دے کر یا اقتدار چھیننے کی دھمکی دے کر دیگر سیاستدانوں کو اقتدار دینے کا وعدہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح اسکالروں کو نوکری دینے، مولویوں کو محراب و ممبر دینے اور وسائل زندگی دینے کا وعدہ دے کر ملحد بنا

رہے ہیں۔

١۔تاريخ الفرق و عقائد ها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٢۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٣۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد ٤۔ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٥۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٦۔الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ٧۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلاميةتصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٨۔موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس ٩۔الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى

۷۳۔جیلانیہ:۔

جیلانیہ اس فرقے کا نام ہے جو عبدالقادر جیلانی کی قبر کی ہر سال زیارت کرتے ہیں ۔(موسوعۃ فرق ومذاہب ص ۱۱۵)

١۔موسوعة فرق و مذاهب

۷۴۔جہیمان:

سعودی عرب میں ۱۹۶۰ء کے دوران میں ایک فرقہ وجود میں آیا ہے۔یہ فرقہ وہابیت سے ٹوٹنے والوں میں سے ایک تھا۔یہ فرقہ منسوب ہے جہیمان عتیبی سے،اس نے بعض سعودی علماء سے خاص کرابن باز کی آراءونظریات سے اختلاف کیا تھا حکومت نے ان پرسختی کی تو یہ اپنے مریدین کے ساتھ صحراء چلے گئے وہاں سے منظم ہونے کے بعد ایک شخص سے مہدی منتظر کا دعوی کرایا اور پھر ایک

لشکر تیار کر کے مسجد الحرام میں داخل ہو کر خود مہدی ہونے کا اعلان کیا وہاں پر بھی اس کے لشکر کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور آخر میں سب قتل ہوئے۔ یہ وہابی مدارس سے پڑھے ہوئے ایک طالب علم ہیں جو فکر وہابی سے ٹکرائے ہیں خاص کر ابن باز سے اختلاف کیا۔ یہاں دو احتمال میں سے ایک کو ترجیح دینا ہوگا۔

۱۔ یہ شیعوں نے کروایا ہے۔

۲۔ فکر مہدی ایک فکر مفاد پرستان ہے، مفاد پرست اپنی فکر کو مجہول رکھنا چاہتے ہیں تو کلمہ مہدی استعمال کرتے ہیں۔

۱۔فرق اهلسنت

"حرف حاء"

۷۵۔حدیثہ:۔

ان کے دو پیشوا ہیں ایک کا نام احمد بن حائط ہے دوسرے کا نام فضل حدثی متوفی ۲۵۷ھ ہے، یہ دونوں شاگرد نظام تھے ان کا عقیدہ تھا کائنات کے لئے دو پروردگار ہیں ایک قدیم ہے دوسرا مخلوق ہے وہ عیسیٰ بن مریم ہے ان کے عقائد میں الوہیت مسیح اور تناسخ ہے (معجم فرق اسلامی ۹۲)۔

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۷۶۔حربیہ:۔

اتباع عبداللہ بن عمرو بن حرب کندی فرق کیسانیہ سے تھے۔ان کا عقیدہ تھا اللہ انبیاء اور ائمہ میں حلول ہوتے ہوئے ابی ہاشم کو پہنچا ہے اور ان سے حرب کو پہنچا ہے دن رات میں انھوں نے ۱۹ نمازیں واجب قرار دی ہیں۔وہ تناسخ کے قائل تھے (فرھنگ فرق اسلامی)

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

٤۔كتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۷۷۔حروفی:۔

مؤسس فرقہ حروفی فضل اللہ استرآبادی مقتول ۸۰۴ھ ہے۔فرقہ حروفی کو مذہب اوراد بھی کہتے ہیں جو ہمارے ملک میں چلتا پھرتا مذہب ہے،انکی درآمدات زکوٰۃ اور خمس کی درآمدات سے کئی

گناہ زیادہ ہیں۔ ہر جاہل و نااہل، بدمعاش و مفاد پرست اور نالائق و نام نہاد علماء اور پیران اس کے عمائدین و اکابرین میں سے ہیں ان کے لئے پڑھائی اور ریاضت کاری کی ضرورت نہیں ہے یہ چند اوباش اور بے سرو پا لوگوں سے ذرائع ابلاغ کا کام لیتے ہیں ملت میں جاری عمل فال، استخارہ، تعویذات رمل، دم درود والے۔ ہمارے ملک کے سربراہان و وزراء، سربراہ مملکت تک بھی ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ان کا فرق شناسوں نے فرقہ حروفی نام رکھا ہے کیونکہ اس کے مصادر قرآن اور سنت نہیں بلکہ یہ لوگ اس فرقے کو حروف بے معنی کے جعلی نام سے چلاتے ہیں۔انہوں نے قرآن وسنت محمدؐ کو نظام حیات سے بے دخل کر کے سرسری لقلقہ اور رٹا تک محدود کرنے کی مذموم تحریک چلائی ہے لہٰذا یہ مذہب بہت خطرناک ہے اس کے بارے میں لغت نامہ دھخدا میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

ان سب کی برگشت فضل اللہ حروفی کو جاتی ہے فضل اللہ حروفی اس مذہب کا بانی تھا وہ مدعی مہدی و نبوت والوہیت بھی تھا۔اس کو ۸۰۴ھ میں میران شاہ میں جرم عقائد فاسدہ اور دعوائے خلاف قرآن وسنت میں تیمور لنگ نے قتل کیا لیکن ممالک اسلامی میں پیروان فضل اللہ حروفی لاتعداد ہیں۔ فضل اللہ تقلید زندہ اور مردہ دونوں پر تعداد مقلدین میں برتری رکھتا ہے کیونکہ اس مذہب کے داعیوں کو کسی قسم کی زحمت و مشقت نہیں کرنا پڑتی ہے اور نہ ہی حکومت وقت کی نظروں میں یہ ایک جرم ہے عام طور پر مفت خور انکی تقلید کرتے ہیں لیکن ہمارے ملک کے سربراہان بھی ان کے پاس دم و درود کے لیے آتے ہیں اور ان کے تعویذ بازوؤں پر باندھتے ہیں گر چہ سابق زمانے میں تیموریوں کی نظر میں یہ جرم ناقابل بخشش تھا۔

معجم فرق اسلامی ص ۹۵ پر آیا ہے یہ مذہب قدیم ترین مذاہب فاسدہ میں سے ہے۔اس

مذہب کا مخترع ومبتکر مغیرہ سعید عجلی کو بتایا جاتا ہے،لیکن وہ اتنا مشہور نہیں ہوا۔یہ سلسلہ چلتے ہوئے متون کتاب حلقات خصوصی اور مخفی میں گذرتے ہوئے اخوان الصفاء تک پہنچا انہوں نے اپنے رسائل اخوان میں بحث حروف بھی کی ہے۔اس کو وسیع پیانے پر پھیلانے والے اور اس کے ذریعے خلق اللہ کو گمراہ کرنے والے شخص کا نام فضل اللہ حروفی استر آبادی ہے۔کتاب لغت نامہ دھخدا ص ۷۷۹۸ میں عنوان حروفیان کے تحت اس ضخیم و بھاری کتاب میں مذہب حروفی پر کافی وشافی بحث آئی ہے۔اور اس میں فضل اللہ حروفی کی بدعتوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے کتاب ''الانباب فضل اللہ پسر ابو محمد تبریزی'' میں لکھا ہے کہ وہ بھی بدعت گذاروں میں سے تھا اس نے طریقہ ریاضت نفسانی کو اپنایا۔شمس الدین محمد ابن عبد الرحمٰن سخاوی محقق و مدقق علم تاریخ نے کتاب ''الضوء الامع'' ج ۶ ص ۱۵۷ میں دو دفعہ اس کا ذکر کیا ہے۔سخاوی نے ایک جگہ تبریزی اور ایک جگہ مشہدی لکھا ہے۔فضل اللہ نے تیمور لنگ کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی تو اس نے ان کو گرفتار کرنے کا حکم صادر کیا،اس نے فرار ہو کران کے بیٹے کے پاس پناہ مانگی لیکن جب بیٹے کو پتہ چلا تو اس نے اس کو گرفتار کیا اور پورے شہر میں اس کو گشت کروائی کہ یہ ملحد ومفسد اور گمراہ انسان ہے پھر اس کو قتل کیا۔عام لوگوں میں معروف یہ ہے کہ تیمور لنگ سفاک وخون ریز اور جنگ جو تھے لیکن اس نے ایک فاسد اور مبدع انسان کو اس کی بدعتوں کی وجہ سے قتل کر کے بدعت گذاروں کو یہ پیغام دیا کہ تمھارا انجام اچھا نہیں ہوگا جبکہ آج کل اس ملک میں ترقی،علم اور روشنی کی بات کرنے والوں نے گلی گلی اس مذہب کے داعی بن کر اس کی دکانیں کھول رکھی ہیں۔اس ملک میں اگر علماء کا راج ہے یا بات چلتی ہے تو وہ علمائے حروفی ہی کی چلتی ہے۔زرداری اور نواز شریف جیسے لوگ ان کے گرویدہ ہیں۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور
۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین
۳۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٤۔لغت نامه دهخدا
٥۔الضوء الامع تالیف شمس الدین محمد بن عبدالحمن بن محمد السخاوی

۷۸۔حزب التحریر:۔

کتاب موسوعہ المیسر ص ۳۴۱ پر آیا ہے حزب تحریر ایک حزب سیاسی و اسلامی کے نام سے متعارف ہے، یہ حزب اپنے آغاز میں احیاء خلافت اسلامیہ کے ہدف کے نام پر بنا، شیخ تقی الدین نبھانی متوفی ۱۳۹۷ھ نے اس کی بنیاد رکھی۔ان کی اور دیگر دینی جماعتوں کی فکر یہ تھی کہ اسلام کا احیاء حکومت اسلامی سے ہی ممکن ہے، انکی یہ فکر نئی فکر نہیں بلکہ دیگر جماعتوں کی مانند ان کی پہلی منزل اقتدار اعلیٰ رہا ہے اُس وقت سے اب تک وہ اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکے جس طرح عالم اسلام میں اس شکل وصورت میں وجود میں آنے والی دیگر نام نہاد اسلامی جماعتیں حاصل نہیں کر سکیں البتہ انہوں نے خود اپنی پارٹیوں اور کارکنان کیلئے روزگار بنایا چنانچہ اہل حدیث کے ایک سربراہ ساجد میر نے صحافیوں کے اس سوال کے جواب میں کہا کہ آپ نواز شریف کی چھتری میں کیوں آئے تو انہوں نے کہا نواز صاحب ہماری جماعت کے مسائل حل کرتے ہیں پاسپورٹ، ویزا اور کالجوں میں داخلہ دیتے ہیں۔خلافت یا احیاء نظام امامت اسلام سے بغاوت کرنے والوں کا نظام ہو سکتا ہے اسلام نہیں کیونکہ یہ دونوں کلمات ظرفیہ ہیں نظام نہیں بنتا ہے۔ان کی اس فکر پر دقت سے غور کریں تو یہ فکر دو تین مرحلہ اسلام سے نیچے گرتی ہوئی فکر ہے۔اللہ نے اسلام کے مصادر قرآن اور اسوۂ رسولؐ سے تمسک کا حکم دیا ہے۔یہ دو بنام خلاف یا امامت قرآن اور سنت سے اعراض کرتے ہوئے بنایا ہوا

نظام ہے۔قرآن میں سیرت اصحاب و آئمہ کو اسوہ نہیں کہا گیا ہے لہٰذا خلافت اسلامیہ یا نظام امامت بے معنی ہے۔

۲۔ان جیسی تمام جماعتیں تمام اصول و مبانیٔ اسلام کو پیچھے چھوڑ کر وہ کرتی ہیں جو بقول مرتضیٰ بھٹو ان کی بہن بے نظیر بھٹو ہاتھ میں تسبیح لے کر کلمہ ''کرسی کرسی'' پڑھتی رہی ہے۔انہوں نے اہم اقدار اسلامی کو معمولی گرادانا بلکہ امہات محرمات اسلامی میں شمار ہونے والی نماز جیسی عبادت کی اہمیت گرانا، نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانا، عورتوں کی حکومت کیلئے فتویٰ صادر کرنا اور اسلام پڑھے سمجھے بغیر جدید درسگاہوں کی اسناد سے اسلام کی تبلیغ کی ہے۔

۱۔الموسوعة الميسرة فی الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنی

۷۹۔حشاشون:۔

۱۔حشاشون یہ کلمہ انگریزی ہے اس کا معنی ہے کسی کو اچانک قتل کرنا (کتاب تفسیر والمفسر ون ج۴ص۵۵۴) حاشیہ میں آیا ہے یہ کلمہ بمعنی ''فتک'' ہے یعنی اچانک حملہ کرنا چونکہ یہ لوگ اپنے دشمنوں پر اچانک حملہ کرتے تھے اس لئے سلفیوں نے انھیں حشاشیون کہا ہے۔حشاشون اسماعیلیوں سے وابستہ قاتلین کو کہتے ہیں جہاں وہ اپنے مخالفین کو قتل کر کے اس سے لاحق خطرات سے خود کو استراحت دیتے تھے،اس گروہ کا مؤسس حسن صباح ہے، پہلے بھی ان کا یہ وطیرہ تھا چنانچہ ایران میں حسن شاہ اسی وجہ سے معروف ہوا تھا۔ ہمارے ملک میں حالیہ سالوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے، اسی لئے کالم نگاران حرکات کو فدایان حسن صباح کی طرف احتمال دیتے تھے۔ انہوں نے ۴۲۸ھ میں حملہ کر کے نظام الملک کو قتل کیا۔ان کے بعد یہ قلعہ الموت میں رہے یہاں تک کہ ۶۵۴ھ کے دورانیہ میں ہلاکو نے انھیں ختم کیا۔ ۲۔حشوین :اہل حدیث کا ایک اور فرقہ ہے جنہوں

نے حدیث کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے جو بھی حدیث ملے چاہے متضاد و متناقض کیوں نہ ہو سب کو جمع کیا ہے۔

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۳۔کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

٤۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۸۰۔حلاجیہ:۔

معجم فرق ۱۰۱ پر آیا ہے حسین بن منصور کنیت ابو مغیث بمعروف حلاج ہے یہ فارس سے بغداد میں منتقل ہوا اور وہیں رہا۔یہ شطحیات کہتا تھا یعنی بات ایک حوالے سے صحیح تو دوسرے حوالے سے غلط ہے۔ابتداء میں اس نے اپنے آپ کو نائب امام مہدی متعارف کروایا۔اس نے دعویٰ کیا میں بھی قرآن جیسی کتاب لکھ سکتا ہوں بول سکتا ہوں۔اس نے دعوائے ربوبیت بھی کیا ہے یا خود اللہ میں حلول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اس کی کفریات کی وجہ سے مقتدر باللہ نے اسے ۳۰۹ھ میں قتل کیا ہے۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۰۱)

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۸۱۔حلولیہ:۔

یعنی اللہ اپنے آپ کسی بندے میں حلول ہو جائے،جس طرح نمک پانی میں حلول ہوتا ہے۔اللہ کا الوہیت سے تنزل کر کے انسانوں کے علاوہ جمادات ونباتات واشجار میں حلول کرنا یہ

یہودیوں کی اختراع ہے جہاں انہوں نے بیت المقدس میں دیوار گریہ بنائی، انہوں نے ہی اللہ کا مسیح میں حلول ہونے کا نظریہ پھیلایا، اگر بندہ اپنی طرف سے سعی و کوشش کرے کہ الوہیت میں داخل ہو جائے، اس کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔ یہ فکر نصاریٰ نے پھیلائی ہے۔

فتوحات اسلامی کے دوران لباس منافقت پہن کر مسلمان ہونے والے یہود اور مجوسیوں نے اللہ کے حضرت عیسیٰ میں حلول ہونے کی فکر پھیلائی، مسلمانوں میں یہ فکر عبداللہ بن سباء یہودی نے پھیلائی جس نے حضرت علی میں اللہ کے حلول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس فرقہ نے حضرت علی کے بعد دیگر ائمہ پھر ان سے تجاوز کر کے عام لوگوں میں بھی حلول کرنے کا عقیدہ پھیلایا۔ رفتہ رفتہ یہ ایک بڑا فرقہ بنا ہے جو بعد میں صوفیوں کے نام سے مشہور رہوا ہے۔ تاریخ مسلمین میں اباحیہ محرمات کا اعلان اس فرقے نے کیا جہاں اباحیہ مطلقہ کا اعلان کیا ہے، اس کے بعد محمد بن سعید الحسن بن بہرام الجنابی اور اس کے بعد ان کے فرزندان میں حلول ہونے کا دعویٰ کیا فرقوں میں حلول کا اعتقاد رکھنے والے یہ ہیں بیانیہ، مضریہ، جناحیہ، منصوریہ، خطابیہ یہاں تک کہ یہ فکر منصور حلاج تک پہنچی یہ سب فرقوں کے بانی ہیں ہر ایک کا الگ تعارف پیش کریں گے۔ (معجم فرق اسلامی ص ۱۰۲)

۱۔ معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔ قاموس المذاهب و الادیان، اعداد حسین علی حمد ۳۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٤۔ کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ٥۔ موسوعة الادیان (لمیسرة) دار النفائس

۸۲۔ حلولیہ سبائیہ:۔ (معجم فرق اسلامی ص ۱۳۲)

عبداللہ بن سباء نے حضرت علی سے کہا آپ اللہ ہیں۔ حضرت علی کے قتل کے بعد اس نے

کہا علی مرے ہیں نہ قتل ہوئے بلکہ ابن ملجم نے علی کی صورت میں کسی اور کو مارا ہے۔ علی بادلوں میں ہیں گرج ان کی آواز ہے برق ان کا عصاء ہے۔

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۸۳۔حلولیہ اثناعشریہ:۔

اثناعشریہ کے بارے میں فرق نویسوں نے لکھا ہے یہ شیعہ فرقوں میں معتدل فرقہ ہے۔یہ خود کو عام مظاہر اسلامی پر پابند دکھاتے ہیں اور دیگران کی طرح کفریات اور شرکیات نہیں کرتے کہ اللہ ان کے آئمہ کے اندر حلول ہوا ہے گرچہ وہ یہ نہیں کہتے جو حلولی کہتے ہیں لیکن عقیدہ وہی رکھتے ہیں۔

۱۔ان کا کہنا ہے آئمہ علم ''کان و ما یکون '' رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ زمین کی تہہ سے مجرات، کہکشاں، ذرات وحشرات سے لے کر اجرام سماوی تک ان سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے امام غائب کو امام حاضر کہہ کر قسم کھاتے ہیں' جبکہ جسم مادی رکھنے والا نظروں سے غائب ہونے کے بعد حاضر نہیں ہوتا، حاضر و غائب دو متضاد چیزیں ہیں۔

حاضر کو غائب ہوسکتا ہے غائب حاضر نہیں ہوسکتے ہیں علم ''کل شئی '' کسی بھی ممکن الوجود کے لئے ممکن نہیں، چنانچہ قرآن کریم کی کثیر آیات میں علم غیب کو نبی کریمؐ سے نفی کیا ہے۔

۲۔آئمہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، جو چیز ان سے مانگیں وہ ہر چیز دے سکتے ہیں جبکہ نبی کریمؐ سے اللہ نے کہلوایا ﴿قُلْ لا أَمْلِکُ لِنَفْسی نَفْعاً وَ لا ضَرًّا إِلاَّ ما شاءَ اللَّهُ﴾ (اعراف۔۱۸۸)۔یہ لوگ ائمہ سے بطور مستقیم مانگنے کے خلاف ہیں یعنی یہ لوگ یہ نہیں کہتے کہ صرف

انہی سے مانگیں حالانکہ کسی کو ہر چیز دینے کی صفت ائمہ یا عامۃ الناس کے لئے ممکن نہیں ہے یہ صفت بھی مخصوص اللہ ہے۔

۳۔اللہ کی صفت قدیم ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔لیکن ان کا کہنا ہے ان کے آئمہ خلقت کائنات سے لاکھوں کروڑوں سال پہلے بھی تھے،اس کے لئے انھوں نے ان کا نام نور رکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ حقیقت محمد یہ ہے یعنی اللہ محمدؐ کی صورت میں ظہور ہوا ہے۔یہ آئمہ کیلئے مذکورہ تینوں صفات کے قائل ہیں۔یہ فرقہ حلولیہ میں سے ہیں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان کے ابتدائی بانیوں میں سے ہیں۔

گرچہ فرقہ حلولی چندفرقوں کو کہا جاتا ہے بعض شاید یہ بھی کہیں کہ اب حلولی فرقے نہیں رہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثر و بیشتر فرقے حلولی ہیں لیکن وہ حلولی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے،لیکن حلولیوں کی منطق استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ صفات و امتیازات جو اللہ کیلئے مخصوص ہیں وہ کسی بندے کو دے دیں تو اسی کا نام حلول ہے۔حلول کی چند اقسام یہ ہیں۔

ا۔حلول کل،یعنی اللہ پورے کا پورا جسم مادی یا جسد مادی میں حلول ہوا ہے جیسا کہ مسیح کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ شکم مریم کے راستے مسیح کی شکل میں عالم میں آئے ہیں۔کبھی وہ انہیں ہی اللہ کہتے ہیں اور چونکہ مسیح میں تغیرات وتبدلات کے عوارض نمایاں نظر آئے تو انہوں نے اللہ کی جگہ مسیح کو ابن اللہ کہا ہے اس سے بعض نے اللہ کیلئے بنوت و اولاد کا سلسلہ چلایا ہے۔اور وہ اللہ کیلئے اولاد کے اعتقاد کے قائل ہوئے ہیں جبکہ اللہ نے قرآن کریم میں بہت سی آیات سورہ نساء آیت ۱۷۱،سورہ انعام ۱۰۱،سورہ مریم آیت ۳۵،۸۸،سورہ مومنون آیت ۹۱،سورہ زخرف آیت ۸۱،بقرہ ۱۱۶،یونس آیت ۶۸ میں ولد اللہ کو نقص وعیب و ناممکن قرار دیا ہے۔سورہ توحید میں اللہ کا کسی سے خود پیدا ہونا یا

خود کسی میں داخل ہونا دونوں الوہیت کو گرانے کا مفہوم رکھتا ہے، حلولی مسلمان نہیں رہتا ہے، کیونکہ وہ منکر الوہیت ہے لہٰذا بعض مدعیان حلول نے اللہ سے خطاب میں کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ ہم ہیں یا ہم آپ ہیں۔اس کو حلولی حلول عام کہتے ہیں۔

۲۔حلول وراثتی یعنی اللہ محمدؐ میں داخل ہوا ہے محمدؐ علی میں ہوا ہے، اسی لئے بار بار جو شیعہ کہتے ہیں کہ علی نفس رسولؐ ہیں اس سے مراد یہی حلول ہے ورنہ اس کا اس کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہیں بنتا ہے کہ علی نفس رسولؐ ہو، ان کے کہنے کے مطابق علی کے بعد اللہ امام حسن میں اور ان کے بعد امام حسین میں حلول ہوا ہے۔اگر آپ لوگوں کے ناموں پر غور کریں تو آپ کو غلام حسین، عبدالحسین، عبد العلی، عبدالرسول جیسے ناموں کی ایک فہرست ملے گی یہ سب حلولیوں کے بنائے ہوئے نام ہیں، بہت سے پابند دین لوگ جو یہ دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ اللہ ان کے اندر حلول ہوا ہے شاید ان کو پتہ نہ ہو کہ ان کے نام حلولیوں کے بنائے ہوئے نام ہیں بڑے بڑے علماء دین مجتہدین ودانشوران و دانشمندان اور اسکالرز ان ناموں سے ملیں گے اگر آپ حلول کے معتقد نہیں ہیں تو جان لیں کہ ایسی ثقافت سراسر ثقافت اسلام کے خلاف ہے۔ایک انسان جو خود آزاد ہے اور جسے اس کے مہربان اللہ نے آزاد پیدا کیا ہے وہ کسی کا بندہ وغلام نہیں ہوسکتا اگر کوئی جنگی اسیر ہے تو اس کیلئے مجازاً کہہ سکتے ہیں۔عام انسان کو عبد وغلام کہنا شریعت اسلام کے منافی ہے یہاں پہ غلام کے بارے میں وضاحت کرکے گذرتا ہوں۔

۱۔عربی میں گہوارے سے بالغ ہونے کی مدت کو غلام کہتے ہیں۔

۲۔غلام یعنی بندہ، یہ غلام کسی صورت میں جائز نہیں ہے کوئی شخص انبیاء کے علاوہ کسی انسان کا مطیع نہیں ہوتا ہے حتیٰ پیغمبر اکرمؐ کی اطاعت بھی اس لئے ہے کہ اللہ نے قرآن کریم میں اس کا حکم

دیا ہے۔اللہ نے فرمایابغیر کسی چون وچرا کے نبیؐ کریم کی اطاعت کرو بغیر سندالٰہی کوئی بھی کسی کا مطیع نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا علماء ومجتہدین کی اطاعت کو بغیر سندالٰہی جائز گردانا حلولیوں کی طرف برگشت کرتا ہے۔

۳۔غیر محدود علم وقدرت اور غیر محدود تصرف در کائنات وہ صفات ہیں جو صرف علیم وقدیر اللہ کیلئے مخصوص ہیں لیکن حلولی کہتا ہے کہ چونکہ اللہ اس میں حلول ہوا ہے اس لئے وہ بھی ہر چیز پر محیط ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔غالیوں کو نجس ومرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے والے اثناعشری یہ نہیں کہتے ہیں کہ اللہ ائمہ میں حلول ہوا ہے مگر بات وہی کرتے ہیں جو غالی کرتے ہیں کہ آئمہ سب کچھ جانتے ہیں سب کچھ کرسکتے ہیں اگر کوئی کہے کہ اللہ نے اپنے علم کے برابر ائمہ کو علم دیا ہے اور اپنی قدرت کے برابر قدرت دی ہے یہ تو غالیوں اور حلولیوں کی منطق ہے۔

۴۔تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ کعبہ میں بہت سے لوگ پیدا ہوئے ہیں ان سب کا انکار کر کے صرف علی کی پیدائش کو ثابت کر کے علی کو ابن اللہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا دراصل وہی حلولیوں کی بات ہے اسلئے وہ کہتے ہیں کہ علی نے پیدا ہوتے ہی سورہ ''قد افلح المومنون'' کی تلاوت کی تو یہ حلولی نہیں تو اور کیا ہیں؟

۵۔آجکل حوزہ علمیہ قم کے بعض بزرگان اور پاکستان کے بعض بزرگان کا کہنا ہے کہ آغا خانیوں اور امامیہ میں چنداں فرق نہیں ہے۔آپ اپنے آئمہ کو معصوم گردانتے ہیں جبکہ آغا خان نے تمام واجبات اسلام کو ساقط کیا ہے محرمات کو حلال کیا،اس فاصلے کو بہت کم کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا شریعت کا خاتمہ کرنے والا اور شریعت کے محافظ میں فرق کم ہے۔

حلولیوں کی خصوصیات وامتیازات یہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم واجبات ومحرمات تکالیف شرعی تم

سے اٹھاتے ہیں حلال وحرام تم سے اٹھاتے ہیں چنانچہ آغا خان نے اپنے لوگوں سے واجبات و محرمات کو اٹھایا ہے امامیہ بھی کہتے ہیں امام کی بیعت کرنے کے بعد کوئی واجب وحرام نہیں رہتا، اپنے علاوہ دوسروں کا مال بھی جائز ہے حکومت کا مال بھی جائز ہے۔

۶۔مجتہدین وعلماء کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے یہ کہنے والے بھی حلولی ہیں، جیسا کہ اطاعت مجتہدین اوران کے اختیارات کے بارے میں جو باتیں آئی ہیں ان سے یہ بات واضح ہے ۔سلفیہ کے بارے میں صاحب اعلام موقعین نے لکھا ہے علماء کا جو بھی حکم ہوانجام دیں، بعض نے اور جگہ پر بھی کہا ہے کہ جس طرح قرآن وسنت کی اطاعت واجب ہے فقہاء کی اطاعت بھی واجب ہے ۔چونکہ حق حکم صرف اللہ کیلئے ہے لہٰذا امر ونہی کا اختیار اگر غیر اللہ کو دیں گے تو یہ حلولی کی منطق ہی ہو گی۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ۳۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٥۔موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

۸۴۔حشویہ:۔

حشویہ مادہ حشیش سے لیا ہے حشیش سوکھی گھاس کو کہتے ہیں جو کسی بھی ظرف میں بھرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔سابق زمانے میں گھاس سے تکیہ بھرتے تھے۔فرقوں نے قرآن وسنت سے نظر ہٹانے کے لئے پہلے مرحلے میں جمع حدیث اور حفظ حدیث کے فضائل جعل کیے، ہر صاحب صلاحیت واہلیت والے کے ساتھ نا اہل بھی اس میدان میں اترے، ہر کس وناکس جس نے بھی

حکمت کی بات یا ضرب المثل سنی اس کو حدیث کے نام سے جمع کیا، اتنی احادیث جمع کیں کہ لوگوں نے ان کو حیثیت سے تشبیہ دی ان کے مقابلے میں دوسرے گروہ نے اخبار ضعیفات و مرسلات و مقطوعات کو وحی کہہ کر اسلام پر ٹھونسا ہیں۔اہل حدیث مخالف قرآن ہونے کے بہت سے شواھد وقرائن ہیں۔

۱۔انہوں نے ختم حدیث رکھا ہے جو ختم قرآن کے مقابل ہے، بقول علماء یہ وحی غیر متلو ہے۔

۲۔حدیث پڑھنے کے فضائل پر احادیث لائی ہے یہاں تک کہ مجامع کے مجامع بنے ہیں۔

۳۔کبھی قرآن کے بارے میں نہیں پوچھتے۔

۴۔حدیث اور قرآن دونوں کو ایک مصدر گردانتے ہیں۔

فرقوں کی گروہ بندی کی وجہ سے ایک نے خود کو اخباری تو دوسرے نے اہل حدیث کہا ہے۔ دونوں کا کام قرآن واسوۂ رسولؐ سے ہٹ کر شریعت کو چلانا ہے گر چہ اس فرقے کا بانی شیخ امین استر آبادی متوفی ۱۰۳۶ھ کو بتاتے ہیں لیکن ان کا سلسلہ کلینی سے شروع ہوتا ہوا اب تک جاری وساری ہے۔بطور ظاہر اخباری کی بدنامی سے جان چھڑانے کیلئے اصول فقہ بنائے، اصول فقہ کس حد تک میدان عمل میں صحیح اور ضعیف میں تمیز کرتے ہیں اس کا جواب نفی میں ہے چنانچہ ابھی تک طواف مقام ابراہیم اور بیت کے درمیان ہونا چاہیئے اس حدیث اور فتوے پر عمل ابھی تک جاری ہے۔اس فریق کے مقابل میں کھڑے ہونے والے وحید بہبانی متوفی ۱۲۰۸ھ کو بتاتے ہیں لیکن ان سب کی منزل و مقصود اور طریقہ کار ایک ہی ہے یعنی قرآن وسنت نبیؐ سے ہٹ کر دین وشریعت چلانا ہے۔ جہاں تک اخباری واہل حدیث کی بات ہے تو واضح ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ جو کچھ اصول کافی، من لا یحضر

الفقیہ، الاستبصار تہذیب میں ہے وہ سب صحیح ہے وہ حدیث صحیح وحسن وموثق وضعیف میں تقسیم کو نہیں مانتے۔ ان کا کہنا ہے جو کچھ ان کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کسی حدیث کو آپ رد نہیں کر سکتے ہیں۔

١۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ٣۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح

٤۔كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۸۵۔حنبلیہ:۔

منسوب ہے احمد بن حنبل متولد ۱۶۴ھ متوفی ۲۴۱ھ۔تفصیل مذاہب فقہی مسلمین میں دیکھیں۔

١۔معجم فرق اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ٢۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٣۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل

۸۶۔حنفیہ:۔

منسوب ہے نعمان بن ثابت کنیت ابو حنیفہ فقیہ عراق مبدع قیاس متوفی ۱۵۰ھ تفصیل مذاہب فقہی مسلمین میں دیکھیں۔(معجم الفرق ص۱۰۴)

١۔معجم فرق اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ٢۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٣۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف

الدکتور شوقی ابو خلیل

٤ ۔اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة ٥ ۔قاموس المذاهب و الادیان

،اعداد حسین علی حمد ٦ ۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف

الدکتور شوقی ابو خلیل

"حرف خاء"

۸۷۔خابطیہ:۔

معتزلہ کا ایک فرقہ ہے منسوب ہے احمد بن خابط سے ان کا عقیدہ تھا ابا ذرغفاری حضرت محمدؐ سے زیادہ زاہد تھے بعض خابطہ نے کہا ہے کتاب فرہنگ فرق اسلامی میں آیا ہے کہ اللہ نے تدبیر کائنات حضرت عیسیٰ کو تفویض کی ہے لہذا عیسیٰ ہی دوسرا خالق ہے عیسیٰ قیامت کے دن لوگوں سے حساب لیں گے مسیح نے ہی اپنے باپ آدم کو خلق کیا وہ تناسخ کے قائل تھے۔ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح، علی،اللہ جسمانیت رکھتے ہیں۔تمام حیوانات،حشرات اور پرندے بھی انسان جیسی امت ہیں ان کے بھی انبیاء ہوتے ہیں۔(معجم فرق اسلام ص۱۰۷)

۱۔الفرق بین الفرق تالیف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادی ۲۔الملل و النحل تالیف الامام ابی الفتح محمد بن عبد الكريم الشهر ستانی ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ٤۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۸۸۔خطابیہ:۔

یہ محمد بن مقلاص بن ابی زینب الاسدی الکوفی مقتول ۱۳۱ھ سے منسوب ہے۔یہ امام صادق کی الوہیت کا دعویدار تھا اس نے امام صادق کے بعد خود کو نبی قرار دیا،یونس بن ظبیان نے ابی الخطاب کی بیٹی کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یا بنت رسول اللہ پھر کہا کہ اللہ نے جعفر میں حلول کیا ہے پھر کہا حسن وحسین ابن اللہ ہیں اور ابی الخطاب ان سے بھی افضل ہے۔وہ اپنے مخالفین کے خلاف جھوٹ بولنے کا حکم دیتا تھا۔یہ کہتا تھا کہ جنت اسی دنیا کی نعمت کو کہتے ہیں جہنم اسی دنیا میں

راحت وآرام کو کہتے ہیں۔اس نے زنا سرقت اور شرب خمر کو حلال قرار دیا ہے، کسی کے ہاتھ قتل ہونے والے کیلئے شہادت اسی کی اختراع ہے۔اس کے بارے میں کتاب "حطدا حیون" میں دیکھیں۔اس نے تمام فرائض چھوڑنے کا حکم دیا،اس کے بعد اس کے پیروان چند فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔المفضلیہ ،العجلیہ ،العمر یہ،المعمر یہ،البز یعیہ ہے۔

١ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـ كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى ٣ ـ فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٤ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٥ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

۸۹۔خوارج:۔

کتاب اعتقادات فرق مسلمین ومشرکین میں خوارج کے ۲۱ فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے ہر ایک حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے،خوارج وہ گروہ اعراب عراق ہے جو ۱۷ ہجری میں فتح ہونے کے بعد شکست خوردہ فارس ومصر وروم وشام کے پناہ گزینوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان کو اپنے خانہ میں محصور کرنے کے بعد قتل کیا اور بعد میں حضرت علی کی بیعت کرکے ان کے لشکر میں اشعث بن قیس کی سرکردگی میں شامل ہو گئے۔علی کو فتح ملتے ہی انہوں نے لشکر کے بیچ بیٹھ کر تلاوت قرآن شروع کی اور علی کو صلح کرنے اور ثالثی کے لئے ابوموسیٰ اشعری کو انتخاب کرنے پر مجبور کیا پھر اس صلح کو توڑنے پر مجبور کرکے اسلامی نظام میں تغیر وتبدل وترامیم من جانب واحدہ کا اعلان کیا۔خوارج نے ازخود ترامیم کی ہیں:

۱۔خلیفہ مسلمین تنہا قریش سے نہیں بلکہ عامۃ الناس سے منتخب ہوگا۔

۲۔گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہوگا وہ مخلد فی النار ہوگا۔

۳۔خلیفہ سوم اور علی دونوں شریعت سے عدول کرکے مستحق لعن قرار پائے ہیں۔

۴۔انہوں نے غیر مسلمین کو اپنے ہاں تحفظ دیا لیکن جان و مال مسلمین کو ہدر کیا۔

۵۔اپنوں میں سے ہی عبداللہ بن وہب راسبی کو امیر المومنین انتخاب کیا۔اس فتنے کی آگ کو روشن کرنے والے اشعث بن قیس کندی،مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین الطائی ہیں۔

فرق معاصرج اص ۸۸ پر آیا ہے تاریخ فرق و مذاہب مسلمین کا معروف و مشہور اور انتہائی نا قابل فراموش حرکات کا حامل فرقہ خوارج ہے جس نے اپنا ساتھ نہ دینے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ خوارج انتہائی تند و تیز تشدد کا حامل فرقہ ہے۔یہ فرقہ آیت کریمہ ''لاتغلو فی دینکم'' کی ضد میں وجود میں آیا ہے جہاں انہوں نے ایک طویل عرصہ خریطہ مملکت اسلامی پر ہرج و مرج قائم کرکے رکھا۔ انہوں نے شرق وغرب عمان و حضرموت افریقہ پر حکومت کی ہے۔اس فرقے نے مملکت اسلامی میں قائم حکومتوں کی نیندیں حرام کی ہیں۔خوارج ایک فرقہ بائدہ (ختم شدہ) نہیں بلکہ ہمہ وقت جاری فرقہ ہے بلکہ بعض کے کہنے کے مطابق یہ مدفون اجساد بالیہ آثار قدیمہ کی مانند نہیں بلکہ اسکی حرکات و سکنات،افکار و نظریات اور اہداف و مقاصد تر و تازہ ہیں یہ جاری و ساری فرقہ ہے ملک میں قائم احزاب چاہے دائیں بازو والے ہوں یا بائیں،تمام انہی کے وراث ہیں۔عصر حاضر مما لک اسلامی میں قائم احزاب مارکسیسی انہی کے وارث ہیں ان کی ذیلی منظمات ان کا نمونہ کامل ہیں۔

اس حوالے سے ہم حاضر کو ماضی سے جوڑنے کے لئے ان کے صفحات پلٹا رہے ہیں۔

اصطلاح فرق و مذاہب میں خوارج کی تعریف یوں کی گئی ہے حکومت منتخب کے خلاف بغاوت کرنے والے کو خوارج کہتے ہیں چاہے یہ خلفائے راشدین کے دور میں ہو یا بنی امیہ و بنی عباس کے دور میں

ہو یا عصر حاضر میں مملکت اسلامی کے امن وسکون کو برباد کرنے والے ہوں، سب خوارج کے زمرے میں آتے ہیں۔

یہ تاریخ فرق و مذاہب میں سب سے پہلا فرقہ ہے جو جسم امت اسلامی میں پھوٹ پڑا اور جس نے اپنا تشخص ''شراۃ'' سے کیا یعنی جنت خرید نے والا اور بعد میں ان کے مذموم عزائم وخیانت وغداری سامنے آنے کے بعد خوارج کے نام سے معروف ومشہور ہوا۔انہوں نے اپنے لئے الگ نام رکھے لیکن امت نے ان کے رکھے گئے نام کو مسترد کیا اور انہیں خوارج ہی کہا۔اس فرقہ کی بنیاد جنگ صفین میں امیر المومنین کے لشکر میں روپوش منافقین نے ڈالی ہے۔ یہاں دیکھنا ہوگا کہ لشکر علی میں شریک افراد کہاں سے تھے۔ہم دیکھتے ہیں لشکر علی میں شامل افراد عراق وکوفہ سے تھے۔عراق وکوفہ اس وقت مسکن منافقین تھا۔ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے حضرت عثمان کو ان کے گھر میں قتل کرنے کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کی اور مستقبل کیلئے منصوبہ بندی کرتے رہے۔

خوارج جنگ صفین میں علی کے لشکر میں شامل ہو گئے بعد میں انھوں نے علی کو صلح پر مجبور کیا پھر علی کے خلاف خروج کیا۔ پہلے مرحلے میں انھوں نے لشکر علی کی چومتی ہوئی فتح کو روک کر تنازعات کو جوں کا توں باقی رکھنے کا بندوبست کیا۔ جب وہ اس مقصد میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے اپنے ہی طلب کردہ مطالبات سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کیا اور ایک نامفہوم اور نا قابل عمل اور بے معنی شعار کو اٹھایا تو امیر المومنین نے اس شعار کو باطل اور حقیقت سے متصادم قرار دیا (لاحکم الا اللہ) انکا شعار تھا۔تاریخ میں اس جیسے شعار اٹھتے رہتے ہیں خاص کر آج کل پاکستان میں اٹھنے والے شعارات جیسے روشن پاکستان، نیا پاکستان یا نظام ولایت یا نظام خلافت، لبیک یا رسول اللہ، لبیک یا حسین یا لبیک یا قدس کا شعار بلند کرنے والے سب خوارج سے ماخوذ ہیں۔اگر کوئی شخص اس شعار

کے محتویٰ ومضمون کو سمجھے تو وہ ہر فرقہ کی شناخت آسانی سے کرے گا' ملک میں جماعتی بنیادوں پر انتخاب بھی فلسفہ بیعت خوارج سے ملتا ہے کہ ملک کو کس طرح اور کیسے کمزور رکھیں،لہٰذا جو شخص یا گروہ معاشرے میں بے مفہوم وغیر واضح اور نا قابل عمل نعرے بلند کرتے ہیں درحقیت وہ شخص یا گروہ فرقہ خوارج سے تعلق رکھتا ہے۔

یعنی خوارج پہلے مرحلے میں مسلمانوں کی مرکزی رمز وحدت یا نقطۂ اتفاق پر حملہ آور ہوئے دوسرا یہ کہ انہوں نے ہر گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر قرار دیا۔صدر اسلام میں پیغمبرؐ کے بعد خلفاء راشدین کے تیس سال تک کے دور میں کسی نے گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا تھا،واجب القتل قرار نہیں دیا تھا،گناہ کبیرہ کرنے والے کو فاسق کہتے تھے کافر و واجب القتل نہیں کہتے تھے۔

خوارج کی دوسری شناخت یہاں سے کریں جہاں انھوں نے علی اور عثمان اور ان کے اصحاب سب کو مستحق لعن وکفر قرار دیا ہے۔

خوارج جامعہ اسلامیہ کے رحم میں پرورش پانے والے منافقین ہیں جنہوں نے پہلے حضرت عثمان کو قتل کیا پھر صفین میں لشکر پیادہ کے قائد اشعث بن قیس کی نظارت ورہبری میں مرکزی رمز وحدت امت پر ٹوٹ پڑے گویا جو بھی امت مسلمہ کی رمز وحدت یا نقطۂ وحدت پر حملہ آور ہوں وہ خوارج کہلائیں گے۔یہ فرقہ اپنی جگہ عامۃ المسلمین سے چندین امتیازات کا حامل ہے۔

۱۔یہ بدوی صفات کے حامل ہیں جن کے بارے میں **''اَلْاَعْرابُ اَشَدُّ کُفْراً وَ نِفاقا''** آیا ہے۔

۲۔معاصی کبیرہ کے حامل افراد کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے محکوم بکفر کرنے والوں کو امن کا اعزاز دیا۔

۳۔خلفاء پر سب وشتم کا رواج انہی سے آغاز ہوا ہے۔

۴۔حضرت علی کے قتل سے تقرب اللہ چاہنے والا ہے۔

۵۔دین اسلام میں پدر مادر آزاد جمہوریت کے داعی خوارج ہیں۔

۶۔تشتت پذیری اور افتراق گرائی میں ان کی مثال نہیں ہے چنانچہ ان کے ۳۰ فرقے بتائے جاتے ہیں۔

۷۔مسلمانوں سے نفرت وکراہت اور یہود و نصاریٰ سے محبت و الفت ان کی نشانی ہے۔

۸۔عقائد و مطالبات میں اجمال کوئی جیسے حکومت صرف اللہ کی ہوتی ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کو حکومت کرنے کا حق نہیں جبکہ وہ خود بدترین مستبد حکمران تھے۔

۹۔یہ اپنے محسنین رؤف ومہربان کے خلاف تیر و تلوار اٹھانے والے نامراد تھے چنانچہ امام حسین، زید بن علی اور عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تاریخ میں انکا رویہ اس کا عکاس ہے۔

۱۰۔قیام خوارج کا اگر تجزیہ کریں تو احزاب دینی و سیاسی میں آپ کو ان کا چہرہ واضح نظر آئے گا۔جس طرح مغرب نے مسلمان ملکوں میں احزاب سیاسی بنا کر اقتدار اعلیٰ مسلمین کو دین و دیانت سے اجنبی یا ضد اسلام والوں کے حوالے کرنے کی تحریک چلائی اور وہ کامیابی سے چل رہی ہے خوارج بھی انہی اہداف کو لے کر نکلے تھے۔

۱۱۔خوارج قریش کی شرط کے خلاف تھے گویا یہود و نصاریٰ و مجوس اس شرط کو ہٹانا چاہتے تھے کہ خلیفۂ مسلمین قریش یا سابق اسلام، سابق ہجرت و جہاد والا ہونا چاہیے۔جس طرح ہمارے ۱۴۲۳ھ کے انتخابات میں الیکشن کمشنر کی طرف سے پی پی، ایم کیو ایم، الحادیوں اور ان کے امیدواران کو کلمہ اور دین سے متعلق سادہ سادہ باتوں سے آگاہی کی شرط ناگوار تھی۔اسی طرح بیرون

ملک مقیم افراد کو بھی ووٹ دینے کی تحریک چلائی گئی تھی تا کہ مغرب والوں کو یہاں حکومت کرنا آسان ہو جائے یہ فکر بھی فکر خوارج سے ملتی ہے۔

یہ فرق در فرق ہو گئے ہیں۔وہ معمولی سی باتوں پہ الگ ہوئے اور نئے گروہ بنائے گئے مؤرخین نے لکھا ہے ان کی تعداد ۲۵ سے ۳۰ تک جا پہنچی ہے۔اگر یہ لوگ اپنی جگہ متحد ہو جاتے تو عالم اسلام کا نقشہ ایک جنگلستان بن جاتا۔اللہ نے امت کو ان کے شر سے بچایا جس طرح پاکستان میں پرویز اور ضد اسلام الحادی پارٹیوں کے اتحادیہ سے بچا کر اسلام و مسلمین کو بچایا ہے۔

خوارج کے بعد خوارج کے نقش قدم پر چلنے والے شیعہ ہیں لیکن مضاف الیہ محذوف ہے کون ہے معلوم نہیں؟ یہ نیچے کے طبقات سے تعلق رکھنے والے بلکہ مشکوک لوگ تھے۔لفظ شیعہ مبہم غیر واضح یعنی یہ کس کے شیعہ ہیں؟ جب ان لوگوں نے انتخاب میں شرکت پر اصرار و ہنگامہ کیا تو لوگوں نے ان سے پوچھا کس سے اتحاد کریں گے تو یہ ٹال مٹول کرتے تھے۔

انہوں نے خود کو کبھی شیعہ اہلبیت بھی کہا ہے لیکن یہ بھی مبہم و مجمل ہے کہ یہ اہل بیت کس کے ہیں۔انہوں نے حاکم کیلئے دو ایسی شرائط لگائی ہیں جو اس وقت تک نہیں پہچانی جا سکیں،متعارف نہیں ہو سکیں۔پہلے چاروں خلفاء میں اسطرح کی شرط کا کوئی ذکر نہیں تھا۔یہ شرائط منصوصیت اور عصمت کی تھیں جو نبوت کے بعد ناممکن تھیں۔لہٰذا اس حوالے سے شیعہ کا نعرہ نعرۂ خوارج کی مانند ہے یہ اسلامی مرکز کو نقطۂ متنازع رکھنا چاہتے ہیں۔چنانچہ انھوں نے ایسی شرائط لگا کر معاشرۂ اسلامی کو اسلام سے دور اور کفر سے نزدیک رکھا ہے۔خلفاء پر سب و شتم کرنے کی سنت شیعہ نے خوارج سے مستعار لی ہے۔اسی طرح شیعہ نے منکر امام کو کافر گردانا ہے جبکہ امام نہ اصول دین میں شمار ہوتا ہے نہ فروع دین میں۔قیادت و رہبری ضرورت اجتماعی ہے جس کے منکر کو انھوں نے کافر گردانا ہے۔

جس طرح خوارج نے گناہ کبیرہ کرنے والے کو کافر گردانا اسی طرح شیعہ نے امامت کا انکار کرنے والے کو کافر گردانا۔ یہ دو فرقے میدان عمل میں سرگرم رہے، کبھی شیعہ خوارج میں گھس گئے اور کبھی خوارج شیعوں میں مدغم ہوئے۔ معاویہ اوران کے بعد آنے والے خلفاء بنی امیہ نے اپنے نظام کے خلاف بغاوت وسرکشی کرنے والوں کو سختی سے کچل دیا، چنانچہ انکا نام ونشان ناپید ہو گیا یہاں تک کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بھی دوبارہ سر نہ اٹھا سکے۔

صفین کے بعد لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے حزب معاویہ، حزب علی اور حزب خوارج۔ حضرت علی کے قتل کے بعد علی کے ماننے والے شیعہ اور خوارج دونوں ایک ہو گئے دونوں نے امام حسن کی اس شرط پر بیعت کی کہ دشمن سے لڑیں گے لیکن جب میدان میں پہنچ گئے تو خوارج امام حسن پر ٹوٹ پڑے، نعرہ صلح صلح بلند کیا، جب امام حسن خلافت سے تنازل ہوئے تو یہی لوگ امام حسن کو مذل المومنین کہنے لگے جس میں شیعہ اور خوارج دونوں ایک ہی تھے معاویہ نے دونوں کو کچل دیا۔

اس دوران معاویہ یا زیاد بن ابیہ یا ثمرۃ بن جندب کے معتوب مقتولین کو شیعہ کہا گیا، یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ خوارج کو مارا گیا بلکہ کہا گیا کہ معاویہ نے شیعوں کا قتل عام کیا معاویہ حاکم تھے شیعہ اور خوارج باغی وطاغی تھے لیکن امام حسن اور امام حسین اور دیگر خاندان بنی ہاشم ان باغیوں طاغیوں کے حامی نہیں تھے البتہ انہوں نے بعض شخصیات کے بارے میں احتجاج کیا چونکہ وہ بے قصور یا آپ کے خاص الخاص تھے معاویہ کے بعد یزید کے دور میں پھر شیعہ اور خوارج یزید کے خلاف ہو گئے خوارج امام حسین کے حامی ہو گئے لیکن بعد میں سوائے محدود افراد کے باقی یزید سے مل گئے۔ یزید کے بعد خوارج روپوش ہو گئے خاندان اہل بیت بنی امیہ کے خلاف قیام کے حق میں نہیں تھا یہاں سے امت میں دو گروہ ہو گئے۔

۱۔حکومت کے خلاف وہ لوگ جنہیں شیعہ یا خوارج کہتے تھے۔

۲۔حکومت کے حامی گروہ تھے جن کا کوئی نام نہیں تھا بلکہ عامۃ المسلمین کہلاتے تھے۔یہاں شیعہ خلفاء کے حامیوں کو ظالم کہہ کرانھیں برا بھلا اور نفرت وکراہت سے باغی وطاغی کہتے تھے'ان کی عدالتوں میں جانے سے منع کرتے اوران کو طاغوت کہتے تھے، جمعہ وجماعت میں شرکت سے منع کرتے تھے چنانچہ اس کا مظہر آج حرمین شریفین میں نظر آتا ہے جہاں اوقات نماز میں یہ شرکت نہیں کرتے بلکہ امام کعبہ اورامام مسجد نبوی کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ گروہ الحادی نے فکری جنگ شروع کی۔

بلتستان کے علماء و دانشوران اپنے کفروالحاد دوستی میں بے شرم ہیں مثلاً پرویز مشرف نے کھلے الفاظ میں سینہ تان کرکہا، آجاؤمیں کافرہوں،کسی نے میرا کچھ بگاڑنا ہےتو سامنے آئے؟لیکن انھوں نے مشرف کی طول عمر،کامیابی اورحکومت کے دوام کے لئے دعائیں کی ہیں۔اگرکبھی ہم جیسے بے وقوف ناعاقبت اندیش سوال کرتے ہیں کہ حضوروہ تو ملحد اورمسلمان کش ہےتو اس پرآغائے جوہری وغیرہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے وہابیوں کو مارا ہے۔

افکارونظریات وعقائد خوارج:۔(کتاب فرق معاصر ج۱ص۱۳۹)

کہتے ہیں خوارج ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک حزب سیاسی ہے جوصرف مسئلہ خلافت میں دلچسپی رکھتے تھے اوراس کے حصول کیلئے سرگرم تھےلیکن یہ ان پرپردہ ڈالنے کے مترادف ہے،وہ افکارو عقائد منحرفہ ونکرہ کے بھی حامل تھے۔وہ اپنے افکارونظریات وعقائد فاسدہ کے نفاذ کی خاطر اقتدار پر قبضہ جماتے رہے ہیں،ان کی مثال آج کی اسمبلیوں میں آنے والے ان پڑھ جٹ لوگوں کی مثال ہے۔اس سلسلہ میں ہم ان چند افکارونظریات کا تذکرہ کریں گے جنہیں انہوں نے سیاست کے

علاوہ ٹھونسنے کے لئے طاقت وتشدد کا استعمال کیا ہے۔

۱۔وہ نصوص اسلامی کی تاویلات کرتے تھے جبکہ ان کی تاویلات کی برگشت یہود کو جاتی ہے۔

۲۔بعض ظاہر پر جے ہوئے تھے وہ معنی حقیقی کی تلاش میں نہیں ہوتے تھے جیسا کہ احمد امین نے ضحیٰ الاسلام ج ۳ ص ۳۳۴ پر ذکر کیا ہے۔بعض نے کہا ہے وہ نصوص کی اپنی خواہش کے مطابق تاویل کرتے تھے بعض علماء نے کہا وہ اس سلسلہ میں منقسم تھے بعض تاویل کے اور بعض ظاہر کے قائل تھے۔

۳۔اللہ کی صفات کو صفات ذاتی نہیں سمجھتے تھے بلکہ زائد بر ذات سمجھتے تھے۔

۴۔وہ مرتکب گناہ کبیرہ کو کافر سمجھتے تھے ایسے تمام گناہ گار اُن کی نظر میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۵۔اکثر خوارج کا کہنا ہے ان کے ہاں کفر کی بنیاد صرف عصیان ونا فرمانی نہیں ہے بلکہ عدم معرفت اللہ بھی ہے انہوں نے اپنے اس نظریے کے لئے سورہ تغابن آیت ۲، مائدہ ۴۴، سباء ۱۷ سے استدلال کیا ہے۔

۶۔امامت خوارج کے پاس سب سے بڑا مسئلہ تھی وہ امامت کی خاطر ہی میدان جنگ میں نبرد آزما ہوئے تھے۔وہ ہمیشہ امام تک رسائی اور خصوصیات میں اختلاف رکھتے اور ظاہری طور پر خود کو اس منصب کے لیے زاہد دکھاتے تھے۔اسے حاصل کرنے کیلئے وہ کسی قسم کی نرمی نہیں برتتے اور اسے ضرورت اجتماعی سمجھتے تھے کہ اس کے بغیر معاشرے میں استقرار نہیں آتا۔اس حوالے سے انہوں نے خود کو اس منصب سے بے دل اور بے رغبت دکھانے کیلئے نعرہ بلند کیا کہ ''**لا حکم الا اللہ**'' لیکن

دوسری طرف سے وہ قریش کی شرط کو ہٹانے اور قرآن اور سنت میں اس کا ذکر نہ ہونے سے استناد کرتے تھے۔اس کے باوجود انہوں نے امامت کے لئے سخت ترین شرائط لگائی تھیں۔

۷۔ان کے بعض فرقے عورت کی سربراہی کے بھی قائل تھے۔خوارج اپنے مخالفین کے ساتھ بدترین وسیاہ ترین تشدد رکھتے اور انھیں کافر سمجھتے تھے۔

خوارج اور مرتکب گناہ کبیرہ:۔

خوارج نے مرتکب معاصی کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پہلے مرحلے میں جان لیں کہ گناہ کبیرہ کیا ہے اور اس کے مقابل میں گناہ صغیرہ کیا ہوتا ہے۔قرآن کریم میں سورہ نساء آیت ۳۱،شوریٰ ۳۷،نجم ۳۲ میں آیا ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کریں گے تو ہم انہیں گناہ صغیرہ کی معافی دیں گے۔تفسیر شعراوی ج ۴ص ۲۱۶۴ پر بیان ہے عمرو بن عبیدہ بصری امام جعفر صادق کے حضور میں مشرف ہوا اور سورہ نجم کی آیت ۳۲ کی تلاوت کی پھر خاموش ہو گئے تو امام نے ان سے سوال کیا یا ابن عبیدہ خاموش کیوں ہوئے ہو۔تو اس نے کہا میں جاننا چاہتا ہوں قرآن میں گناہ کبیرہ کن گناہوں کو کہا گیا ہے تو اس پر امام نے جواب کا آغاز اس آیت سے کیا ہے۔

۱۔شرک:۔سورہ نساء آیت ۴۸ سب سے بڑا گناہ شرک ہے،شرک سے نیچے گناہ کو اللہ بخش دے گا،مشرکین کے لئے جنت حرام ہے سورہ مائدہ آیت ۷۲۔

۲۔رحمت اللہ سے مایوس ہونا،یہ نشانی کفر ہے سورہ یوسف آیت ۸۷

۳۔قہر وعذاب الٰہی سے لاپرواہ ہونا سورہ اعراف ۹۹

۴۔عاق والدین جسے اللہ نے شقی کہا ہے سورہ مریم ۳۲

۵۔قتل مومن ازروئے عمداً سورہ نساء آیت ۹۳

۶۔مومنہ عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا سورہ نور آیت ۲۳

۷۔رباء بقرہ ۲۷۵

۸۔میدان جنگ سے فرار انفال ۱۶

۹۔مال یتیم کھانا نساء آیت ۱۵۔

۱۰۔زنا سورہ نساء آیت ۶۷ فرقان ۶۹

۱۱۔گواہی حق چھپانا بقرہ ۲۸۳

۱۲۔یمین غموص یعنی ایک فعل انجام دیا اور قسم کھائی انجام نہیں دیا سورہ آل عمران آیت ۷۷

۱۳۔مال غنیمت میں خیانت کرنا سورہ العمران ۱۶۱

۱۴۔شراب پینا مائدہ ۹۰

۱۵۔ترک صلوٰۃ مدثر آیت ۴۳

۱۶۔عہد و پیمان توڑنا صلہ رحمی سے کٹ جانا بقرہ ۲۷

قرآن میں بطور محکمات صریحاً انھیں بڑے گناہ گنا گیا ہے بطور خلاصہ ہر وہ گناہ جس کے لئے اللہ نے دردناک عذاب رکھا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔گناہان کبیرہ میں بعض گناہ اللہ کی الوہیت سے جنگ ہیں جیسے شرک یا اللہ کے قہر و عذاب سے بے پروائی، رحمت الٰہی سے مایوسی، اللہ نے ان گناہوں کے مرتکبین کو کافر کہا ہے لیکن باقی گناہان کبیرہ کے مرتکبوں کو وعدہ عذاب دیا ہے انھیں خالدین فی النار کہا ہے کافر نہیں کہا ہے بلکہ جن کو ان گناہوں کے ارتکاب میں سزائیں دی جاتی ہیں ان پر نماز جنازہ ہوتی ہے طلب مغفرت بھی ہوتی ہے۔

۱۔اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة   ۲۔تاریخ الفرق و عقائد

ها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـمعجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد
٥ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٦ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٧ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٨ ـكتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى ٩ ـموسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس
١٠ ـالفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى
١١ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى

۹۰ـ خوجہ و خوجگان:۔

کسی بھی ملک میں سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی و سماجی گردش کا ایک ستون مالی سرمائے کو گردانا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ستون زیادہ تر خوجہ و خوجگان ہوتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا ایک فرقہ خوجوں کا ہے، ان کا تعلق پہلے ہندوؤں کی قوم لوہانہ سے تھا، یہ چودھویں صدی عیسوی میں اسماعیلی مبلغ پیر صدر الدین کے توسط سے مسلمان ہوئے ہیں، انھیں یہ لقب انھوں نے دیا ہے۔ اس کی اصل ہندی زبان میں ٹھاکر یا سردار ہیں۔

خوجہ و خوجگان اپنی تمام بود و باش میں تابع انگریز ہیں، ان کا سب کچھ انگریزی ہے وہ عند الضرورت اسلام کا نام لیتے ہیں، ملک میں ان کی واردات کی مثال انگریز کی ایسٹ انڈیا کمپنی کی مثال ہے، وہ اداروں اور گھروں میں اپنا مقام بناتے ہیں گویا اس ملک میں استعمار مذہبی یہ لوگ ہیں گھر والوں کو اپنے مذہب میں لے جاتے ہیں۔ خوجہ اور خواجگان کے بارے میں حسن امین نے

اسماعیلیہ اور دائرۃ المعارف میں لکھا ہے خوجہ آغا خانی کی طرف گرائش رکھتے ہیں جبکہ بعض خواجگان اسماعیلی ہیں آغا خانی نہیں ہیں۔

خوجہ آغا خان کو اپنا مذہبی رہنما مانتے ہیں سنی خوجہ بہت متمول و مالدار اور تجارت پیشہ قوم ہیں دائرۃ المعارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی جلد ۹ ص ۴۰، یہاں بھی خوجہ کے عقائد کو اسماعیلی نزاری کی طرف برگشت کیا ہے جو اس وقت آغا خان کے پیرو ہیں وہ پاکستان میں پنجاب، بلتستان اور گجرات وغیرہ میں مقیم ہیں۔ ہندوستان کے خوجہ اپنا حساب کتاب ہندی میں کرتے ہیں اور ہندوانہ رسم و رواج کے پابند ہیں۔

اسماعیلیوں نے اپنے عقائد ہندوؤں کے سامنے ایسی شکل میں پیش کئے ہیں جو ان کی ہندوانہ روایت سے ملائمت رکھتے تھے ہندوؤں کا عقیدہ ہے ان کا ظہور آئندہ کسی زمانے میں ہوگا اسماعیلیوں کے امام تین شکل میں چلتے ہیں امام مستور جسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا ہے، اس کو پروپیگنڈہ بھی کہہ سکتے ہیں، امام مستودع امام حاضر اکثر و بیشتر غائب ہی رہتا ہے، فی زمانہ مستعلی کے امام غائب ہیں۔ بہر حال یہ ہمیشہ اسلام کے خلاف ہی رہے ہیں۔ برصغیر میں مالی معاملات میں پنجابی خوجہ کی تنظیم میں آغا خان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ہر جماعت کا اپنا علیحدہ جماعت خانہ ہوتا ہے۔ کبھی اس کو محفل کہتے ہیں مسجد برائے نام ہوتی ہے۔ خوجہ و خوجگان اسلام کی رو سے دوہری شناخت کے حامل ہیں۔ وہ نجی سرگرمیوں میں بھرپور انداز میں اسلام و مسلمین کا مسخرہ کرتے ہیں، کہتے ہیں ہم عام مسلمان نہیں ہیں اسی حوالہ سے انہیں جہاں جہاں اسلام کی سربلندی کیلئے کوئی شخص یا ادارہ کھڑا ہوتے نظر آئے، وہاں وہ تھیلی اور لفافے کی صورت میں حصہ ڈال کر رفتہ رفتہ اس کو یرغمال بناتے ہیں اور غیر شعوری طور پر اُن کو اسماعیلی گردانتے ہیں۔ یہ اندر سے اسماعیلی باہر سے اثنا عشری

ہوتے ہیں وہ اسماعیلیوں سے مختلف نہیں بلکہ وہ اسماعیلی ہیں اثناعشری یہ ایک قسم کی نئی چھتری ہے۔

ان کی تمام تر ترجیحات مال و دولت بنانا ہوتا ہے۔جس ملک میں جہاں کہیں انسان دوستی اور خدمتِ خلق کے مظاہر نظر آتے ہیں وہاں ان کی شرکت ہوتی ہے اگر یہ کسی وقت دینی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرتے دکھائی دیں تو وہاں بھی ان کا مطمع نظر اسلام نہیں بلکہ اپنے وقتی مفادات ہوتے ہیں۔کوئی مسلمان اور خاص کر عالم دین نظر آئے تو تواضع و انکساری دکھاتے ہیں، ان کی تمام سرگرمیاں نفاق پر مبنی ہیں، وہ کسی بھی وقت اسلام کی سربلندی نہیں چاہتے ہیں۔لہٰذا وہ مولویوں کو عمارتیں بنانے میں مصروف رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں عمارتیں ان کے مفادات کے خلاف نہیں اٹھیں گی گویا اس کا مقصد یہ ہوا کہ لوگوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بطور مسکن کچھ دینا پڑتا ہے کیونکہ اگر اسلام آجائے تو ان کی حرام خوری کی دکان کا دیوالیہ ہوجائے گا۔

۴۔اثناعشری ان کا لیبل ہے یہ اسماعیل صفوی کی اختراع و اختلاق ہے جو ان کی ضرورت و حکمت عملی کے تحت گھڑا گیا ہے اس کا اعلان کرنے کے بعد اس نے اسماعیلی عقائد ہی کو اثناعشری کہہ کر بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے وہ اپنے مظاہر وجودی میں اسماعیلیوں سے جدا نہیں ہوتے ہیں۔ان کے عقائد، ان کا سلوک، ان کا اخلاق اور ان کے اجتماعیات و سیاسیات سب اسماعیلی ہیں۔یوں سمجھیں ان کے نمازی، روزہ دار اور حج و عمرہ والے اسماعیلیوں کے دائیں بازو ہیں جب ان کو دین کی ضرورت پڑتی ہے تو اثناعشری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب دین کی ضرورت ختم ہوجاتی ہے تو اپنی اصلی شکل میں تنسیخ و تعطیل شریعت کا مظاہرہ کرتے ہیں اثناعشری سے بھی وہ لادینوں کی حمایت اور نظام اسلام کی مزاحمت کراتے ہیں:

۱۔ان کے عقائد بعینہ اسماعیلیوں کے عقائد ہیں جو وقتاً فوقتاً حقائق کے پہاڑوں سے ٹکرا

کر پاش پاش ہوتے آئے ہیں۔

۲۔ جب ان پر وزراء یا کوئی قومی مقتدر شخص کا دباؤ آتے ہیں تو بڑے کی جگہ چھوٹے کو لاتے ہیں اسماعیلیوں کو چندین دفعہ ایسا سامنا ہوا ہے۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۹۱۔خیاطیہ:۔

معتزلہ کا ایک فرقہ ہے منسوب ہے عبدالرحیم بن محمد بن عثمان الخیاط متوفی ۳۰۰ھ یہ استاد ابی القاسم کعبی تھے کتاب فرہنگ فرق اسلامی میں آیا ہے وہ زیادہ تر معدومات کے بارے میں بحث کرتے تھے اسی لیے انہیں خیاطیہ کہا گیا ہے(معجم الفرق ص۱۱۲)

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

"حرف دال"

۹۲۔ دروز:۔

قاموس ادیان میں لکھا ہے یہ فرقہ محمد بن اسماعیل الدروزی متوفی ۴۱۱ھ سے منسوب ہے۔ وہ ترکی النسل ہے بعض کا کہنا ہے فارس الاصل ہے۔

موسوعہ المیسر ۃ ص ۳۹۷ پر آیا ہے یہ فرقہ باطنیہ کی ایک شاخ ہے جو حاکم بامر اللہ کی الوہیت کے قائل تھے ان کا سلسلہ نسب محمد بن اسماعیل نشتکین الدرزی سے ملتا ہے۔اس نے حمزہ بن علی بن محمد سے مل کر حاکم بامر اللہ کی الوہیت کا اعلان کرنا تھا لیکن محمد بن اسماعیل نے ۴۰۷ھ میں حاکم بامر اللہ کی الوہیت کا اعلان کیا جس پر حمزہ ناراض ہو گیا تو وہ مصر چھوڑ کر شام گیا ان کے عقائد چند عقائد فاسدہ کی کھچڑی ہیں، ان کے عقائد پوشیدہ ہوتے ہیں عام لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا حتیٰ ان کے ممبران کو بھی پتہ نہیں چلتا جب تک کہ وہ ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ نہ گزار لیں۔ان کے عقیدے کا محور حاکم بامر اللہ منصور بن عزیز باللہ ہے۔اس کے دعویٰ الوہیت اور اسلام سے بغاوت کو دیکھ کر اس کی بہن نے خاندانی اقتدار کو بچانے کی خاطر اسے ۴۱۱ھ میں قتل کیا تھا۔

محمد بن اسماعیل کے ساتھیوں میں سے حمزہ علی بن احمد متوفی ۴۳۰ھ نے اعلان کیا روح اللہ حاکم میں حلول کر گئی ہے اور لوگوں کو حاکم کی الوہیت کی طرف دعوت دی۔لیکن محمد بن اسماعیل نے حاکم کی الوہیت کے اعلان میں جلدی کی تو حمزہ اس پر ناراض ہوا اور لوگ بھی اس پر ناراض ہو گئے تو شام گیا وہاں انہوں نے اپنا مذہب پھیلایا یہاں تک کہ ان کو حمزہ کی تعلیمات کے مخالف گردانتے ہیں۔ان کی تیسری شخصیت حسین بن حیدر فرقانی کی ہے۔

اس کی موت کے بعد اس کے پیروکار دوبارہ واپس آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔وہ منکر رسول

ہیں ان کا عقیدہ ہے مسیح حمزہ کی دعوت دینے کے لئے آئے تھے۔تمام ادیان سے نفرت وعدوات رکھتے ہیں خاص کر مسلمانوں سے۔دروز نے گزشتہ احکام کو نسخ کیا ہے،وہ تمام احکام وعبادات اسلامی کے منکر ہیں ان کے بہت سے مفکرین ہندوستان آئے اوران کے بوذی مذہب سے یکجہتی کا اعلان کیا۔تناسخ ارواح کے قائل ہیں جنت ونار وثواب وعقاب اورقرآن کریم کے منکر ہیں۔ان کا عقیدہ ہے قرآن سلمان فارسی نے بنایا ہے ان کی اپنی ایک کتاب ہے جس پر وہ لوگ فخر کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک حاکم پلٹ کر واپس آئے گا اور کعبہ کو گرائے گا اور مسلمان اور نصاریٰ کو کچلے گا۔قیامت تک وہ تنہا حکومت کریں گے مسلمانوں سے جزیہ لیں گے۔ان کا عقیدہ ہے حاکم نے انبیاء بھیجے حمزہ اسماعیل اور ابوالخیر وغیرہ۔جو دوسروں کے ازدواج کو حرام قرار دیتے تھے۔صدقہ اپنے اوپر حرام قرار دیتے تھے،انہوں نے لڑکیوں کو ارث سے محروم قرار دیا، رضاعی بہن بھائیوں کے درمیان ازدواج کے قائل تھے۔ایک روحانی ہے جن کے پاس اسرار ہوتا ہے یہ رؤسا مذہب ہیں۔رمضان کے روزے نہیں رکھتے،حج کو نہیں جاتے،یہ لبنان اور شام میں ہوتے ہیں۔

ان کی عبادت کا نام الخلوۃ دروزی ہے جامعہ دروز دو گروہوں میں منقسم ہیں جامعہ عقلاء اور جامعہ جہلا،عقلاء کو حق ہے،عقائد واسرار وفرق جاننے کا جبکہ جاہلوں کو یہ حق حاصل نہیں۔ان کے رئیس کو ''شیخ العقل'' کہتے ہیں ان کی کتاب ایک ہزار سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب کو عام لوگ نہیں پڑھ سکتے ہیں۔دروزی اور حزب اللہ میں اتحاد ہے۔

١ ـ اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـ تاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي

حمد ۵۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٦۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۷۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل ۸۔موسوعة الادیان (لمیسرة) دار النفائس ۹۔الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی ۱۰۔الموسوعة المفصله تالیف حسن عبد الحفیظ ابو الخیر ۱۱۔تاریخ الفرق و عقائدها تالیف الدکتور محمود سالم عبیدات ۱۲۔موسوعة الادیان تالیف اسماعیل حامد ۱۳۔العقائد الفلسفیه المشترکه بین الباطنیة تالیف دکتور محمد سالم اقدیر

۹۳۔دسوقیہ:۔

یہ ابراہیم بن دسوقی سے منسوب ہے جو مصر کے شہر دسوق میں مدفون ہے۔ان کے نزدیک ابراہیم دسوقی چار اقطاب میں سے ایک ہے جو کائنات سے متعلق امور چلاتے ہیں (موسوعہ فرق و مذاہب) یہ عقیدہ وحدت الوجود کے قائل تھے وہ کہتے ہیں جتنا ممکن ہو سکے خاموش رہیں بھوکے رہیں۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۹۴۔دیوبندی:۔

دیوبند بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

کتاب موسوعہ میسرہ ۳۰۴ پر آیا ہے یہاں قائم دارالعلوم سے وابستہ جماعت کو دیوبندی کہتے ہیں۔ہندوستان میں برطانیہ کے مسلط ہونے کے بعد یہاں ایک درسگاہ قائم کی گئی۔انگریزوں

نے کہا تھا کہ یہاں زبان ہندوستانی ہوگی فکروسوچ انگریز کی ہوگی ،تو اس وقت کے جید وممتاز علماء شیخ امداداللہ مہاجر مکی اور شیخ محمد قاسم نانوتوی نے ۱۵محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کوایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس نے بعد میں رفتہ رفتہ ایک جامعہ کی شکل اختیار کی ۔اس درسگاہ نے پوری دنیائے غیر عرب میں قائم اسلامی درسگاہوں میں عربی زبان کے حوالے سے بڑا نام بنایا ،تاریخ برصغیر میں اب تک اس جیسی علوم عربی پر مسلط درسگاہ کہیں سننے میں نہیں آئی ۔ یہاں سے فارغ التحصیل علماء میں عربی زبان میں عربوں جیسے بیان وتالیف کے نوابغ پیدا ہوئے ہیں ۔

چونکہ یہ درسگاہ اپنے قیام کے وقت انگریزی فکراورسوچ سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے بنی تھی لیکن فکراورسوچ غیرارادی وغیر شعوری طور پر وہی پروان چڑھی جوانگریز کی خواہش تھی کویا زبان عربی ہوگی فکراورسوچ انگریزی ہوگی اس کے علاوہ وہی پہلے والی تقلید آباءواجداد ومشرکین سے ذرہ برابر انحراف نہیں کیا۔جوبات انگریزوں نے کہی تھی کہ فکروسوچ انگریز کی ہوگی زبان عربی ہوگی ،اسی لئے گرچہ اسلام کے مصادر میں قرآن اورسنت حضرت محمدؐ کے بعد تاریخ کومرکزی نصاب قرار دینے کی بات کرتے ہیں لیکن ان کے نصاب میں تاریخ اسلام کا نصاب نہیں حالانکہ علم دین کا ایک اہم ستون تاریخ اسلام ہے۔خاص کرروایت شناسی بھی اس علم سے وابستہ ہے۔یہاں کے علماء بقول مرحوم ابوالحسن ندوی عقائد میں ماتریدی کی تقلید کرتے ہیں۔عقائد میں علم کلام فلسفہ کے نام سے پڑھتے ہیں،یہ دونوں علوم بھی اجنبی ہیں،علوم جانب پڑھنے والے علماءاسلام ہیں لیکن باقاعدہ عقائد کوایک نصاب کی صورت میں پہلے سال ،دوسرے،تیسرے اورچوتھے سال کے عنوان سے تعلیم نہیں دیتے ہیں ۔برصغیر میں اگر درسگاہوں میں عقائد کا نصاب دیکھیں گےتو وہ نصاب ،اسلام خالص نہیں ہوگا بلکہ اسلام برصغیر کے عقائد پر ہوگا علم حدیث کووہ دین کادوسرا مصدر قرار دیتے ہیں ۔ مدارس میں جو

علم حدیث پڑھایا جاتا ہے اپنی جگہ تین درجات کا حامل ہے۔

۱۔خود حدیث کو معنی کے ساتھ پڑھنا۔

۲۔حدیث کو اس کی سند کے ساتھ پڑھنا تا کہ سند وصحت وسقم معلوم ہو جائیں لیکن سند کو چھیڑ چھاڑ کی اجازت نہیں ورنہ ان کے خیال میں کچھ بھی نہیں رہے گا۔

۳۔حدیث کا متن ہے یعنی احادیث آیات محکمات اور مسلمات دین وعقل سے متصادم و متعارض تو نہیں۔اس کا مظہر ان کے عقائد و افکار ونظریات و اعتقاد سیاسی و اجتماعی و اقتصادی و فقہی سلوک میں نمایاں نظر آتا ہے۔

عقائد میں اشعری اور ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ، فقہ میں ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ، فکر وسلوک میں غلات وصوفی رومی، جیلانی، سہروردی کے پیروکار ہونے کے علاوہ سیاست میں گاندھی کی فکر متحدہ ہندوستان اور مسلم ہندو مشترک ملک کے حامی ہیں۔معاشرت میں انہوں نے دین سے الگ معاشرہ سیکولرزم کو اپنا شعار بنایا ہے۔وہ ظاہری طور پر بریلویوں اور شیعوں کو قبر پرست کہتے ہیں لیکن اکابر پرستی میں بت پرستی سے آگے ہیں اور شخصیت پرستی کے بت کی پرستش میں اپنے انتہائی اوج کو پہنچے ہیں،تصدیق کیلئے ابوالحسن ندوی کی کتاب رجال الفکر کا مطالعہ کریں،شخصیات کو آپ نے اس طرح سے اٹھایا گویا بادشاہان قیصر وکسریٰ کے حضور میں خطاب کر رہے ہیں۔انھیں گویا اپنی اس درسگاہ کی اوج شہرت عالمی پر یہ افتخار بھی حاصل ہے کہ یہاں کے فارغ التحصیل انگریزی مثل انگریز، عربی مثل عرب،اردو مثل لکھنوی اصلی معلٰی بولتے ہیں لیکن اس کے باوجود دین کو ٹریکٹر ٹرالی میں رکھنے والوں سے چنداں مختلف نہیں ہیں۔سیاست میں بریلوی،شیعہ،سوشلزم،عورت ازم اور قوم پرستوں غرض سب کے ساتھ چلتے ہیں،انھیں عالمی سطح پر اسلام کو اٹھانے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔اگر کوئی

دردمند اہل تحلیل وتجزیہ نگاران سے سوال کرے کہ حضور عالی مسلمانوں کی پستی، زبوں حالی اور ذلت و خواری کی وجوہات کیا ہیں تو شخص محقق وتجزیہ نگار یہ کہہ سکتا ہے کہ پوری دنیا میں کوئی خالص اسلامی درسگاہ نہیں جہاں کا نصاب خالص اسلامی ہو، یہاں غیر اسلامی مسیحیوں کے ایجاد کردہ کلام معتزلہ کا فلسفہ، اصقل فقہ اور شعوبین کی نحو پڑھائی جاتی ہے اور عقائد فرقے کے پڑھتے ہیں۔انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے مسیحیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغی جماعت بنائی ہے لیکن تبشیر یوں کے طور طریقے اور حکمت عملی سے یہ دور سے بھی مشابہت نہیں رکھتے ہیں۔

یہ دیگر فرقوں سے نفرت و بیزاری رکھتے ہیں اور موقعہ محل پر ایک دوسرے کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پاکستان بننے کے بعد جب جماعت اسلامی نے دیگر الحادیوں سے اتحاد کیا اور بریلویوں سے بھی اتحاد کیا، قاضی حسین احمد مرحوم نے دیوبندی، بریلوی اور شیعہ سب کو سیکولروں کے طبل خانے میں جمع کیا۔اہل سنت ایک نہیں ہوئے اور نہ ہی متحد ہو کر خالص اہل سنت کی کوئی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو سکے ہیں کیونکہ یہ بھی ہمیشہ سیکولر لوگوں کے داعی اور حامی رہے ہیں۔

دیوبند صوفیوں کی درسگاہ:۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں جب استعمار نے ہندوستان میں اپنے خلاف چلنے والی تحریک کو کچل دیا، انھوں نے کسی کو قتل اور کسی کو زندان کیا، مبارزہ و جہاد کرنے والے علماء میں سے بعض قتل اور بعض زندان ہوئے اور کوئی ہجرت کر گئے تو باقی ماندہ علماء میں سے جناب شیخ امداد اللہ المهاجر المکی اور ان کے شاگرد محمد قاسم نانوتوی نے مدارس دینی و مراکز اسلامی کھولنے کا فیصلہ کیا چنانچہ انہوں نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو دیوبند میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی ۱۲۹۱ھ میں

یہ مدرسہ نو سال کی مدت میں مکمل ہوا۔اس سے پہلے مسجد میں درس دیا جاتا تھا، یہ مدرسہ ہندوستان میں سب سے بڑی درسگاہ رہی ہے، یہاں سے فارغ علماء ہی ہراول دستہ تبلیغی جماعت بتاتے ہیں۔ اس مدرسے کی ایک بڑی علمی شخصیت، عالمی سطح پر ابھرنے والے علماء لکھنو کے رئیس وامیر اور رابطہ عالم اسلامی کا عضو سید ابوالحسن ندوی ہیں۔علماء دیوبند عقائد وسلوک میں صوفیہ نقشبندی، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ سلسلے سے وابستہ ہیں۔ان کے طریقہ پر چلتے ہیں لیکن فقہ میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں۔اس عظیم درسگاہ سے ماحصل تقلید کورے کورانہ ہے، ''صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ'' علماء قرون وسطیٰ علی ضد کتاب اللہ ہے۔(کتاب موسوعۃ ج ا ص ۳۱۰)

الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهني

"حرف ذال"

۹۵۔ذمیۃ:۔

غلات کا ایک فرقہ ہے انہیں ذمیۃ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ نبی کریمؐ کی مذمت کرتے تھے کیونکہ ان کی نظر میں علی اللہ ہے، علی نے محمدؐ کو بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو دعوت دیں محمدؐ نے اپنی طرف دعوت دی۔یہ فرقہ ملاحدہ میں شمار ہوتا ہے۔(قاموس مذاہب وادیان)

١۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٢۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٣۔فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٤۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۹۶۔ذامیہ:۔

یہ جبرائیل کی مذمت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے جبرائیل کو حکم ہوا تھا کہ وحی علی پر نازل کرے لیکن اُس نے محمدؐ پر نازل کی ہے۔تمام ادیان سماوی میں اللہ کے پیغام کو انبیاء تک پہنچانے والا جبرئیل ہے جبرئیل بھی خیانت کریں تو اسلام سمیت دیگر ادیان کا کیا بنے گا یہ لوگ سورۃ بقرہ کی اس آیت کا مصداق ﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ ﴾ ہیں۔

(معجم فرق ص ۱۱۷)

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

”حرف راء“

۹۷۔راجعیہ:۔

راجعیہ ایک فرقہ ہے جو وفات امیر المومنین علی کا منکر ہے ان کا کہنا ہے علی بادلوں میں ہیں رعد ان کی آواز ہے برق ان کے گھوڑے کے سم سے نکلتی ہے۔

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔دبستان المذاهب ج ۲، ص ۹۳۔

۹۸۔راجیہ:۔

ایک فرقہ مرجئہ ہے ان کا کہنا ہے ہم مطیع کو مطیع عاصی کو عاصی نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہم نہیں جانتے ہیں۔

۱۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۹۹۔راسبیہ:۔

پیروان عبداللہ بن وہب راسی خوارج کا پہلا امام تھا اسے اور حرقوص بن زہیر عجلی کو جنگ نہروان میں حضرت علی نے قتل کیا تھا۔

۱۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل ۴۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف

يحيى الامين

۱۰۰۔رافضیہ:۔

کوفہ میں ایک گروہ آشوب گر، فتنہ پرور تھا جو لوگوں کو فتنہ و فساد پر اکساتے تھے اس گروہ نے زید بن علی کو بنی امیہ کے خلاف قیام کرنے کے لئے رغبت دلائی۔سولہ ہزار افراد نے ان کی بیعت کی اور جب موقعہ مبارزہ و مقابلہ آیا تو انہوں نے زید بن علی سے خلیفہ اوّل و دوّم سے برأت کرنے اور ان پر لعن و نفرین کرنے کے لئے کہا تو زید نے ایسا کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے زید کو چھوڑا اس وجہ سے اس گروہ کو رافضیہ کہتے ہیں۔اس حوالے سے یہ ایک لقب ہے۔ان کا مذہب سبّ خلفاء سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتا ہے، یہاں سے عام مسلمان ہر اس شخص کو جو سبّ و بغض خلفاء رکھتا ہے رافضی کہتے ہیں۔

رافضیہ کے نام سے دو اور فرقے بھی ہیں، ایک وہ ہے جو پیغمبرؐ کے بعد عباس بن عبد المطلب کو مستحق خلافت قرار دیتے ہیں۔دوسرا پیروان مغیرہ سعید عجلی کو بھی کہتے ہیں

۱۔تاريخ الفرق و عقائد ها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ۲۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ۳۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٤۔ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٥۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٦۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ۷۔الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى

۸۔كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۱۰۱۔راوندیہ:۔

یہ غالیوں کا ایک فرقہ ہے جو ایران کے شہر راوند سے منسوب ہے راوندیہ اصفہان کے ایک قریہ کا نام ہے یہ لوگ تناسخ ارواح کے قائل ہیں اس کے داعی کا نام ابلق ہے وہ مرض برص میں مبتلا تھا اس نے غلو کیا اور محرمات کو حلال قرار دیا ہے۔جب یہ بات اسد بن عبداللہ القسری نے سنی تو ان سے جنگ لڑی۔

۱۔تاریخ الفرق و عقائدھا تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ۲۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٤۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ٥۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ٦۔الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

۱۰۲۔رجعیہ:۔

شیعوں کے اہم عقائد میں سے ایک عقیدہ رجعت ہے ان کا کہنا ہے ظہور امام مہدی کے بعد حضرت علی و دیگر آئمہ اور بعض خالص مومنین اور خالص کافرین رجعت کریں گے (اگر تفصیل دیکھنا چاہیں تو شیعہ اہل بیت میں دیکھیں) دوبارہ پلٹ کے آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔یہ عقیدہ سبائیہ نے حضرت علی کے بارے میں اٹھایا ہے اس کے بعد کیسانیہ نے محمد ابن حنفیہ کے بارے میں کہا کہ وہ واپس آئیں گے،اس کے بعد مغیرہ عجلی،محمد بن حسن،نفس ذکیہ کیلئے کہا، ان کے بعد ہر امام کے بعد لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے،ایک نے وفات کو تسلیم کیا اور ان کی جگہ ان کے فرزند کو انتخاب کیا،دوسرے نے وفات سے انکار کیا اور انہی پر رک گیا۔یہی عقیدہ اثناعشریوں کا

بھی ہے۔درحقیقت اس عقیدہ کی برگشت انکار معاد پرمبنی ہے یہ تناسخ کی تشریح ہے جس میں سزا اور جزا سب یہیں پر ہونا ہے۔

رجعیہ کا عقیدہ ہے حضرت علی اوران کی اولاد نیز ان کے خاص الخاص ماننے والے دنیا میں واپس آئیں گے۔ اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن آیت اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء اور شیخ محمد رضا نے اس کو رد کیا ہے کہا یہ ہمارے عقیدے میں نہیں لیکن ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اس کا اعتقاد رکھنا کوئی اشکال نہیں رکھتا ہے کیونکہ عقلاً ممکن ہے،اگر ہر امکان عقلی کے بارے میں اعتقاد رکھنا بے اشکال ہے تو اس عقیدے کا کیا نام ہوگا۔یہ عقیدہ رجعت قہقرائی رجعت نکسی ہے،آیات محکم تو دور کی بات ہے یہ حدیث مستند سالم متن بھی نہیں ہے۔(معجم فرق اسلامی ص۱۲۱)

۱۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔موسوعة الادیان(لمیسرة) دار النفائس ۳۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۰۳۔رزامیہ:۔

ایک فرقہ کیسانیہ ہے یہ گروہ منسوب ہے رزام بن رزم سے جس نے امامت کو حضرت علی کے بعد ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی طرف پلٹایا،پھر ان کے بعد ان کے بیٹے ابو ہاشم،ان کے بعد علی بن عبداللہ بن عباس کو وصیت کی یہاں تک کہ یہ سلسلہ ابو مسلم خراسانی تک کھینچا ہے۔

۱۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔معجم الفاظ العقیدة تصنیف ابی عبد

الله عامر عبد الله فالح

٤۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

۱۰۴۔رشتیہ:۔

سید کاظم رشتی جو کہ شیخ احمد احسائی کا شاگرد اور اس کے اختراع کردہ مذہب میں اس کا جانشین تھا، کے ۱۲۲۹ھ میں مرنے کے بعد اس کے پیروکاروں نے اس کو موسیٰ وعیسیٰ ومحمدؐ جیسا رسول بلکہ ان سے بھی افضل وبہتر قرار دیا اس کے پیروکاروں کو رشتیہ کہتے ہیں۔سید کاظم قائد مذہب بابیہ وبہائیہ تھا، اس وقت روس اپنے اوج اقتدار پر تھا اس کے جاسوس ان کے درس سنتے تھے اور انہی کے لئے اعلان ظہور مہدی کے حالات سازگار کرتے تھے، ایک دن ایک روسی جاسوس نے ان سے پوچھا امام مہدی کب ظہور فرمائیں گے تو انہوں نے تھوڑے سے وقفہ کے بعد جواب دیا شاید اسی مجلس میں تھوڑی دیر بعد تشریف لائیں۔اس نے اپنے دوسرے اعلان میں کہا ''ابواب'' کا دور ختم ہونے والا ہے اور خود مہدی آنے والا ہے۔اس کا ارادہ تھا کہ وہ خود اعلان کرے وہ اس کیلئے شاگردوں کو تیار کررہا تھا لیکن موت نے اسے موقع نہیں دیا۔اس کے خواب کو اس کے شاگرد دیرینہ محبوب محمد علی نے جامعہ عمل پہنایا اور اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا۔

ہاشم رفسنجانی نے اپنی کتاب امیر کبیر کے ص ۲۰۸ پر کاظم رشتی کو امیر کبیر لکھا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ احمد احسائی کا شاگرد اوّل خود شیخ احمد سے زیادہ مرموز وپیچیدہ تھا اس کا نسب وحسب کسی کو پتہ نہیں، اہل رشت کہتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں۔احتمال قوی ہے روس سے آیا تھا اس کے پاس بہت پیسہ تھا خلفاء سے حد سے زیادہ عداوت رکھتا تھا۔شیخ عبد الباقی کے دیوان پر شرح لکھی ہے، اور کتاب کو خرافات سے پُر کیا ہے۔اس نے بھی بہت سے منحرف شاگرد چھوڑے ہیں۔

۱ ۔الموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير ۲ ۔امير كبير تاليف هاشم رفسنجانى ۳ ۔فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور
٤ ۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۱۰۵۔رفاعہ:۔

یہ منسوب ہے احمد رفاعی سے،وہ قبائل عرب بنی رفاع سے تعلق رکھتا تھا۔ان کی جماعت تلوار مارنے اور آگ میں کودنے کی کرامت دکھاتی تھی ۔ہم ایک عرصے سے اپنے ملک پاکستان میں شیعوں کے آگ پر ماتم کے بارے میں سوچتے تھے کہ یہ کہاں سے لائے ،تو ایک دفعہ ہمارے ایک دوست مرحوم اولادحیدرنائیوان گئے تھے وہاں سے ایک اخباری تراشہ لائے جس میں لکھا تھا کہ وہاں کے ہندو آگ میں کودتے ہیں،لیکن حیرت میں شدت اس وقت آئی جب مولانا شکور نے اس آگ کو پانی ڈال کر بجھا دیا جو بلتستان کے موضع نصیری آباد سے تعلق رکھنے والی مسجد میں ماتم کیلئے جلائی گئی تھی تو آغا محسن نجفی اور صلاح الدین جیسے عالم دین نے آگ پرستوں کی بجائے مولانا شکور کی مذمت کی ۔کتاب ''غایت الامانی فی الرد علی النھائی'' میں لکھا ہے اس زمانے میں دین پر آنے والی سب سے بڑی مصیبت بدعت رفاعی ہے جہاں کہیں کوئی بدعت ہوگی اس کا سرا اس سے ملتا ہے اس کا مصدر رفاعی ہے،ان کے اذکار رقص،موسیقی اور رغناء عبادت مشائخ ہے ۔ان کا شیعوں سے بعض عقائد میں اتحاد پایا جاتا ہے ان میں ایمان بہ کتاب جفر،بارہ امام کے علاوہ خود احمد رفاعی کی امامت ہے ۔وہ عاشورا بھی مناتے ہیں ۔(موسوعہ فرق و مذاہب)

۱ ۔ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ۲ ۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ۳ ۔موسوعة الفرق و المذاهب تاليف

الشیخ ممدوح الحربی

٤ ـ اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

"حرف زاء"

۱۰۶۔الزراریہ:۔

یہ زرارہ بن اعین تمیمی مشہور صحابی امام جعفر صادق ہے۔کتاب جامع رواۃ میں لکھا ہے یہ متکلم شاعر وادیب وفقیہ تھے صاحب جامع رواۃ مزید لکھتے ہیں آپ ان چھ اصحاب میں سے تھے جن کی وجہ سے شریعت قائم ہے صاحب رواۃ پھر لکھتے ہیں آپ کے بارے میں امام صادق کی طرف سے روایات مدح و زم دونوں آئی ہیں یہاں چند سوال آتے ہیں کہ کیا اس حساب سے آپ کے درجات و مقام سلمان،عمار یاسر،ابوذر حتیٰ حضرت علی سے بھی زیادہ نہیں ہوگا دوسرا اگر ایسا ہے تو انکی مذمت میں کیوں فرمایا۔امام صادق کی وفات کے بعد آپ کو پتہ نہیں چلا کہ امام صادق کے بعد امام کون ہے انہوں نے مدینہ میں اپنے کسی عزیز کو بھیجا کہ پتہ کریں آپ کے بعد امام کون ہے۔کتاب قاموس ادیان میں لکھا ہے آپ عبداللہ بن افطح کی امامت کے قائل تھے ان کی وفات کے بعد امام موسیٰ بن جعفر کی طرف رجوع کیا۔زرارہ کی تصنیفات میں ایک کتاب استطاعت ہے جس میں آپ نے ثابت کیا ہے اللہ کی صفات زائد بر ذات ہیں زرارہ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی ہے۔

زراریہ اللہ کی تمام صفات کو حادث زائد بر ذات سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے اللہ بعد میں عالم ہوئے اور بعد میں قادر ہوئے۔وہ معتزلہ کے عقائد پر قائم تھے۔(جامع رواۃ اردبیلی الحائری)

١ ـ فرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـ فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٣ ـ اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتورشوقى ابوخليل ٤ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٥ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعدادحسين على حمد

۱۰۷۔زیدیہ:۔

زید بن علی اور ان کے فرزند یحییٰ بن زید کی امامت کے قائل ہیں ان کے بنیادی عقائد امامت منصوص من اللہ ہونا بطور نص وصفی ہوتی ہے۔

☆۔**زیدیوں کے نزدیک امام** کا معصوم ہونا اور عقیدہ امام مہدی دونوں نہیں ہیں۔ان کے ہاں قیام بالسیف شرط امامت ہے۔

☆۔یہ امام باقر اور امام جعفر صادق دونوں کی امامت کو نہیں مانتے کیونکہ انہوں نے دشمنان سے جہاد نہیں کیا۔

☆۔وہ خلفاء کی خلافت کو صحیح سمجھتے ہیں اور ان پر لعن کرنے اور ان سے برأت کرنا جائز نہیں سمجھتے۔اس وجہ سے ان کو برانگیختہ کرنے والوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا یہیں سے شیعہ کا نام رافضیہ ہو گیا کیونکہ انہوں نے زید کو کوفہ میں تنہا چھوڑا۔یحییٰ بن زید کے بعد یہ فرقہ غلات میں گیا اب وہ خلفاء کو سب وشتم بھی کرتے ہیں۔امام کو منصوص من اللہ و من الرسول سمجھنے والے اب منصوص نہ سمجھنے والوں کے ساتھ ہیں کیونکہ دونوں میں مشترک سب وشتم خلفاء ہے۔

☆۔زید خلافت خلفاء ثلاثہ کو اپنی جگہ صحیح گردانتے ہیں،لیکن ان سے نکلنے والے فرقے اس فکر سے منحرف ہوئے،کتاب شیعہ اہل بیت میں ان کے مندرجہ فرقے بتائے گئے ہیں ص ۲۳۔

۱۔برقیہ ۲۔ادریسیہ ۳۔جارودیہ ۴۔جریریہ (سلیمانیہ)

۵۔حسینیہ ۶۔حسنیہ ۷۔خشبیہ (سرخابیہ) ۸۔خلفیہ

۹۔دکینیہ ۱۰۔ذکیریہ ۱۱۔صباحیہ ۱۲۔عجلیہ

۱۳۔قاسمیہ ۱۴۔نعیمیہ ۱۵۔یعقوبیہ

یہاں سوالیہ فقرہ یہ آتا ہے کہ زیدیہ نص خصوصی اور عصمت امام مہدی کو نہیں مانتے تھے اور عدم جواز سب خلفاء کے قائل تھے اس کے باوجود شیعہ ان کی حمایت کرتے ہیں لیکن اسی فکر کے حامی انسان کے لئے روزگار تنگ کرنا کس منطق کے تحت ہے؟

١ ـ اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة ٢ ـ تاريخ الفرق و عقائدها تصنيف الدكتور محمود سلام عبيدات ٣ ـ معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابى عبد الله عامر عبد الله فالح ٤ ـ قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٥ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٦ ـ فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٧ ـ اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٨ ـ موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس ٩ ـ الموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب ،تاليف مانع بن حماد الجهنى ١٠ ـ الفرق بين الفرق تاليف عبد القاهر بن طاهر بن محمد البغدادى

"حرف سین"

۱۰۸۔سبائین:

جنہیں فرق نویسوں نے لاعنین وتبرائین بھی لکھا ہے امت اسلامیہ میں اس فعل شنیع و مبغوض عنداللہ و رسولؐ کے بدعت گزار، طاغی و باغی، مرکز و پناہ گاہ منافقین سے نکلنے والے خوارج نے تمام اصول ومقرارت اسلامیہ سے ہٹ کے آغاز کیا تھا جہاں انہوں نے عثمان علی اور طلحہ و زبیر کے خلاف غلاظت گوئی کی اور انہیں سبّ و شتم کا نشانہ بنایا تھا بعد میں مؤسس نظریہ شیعہ بر نظام شہنشاہی وقیصرائی وکسرائی' ابی الخطاب اسدی اور منذر ابن جارودی کی تأسی میں ابوبکر وعمر وعثمان اورام المومنین کوسبّ کانشانہ بنایا۔بعض نے خودعلی کوبھی نہیں چھوڑا اس لئے کہ انہوں نے خلفاء کے خلاف ترک قتال کیا تھا۔ پہلے اس کے عناصر ترکیبی کو بیان کرنے کی ضرورت ہے یہاں اس فعل شنیع کے عناصر کو کھولنے کی ضرورت ہے۔سبّ وشتم کون کرتا ہے؟

۱۔اپنے مبغوض سے افہام وتفہیم نہ کر سکنے والے کرتے ہیں۔

۲۔طاقت وقدرت نہ رکھنے والے کرتے ہیں۔

۳۔دل میں زیادہ حقد، کینہ،غصہ وغلاظت سے بھرے انسان کرتے ہیں۔

۴۔بدواور جنگلی کرتے ہیں۔

سباب و شاتم خوارج تھے اور جنہیں ''سبّ'' کانشانہ بنایا ہے وہ مسلمان ہونے کے علاوہ اصحاب رسولؐ سابقین ایمان وہجرت و جہادو انفاق کے علاوہ زعیم وسربراہ وچشم و چراغ امت مسلمہ تھے۔سبّ وشتم کی سنت قائم کرنے والے خوارج باغی وطاغی قیادت مسلمین،قاتل خلیفہ سوم و چہارم ،باغی و طاغی وغادر خلیفہ پنجم امام حسن،مدعی الوہیت ابی الخطاب اسدی مجہول الھویہ احمداحسائی ہیں

جن کی تاسی کرنے والے شیعہ علی و اہلبیت ہیں۔ کیوں اس مذہب کے عمائدین، اساطین و متجرین علوم نے اس فعل شنیع کو اپنے فرقے میں مجاہرانہ رواج پر خاموشی و سکوت اختیار کیا اس کی کیا منطق و جواز ہے یہ سکوت، سکوت از حق ہے یہ سکوت، حمایت اہل بیت میں نہیں علیہ اہلبیت ہے۔ اگر مسئلہ گھمبیر ہے **"ولنا فی القرآن و سنة کفایة و غنا"**۔

ہر نزاع و خصومت کے موقع پر رجوع بقرآن و اسوۂ رسولؐ تھے، حکم صریح قرآن ہے نساء ۵۹۔ مسلمان عاقل کو سوچنا چاہیئے۔

ہم اسماعیلیوں اور آغا خانیوں سے مخاطب نہیں ہم اثناعشریوں سے مخاطب ہیں جن کے بارے میں بغیر کسی سند کے بعض علماء کہتے ہیں وہ معتدل ہیں اور خود اثناعشری والے کہتے ہیں ہم سب وشتم نہیں کرتے ہیں، ہم ان سے سوال کرتے ہیں حوزہ نجف و قم اور یہاں ۹ ربیع الاول کو کس لئے مٹھائیاں تقسیم کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں بتائیں؟ پوری امت اس مسئلہ کے حل کی ذمہ دار ہے، اپنے بیان و قلم سے اس کے جواز و عدم جواز کا اعلان کریں، ہم ایک فرد مسلمان کی حیثیت سے سوال کرتے ہیں انہوں نے کونسا جرم و جنایت کیا تھا، تا کہ ان کو اس طرح سب وشتم کا نشانہ بنایا جائے، اگر کیا ہے تو اس کو سامنے لائیں طرق مسلمۃ ثبت روایات اور تاریخ سے ثابت کریں اگر ثابت نہیں ہے تو منافقت نہ کریں اندر سے نکلیں ٹی وی سے اعلان کریں، اگر یہ دین ہے تو یہاں ہر چیز بطور صراحت اعلانیہ ہونا ضروری ہے۔ اسلام دین اعلانیہ، دین تحدی و چیلنج کا دین ہے، ڈھکی چھپی بات نہ کریں۔

قرآن و رسول حکم امت ہیں حکم خلفاء و رعیت ہیں حکم امیر المومنین و معاویہ ہیں۔ امیر المومنین نے بھی فرمایا ہے قرآن اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کریں۔ کیا تمام مسائل و اختلاف کے وقت مسلمانوں کو اس کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیئے قرآن اس بارے میں کیا فرماتا ہے نبی

کریمؐ اس دین کے مبلغ و رسولؐ ہیں بتائیں اپنے مخالفین کے ساتھ آپ کی سیرت و اسوۂ کیا تھا؟ اگر یہ دہشت گرد تنظیم ہے تو اس کے اسرار ہوتے ہیں، ان اسرار کو فاش کرنے والے کیلئے سخت سزا ہوتی ہے، میں تو آپ کی محافل اسرار والا نہیں تھا پھر مجھے فاش اسرار کی سزا کس لئے دی ہے؟ وضاحت کریں۔

۱۰۹۔ سبائیہ:۔

سبائیہ عبداللہ بن سباء متوفی ۴۰ھ سے منسوب ہے۔ عبداللہ سباء یہودی تھا دور خلافت عثمان میں مسلمان ہوا، حجاز پہنچا تو لوگوں کو حضرت عثمان کے خلاف اکسایا، بصرہ و کوفہ و مصر گیا حضرت محمدؐ کی رجعت کی بدعت کو اٹھایا، حضرت علی کی الوہیت کا اعلان کیا اور حضرت علی کے قتل کے بعد آپ کی رجعت کا اعلان کیا۔ اس نے کہا علی نے آسمان کی طرف صعود کیا ہے علی واپس آئینگے۔ بعض سبائین نے اس فرقے کو افسانہ ہونے کا اعلان کیا ہے، اگر یہ تسلیم کرلیا جائے تو یہ عقیدہ رجعت کہاں سے لیا ہے؟

۱۔ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔ کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ٤۔ الموسوعة الميسرة فی الادیان و المذاهب، تالیف مانع بن حماد الجهنی ٥۔ الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی ٦۔ اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل ٧۔ معجم الفرق و المذاهب اسلاميه

۱۱۰۔سبعیہ:۔

اسماعیلیوں کا ایک نام ہے انھیں سبعیہ کہنے کی توجیہ میں لکھا ہے امام صادق کے بعد امامت کا سلسلہ اسماعیل پر ختم ہوتا ہے۔سبعیہ کہنے کی دوسری توجیہ میں لکھتے ہیں عالم سفلی کی تدبیرے ستاروں سے مربوط ہے،یہ ستارے زحل،مشتری،مریخ،زہرہ،سورج اور عطارد وقمر ہیں۔

۱۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۱۱۔سردابیہ:۔

شیعوں کا ایک گروہ سامرہ یا حلہ میں واقع ایک سرداب کے دہانے پر ایک گھوڑے کو زین ولجام دے کر سرداب کے دروازے پر انتظار میں رہتا تھا،وہ بلند آواز سے تین دفعہ کہتے تھے ''یا امام بسم اللہ''یعنی یا امام نکل کے آجاؤ۔بعض کہتے ہیں یہ سرداب ایران کے شہر رے میں ہے جبکہ بعض کہتے ہیں یہ سامرہ میں ہے۔(معجم فرق اسلام ص۱۳۴)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۱۲۔سلفیہ:۔

مادہ سلف سے ضد خلف ہے''سلف''متقدمین کو کہتے ہیں۔اہل تشیع سلف کی جگہ متقدمین اور خلف کی جگہ متاخرین استعمال کرتے ہیں،حقیقت ایک نام دور کھنا بدنیتی وخیانت کاری کیلئے استعمال ہوتا ہے یہاں متفکر مذہب نے آتش فتنہ بجھنے سے روکنے کیلئے ایسا کیا ہے۔دونوں کا اصرار ہے صحیح وہی ہے جو گزشتہ علماء نے کہا ہے لہٰذا موسوعات فقہ میں اسناد سلف کو دیتے ہیں۔ان کے افکار وعقائد

کو بغیر کسی نقد وتنقید کے اپنایا جائے۔ سلفیوں سے مراد کون ہیں۔موسوعہ میسرہ ج ۵ص ۱۰۷۲پر آیا ہے۔

سلف سے مراد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین ہیں۔سمعانی متوفی ۵۶۲ھ نے اپنی کتاب انساب میں سلف کے معنی میں لکھا ہے ''س۔ل۔ف'' یہ سلف سے منسوب ہے اور ان سے سنی ہوئی باتوں کو اپنانے والوں کو سلفین کہتے ہیں۔یہاں سے سلفیہ اصطلاح عام میں صحابہ وتابعین اور تبع تابعین حتیٰ ان کے بعد والوں کی پیروی کرنے والوں کو سلفین کہتے ہیں۔صحابہ وتابعین کے بعد ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری' سفیان بن عینیہ، لیث بن سعد اوزاعی' عبداللہ بن مبارک' بخاری، مسلم اور صاحب سنن اربعہ اور اس کے بعد ان کے تابعین ابن تیمیہ' ابن قیم' محمد بن عبدالوہاب اور ان کی پیروی کرنے والے سلفیہ میں شامل ہیں۔ابن قیم نے کہا ہے ہر وہ جس نے اللہ کی طرف رجوع کیا ہے ان کی اتباع واجب ہے یہ وہی تقلید ہے یعنی کسی کے قول وحکم کو بغیر دلیل وسند مانیں، تقلید کی حیثیت پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ مذموم عمل ہے کسی کا حکم بغیر دلیل لینا رسولؐ اللہ تک محدود ہے لہٰذا ابن قیم نے اس کیلئے حدیث مجہول ''**خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم**'' پر سلفیہ کی عمارت کھڑی کی ہے۔اس نہج پر چلنے والوں کو عصر حاضر میں برصغیر پاک و ہند، مصر، شمال افریقہ اور شام میں وہابی کہتے ہیں۔

وہابیوں کو اس وقت دنیا کے گوشہ وکنار میں سعودی حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے فروغ ملا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں محمد بن عبدالوہاب نے قبر پرستوں اور دین میں خرافات گروں کا قلع قمع کیا ہے لیکن جو شخص احیاء کتاب وسنت محمدؐ کا داعی بنے اور جس نے بدعتوں کے خاتمہ کیلئے قیام کیا ہو اور جو خود بدعت کا یہ معنی بیان کرتا ہو کہ نبی کریمؐ کے بعد دین کے نام پر جو چیز ازخود جعل کی نجائے

وہ بدعت ہے اور ایسا کرنے والا مبدع ہے، انہوں نے جب خود ایک نئی حجت کی بدعت قائم کی ہو تو یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے، کیونکہ سورۃ نساء۔۱۶۵ کے تحت حجت رسول اللہؐ پر ختم ہے۔

کتاب اعلام موقعین جلد ۴ صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے "خیر القرون قرنی" تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے زمانے میں یا اس سے نزدیک ہو اور انکی پیروی کرنے والے ہوں۔ اوزاعی متوفی ۱۵۷ھ ہیں انہوں نے کہا اپنے آپ کو سنت پر کاربند کرو اور قوم جہاں رکی ہے وہاں رک جاؤ، اور وہ جو کہیں وہی بات کرو، سلف صالحین کے راستے پر چلو۔

یہ روایت عمران بن حصین نے ابن مسعود سے نقل کی ہے اتباع کرو اور بدعت مت کرو۔

ترمذی محمد بن عیسیٰ ابن ثور ترمذی متولد ۲۰۹ھ متوفی ۲۷۹ھ۔ قاموس مذاہب و ادیان ص ۱۱۷ پر آیا ہے یہ مذہب ساتویں صدی ہجری میں وجود میں آیا۔ جس وقت عالم اسلامی پر جمود و رکود چھایا ہوا تھا۔ اس مذہب کے داعی احمد بن ابن تیمیہ متولد ۶۶۱ھ متوفی ۷۲۸ھ۔ آپ داعی احیاء سنت سلف نکلے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن عبدالوہاب نے ان کی دعوت کو پھیلایا اور بعد میں وہابیت کے نام سے معروف ہوئے۔

١۔موسوعة الادیان (لمیسرة) دار النفائس ٢۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ٣۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین
٤۔الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب، تالیف مانع بن حماد الجهنی
٥۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل
٦۔اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة ٧۔تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

۱۱۳۔سلیمانیہ:

ایک فرقہ زیدیہ ہے یہ منسوب بہ سلیمان بن جریر زیدی ہے وہ امامت کو شوریٰ بین الخلق قرار دیتے تھے وہ حضرت عثمان کے خلاف تھے۔

١ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٢ ـالملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى ٣ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ٤ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۱۱۴۔سلیمانیہ:۔

غلات کا ایک فرقہ ہے جو نبوت سلمان فارسی کا قائل ہے بعض ان کی الوہیت کے قائل ہیں۔

ایک فرقہ اسماعیلی بہرہ کا بھی ہے جو کہ منسوب ہے سلمان بن حسن سے۔

١ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

٢ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۱۱۵۔سمیطیہ:۔

یحییٰ بن ابی سمط یا ابی سمیط کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۳۶)

١ ـ فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

٢ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۱۱۶۔سنوسیہ:

ایک فرقہ ہے جو لیبیا میں وجود میں آیا ہے یہ منسوب بہ محمد بن علی سنوسی مولود ۱۲۰۲ھ متوفی

۱۲۷۶ھ ہے۔

۱۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد ۲۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ۳۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين ۴۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابوخليل ۵۔موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس

۶۔كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۱۱۷۔سیّد:۔

۱۔دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مفت خور فرقوں میں سے ایک فرقہ سیّد ہے۔کلمہ ''سید'' لغت عرب میں کس کلمہ سے ماخوذ ہے شاید بہت سے سیدوں کو پتہ نہیں ہوگا نیز یہ کلمہ نسب میں رسولؐ اللہ سے منتسب ہونے والے کیلئے کس مناسبت سے کہا گیا ہے یہ بھی واضح نہیں ہے۔

۲۔چوتھی پانچویں صدی تک نبی کریمؐ سے پھیلنے والوں کو ان کے قریب جد امجد سے منسوب کرتے تھے، جیسے علوی، حسنی، حسینی، ساجدی، باقری، صادقی، کاظمی، امام رضا کے بعد ان کی نسل سے پھیلنے والوں کو رضوی کہتے ہیں، جعفر کذاب سے پھیلنے والوں کو نقوی کہتے ہیں۔کلمہ ''سیّد'' رئیس، جناب، کے معنی دیتا ہے۔

۳۔یہاں ذریۃ منسوب بہ رسولؐ اللہ کو سید کہنے کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے۔

آپ سے منسوب نسل کو دیگران پر فضیلت یا امتیازات حاصل ہونا قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے حتیٰ مزاج اسلامی کے بھی خلاف ہے اور یہ ان آیات قرآن سورہ مومنون: ۱۰۱، بقرہ: ۱۶۶، اور خطبہ رسولؐ در عرفات (**لا فضل لقريش علی غير قريش ولا لعربی علی العجمی**) کے

بھی خلاف ہے اس کے باوجود بعض علاقوں میں اگر آپ ان سے سوال کریں جناب آپ سید ہیں یا مسلمان تو وہ جھٹ کہے گا الحمد للہ سید ہوں۔ ان کو دیگران پر فضیلت و برتری دینا کیا یہ قرآن اور اسوۂ رسولؐ کے خلاف نہیں؟ بلکہ بعض اوقات اس حوالے سے انتہائی شرم آور بات دیکھنے میں آئی ہے، کیا شریعت اسلام کو تنسیخ و تعطیل کرنے والے اور کھلے عام شریعت کا مذاق اڑانے والے پرویز مشرف اور آغا خان کو سیّد کہنا اور انہیں عام مومنین پر برتری دینا شریعت اسلام کے خلاف نہیں ہے اس فضیلت کی کوئی قرآنی سند نہیں ہے بتائیں کیا سر عام شریعت کا مذاق اڑانے، شراب، زنا، اکل حرام، تارک صوم و صلوٰۃ والوں کی کوئی فضیلت ہے؟

جب نبی کریمؐ نے تمام انواع واقسام امتیازات کو ختم کیا تو اس کو پھر سے بحال کرنا اسلام کے خلاف ہوگا چہ جائیکہ اس پورے طبقہ اور نسل کے لیے مفت خوری کا بندوبست کیا جائے، انہیں مفت خور بنانا درحقیقت اسلام میں براہمہ ازم کا احیاء کرنا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ سیّدوں کے غیر سیّدوں پر حقوق ہیں اگر وہ حقوق ان کو نہ دیں تو ان کے اعمال باطل ہیں کیونکہ انہوں نے پیغمبرؐ کے اجر رسالت کو روکا ہے سید خود کو دیگران سے افضل سمجھنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ دین سے بھی برتر سمجھتے ہیں چنانچہ زانی، شرابی، حرام خور آغا خانیوں اور کمیونسٹوں کے چمچے بننے والے اپنے سید ہونے پر زیادہ فخر کرتے ہیں۔ اکثر و بیشتر سیّد بے دین ہوتے ہیں اب ان کو سیّد کیوں کہتے ہیں اس بارے میں تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں اس اختراع کو ارتجالی کہہ سکتے ہیں، شاید مبدع بدعات صوفیوں سے لیا ہو۔ یہ آیات قرآن اور سنت و سیرت رسولؐ اللہ کے بھی خلاف ہے بعض سیّد جو خود کو رسولؐ اللہ، حضرت علی سے بھی افضل سمجھتے ہیں وہ اس فضیلت کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اور حضرت علی نسل زہراء سے نہیں تھے کوئی یہ نہ کہے کہ میں

نے سیدوں پر حملہ کیا ہے میں علوی، حسینی، موسوی اور رضویوں جیسا نہیں بلکہ میں آپ کی رائج اصطلاحات کے مطابق سید ہوں میرے شناختی کارڈ پر سید لکھا ہے آغا خانیوں اور ملحد پی پی اور اس طرح کی دیگر پارٹیوں کے چمچے بننے والے سیّد دین و دیانت چھوڑ کر سیاست میں کودے ہیں، اس نے مجھے اس بارے میں تحقیق پر آمادہ کیا ہے اس کے علاوہ مجھے ضد قرآن سیادت پر کسی بھی حوالے سے افتخار نہیں ۔صفوین سے پہلے ہر ایک اپنے جدامجد کے نام سے انتساب کرتے تھے۔

جامعہ کوثر کے ایک فاضل نے میری فیس بک پر لکھا تھا کہ مجھے اپنی سیادت کے بارے میں شک ہوا ہے، اس لئے کلمہ سید اپنے نام سے ہٹایا ہے جواباً عرض ہے مجھے اپنے نسب پر شک نہیں، لیکن انتساب رسولؐ اللہ کو انتساب اسلام سے بالاتر گردانا موجب شک بنا ہے، قرآن کریم میں بہت سی آیات آئی ہیں نیز پیغمبر اکرمؐ سے کہلوایا ہے ہم کسی قسم کا تم سے اجر نہیں مانگتے، ہمیں اس کی اجازت نہیں اور یہ بھی قرآن اور کلام رسولؐ اللہ سے واضح ہے کہ کسی قریشی کو غیر قریشی پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں البتہ تم میں زیادہ عزت وفضیلت کا حامل وہی ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو" إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ "۔یہ لوگ آیت کریمہ کی تحریف کرکے حرام خوری کرتے ہیں۔چونکہ فرقے جھوٹے ہیں اور جھوٹوں کا گزارا جھوٹ سے ہی ہوتا ہے لہٰذا ان لوگوں نے نبی کریمؐ پر جھوٹ باندھا ہے۔

۱۱۸۔سپاہ صحابہ:۔

فرق اہل سنت ص ۲۲۳ پر آیا ہے"جند الصحابہ"پاکستان میں ایک غیر عادی انداز میں وجود میں آئی ہے اس کے وجود کا سبب جماعت اہل سنت والجماعت کے ان گروہوں کو گردانتے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے مخالف دشمنوں کے ساتھ اعتدال پسندی، نرم گوشہ اور عدم مزاحمت اپناتے

ہیں یہ ان کے لئے ناگوار تھا اور خاص کر شیعوں کو آزاد چھوڑنا جو خلفاء اور اصحاب کو سبّ و شتم کا نشانہ بناتے ہیں انھیں دیکھ کر صبر و حوصلہ کرنا ان کے لئے ناگوار تھا۔انھوں نے فریضۂ جہاد سے استناد کر کے مخالفین کے ساتھ اعلان جہاد کیا۔اس کے لئے اپنے ہم فکروں کو مسلح کیا،اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت دی اور مخالفین پر ٹوٹ پڑے،جلاؤ گھیراؤ کرنے کا عہد کیا۔اس طرح سے انھوں نے پاکستانی معاشرے میں ایک خوف و ہراس پیدا کیا۔اس فکر کا مرکزی مصدر و منبع و ماخذ وہابیت کو بتاتے ہیں اس گروہ کو تقویت اس وقت ملی جب اس نے افغانستان میں قائم طالبان حکومت کے ساتھ افکار و عقائد میں یکسانیت کیوجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و ہم کاری کرنے کا معاہدہ کیا۔

فرق اهلسنت صادر از مصر

"حرف شین"

۱۱۹۔شاذلیہ:۔

یہ علی بن عبداللہ بن عبدالجبار حسینی ادریسی، مشہور بہ "شیخ شاذلیہ" سے منسوب ہے۔اس نے اس فرقہ کی بنیاد مصر کے شہر سکندریہ میں ڈالی۔یہ فرقہ ابھی مغرب، مراکش، تیونس، فلسطین، لبنان، افریقہ میں موجود ہے۔شاذلی ۵۹۱ھ میں متولد ہوئے ۶۵۶ھ میں وفات پائی، ان کے اصول وعقائد یہ ہیں:

۱۔تقویٰ الٰہی اپنانے کا ہر حالت میں خیال رکھیں۔

۲۔گفتار وکردار میں پابند سنت رہنا ہے۔

۳۔لوگوں سے بے نیاز رہنا ہے۔

۴۔اللہ کو ہر حال میں راضی رکھنا ہے۔

۵۔مسلمان یہودی ومسیحی سب ایک ہیں انھیں مساوی سمجھنا ہے۔

۱۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔کتاب المقالات و الفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ٤۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۱۲۰۔الشریعیہ:۔

محمد بن موسیٰ شریعی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں ان کا کہنا ہے اللہ نے پانچ ہستیوں میں حلول کیا ہے محمد، علی، فاطمہ، حسن وحسین۔یہ پانچ اللہ ہیں یہ "پانچ" کے "پانچ" اضداد ہیں لیکن ان پانچ

اضداد میں کون افضل ہے یہ فیصلہ نہیں کرسکتے شریعی نے ایک دن دعویٰ کیا کہ اللہ نے اس میں حلول کیا ہے۔ کہتے ہیں شریعیہ سے نمیریہ نکلا ہے۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۴۵)۔

۱۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد ۳۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ۴۔معجم فرق اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

۱۲۱۔الشمیطیہ:۔

یحییٰ بشمیط یا ابن ابی شمیط یا یحییٰ بن ابی سمیط کے پیروان کو کہتے ہیں یحییٰ بن ابی شمیط مختار ثقفی کے پیروان میں سے تھا بعد میں محمد بہ دیباج کی امامت کا قائل ہوگیا تھا،وہ مذہب جبریہ پر تھا۔(معجم فرق ۱۱۴۸سلامی)۔

۱۔معجم الفاظ العقيدة تصنيف ابی عبد الله عامر عبد الله فالح ۲۔قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد ۳۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور ۴۔الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی ۵۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

۱۲۲۔شیخیہ:۔

یہ بھی شیعہ اثنا عشری کی ایک شاخ ہے احمد بن زین الدین احسائی متولد ۱۱۶۶ھ متوفی ۱۲۴۱ھ کے پیروکاروں کو کہتے ہیں ۔احمد احسائی کے مرنے کے بعد اس کو روسی سفارت کے مسئول نے اس کی جگہ ان کے شاگرد سید کاظم رشتی کو اٹھایا درحقیقت احمد احسائی اور سید کاظم رشتی فرقہ بابیہ اور بہائیہ کیلئے تمہید تھے ۔وہ ظاہری طور پر ادائے واجبات اور ترک محرمات دکھاتے تھے۔

ہاشم رفسنجانی کتاب امیر کبیر ص ۲۰۷ پر لکھتے ہیں کہ احمد احسائی کہاں سے آیا ہے اور آکے کہاں گیا ہے، پتہ نہیں ہے۔ وہ اچانک نجف کے حوزہ علمیہ میں نمودار ہوا، کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی پھر ایرانی شہروں میں آمد ورفت رکھی۔ عرب شیخ نشینوں کا دورہ کیا دوبارہ نجف واپس گیا، اپنے گرد بہت سے لوگوں کو جمع کیا اور دعویٰ کیا کہ میں ائمہ سے جس وقت چاہتا ہوں مل سکتا ہوں۔ حوزہ علمیہ میں اختلافات پیدا ہوئے، علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا پھر اس نے زیارت جامعہ پر شرح لکھی۔ شرح زیارت جامعہ میں خلفاء کی توہین واہانت و جسارت کی تھی حاکم بغداد کو موقعہ ملا انھوں نے ایک لشکر کربلا بھیجا اور گیارہ محرم کو کربلا کا محاصرہ کیا، بہت سوں کو قتل کیا اس طرح شیعہ سنی میں جھگڑا پھیلایا، انگریز نے اس فتنہ وفساد کو پھیلایا، رفسنجانی لکھتے ہیں احمد احسائی کے مفصل حالات پر ایک کتاب مرتضیٰ مدرسی نے لکھی ہے۔ کتاب فرہنگ فرق اسلامی میں لکھا ہے شیخیوں کے اصول دین چار ہیں توحید، نبوت، امامت، تعارف شیعہ یا تبراء از دشمنان ہے۔

فرقہ سازوں نے فرقوں کے ان عزائم ومنویات خبیثہ وفاسد کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ان کے لئے ذومعنی کلمات استعمال کئے ہیں۔

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی ۳۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل ٤۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۲۲۔ شیطانیہ:۔

محمد ابن نعمان احول کے پیروکاروں کو کہتے ہیں ان کو اہل سنت شیطان طاق کہتے ہیں ان کا

کہنا ہے کہ اللہ کو کسی چیز کا علم نہیں محمد بن نعمان احول، ہشام بن الحکم، ہشام بن جوالیقی، یونس بن عبد الرحمٰن کو فرق نویسوں نے قائلین مجسمہ کہا ہے لیکن شیعہ فرق نویسوں اور علم رجال والوں نے رد کیا ہے لیکن کسی دلیل سے رد نہیں کیا ہے۔

۱۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح ۲۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٤۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۲۳۔شیعہ:۔

شیعہ لغت میں اتباع کرنے'پیروی کرنے'حمایت کرنے کے معنی میں بیان ہوا ہے اور قرآن کریم میں بھی یہ کلمہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ صافات کی آیت ۸۳ میں آیا ہے معنی اصطلاحی یا مذہبی محاورے میں اس کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اب شیعہ محاورہ مذہبی میں پیروان علی ابن ابی طالب کو کہا جاتا ہے۔ یہاں تک معنی اصطلاحی لغوی معنی سے ہم آہنگ ہے اس میں آپس میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں ہے لیکن اس گروہ کو عام مسلمانوں سے ہٹ کر ممتاز فرقہ پیش کرنے کیلئے ایک شرط عائد کی گئی ہے، وہ یہ کہ نبی کریمؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے جانشین کے لئے حضرت علی لائق و سزاوار ہیں اس میں بھی چنداں نقطہ چینی کرنے اور مکھی نکالنے کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ علی خود فرماتے ہیں کہ ہم دیگران کی نسبت لائق و سزاوار تھے اور خلفاء بھی اس کے معتقد تھے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن جہاں سے انہوں نے اپنے لئے ایک راستہ الگ کیا کہ نبی کریمؐ اپنی حیات میں از خود اس مسئلہ کو حل کر کے رخصت ہوئے ہیں بلکہ کہتے ہیں خود نبی کریم کیلئے

یہ ممکن نہیں تھا کہ آپؐ بغیر تعین جانشین رخصت ہو جائیں، اس منطق کی کیا دلیل ہے یہ کس دلیل سے استناد کیا ہے؟ نبی کریمؐ کی نبوت کی حدود زمان و مکان میں محدود نہیں تھیں، آپ کی رسالت عالمی و ابدی ہے فرقوں کی غلاظت اور گمراہی کی کوئی حدو حدود نہیں وہ اس میں جتنا جا سکتے ہیں جاتے ہیں ۔

کلمہ شیعہ مضاف ہے یہ بغیر مضاف الیہ بدنیتی اور سازش کی نشاندہی کرتا ہے' کیونکہ شیعہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کتب لغت میں واضح بیان ہوئے ہیں لیکن فرق نویسوں نے مضاف الیہ کو محذوف رکھا ہے اس سے مراد مبہم رکھ کر انہوں نے حمایت و نصرت علی، امام مسلمین، زوج زہراء والد حضرات حسنین سے لے کر اتباع عبد اللہ سباء، مختار ثقفی، ابی الخطاب اسدی، مغیرہ عجلی، میمون دیصانی، محمد نصیری، عبید اللہ مہدی اور پرنس کریم خان تک کے پیروان کو شامل کرنے کی گنجائش بنائی ہے نیز ریاست عامۃ المسلمین سے لیکر حضرت علی کو برتر از نبوت حتیٰ الوہیت و ربوبیت کا درجہ دیتے ہیں ۔اس کے علاوہ علی دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اس لئے ان کی تاسی نہیں ہو سکتی ہے لیکن ان کا کہنا ہے وہ زندہ ہیں ۔لہٰذا یہ واضح ہونا چاہیے کہ یہ کس کے شیعہ ہیں ۔

انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے لہٰذا وہ کسی بھی فرد یا گروہ سے منتسب کر سکتے ہیں ۔اگر ان کے بڑے خاموشی سے کسی چیز کو تسلیم کر لیں تو تابعین کو ہونا پڑے گا چنانچہ طول تاریخ میں شیعہ علی سے شروع کر کے کافرین و ملحدین و منکرین تک کھینچا ہے ۔

شیخ نصیر الدین طوسی نے شیعوں کے ۳۵ فرقے جبکہ صاحب تحفہ اثنا عشری نے پچاس اور صاحب کتاب موجز ادیان نے ۳۰۰ سے بھی زیادہ بتائے ہیں ۔

۱۔ان کا دور اوّل محبت و نصرت تک محدود تھا ۔

۲۔یہ قیادت و زعامت علی کے داعی رہے ہیں ۔

۳۔شیعہ کہتے ہیں امام ہر دور میں ہوتا ہے زمین امام سے خالی نہیں رہتی ہے یہ دعویٰ امیرا لمومنین کے اس فرمان سے متصادم ہے جو شریف رضی نے نہج البلاغہ کے ابتدائی خطبہ میں بیان فرمایا۔ حجت وقفہ وقفہ سے آیا ہے۔

۴۔آیت سورہ النساء۔۱۶۵ سے متصادم ہے جس میں ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد حجت کا سلسلہ ختم ہے۔

۵۔فرق واقفیہ سے متصادم ہے۔چندین بار آئمہ پر وقفہ آیا۔

۶۔شیعہ گذشت زمان کے بعد اسلام و مسلمین کے مقابل ایک متوازی مذہب اور متوازی حکومت کے قیام کے چکر میں معاندانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔

۷۔قرآن وسنت رسولؐ سے ثابت اصول وفروع سے ہٹ کر انہوں نے اپنے جداگانہ اصول، جداگانہ احکام اور جداگانہ رسومات حتیٰ اوقات نماز وافطار تک الگ کئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے گفتگو اور افہام وتفہیم نہ ہو سکے اسی فلسفہ کے تحت ایام حج میں حرمین شریفین میں اوقات نماز میں نہ جانے کیلئے مختلف ہتھکنڈے اور بہانے وضع کئے ہیں۔

۸۔شیعہ عقائد میں عام اصول وفروع کی تمیز نہیں رکھی گئی ہے، حال ہی میں آیت اللہ سبحانی نے شیعہ عقائد پر ایک کتاب لکھی ہے انہوں نے اس میں سو سے زائد عقائد کو درج کیا ہے اس کی باقاعدہ تدریس ہوتی ہے ان عقائد میں قرآن وسنت سے متصادم و متعارض و مضحکہ خیز ایسے عقائد شامل کئے ہیں کہ جنہیں خود ان کے علماء نے مسترد کیا تھا اب انہوں نے وہ بھی عقائد میں شامل کیئے ہیں جیسے امام کا معصوم ہونا، منصوص ہونا، رجعت، تقیہ، بداء، متعہ، زیارت قبور اور امام مہدی کا نظریہ۔انہیں بدنامی سے بچانے کیلئے باطنیہ ماسونیہ نے انہیں میانہ رو ومعتدل اور غالی وضال میں

تقسیم کیا ہے، غالی و ضال کا سلسلہ عبداللہ بن سباء سے شروع ہوا جو علی کی الوہیت کے اعلان تک جا پہنچا ہے، اس کے مرنے کے بعد یہ گروہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے گروہ میں شامل ہوا، اس کے بعد یہ سلسلہ مغیرہ بن سعید عجلی، ابی الخطاب، نصیری، دروز، حاکم بامراللہ، کیا بزرگ اور پھر آغا خان تک جا پہنچا ہے۔

اس سلسلہ میں کتب فرق جو خود شیعوں نے لکھی ہیں ان میں نوبختی لکھتے ہیں ان کے فرقوں میں خرمدیۂ یا بک خرمی ہیں جو آئمہ کو اللہ مانتے ہیں، اسی طرح ہاشمیہ، بیانیہ اور ناووسیہ آتے ہیں۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شیعوں نے اپنے عقائد، فقہ، اخلاق و سلوک اور تاریخ کو اسلام کے متوازی اور برابر میں لا کھڑا کیا جہاں سے ہر میدان میں وہ اپنا الگ تشخص قائم کرتے کرتے عام مسلمانوں کے مقابلے میں کفر و الحاد کے اتحادی بنے، گرچہ بعض شیعہ از روئے تملق و منافقانہ انداز میں وحدت و اتحاد کے داعی بنے ہیں وہ بھی تبادل ووٹ کیلئے کیا ہے۔

امتیازات شیعہ:

شیعوں کا کہنا ہے وہ جن امتیازات کے حامل ہیں انہوں نے انھیں نیست و نابود ہونے سے بچایا ہے یہ امتیاز دیگر مذاہب و فرق کو حاصل نہیں ہیں۔ اس بارے میں صانع خرافات میا نوالی اپنے مجلّہ میں بار بار تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ہمارے مذہب کی دوام و بقاء کے بارے میں مستشرقین نے کہا ہے ان میں سے ایک انتظار امام مہدی ہے اور دوسرا عزاداری اور تیسرا تقلید ہے لیکن ان سے سوال ہے کہ اگر ان تینوں نے شیعوں کو زندہ رکھا ہے تو سوال اٹھتا ہے خود ان تینوں کو کس چیز نے زندہ رکھا ہے جواب واضح ہے ''نسخہ معز الدین فاطمی'' جس نے کہا کہ ماننے والوں کیلئے اشرفی کے تھیلے اور نا ماننے والوں کیلئے تلوار ہے۔ دوسرا سوال ہے کہ اسماعیلیوں کو کس چیز نے زندہ رکھا ہے؟ جن کے

پاس یہ تینوں چیزیں نہیں ہیں، انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا جس سے یہ جنونی منطق زندہ ہے۔ اس جھوٹ پر مبنی امتیازات نے شیعوں کو بھی بچا کر رکھا ہے۔ ذیل میں ہم ان اختصاصات وامتیازات کو تفصیل سے بیان کریں گے۔ اسی طرح تقیہ کی اہمیت کے بارے میں یہ لوگ وہ روایات پیش کرتے ہیں جن میں آتا ہے تقیہ اساس دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتے ان کا کوئی دین نہیں ہے۔ امام باقر سے نقل کرتے ہیں تقیہ میرے آباء کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتے ان کا کوئی دین نہیں ہے یہاں یہ سوال پیش آتا ہے کہ ابوذر غفاری نے نبی کریمؐ کے منع کرنے کے باوجود مکہ میں اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا گویا وہ بھی اس دین پر نہیں مرے ہیں؟ امام حسینؑ نے انصار واعوان کے نہ ہونے کے باوجود قیام کیا ہے تو کیا آپ بھی اس دین پر نہیں تھے؟

تقیہ کے حوالے سے جن آیات اور لغت سے استناد کیا جاتا ہے وہ انسان کو خطرات، قتل، ضرب شدید اور ہلاکت سے بچانے کیلئے ہیں لیکن جب انہوں نے اسے اپنے دین میں داخل کیا، انہوں نے اس کا معنی منافقت و جھوٹ اور دھوکہ لیا ہے یعنی اگر اس کی وضاحت کریں تو کہا جائے گا کہ انہیں تقیہ کے نام سے جھوٹ سے بہت فائدہ ہوا ہے یہ بات ایک سچ اور حقیقت ہے کہ اس مذہب کی اساس ہی جھوٹ ہے۔

۱۔ انہوں نے اللہ کی طرف جھوٹ کو نسبت دے کر کہا حضرت علی کی امامت کے بارے میں چندین آیات نازل ہوئی ہیں۔ یہ ان کا اللہ پر سب سے پہلا جھوٹ ہے ان آیات کا کسی بھی حوالے سے خلافت علی سے دور کا بھی واسطہ نہیں چنانچہ ان کے بڑے بڑے علماء کو اعتراف کرنا پڑا کہ خلافت علی سے متعلق ہمارے پاس کوئی آیت نہیں ہے۔ چنانچہ امام خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ کی ابتداء میں امامت کے بارے میں وارد آیت و روایت نہ ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد اس کو ایک

ضرورت اجتماعی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ خود امت پر فرض ہے کہ وہ شریعت کے نفاذ کے لئے از خود ایک حاکم ومجری انتخاب کرے۔

۲۔انہوں نے پیغمبرؐ پر یہ بڑا جھوٹ باندھا کہ غدیر خم کا اجتماع علی کی خلافت کا تعین کرنے کیلئے تھا آپؐ نے ممبر پر جا کر ایک خطبہ دیا جس میں علی کی خلافت کا اعلان کیا یہ خطبہ علامہ سید علی میلانی کی تحقیق کے مطابق سوائے احتجاج طبرسی مرسلات کا مجموعہ ہے اسے کسی اور نے نقل نہیں کیا ہے۔

۳۔انہوں نے آغاز دعوت سے وفات رسولؐ تک میدان میں سبقت کرنے والے خلفائے راشدین کو اللہ، رسولؐ، علی اور اہل بیت کا دشمن قرار دیا ہے۔

۴۔قرآن کریم نے جاہلیت کے دور میں رائج ازدواجی اقسام کو ختم کر کے صرف ہمیشگی و ہمہ وقتی اعلانیہ اور عہد و معاہدے کے تحت ہونے والے زواج کو باقی رکھا تھا لیکن شیعہ اس کے مقابل میں جز وقتی ضرورت کے وقت مخفی عقد کو جوانوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے متعہ کو سامنے لائے۔انھوں نے متشابہ و مجہول روایات سے استناد کر کے اس کو پہلی ترجیح میں یا دوسرے نمبر پر جائز قرار دیا یقیناً اس سے بہت سے جوان لڑکے اور لڑکیوں کو فائدہ ہوا ہے شاید اسی وجہ سے سہولت کی خاطر بہت سے نوجوان لڑکے لڑکیوں نے اس مذہب کو انتخاب کیا ہو۔اسی طرح انہوں نے امام مہدی کے نام سے ہر دور میں فتنہ و فساد برپا کیا ہے۔مہدی کے نام سے بعض کو اٹھایا اور بعض کو مرنے کے بعد اس کا انتظار کروایا۔آخر میں ایک ایسے فرد کو امام مہدی بنایا جس کا پیدا ہونا ثابت نہیں کہ دو چار عادل مردوں اور عورتوں نے بھی انہیں نہیں دیکھا ہے اور بہت سوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امام حسن عسکری دنیا سے لاولد وفات پائے ہیں، انہوں نے ان کے لئے ایک بچہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ

کیااور ایک ہزار سال سے زائد عرصہ لوگوں کو دین وشریعت پر عمل پیرا ہونے سے روکا ہے۔انہوں نے اس سے بھی فائدہ حاصل کیا ہے ان کے نام سے پیسہ بنانے والوں کو بھی فائدہ ہوا ہے اور یقیناً بہت سے لوگ اسی خاطر اس مذہب کے گرویدہ ہوئے ہیں اور اسی کی خاطر اس پر باقی ہیں۔چنانچہ فرق نوسیوں نے شیعوں کے مندرجہ ذیل بنیادی فرق کا ذکر کیا ہے،باقی انہیں کی شاخیں ہیں۔

۱۔شیعہ سبائیہ ۲۔شیعہ کیسانیہ ۳۔شیعہ زیدیہ ۴۔شیعہ اسماعیلیہ

۵۔امامیہ ۶۔شیعہ غلات۔

شیعوں نے حضرت ابوبکر وعمر سے بغض وعداوت ونفرت اہل بیت کی خاطر نہیں کی بلکہ انہوں نے اہل بیت کو اپنے مذموم عزائم کیلئے مثل قمیص عثمان استعمال کیا ہے جس کے بہت سے شواہد ملتے ہیں۔

۱۔حضرت علی پر سب وشتم کا آغاز خوارج نے کیا،وہ اس پر سختی سے کاربند تھے لیکن شیعہ ہمیشہ خوارج کے اتحادی رہے کبھی بھی کسی کتاب یا خطاب میں خوارج پر ان کی طرف سے لعنت نہیں سنی ہے۔

۲۔حضرت علی اور حضرات حسنین کی توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی حضرات حسنین کو گدھے پر سوار کر کے رات کو انصار کے گھروں میں گئے تاکہ ان سے کہیں کہ وہ ان کا ساتھ دیں۔

۳۔انہی شیعوں کے بعض گروہ ابوبکر وعمر سے جنگ نہ لڑنے کی وجہ سے علی کو بھی مستحق لعن قرار دے کر ان پر لعن کرتے ہیں۔

۴۔بعض نے سلمان کو حضرت علی پر برتری دی ہے۔

۵۔انہوں نے حضرت علی کے فضائل کے نام سے بہت سی خرافات دین میں شامل کی ہیں۔

۶۔انہوں نے حضرت علی کو حافظ دین پیش کرنے کی بجائے ماہر علوم طبیعات پیش کیا ہے۔

بانیان شیعہ:۔

اس کے بانیان امثال مغیرہ ابن سعید عجلی، ابی الخطاب اسدی، اجدع، میمون دیصانی، مفضل بن عمرو، ہشام بن حکم وغیرہ ہیں انہوں نے امام باقر و صادق کے دور میں اس کی بنیا ڈالی۔انھوں نے با قاعدہ ریاست و زعامت مسلمین کو قرآن و سنت سے باہر نظام کسریٰ و قیصر کے مثل بنانا چاہا لیکن لوگوں کے پاس نا مانوس ہونے اور غیر عقلی و غیر شرعی حرکتیں کرنے کی وجہ سے وہ فروغ نہیں پا سکے بلکہ یہ لوگ مطعون و مغضوب عوام ہونے کے علاوہ خود امام باقر و صادق کے پاس بھی مردود قرار پائے ہیں۔بعض حکومت وقت کی نظروں میں آئے اور انھیں سزائے موت دی گئی اور انہیں سولی پر بھی چڑھایا گیا۔ یہ لوگ چند اشخاص پر مشتمل نہیں تھے بلکہ زخم خوردہ و ذلت خوردہ اور ہزیمت خوردہ مجوس و یہود اور صلیبیوں کا ایک گروہ "الکفر ملت واحدہ" تھا۔جس طرح کمیونسٹ اور سرمایہ دار متحد ہو کر اسلام کے خلاف دو بدو لڑ رہے ہیں اور اس طرح کے اسلام دشمن عرصہ سے اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہیں اسلام کے محکم و پائیدار اور درخشاں و تابناک اصول و معارف اور دوسری طرف سے عہد رسالت سے قریب ہونے کی وجہ سے ایمان غیر متزلزل رکھنے والے، دین میں خلل کو ادراک کرنے والے افراد اور علماء کی موجودگی کی وجہ سے وہ اپنی کفریات کا کھل کر مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے اگر کرتے تو وہ جلد قتل ہو جاتے یا زندان میں جاتے،لہٰذا بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال کے بعد انھوں نے اس

نظریہ کوحتمی شکل دی کہ ہم اسلام کے خلاف کھلے عام دعوت نہیں دے سکتے اور نہ دو بدو جنگ کر سکتے ہیں۔

ا۔شیعہ علی:۔حضرت علی ۴۰ ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے اب یہاں آپ کس طرح ان کی پیروی کرتے ہیں۔اگر کہتے ہیں ہم ان کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرتے ہیں تو سوال ہوگا کہ آپ نے حضرت محمدؐ کے شیعہ ہونے میں کیا عیب ونقص واشکال پایا کہ علی کے شیعہ بن گئے؟ اگر کسی کے وفات پانے کے بعد بھی ان سے واسطہ رکھا جا سکتا ہے تو اس کے لیے حضرت محمدؐ سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔اگر ان کی وفات کے بعد کسی زندہ کی تأسی کرنا چاہیئے تو اس سے انتساب کرنا چاہیئے جس کے آپ شیعہ ہیں۔

بعض لوگوں نے مسلمانوں کو اصطلاحات کے جنگل میں سرگرداں چھوڑا ہے،دین وملت اور وطن کے مقدرات دنیائے یہود وصلیب کے حوالے کرتے دیکھ کر اب مسلمان شیعہ وسنّی دونوں کی حقیقت جاننے پر مصر ہو گئے ہیں بعض اس نتیجہ پر پہنچے کہ دونوں نے اسلام اور قرآن ومحمدؐ کو کنارے پر لگانے کیلئے باطنیہ ماسونیہ بنایا ہے۔ان میں سرفہرست شیعہ ٗاہل سنت والجماعت اور تصوف والوں نے انہیں محاوروں میں پھنسا کر رکھا ہے۔ان میں سے شیعہ کے حوالے سے اسے بنیاد سے اٹھانے کی ضرورت ہے۔

۱۔معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح ۲۔قاموس المذاہب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۳۔فرہنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ٤۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۵۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی

ابو خلیل ٦۔موسوعۃ الادیان(لمیسرۃ) دار النفائس ٧۔اسلام بلا مذاھب تالیف دکتور مصطفی الشکعۃ ٨۔تاریخ الفرق و عقائدھا تصنیف الدکتور محمود سلام عبیدات ٩۔الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان و المذاھب،تالیف مانع بن حماد الجھنی ١٠۔الفرق بین الفرق تالیف عبد القاھر بن طاھر بن محمد البغدادی ١١۔موسوعۃ الفرق و المذاھب تالیف الشیخ ممدوح الحربی ١٢۔استفاضات شیعہ فی عبر تاریخ ھاشم معروف الحسنی ١٣۔دارلکتب الشیعہ و التشیع ١٤۔فرق و تاریخ مئولف احسان الھی ظھیر ادارہ ترجمان السنۃ لاھور ١٥۔الشیعہ و التشیع محمد جواد مغنیہ مکتب مدرسہ و دارلکتاب لبنانی بیروت ١٦۔جھاد شیعہ فی العصر العباسی الاول تالیف سمیرہ مختار البیشی دار اطبیل بیروت ١٧۔شیعہ و مشروطیت در ایران عبد الھادی حائری مئوسسہ انتشارات بھیر تھران ١٨۔الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشھرستانی ١٩۔الشیعہ و التنصیح دکتور موسیٰ موسوی ٢٠۔بنیاء پژوھشھای اسلامی قدس رضوی ٢١۔بین التصوف و التشیع ھاشم معروف حسنی دار القلم بیروت ٢٢۔مختبر الاسلام احمد امین، محمد علی بیضوی دارالکتب العلمیہ ص ٣٥٢ ٢٣۔شناخت مذاھب اسلامی ناشر سازمان حوزھا و مدارس علمیہ خارج از کشور ٢٤۔الموسوعۃ المفصلہ تالیف حسن عبد الحفیظ ابو الخیر ٢٥۔الشیعہ و الحاکمون تالیف جواد مغنیہ ٢٥۔الشیعہ و اصولھا تالیف شیخ محمدحسین کاشف الغطاء ٢٦۔المراجعات تالیف عبد

الحسین کاشف الغطاء ۲۷۔الشیعه و الحاکمون تالیف جواد مغنیه ۲۹۔دور شیعة بین الحقیقتة والتضلیل تالیف محمد عیدان العبادی ۳۰۔ الشیعة و التصحیح تالیف الدکتور موسی الموسوی ۱۳۔الشیعة فی المیزان تالیف محمد جواد مغنیة

۱۲۴۔شیوعیہ:۔

مادہ ''شاع'' سے مصدر جعلی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز کو انسانوں میں بطور مساوی قرار دیتے ہیں وہ بغیر کسی رکاوٹ کے استعمال کرسکتا ہے اس نظام میں ملکیت خاصہ معدوم ہے ہر چیز بطور عام رائگان واگذار کرنے کو کہتے ہیں۔ان کا کہنا ہے دنیا میں جو چیز جہاں کہیں بھی ہو ملک عامہ ہے ملکیت خاصہ نامی کوئی چیز نہیں ہے اس میں عورتیں بھی آتی ہیں۔اس فکر کے مسلمانوں میں مزدکیہ مجوس اور فرقہ باطنیہ کے اتحاد واشتراک سے ۲۷۸ھ کو کوفہ میں حمدان قرمط اور حسین سعیداہواز داعی و مدعو بنے اور کوفہ میں اباحیہ عمومی کا اعلان کیا تھا،اس وجہ سے کوفہ،بحرین،قطیف اور احساء میں پانچویں صدی تک حکومت قائم کی۔اس کا مصدر و ماخذ یہ پیش کرتے ہیں کہ کائنات ملک امام ہے،امام نے اپنے پیروان کے لئے مباح قرار دی ہے یہاں سے فقراءمساکین لاابال اہل شہوانی آزاد خیال ان کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

ناداروں کے لشکر صاحبان مال و دولت سے جبر وتشدد سے مال لوٹتے تھے،یہ فکر قرامط کے بعد یزیدنصیریہ ومعذوریہ،بابیہ وبھائیہ پاک و ہند میں قادیانیہ وآغاخانیہ چلارہا ہے۔گرچہ ان کو اقتدار نہیں ملا ہے،لیکن عالم کفروالحاد کی حمایتیں تعاون ان کو حاصل ہے امن پسندی کے جھوٹے دعوی کے چھتری میں بہت تخریبی کاروائیاں اشاعہ فحشاء انہی جماعتوں کی طرف سے ہورہا ہے۔

شیوعیہ گرچہ بطور فلسفہ جدلی ۱۹۱۷ء کو روس میں لنین نے قیصر زار کے تخت کو الٹنے کے بعد

کارل مارکس کے نظریہ اقتصاد کو نافذ کرتے ہوئے ایک نظام ضد ادیان نافذ کیا اور مالکیت خاصہ الغاء کر کے تمام ملکیت عام کے نام سے حکومتی تحویل میں لے لی ،عوام کالانعام کے لئے شعار مقلوبانہ مساوات کا چرچا کیا۔بعض اسلامی ملکوں میں دین فروشوں سے تائید حاصل کی ہے مارکس اور لینن نے اس کو نظریہ جدلی پر استوار کیا۔لیکن عالم اسلامی میں بعض مدعیان اسلام اور اندر سے مثل مارکس و لینن ضد دین والوں نے ان سے پہلے یہ نظریہ مزدکیہ خرمکی سے لیا ہے۔

١ ـ عشره اشياء عن الماركسية تاليف محمد هادى محمد
٢ ـالهزيمة الموعودة للماركسية وزارة الارشاد الاسلامى ايران
٣ ـحركات و مذاهب فى ميزان الاسلام تاليف فتحى يكن

"حرف صاد"

۱۲۵۔صائدیہ:۔

صائدنہدی کندی سے منسوب ہے، یہ فرقہ بیانیہ سے تعلق رکھتے تھے ۔بیان بن سمعان کے دور میں تھے ان کا عقیدہ ہے محمد بن حنفیہ مہدی منتظر ہیں۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۲۹٦)

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۲٦۔صالحیہ:۔

یہ فرقہ زیدیہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ بہ حسن ابن صالح مسرح خوارج سے تعلق رکھتے تھے ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۲۹٦)

١ ـ فرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـالملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستاني ٣ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد ٤ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۱۲۷۔صباحیہ:۔

پیروان ابو صالح بن معمر کو کہتے ہیں ۔ان کا عقیدہ تھا ابو بکر و امام علی کے بارے میں کوئی نص نہیں گرچہ ان کے نزدیک علی افضل تھے ۔(فرہنگنامہ فرق اسلامی)

صباحیہ کے نام سے فرہنگ فرق اسلامی میں چند فرقوں کا ذکر ہے صباحیہ منسوب بہ حسن صباح مؤسس سلطنت نزاریہ در ایران، یہ فرقہ ٦۵۳ھ میں ہلاکو نے ختم کیا تھا۔

زیدی کا ایک فرقہ ہے جو حضرت ابو بکر کو امام مانتے ہیں ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۲۹٦)

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۲۸۔صاحب الزمانیہ:۔

یہ سید حسن صاحب الزمان متوفی ۱۳۵۵ھ کے پیروکار تھے۔جس نے میں دعوائے امام مہدی کیا پھر زندان میں گیا۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۲۹۶)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

دائرة المعارف دانش بشر ص ٣٦٥

''حرف ضاد''

۱۲۹۔ضحاکیہ:۔

منسوب بہ الضحاک بن قیس الشیبانی ہے ۔یہ خوارج سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے ایک وقت عراق کے شہر موصل پر قبضہ کیا اور معاویہ و حضرت عثمان اور عمرو بن عاص سے برأت کا اعلان کیا تھا۔ضحاکیہ مسلمان عورت کی کافر سے اور مسلمان مرد کی کافرہ عورت سے ازدواج کو جائز سمجھتے تھے اگر وہ ان کی اپنی قوم سے ہو۔

قیام اموی سے پہلے حکومت کی لیکن وہ ۱۲۸ھ میں قتل ہوا۔(معجم فرق اسلامیہ ۱۶۱۔فرہنگ فرق اسلامی ۳۲۳)

معجم الفاظ العقیدۃ تصنیف ابی عبد اللہ عامر عبد اللہ فالح

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۱۳۰۔ضراریہ:۔

یہ معتزلہ ہیں یہ اتباع ضرار بن عمرو میں تھے جو واصل بن عطاء کا ساتھی تھا بعد میں ان سے الگ ہو گئے ۔(فرہنگ فرق اسلامی ۳۲۳)

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

"حرف طاء"

۱۳۱۔طاخیہ:۔

علی ابن طاخی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں یہ لوگ امام حسن العسکری کی بجائے امام علی الھادی کے فرزند جعفر کذاب کی امامت کے قائل تھے۔
یہ لوگ، امام حسن عسکری کی امامت کے قائل ہونے والوں کو حماریہ کہتے تھے کہ وہ بغیر علم ومعرفت ان کی امامت کے قائل ہوئے۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۶۳)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۳۲۔طاووسیہ:۔

ایک فرقۂ صوفیہ ہے جو طاوس حرمین شاگرد جنید بغدادی سے منسوب ہے۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۳۳۔طرایقیہ:۔

شاخہ کرامیہ ہے ان کے بارے میں معلومات نہیں ہیں ۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

الفرق بین الفرق ص ۱۳۰۔۱۳۸

۱۳۴۔الطیفوریہ :۔

یہ صوفیوں کا فرقہ ہے جو ابو زید طیفور بن عیسیٰ بسطامی کی پیروی کرتے تھے۔

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۱۳۵۔طياريه :۔

یہ سبائیہ کی ایک شاخ ہے۔طیاریہ غلات سبائیہ تھے یہ لوگ کہتے تھے کہ انسان کی روح جسم سے نکلنے کے بعد پرواز کرتی ہے اور فرشتوں سے چلتی ہے۔

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

البداء و التاريخ ج ٥ ص ١٢٩

رجال كشى ص ٢٠٨

۱۳۶۔طيبيه:۔

بہرہ سلیمانیہ، داؤدیہ، نزاریہ الگ ہو کر مستنصر کے بیٹے کی امامت کے قائل ہوئے وہ ۵۱۸ھ میں مرگیا۔

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

"حرف ظاء"

۱۳۷۔ظاہریہ:۔

اصحاب ابی سلیمان داؤد بن علی بن خلف اصفہانی شافعی ظاہری ہیں جو ۲۰۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے ۔امام شافعی کے ثنا خواں تھے ۔ ۲۷۰ھ میں وفات پائی ۔(فرہنگ فرق اسلامی ۔۳۲۷)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۳۸۔ظنیون:۔

انہیں اظنیون بھی کہتے اور یہ لقب ہے نصیریوں کا۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

"حرف عین"

۱۳۹۔عابدیہ:۔

کرامیہ کی ایک شاخ ہے قائل بجسم اللہ ہیں کہتے ہیں عرش اور اللہ میں فاصلہ بہت کم ہے ۔اگر جواہرات سے بھر دیں تو وصل ہو سکتا ہے۔

معجم فرق اسلامیتالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۰۔عاذریہ:۔

یہ فرقہ نجدات سے تعلق رکھتے تھے اصول دین اور احکام شریعت میں لوگوں کی جہالت کو معاف مانتے تھے جس طرح کہتے ہیں کہ مجتہدین کو معاف ہے انہوں نے قطیف میں حکومت کی ،لوگوں کو اسیر کیا تمام جرائم کا ارتکاب کیا۔(معجم فرق اسلامی)

معجم فرق اسلامیتالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۱۔عبادیہ:۔

ایک فرقہ معتزلہ ہے پیروان عباد بن سلمان کو کہتے ہیں ۔یہ اللہ کو قبل از خلقت کائنات عالم نہیں مانتے ہیں

معجم فرق اسلامیتالیف شریف یحیی الامین

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۲۔عبدیہ:۔

جھمیہ کا ایک فرقہ ہے جو منکر انبیاء ہیں وہ کہتے تھے یہ بادشاہان وقت تھے۔

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۴۳۔عباسیہ:

ایک فرقہ کیسانیہ ہے ان کا کہنا ہے امامت اولاد عباس عم نبی میں ہوگی۔

معجم فرق اسلامیتالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۴۔عذاقریہ:۔

ابی جعفر محمد بن علی شلمغانی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں ۔۳۲۲ھ خلیفہ راضی باللہ کے دور میں اس نے پہلے دعویٰ کیا کہ وہ نائب امام مہدی ہے۔پھر اس نے دعویٰ کیا اللہ اس میں حلول ہوا ہے پھر کہا وہ خود اللہ ہے رازق و ظاہر و باطن و قدیم ہے۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۷۰)

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۵۔عزاگری:۔حضرت امام حسین سے شروع کر کے تاریخ و تاسیس عزا:۔

عزاگری یکے از مذاہب زندہ و متداول کی تاریخ میں سے ہے۔اس مذہب کا بانی معزالدولہ آل بویہ دیلمی ہے ان کی تاریخ کتاب امام و امت میں دیکھیں،اس خاندان نے مسلمان

ہونے کے بعد زیدی مذہب اختیار کیا تھا۔ان کو جب عراق میں سلطنت ملی توانہوں نے ۳۵۲ھ میں روز عاشورا روزعزا کا اعلان کیا، اس دن بغداد میں تعطیل عام کا اعلان کیا اور مرد وخواتین حجاب اتار کر خیابان میں آئے۔

حضرت امام حسین کے نام سے ۳۵۲ھ میں بغداد میں معزالدولہ آل بویہ نے اس کی بنیاد رکھی، امام حسین نواسۂ رسولؐ لخت جگر زہراء بتول بغیر کسی جرم و جنایت کے انتہائی شقاوت اور قساوت سے قتل ہونے کی وجہ سے، محبوب ومظلوم مسلمین واقع ہوئے تو آپکی مظلومیت سے مفاد پرستوں نے فائدہ اٹھایا بغیر کسی سند شرع کے اس دن کوافتراق اسلام ومسلمین استعمال کیا۔ان کا اصل مقصد امام حسین کی مظلومیت کو یاد کرنا تھا اور نہ ہی یزید سے نفرت کرنا تھاان کا مقصد اپنے مخالفین کے دلوں میں خراش اورغصہ بھرنا تھالہٰذا تمام اعمال قبیحہ اور محرمات شرعی کا اس جلوس میں ارتکاب کرکے دکھایا جس طرح آج کل جلوس میں عامۃ المسلمین کی دل آزاری کی جاتی ہے وہ اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں بنیادامام حسین نہ ہونے کی وجہ سے ہر مرنے والے چاہے وہ مخالف شریعت ہی کیوں نہ ہوکے نام کی بھی عزاگری کرتے ہیں۔

یہ عزاگری ہر عام وخاص دیندار و بے دین اور فاسق و فاجر وملحد اور کونگا وسفیہ کے مردہ جسم کو قبرستان تک سینہ پیٹتے ہوئے لے جانا اور اس کے بعد سوئم، چہارم، ہفتم و دو ہفتہ اور چہلم و برسی وغیرہ منانا، کسی بھی آیت قرآن ونبی کریمؐ کی سنت عملی سے استناد نہیں بلکہ خودان کے بقول یہ مافوق شریعت یامافوق عقل ومافوق ضوابط واخلاق اور قیدو قیود سے خارج ہے۔وہ ان مراسم کیلئے کسی قسم کی دلیل و برہان نہیں رکھتے ہیں ان کا دین عزاداری سے شروع ہوتا ہے عزاداری پر ختم ہوتا ہے اور غالب یا اکثر شعائر اسلامی جوقرآن اور سنت عملی نبی کریمؐ سے ثابت ہیں ان کا استہزاء کرتے ہیں۔

بلکہ اس عمل سے آئے دن ملک وملت کیلئے خطرات بڑھتے جارہے ہیں اس کا واضح ثبوت ملک کی مسلح افواج جو سرحدوں پر دشمن ملت سے دفاع کیلئے چوکنا رہتی ہیں ان ایام میں انہیں ان کو بھی سنبھالنا پڑتا ہے۔نام امام حسین کے علاوہ تمام عناصر و اجزا ء ترکیبی ضرب اسلام کیلئے ہوتے ہیں ایسی خطرناک حرکات کے ہوتے ہوئے فرق نویسوں نے اس کو فرق معتدل میں شمار کیا ہے جبکہ یہ لوگ اس عمل کو شریعت حسین کا نام دیتے ہیں۔

۱۴۶۔عقبیہ:۔

یہ فرقہ زیدیہ ہے،عبداللہ بن محمد عقبی سے منسوب ہے۔(معجم فرق اسلامی ۲۷۱)

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۴۷۔علبائیہ:۔

(کتاب تفسیر المفسرون جلد ۲ ص ۴۱) علباء بن ذراع دوسی حضرت علی کو حضرت محمدؐ پر برتری دیتا تھا اس کا کہنا تھا حضرت محمدؐ کو علی کی طرف دعوت دینے کیلئے مبعوث کیا گیا تھا محمدؐ نے اپنی طرف دعوت دی اس طرح وہ محمدؐ کو مطعون کرتا تھا۔اس فرقے کو ذمیہ بھی کہتے ہیں ان میں سے بعض محمدؐ اور علی دونوں کو اللہ کہتے ہیں لیکن یہ علی کو محمدؐ پر ترجیح دیتے ہیں بعض ان کو عینیہ بھی کہتے ہیں اور ان کو میمیہ بھی کہتے ہیں۔بعض پانچوں اصحاب کساء کو عناصر ترکیبی اللہ سمجھتے ہیں محمد،علی،فاطمہ حسن و حسین کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ یہ پانچ شخصیات ایک ہیں جیسے کہ نصاریٰ کہتے ہیں،اب،ابن اور روح القدس ایک اور تین تھے۔

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

فرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

۱۴۸۔علمائیہ:۔

شاید آپ لوگ علماء کرام کوفرق میں شامل کرنے پر مذاق یا غصہ کریں گے حالانکہ ''فرق'' حسب فرق نویساں اختلاف علماء سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔انہی سے افتراق وانتشار امت ہوا ہے، جب تک علماء اختلاف نہ کریں،فرقے نہیں بنتے ہیں۔یہ سب سے زیادہ فروغ پانے والا اور سب سے زیادہ خطرناک فرقہ ہے،یہ سبب افتراق امت بنے ہیں۔علماء ہی افتراق وانتشار پیدا کرتے ہیں خود علماء میں افتراق واختلاف کھڑ پینچ اور مفاد پرست لوگ پیدا کرتے ہیں۔مسلمانوں کی بدقسمتی یا غفلت وجہالت یا فرقہ سازوں کی حکمت عملی ہے انہیں علوم فرقہ سازی اور فرقہ پرور علماء ہی ملے ہیں جبکہ مغرب والوں کو اتحاد واتفاق کرنے والا علم وعلماء ملے ہیں۔علماء مسلمین مثل مشرکین ہمیشہ اپنے مردوں پر فخر وناز کرنے پر اکتفاء کرتے آئے ہیں۔علماء اسلام اپنی صلاحیت واہلیت،آراء ونظریات اور عقائد واحکامات میں اختلاف وتضادات وتناقضات میں خود کو خود کفیل سمجھتے ہیں تکاثر اختلاف کی وجہ سے نا قابل توجیہ عقائد ونظریات کو چھپانے کیلئے ہر ایک نے طبقات بندی کی ہے چنانچہ کتاب کشف الظنون جلد۲ص ۱۹۹ میں آیا ہے طبقات رواۃ،طبقات علماء شافعی،طبقات علماء حنفی،طبقات صحابہ و تابعین، طبقات صوفیہ،طبقات علماء،طبقات فقہا،طبقات قراء،طبقات مالکیہ،طبقات

متکلمین، طبقات مجتہدین، طبقات محدثین، طبقات معتزلہ، طبقات مفسرین، طبقات نحات، طبقات نساک غرض طبقات ہی طبقات ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ علم وعلوم نقلیات میں اسکی کوئی تو جیہ بن سکتی ہو لیکن عقلیات میں اختلاف ہونے کا کوئی تصور تو جیہ نہیں بنتی ہے۔ عقلیات میں اختلاف ہونے کا تصور بھی علماء مسلمین نے ابتکار کیا ہے، یہاں سے معلوم ہوتا ہے علم جس کے معنی ''کشف الواقع اصابة الحقیقة '' آئی ہے، لیکن مسلمانوں میں ابھی تک کوئی گروہ یا جماعت سننے میں نہیں آئی جس میں فرق کی بنیا د تنہا اسلام پر ہو اور تنہا قال اللہ اور قال رسول اللہ ﷺ پر رکھی ہو؟ ''اعلی عمد ترکو القرآن وراء ظهورهم وسوف يشكو عليهم رسول الله يوم فصل القضا عند الله ''یعنی درسگاہوں میں علوم نحو، کلام بیان وبدیع ابتکارات منافقین کو پڑھایا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے علماء کے درمیان اختلاف زیادہ تر ناگفتہ بہ ہوتا ہے، وہ علمی وقابل ازالہ نہیں بلکہ اور کوئی چیز ہوتی ہے ۔ علماء کے درمیان اختلافات مفاد پرستانہ ہوتے ہیں مثلاً جب ہماری کتابیں آئیں تو تنظیمی حضرات ہماری کتابیں علماء کے پاس لے جاتے تھے ان سے ان کتابوں کے بارے میں رائے لیتے تھے بعض ان کتابوں کو خطرناک بتاتے تھے وجہ نہیں بتاتے تھے بعض کہتے تھے بتانا مصلحت میں نہیں، اور مصلحت کا کوئی مداوا نہیں ہوتا ہے ۔ جناب مظہر کاظمی سے شگر میں بعض شخصیات نے ہمارے بارے میں پوچھا کہ ان کے بارے میں کچھ فرمائیں تو آپ نے فرمایا ''ہمارے عالم دین ہیں لیکن کچھ باتیں یہاں بتانے کی نہیں ہوتی ہیں'' کیونکہ ان کے نزدیک اختلاف قرآن وسنت پر نہیں بلکہ مصلحت کی بنیاد پر ہوتا ہے ۔ اس طرح ہر عالم نے اپنی جگہ ایک گروہ وجماعت بنا رکھی ہے اس کے اپنے مجتہد ہیں ۔ فقہاء و مجتہدین مصالح سازوں کے سامنے بے بس ہیں، بعض اوقات منحرف و گمراہ علماء لائق و فائق و دیندار کو نے پر لگا کر نالائق کو آگے لاتے ہیں، ان علماء کی مذمت سورہ توبہ کی آیت ۔۳۱، ۳۰

میں آئی ہے۔ایسے ہی علماء کے بارے میں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ''ہم نے اپنا دین علماء سے لیا ''اوران کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارے چھورکا کے روشن خیال ان کا کہنا ہے ہر چیز علماء سے پوچھ کر کرتے ہیں۔جن علاقوں میں عالم جاہل ہوتا ہے وہاں جاہلوں کی عیش ہوتی ہے، یہی بات یہاں کے روشن خیالوں کی ہے کہ اسماعیلیوں کا ساتھ دینگے یہی علماء حق ہوتے ہیں باقی باطل ہوتے ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے دن جواب دہ ہونگے۔یہ لوگ بھی فرقہ فاسدہ باطلہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۴۹۔علیاویہ:۔

غالیوں کی ایک جماعت ہے ان کا عقیدہ ہے علی ہاشمیہ کا خدا ہے لیکن اس نے خودکو بندہ کی شکل میں ظاہر کیا ہے اور محمدؐ کو نبوت پر مبعوث کیا۔فاطمہ، حسن وحسین بھی اللہ ہیں۔یہ گروہ پیغمبرؐ کو نہیں مانتے بلکہ انہیں بندۂ علی مانتے ہیں انہوں نے اباحیہ عام کا اعلان کیا ہے تعطیل شریعت اور انکار قیامت کیا ہے۔

(معجم فرق اسلامی) اصحاب علیاء بن ذراع الدوسی یا اسدی علی کو نبی سے افضل مانتے تھے۔ وہ حضرت محمدؐ کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ نے ان کو علی کی طرف دعوت دینے کیلئے بھیجا تھا لیکن انہوں نے اپنی طرف دعوت دی۔ان کا کہنا ہے مستحق امامت تمام فرزندان امام حسن وحسین اور ان کے فرزندان ہیں۔

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۵۰۔علیائیہ :۔

فرق غلات شیعہ ہے یاران علیا بن ذراع اسدی تھے شہرستانی نے لکھا ہے یہ حضرت علی کو

حضرت محمدؐ پر برتری دیتے تھے پھر الوہیت علی کے قائل ہوئے یہ اباحۃ تناسخ، تعطل شریعت و قائل الوہیت پنجتن، قائل بہ نبوتِ سلمان فارسی اور حضرت محمد کو بندہ علی سمجھتے تھے ۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۵۱۔علویہ:۔

اکثر و بیشتر فرق نویسوں نے لکھا ہے یہ لوگ وہی نصیری ہیں ۔نصیریوں کے بارے میں حرف نون میں لکھا ہے ان کے عقائد زیادہ تر الحادیات خرافات پر مبنی ہونے کی وجہ سے ان کے چہرے ممسوخ و مبغوض و مغضوب مسلمین واقع ہوئے تھے، اس وجہ سے وہ مجامع عمومی سے دور رہتے ہیں ۔خلافت عثمانیہ کے دور میں جب دولۃ الوطنیہ کے پرچم کے تحت انتخابات کا اعلان کیا گیا تو نصیری انتخاب میں شرکت کے لیے گئے تو اپنا نام بدل کر علویین رکھا ۔ان کے عقائد مسیحیوں سے ملتے تھے اور ان سے تعاون کی وجہ سے ایام احتلال فرانس انہوں نے ان کا نام تبدیل کر کے علوی رکھا ہے ۔

علویین نصیریوں کو کہتے ہیں ۔علویین ۲۸۳ھ میں حلب میں ہمدان کی حکومت کے حامی رہے ہیں، سیف الدولہ نے اس دعوت کو پھیلایا ہے علویین کے چند فرقے ہیں ۔

صاحب شناخت مذاہب اسلامی نے کہا کہ علوی اور اثنا عشری میں معمولی فرق ہے انہوں نے اس کے لیے چند سال پہلے علماء کے ایک اجتماع کا حوالہ دیا جس میں جواد مغنیہ بھی تھے، وہاں جواد مغنیہ نے کہا علوی اور اثنا عشری میں معمولی فرق ہے لیکن انہوں نے اس کا حوالہ نہیں دیا کہ یہ بات کہاں لکھی ہے ۔جواد مغنیہ ایسی باتیں ہر جگہ لکھتے ہیں اسی طرح سید حسن شیرازی نے بھی یہی

دعویٰ ۸۰ علماء کے اجتماع ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن انہوں نے بھی اس کا حوالہ نہیں دیا۔

شام پر فرانس کا قبضہ ہونے کے بعد فرانس نے انہیں حکومت قائم کرنے کی اجازت دی۔ سید حسن شیرازی کا جس وقت شام اور بیروت میں قیام تھا انہوں نے اپنے برادر بزرگ سید محمد مہدی شیرازی کے حکم پر علویوں اور امامیہ میں ہم آہنگی کیلئے بیروت میں ایک مذاکرے کا انعقاد کیا اس بارے میں ایک کتابچہ لایا۔ جس طرح مذاہب اسلامی صادر ازقم میں لکھا ہے امامیہ اور علویوں میں چنداں فرق نہیں ہے اسی طرح جناب آغائے شیخ محسن نجفی نے آغا خان کے بارے میں فرمایا ہے کہ آغا خان اور ہمارے عقائد میں فرق نہیں۔ اس طرح کے بیانات سے علویین اور آغا خانیوں کا چہرہ پسندیدہ نہیں ہو جائے گا کیونکہ ان کے چہرے کسی سے پوشیدہ نہیں تھے لیکن ان کو اپنے ساتھ ملانے والوں کے چہرے مکشوف ہونگے۔

ان کا کہنا ہے کہ شیعہ اور ان کے درمیان بہت کم فرق ہے۔ یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو آغا خانیوں اور علویوں کے ہیں، کیونکہ ہم پہلے انہی میں تھے ہم نے صرف نام بدلا ہے، کیا منصب امامت مثل منصب نبوت ہے؟ یا بہتر از نبوت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے اپنے اہل بیت کیلئے وصیت کی اور اہل بیت میں سلمان فارسی کو بھی شامل کرتے ہیں۔ یہ لوگ صریحاً کہتے ہیں ''علی اللہ ہے یا اللہ ہمارے میں حلول ہوا ہے''، جبکہ ہم اس طرح نہیں کہتے ہیں ہم اس طرح کہتے ہیں ''تمام صفات میں اللہ اور ہمارے آئمہ میں فرق نہیں ہے'' ان سے ایک سوال ہے آپ اپنے اماموں کی عصمت کے قائل ہیں، یہ لوگ تعطیل و تنسیخ شریعت کے قائل ہیں۔ تعطیل شریعت اور عصمت میں کیا فرق ہے؟

ان کا کہنا ہے کہ اس فرقے کے مؤسس ابوذر غفاری، حجر بن عدی الکندی، سلمان فارسی،

مقداد ابن اسود کندی، بلال حبشی اور عمار بن یاسر ہیں۔ حالانکہ یہ ذوات اصحاب بر جستہ رسولؐ تھے۔ اگر ان پر اعتماد کریں تو ان بارے میں کہنا چاہیئے "علی الاسلام والسلام"۔

عثمان ابن مظعون، نجاشی اور قنبر بن کادان، دوسی محمد بن حسن صاحب بن عباد اور ابو الفتح عثمان بن جعنی اس فرقے کے تھے۔ (معجم فرق اسلامی ص ۳۷۳۔ فرہنگ فرق اسلامی۔ ۳۳۶)

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس

معجم فرق اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۱۵۲۔ عماریہ:۔

عمار بن موسیٰ ساباطی سے منسوب ہے یہ لوگ امامت کو امام جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے محمد دیباج کیلئے قرار دیتے ہیں۔ (معجم فرق اسلامی ۱۵۴)

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

۱۵۳۔ عمرویہ:۔

عمرو بن عبید بن باب، واصل بن عطا کے ساتھی معتزلہ میں سے تھا، اس کا عقیدہ ہے کہ علی،

عثمان، طلحہ و زبیر و دیگر اصحاب جمل فاسق و جہنمی ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

۱۵۴۔عینیہ:۔

یہ محمدؐ و علی دونوں کے اللہ ہونے کے معتقد ہیں لیکن علی کو محمدؐ پر مقدم رکھتے ہیں۔انہوں نے اپنے مذہب کا نام عینیہ یعنی عین اسم علی سے لیا ہے۔

معجم فرق اسلامیتالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

"حرف غین"

۱۵۵۔غرابیہ:۔

غالیوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ غرابیہ ہے۔کتاب فرہنگ نامہ ترجمہ معجم فرق اسلامیہ حرف غ میں آیا ہے حضرت محمدؐ حضرت علی سے ہرطرح شباہت رکھتے تھے جس طرح ایک کوا دوسرے کوے سے مشابہت رکھتا ہے۔اللہ نے جبرائیل کو علی کو نبوت دینے کے لئے بھیجا تھا۔جبرائیل نے اشتباہ میں علی کی جگہ محمدؐ کو نبوت دی اور علی کو نبوت نہیں دی۔یہاں سے یہ لوگ کہتے ہیں صاحب پَر والے پر لعنت کریں اس نے خیانت کی ہے۔ان کا کہنا ہے علی اور ان کے بعد ان کی اولاد پیغمبرؐ ہیں۔ توجہ کریں کہ جو لوگ پیغمبرؐ کی جگہ "علی نفس رسول" کہہ کر علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں ان کے مصدر عقائد غرابیہ ہیں۔

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۵٦۔غلو وغلات:۔

مفردات راغب میں آیا ہے غلو مقرر کردہ حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔دیگ میں موجود مائع جب ابل جاتا ہے تو ڈھکن کو گراتا ہے جو چیز اپنی مقرر کردہ حد سے تجاوز کرے گی تو وہ فساد پھیلائے گی۔قرآن کریم میں شدت سے جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان میں سے ایک غلو ہے سورۃ نساء ۱۷۱،سورۃ مائدہ ۷۷، دونوں میں اہل کتاب سے خطاب میں فرمایا ہے "اللہ کے دین میں غلو نہ کریں" ان دونوں آیات میں غلو سے منع کیا ہے۔اللہ کی مخلوق کو اللہ کی صفت مت دیں اس سے

نظام الوہیت درہم برہم ہو جائیگا،دونوں آیات میں اہل کتاب کہہ کر خطاب کرنا اس بات کی دلیل ہے یہود و نصاریٰ دونوں غلو کے مرتکب تھے جب کوئی چیز گذشتہ ادیان میں بطور عام کلی طور پر ممنوع ہو گئی تو یہ اس شریعت والوں کیلئے بھی ممنوع ہوگی۔اسی غلو کی وجہ سے آج یہ دونوں عظیم امت ہونے کا افتخار کھو چکی ہیں اور ملحدین کی صف میں شامل ہوگئی ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں دین کا تصور ختم ہو گیا ہے ان کا دین بذات خود مصیبت بن گیا ہے۔اس کے دو مصداق بتائے جاتے ہیں ایک غلو در دین یعنی دین کے نام سے دین میں اضافات ہے دوسرا غلو در حاملان دین ہے۔غلو در دین کی مثال نبی کریمؐ کے بعد حق اطاعت کو اہل بیت و اصحاب تک سرایت کیا گیا ہے،سنت و اسوۂ رسولؐ اللہ کی جگہ سنت و اسوۂ اصحاب و آئمہ کی بات کو زیادہ اٹھایا جاتا ہے اسی طرح واجبات سے کہیں زیادہ مستحبات و نفلیات کی بھرمار کی گئی ہے،کراہت نفسانی کی جگہ سب و شتم ہے۔سنت رسولؐ کے نام سے اہلبیت ،اصحاب،تابعین و تبع تابعین کی سنت کا اضافہ کیا گیا ہے۔دین اور داعیان دین میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے غلو خود دین میں یا داعیان دین میں دونوں،اسلام پر حملہ ہیں۔غلات دین اسلام سے خارج ہیں یہ دین کیلئے ناسور ہیں لیکن غالی اپنے غالی ہونے کا اقرار و اعتراف نہیں کرتے بلکہ مثل چور دوسرے کو چور کہتے ہیں،غلات اپنے غلو کو چھپانے کے لیے دوسروں کو غالی کہتے ہیں اس کا تعین نہیں کرتے ہیں۔جس طرح چور،چور چور کا شور مچاتے ہوئے خود فرار ہوتا ہے اور جس طرح فاسد نظام میں مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے،آف شور کرپشن کا پائی پائی کا حساب لینگے کہنے والے خود موقع پر ان کو چھپاتے ہیں اسی طرح مذاہب فاسد والے غالیوں کو چھپاتے ہیں۔

کتاب اعتقادات فرق مسلمین میں غلو کے چار اساس بتائے گئے ہیں تشبیہ،بداء، رجعت اور تناسخ۔مسلمانوں میں اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے والوں میں بنان بن سمعان،ہشام بن حکم،ہشام

بن سالم جوالیقی، یونس بن عبد الرحمٰن، ابو جعفر احول مشبہین میں سے تھے۔مخلوق کواللہ کی صفات سے متصف کرتے تھے جیسے اللہ قدیم ہے اسی طرح غالی کہتے ہیں ائمہ بھی قدیم ہیں اللہ علم غیب جانتا ہے کہتے ہیں آئمہ بھی علم غیب جانتے ہیں، اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے غالی کہتے ہیں ائمہ بھی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔بعض فرق نویسوں نے لکھا ہے شیعوں میں بعض غالی ہیں جس کی بعض علماء و مجتہدین نے بھی تصدیق کی ہے حالانکہ غلو اساس مشترک تمام فرق ہے فرقے تمام کے تمام غالی ہیں آپس میں کم اور کیفیت میں اونچے نیچے ہیں فرقوں میں کوئی فرقہ غلو سے خالی نہیں۔غلو کیا ہے اس بارے میں اثنا عشریوں نے انتہائی مہارت سے کھیل کھیلا ہے انہوں نے نہیں کہا کہ اللہ نے آئمہ میں حلول کیا ہے یا یہ ذوات اللہ میں فنا ہوگئی ہیں لیکن کہتے ہیں ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں نیز رجعت اور تناسخ کی بات بھی بطور عام بیان کرتے ہیں۔فخر الرازی نے اپنی کتاب فرق المسلمین میں غالیوں کے ۱۵ فرقے بتائے ہیں، ہمارے خیال میں شیعہ غلات کو بغل میں چھپا کر چند گروہوں کو دکھاتے ہیں ان کے خلاف شور شرابہ ختم ہونے کے بعد دوبارہ شامل کرتے ہیں، جیسے یہ علویوں اور آغا خانیوں کو اپنے قریب کرنے پر تلے ہوئے ہیں جبکہ دکتور جواد مشکور نے اپنی کتاب تاریخ فرق شیعہ میں مسلمانوں میں ۱۳۱ فرق غلات بتائے ہیں۔

غلات کو بنیادی فکر فراہم کرنے والے صوفی اور شیعہ ہیں جو اپنے ائمہ اور مرشدوں کو صفات الوہیت و ربوبیت دیتے ہیں۔وہ کبھی اللہ کو آئمہ سے تشبیہ دیتے ہیں کبھی آئمہ کو اللہ سے تشبیہ دیتے ہیں، اللہ کے ان کے اندر منتقل ہونے یا انھیں تفویض ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔فرق غلات یہ ہیں مفوضہ، خطابیہ، عجلیہ، بیانیہ، نصیریہ، ناوسیہ، میمیہ، منصوریہ، مقنعیہ، مغیریہ، محمتہ۔غالی کہتے ہیں محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین کی شکل میں اللہ ظاہر ہوتا ہے۔

مجلّہ توحید شمارہ ۹۵ صادر از سازمان تبلیغات اسلامی ۱۴۱۹ھ ربیع الاوّل ص ۹۱ حسن محمد نور الدین لکھتے ہیں مسلمانوں کو عمومی طور پر اور اتباع اہل بیت والوں کو خصوصی طور پر آسیب و آفت غلو کا سامنا ہے جو ان کی فکر و عقیدے پر اثر انداز ہوا ہے چنانچہ دیگر مذاہب نے شیعوں کو متہم کیا کہ یہ غالی ہیں اور تمام تر غلو کی ذمہ داری شیعوں پر لگائی گئی ہے۔حسن محمد نور الدین استاد کلیہ آداب جامعہ لبنان صاحب مقالہ لکھتے ہیں عراق کا شہر کوفہ اور خراسان مرکز نشر غلو رہا ہے انھوں نے اپنے ملنے والوں کے اندر اصول و مبانیء اسلام سے متصادم و متناقض افکار کی سم پاشی کی ہے، انھوں نے آئمہ کو وہ صفات دی ہیں جو اللہ کی مخصوص صفات ہیں۔انہوں نے اس عمل سے آئمہ کی خدمت نہیں کی بلکہ دین کو کھوکھلا کیا اور امت میں شگاف ڈالا ہے اور اس کے عقائد کو مسخ کیا ہے۔اس کا آغاز عبد اللہ بن سباء سے ہوتا ہے بعد میں آنے والوں نے اس کی تأسی کی ہے، اس سلسلہ کی بنیاد امام جعفر صادق کے دور میں ڈالی گئی تھی، امام جعفر صادق مدینہ سے باہر نہیں نکلے ہیں، عراق نہیں آئے تھے، جبکہ مذہب ساز ان شہر نفاق میں رہتے تھے۔کبھی کبھار ایام حج میں مکہ مدینہ جاتے اور واپس آکر امام صادق پر افتراء باندھتے تھے۔جو عقائد فاسدہ ان لوگوں نے اختراع کیے ہیں وہ سب کے نزدیک باطل ہیں، جیسے بداء اور رجعت بہ دنیا لیکن وہ اس سے نا قابل توجیہ معنی پیش کر کے جان چھڑاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہماری مراد یہ نہیں ہے۔انہوں نے اس جیسے بہت سے جواز بنائے یا انہیں انکے استاد ابلیس نے سکھایا اور انہوں نے چور کو گھر میں چھپانے والے کا کردار ادا کیا ہے۔

مجلّہ رسالت اسلام صادر از دار التقریب بین المذاہب اسلامیہ قاہرہ شمارہ ۲۱ تا ۲۴ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ عدد اول ص ۳۸۳ پر علامہ شیخ مجاھد جواد مغنیہ رئیس محکمہ جعفریہ بیروت اپنے بھیجے گئے مقالہ میں لکھتے ہیں غلات کی اقسام ہیں ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو عبد اللہ بن سباء کا پیرو کار ہے

یہ پہلا شخص ہے جس نے غلو کا اظہار کیا ہے۔ان لوگوں نے کہا کہ علی میں اللہ حلول ہوا ہے علی اور اللہ ایک ہیں اس وجہ سے علی علم غیب جانتے ہیں وہ بادلوں میں گرج کی آواز ہیں برق ان کی تسبیح ہے یہ عقیدہ تناسخ پر قائم ہے۔

۲۔غالی کہتے ہیں اللہ ایک امام کی وفات کے بعد دوسرے امام میں حلول ہوتا ہے۔

۲۔خطابیہ اتباع ابی الخطاب محمد بن ابی زینب اسدی ہے۔اس کا عقیدہ ہے امام جعفر صادق ہی فی زمانہ اللہ ہیں۔

۳۔شہرستانی نے کہا ہے مفوضہ کا کہنا ہے اللہ نے آئمہ کو خلق کیا ہے پھر نظم کائنات ان کے حوالے کرکے خود استراحت کی۔جامعہ کوثر کے ایک استاد نے کہا تھا اگر اللہ نے خلقت کائنات کے بعد نظم و تدبیر کائنات علی اور آئمہ کو نہیں دی ہے تو یہ اللہ کی اہانت جسارت ہوگی۔

۴۔غلات میں سے بعض غلات عقیدۂ ثالوث کے قائل ہیں یعنی ان کے عقیدے کے مطابق تین ہستیاں مل کر اللہ بنا ہے گویا علی رب ہے، محمدؐ ابن ہے روح القدس سلمان فارسی ہے۔یعنی علی، محمدؐ، سلمان فارسی تینوں مل کر اللہ بنا ہے۔ان کا کہنا ہے اتوار علی کا دن ہے اور پیر حسن کا دن ہے۔جواد مغنیہ نے شہرستانی سے نقل کیا ہے غلات کے کثیر فرقے ہیں سب کی برگشت اس طرف جاتی ہے کہ آئمہ خود اللہ ہیں غرض غلات کا دین نہیں ہے ان کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔کتاب فرق پر لکھنے والوں نے نادانستہ طور پر غلو کو تمام فرق شیعہ کی طرف نسبت دی ہے جبکہ فرق امامیہ نے اپنی کتب عقائد میں غلات کی کفر و نجاست پر ان سے برأت کا لکھا ہے اور غلو کو اپنے سے رد کیا ہے لیکن یہاں دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

ا۔غلو کے دو مصداق ہیں ان میں سے کس کو رد کریں گے، کیا یہ غلو نہیں کہ ایک کہتا ہے اللہ

نے حضرت علی یا دیگر آئمہ میں حلول کیا ہے علی یا آئمہ نے کائنات کو خلق کیا ہے اسی طرح اس کو صراحت میں نہیں کہتے ہیں اور یہ بات نہیں کرتے کہ وہ رزق دیتے ہیں لیکن اللہ کی صفات جو صرف اسی ذات کیلیے مخصوص ہیں جیسے علم وقدرت، رزق و حیات وغیرہ انہیں آئمہ کی صفات میں بھی گنواتے ہیں۔ اگر کوئی کہے آئمہ، علم" کان یکون" سب جانتے ہیں جیسے کہ علامہ سبحانی و نجفی نے کتاب امام علی کی سند دی ہے تو آیات نفی غیب از رسول اللہ سے متصادم و متعارض ہوگا۔ ولایت تکوینی کے تحت کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں، بتائیں یہ غلو نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

۲۔ فرقہ امامیہ کے جن علماء نے غلات کے کفر و نجاست کا فتویٰ دیا، کیا انہوں نے اپنی لکھی گئی کتب عقائد میں غلو سے متعلق لکھا، کیا انہوں نے رجعت، منصوصیت اور ولایت تکوینی وغیرہ کے خلاف لکھا ہے اگر کوئی ایسی کتاب ہو جو غلو سے پاک ہو تو وہ دکھائیں۔

حق و انصاف، واقعیت و حقیقت یہ ہے کہ تمام فرق کسی نہ کسی غلو کے مرتکب ہوئے ہیں، یہ لوگ جواب دیتے ہیں غلو وہاں ہوتی ہے جہاں محدود ہو ہمارے آئمہ غیر محدود ہیں اس کو کہتے ہیں 'فر من المزاب الی المعلیر' جیسے آبشار کو چھوڑ کر بارش میں کھڑے ہونے کے مترادف ہے۔ جہاں تک شیعہ اثناعشری کی بات ہے جناب راجہ ناصر سربراہ وحدت المسلمین نے اپنے پہلو میں داعی شریعۃ الحسین کو بٹھا کر کہا یہاں کوئی غالی و نصیری نہیں صرف شیعہ ہیں۔ وہ تمام غالیوں کو اپنی چھتری میں چھپا کر رکھتے ہیں۔

علماء امامیہ کا اتفاق ہے غالی نجس ہیں، انہیں مرنے پر غسل دینا اور دفن کرنا جائز نہیں، مسلمان عورت ان کے عقد میں دے سکتے ہیں نہ کوئی مسلمان مرد غالیہ عورت کو اپنے عقد میں لے سکتا ہے۔

دکتور موسیٰ موسوی نے اپنی کتاب "الشیعہ و التصحیح" میں لکھا ہے تمام فرق اس عقیدہ فاسد و باطل غلو میں مبتلا ہیں کوئی بھی فرقہ غلو سے پاک نہیں ہے سوائے فرقہ سلفیہ کے، ڈاکٹر موسیٰ صاحب کی کتاب سے چند نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

۱۔وہ اب تک فرقہ شیعہ سے پاک نہیں ہوئے ہیں وہ خود اس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

۲۔وہ ابھی تک اسلام کے بنیادی عقائد کو شناخت نہیں کر سکے عقیدہ صحیح اور فاسد کی محک کیا ہے؟ کسوٹی کیا ہے؟ کون اس کی صحت و باطل پر مہر لگائے گا؟ کیا یہ سب علماء کے کہنے پر ہوتا ہے یا کوئی غیر جانبدار غیر مسلم اس کی توثیق کرے گا؟ یا جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے تحت جس کے پاس طاقت ہے اس کے کہنے پر کوئی عقیدہ صحیح یا غلط ثابت ہوگا۔

سلفیہ مزاروں پر نہیں جاتے ہیں جھولے، جھنڈے، گھوڑے کی پوجا نہیں کرتے ہیں ان سے حاجتیں نہیں مانگتے ہیں لیکن غلو کا معنی صرف غیر اللہ کے توسل سے مانگنا نہیں ہے، غلو صرف اس میں نہیں ہے حد سے گزرنا یا حد سے پیچھے رہنا بھی غلو ہے، نفی و مثبت دونوں میں غلو ہوتا ہے، غلو کی واحد کسوٹی قرآن ہے۔قرآن کے تحت اطاعت صرف اللہ کیلئے ہے حکم صرف اسی کا ہوگا سورہ انعام آیت ۵۲، ۶۲، سورہ یوسف ۴۰، ۶۷، سورہ قصص آیت ۷۰، ۸۸، سورہ غافر آیت ۱۲ ، ان آیات میں آیا ہے "ان الحکم الا اللہ" حکم صرف اللہ کیلئے ہے کسی اور کیلئے نہیں ہے کتنی ہی برجستہ شخصیت ہی کیوں نہ ہو صف اوّل کے اہل بیت ہی کیوں نہ ہوں، صف اوّل میں سبقت ایمانی کرنے والے اور سبقت ہجرت کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں، عقبہ اولیٰ میں سبقت وہجرت کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں ابو بکر وعمر، عثمان وعلی اوران سے نیچے والے ہی کیوں نہ ہوں، لیکن سلفیہ نے یہاں غلو کیا ہے۔کتاب موسوعہ میسرہ ص ۱۰۷۲ مادہ سلفیہ میں ابن قیم نے، اعلام الموقعین جلد ۴ ص ۱۶۸ "

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ''امام اوزاعی نے کہا ہے متوفی ۱۵۷ھ ''**اصبر نفسک علی السنته وقف حیث وقف القوم کفوا عنه و اسئلک سبیل سلفک الصالح فانه یقودون**''

شرح اصول اعتقاد اھل السنتہ الکافی جلد اص ۱۵۴ میں ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے''**و علیک بالاثر و طریقة السلف و ایاک و کل محدثه فانھا بدعته** ''اس کی سند کہاں سے ہے؟ آپ کے بقول جس چیز کی قرآن وسنت سے سند نہ ملے وہ بدعت ہے اس بدعت کو کیا کہیں گے؟ اللہ نے نبی کریمؐ کی سنت عملی کو حجت قرار دیا ہے جس پر پوری امت نے اتفاق کیا پیغمبر اکرمؐ نے سنت قولی لکھنے پر پابندی لگائی چونکہ پیغمبرؐ کو خدشہ تھا اس میں جنجال وانحراف اور ردوبدل کریں گے لیکن آپ نے سنت عملی سے تجاوز کر کے سنت قولی کو شامل کیا ہے، اس سے تجاوز اور غلو کر کے تقریر کو شامل کیا ہے، اس سے غلو کر کے اصحاب کو شامل کیا، اس سے غلو کر کے تابعین کو شامل کیا، اس سے غلو کر کے سلف کو شامل کیا، اس سے بڑھ کے دنیا میں کوئی غلو نہیں ہوا ہے۔ اگر چہ غلو کے مخترع نصاریٰ ہیں لیکن یہ ہر دروغ گو کے لیے ضروری اور ناگزیر ہے، ہر ملحد کے لیے ضروری ہے۔ حضرت علی کے نام اور علی کی حمایت اور نصیریت کے نام سے میدان میں اترنے والے منافقین کے پاس علی کی وفات کے بعد کوئی اور جھنڈا نہیں رہا تو انھوں نے پہلے مرحلے میں علی کی موت سے انکار کیا۔ علی کے آنے کا انتظار کروایا سبائی کسائی نے کچھ دیر اس کو کھینچا جب اس فکر سے نفرت پیدا ہوئی تو انہوں نے علی اللہ کا اعلان کیا۔ علی کی الوہیت نے اس فرقے کے ماتھے پر داغِ سیاہ لگایا تو انہوں نے مخالفین علی پر گالی گلوچ کی بوچھاڑ کی۔ چنانچہ اس طرح سے اہل بیت کی طرف دعوت دینے والے مسلسل دین و شریعت کے باغی نکلے، حاکم بامر اللہ اور رکیا بزرگ وغیرہ نکلے، زید بن علی جو کہ حامی اور مدافع خلفاء

تھے ان کے حامی سباب وشتام نکلے، یہاں سے یہ دونوں فرقے زیدی اور اسماعیلی امت اسلامی میں چہرۂ مکروہ متعارف ہوئے۔لیکن چہرہ چھپانے کیلئے اسماعیل صفوی نے ۹۰۷ھ میں اثناعشری کے نام سے ایک نقاب بنایا اس نقاب کی اچھائی اور خوبی کے لیے امت میں موجود مخالف افراد سے حدیث گھڑوائیں اور ان کی زبان سے اثناعشری کو معتدل کہلوایا۔جبکہ اثناعشری میں اور کوئی تبدیلی نہیں کی بداء، رجعت،ظہور مہدی جوں کے توں رہے،صرف ایک نیا نام اثناعشری رکھا گیا۔یہاں کے علماء اور دانشوران سب جانتے تھے کہ وہ وہی پہلے والے اسماعیلی اور زیدی ہیں نقاب اثناعشری کو انہوں نے ویسے ہی لگایا ہے۔اشتباہ ودھوکہ صرف حوزات ومدارس کے فیل شرف الدین کو ہوا کہ اس نے اس نام کو بہت دیر تک پکڑ کر رکھا ہے، یہاں تک کہ میں نے ایک کتاب عقائد ورسومات شیعہ کے نام سے لکھی اور اثناعشری سے دفاع کیا لیکن اللہ نے اسے میری ہدایت اور مخالفین کے چہرے سے نقاب کھولنے کا ذریعہ بنایا۔

اس سال جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ کے آخری عشرے میں درس گاہ بزرگ غلاۃ جامعۃ المنتظر میں بقول ان کے غالیوں کی بڑھتی ہوئی صورت حال پر اظہار تشویش کرنے اور مخالفین کیلئے یہ پیغام دینے کیلئے کہ ہم نے غلات کو متنبہ کیا ہے کہ آئندہ ایسا نہیں کریں جس طرح کہ باپ اپنے ناخلف بیٹے کو تنبیہ کرتا ہے ایسا ہی ان کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے حقیقت میں جہاں آغا ساجد نقوی، آغا محسن نجفی، محمد حسین مرجع غلات، حافظ ریاض حسین سرپرستان غلات اور آغا تقی شاہ صاحب سخن کوہ غلات موجود ہوں وہاں کبھی غلات یا غلو کے خاتمے کی بات نہیں ہوگی کیونکہ ان کا مذہب غلو ہی پر کھڑا ہے۔آئمہ علوم اولین وآخرین رکھتے ہیں کائنات میں کیف مایشاء تصرف کرسکتے ہیں انبیاء گذشتہ آدم سے لے کر آخر تک ان کے ساتھ رہے اسی کا معنی غلو ہے، اسی کو غلو کہتے ہیں۔ان کو مطمئن کرنے

کیلئے کہ ہماری مراد غلاۃ نہیں غلو کے حق میں تقصیر کرنے والے ہیں یا غالیوں کے مخالفین مراد ہیں اس لیے غالیوں کے ساتھ مقصرین کو بھی شامل کیا گیا تھا، گویا اسلام کے حق میں مقصرین اور آئمہ کے حق میں غلو کرنے والے دونوں کا ایک مشترکہ سیمینار منعقد کیا گیا تھا جس میں عمائدین علماء و دانشوران اور تاجران و سرمایہ داران سب شریک تھے ہر ایک نے اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اظہار خیال کیا اور تجاویز دیں۔ درحقیقت یہ اجلاس عین اس وقت ہوا تھا جس وقت ملک میں سوشل میڈیا پر نبی اسلام حضرت محمدؐ کی شان میں قادیانی باطنیہ بابیہ بھائیہ کی طرف سے اہانت و جسارت ہو رہی تھی ملک میں ہر طبقہ اس کی مذمت کر رہا تھا۔ ارباب عدالت اس صورت حال و مناظر پر اپنی بے بسی دیکھ کر آنسو بہا رہے تھے اس وقت یہاں پرچم داران غلو، جمع ہونے والے، صوم زکریا رکھ کر آئے تھے انہوں نے اس روزے کا افطار غلو سے روکنے والے مقصرین کے خلاف افتراء پردازی سے خطاب کیا، جلسے کے اختتام پر کامیابی و خوشی میں عقیقے کے لیے اس محصور ناظم آبادی کو انتخاب کیا، ذبح کرنے کے لیے سمن آباد کے مولانا امتیاز کاظمی صاحب آمادہ ہوئے، خوشی سے کراچی والے علماء نے کراچی میں اپنے گھر میں اطلاع دی کہ مولانا شرف الدین کو عقیقہ کے لیے سمن آباد کا تھانہ انتخاب کیا گیا ہے یہ خبر بقول دوست اخوان صفاء معاصر بابر اقبال اعوان نے چیچہ وطنی سے دی، جناب افسر حسین نے ملک اعجاز کو یہ خوشخبری سنائی ملک اعجاز نے اپنی زبان سے یہ خبر دینے سے کتراتے ہوئے بابر کو یہ خبر دی اور بابر نے ہمیں خبر دی کہ آپکو دو دفعہ ذبح کرنے کے لیے محترم حافظ ریاض اور غالیوں کے خطیب نامدار جناب تقی شاہ صاحب کو انتخاب کیا گیا ہے۔ مجھے دو دفعہ ذبح کرنے کی خبر پر دکھ ہوا چنانچہ دوبارہ بابر کا فون سننے کی ہمت نہیں ہوئی کہ کہیں تیسری چوتھی دفعہ کا ذکر بھی نہ سننا پڑے۔ خود کو رضا بقضاء اللہ کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آ رہا تھا کلمات سجع و مرجع معانی و حقائق کوئی سے

انتظار میں تھا کہ کب آئینگے غریب غالیوں کو اکسانے والے؟ بابر نے دوبارہ خبر دی تھی کہ دونوں بزرگوں نے یہ شرط لگائی ہے اپنی کتابوں کو روکیں غالیوں سے معافی مانگیں۔

’حرف فاء‘‘

۱۵۷۔ فطحیہ:۔

امام صادق کے بعد آپ کے بڑے بیٹے عبداللہ افطح کی بیعت کرنے والوں کو افطحیہ کہتے ہیں ۔عبداللہ افطح اور اسماعیل دونوں ایک ماں سے تھے،وہ بھی اسماعیل کی طرح گمراہ لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا،امام صادق انہیں بھی پسند نہیں کرتے تھے ۔فرق نویسوں نے ان کو افطح کہنے کی توجیہ میں لکھا ہے ان کا سر یا پاؤں بہت بڑا تھا۔یہ فرقہ مرجئہ سے گرائش رکھتے تھے۔امام صادق کے بعد لوگ چند گروہوں میں بٹ گئے بعض امامت اسماعیل پر باقی رہے،بعض ان کی موت کے منکر ہو گئے اور بعض اسماعیل کے بیٹے محمد بن اسماعیل کی امامت کے قائل ہو گئے ۔

ایک گروہ نے عبداللہ کی بیعت کی،عبداللہ افطح نے جلدی وفات پائی،جنہوں نے عبداللہ کی بیعت کی تھی وہ پھر موسیٰ بن جعفر کی امامت کے قائل ہوئے ۔(معجم فرق اسلام ص ۱۸۶)

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۵۸۔فطحیہ خلّص:۔

انہوں نے امام حسن عسکری کی وفات کے بعد ان کے بھائی جعفر بن علی نقی کی بیعت کی،ان کو فطحیہ خلّص کہتے ہیں ۔(جامع رواۃ ۱۸۷)۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

جامع رواة تالیف محمد بن علی الاردبیلی الغروی الحائری

"حرف قاف"

۱۵۹۔ قادریہ:۔

صاحب کتاب رجال الفکر والدعوۃ ج اص ۳۱۹ پر لکھتے ہیں عبدالقادر جیلانی متولد ۴۷۰ھ متوفی ۵۶۱ھ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد گئے، جس سال ابو حامد غزالی ترک تدریس کے علاوہ دنیا سے روگردانی کر کے حصول معرفت کی غرض سے بغداد سے نکلے تھے، عبدالقادر جیلانی بغداد میں ابو وفاء ابن عقیل، ابوالحسن خرقانی، ابوزکریا تبریزی سے کسب علم و فیض کرنے کے بعد ابوسعید نے ایک مدرسہ آپ کے حوالے کیا۔ آپ کا نام محی الدین "غوث الاعظم" لقب دینے کے بعد خود اس مقام پر چڑھ گئے جو مخصوص ذات باری تعالیٰ ہے۔ آپ کا مزار بھی دیگر صوفیوں کی طرح بت خانہ جدید قرار پایا جہاں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بجائے عبدالقادر جیلانی کی پرستش ہوتی ہے۔ علم کی کوئی حقیقت نہیں شور شرابہ قیل و قال زیادہ کرنے والا ہو تو کافی ہے تعجب نہیں کہ دیوبند مہد صوفیت ہے یہاں سے صوفی کے ادنیٰ طبقہ سے اعلیٰ تک فاسد ہی نکلتا ہے۔ عالم اسلامی میں فن تحریر و تقریر میں مشہور نابغہ علامہ ابو الحسن ندوی جیسے کے ان شطحیات کو بغیر تعلیق ذکر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے آپ نے شئون الوہیت و ربوبیت سے متعلق بہت سی شطحیات چھوڑے ہیں جسے آپ کے طریقہ باطل کے سلسلے کو جاری رکھنے والے دہراتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ جیلانی آپ سے منسوب ہے۔ توحید اور معرفت رب الوہیت، نبوت و رسالت اور شریعت و طریقت کے نام سے الوہیت و ربوبیت اللہ پھیلایا۔

کتاب موسوعۃ مفصلۃ میں آیا ہے یہ فرقہ منسوب ہے عبدالقادر جیلانی سے ان کے معتقدین کا کہنا ہے عبدالقادر جیلانی نے تصوف کو حسن بصری سے لیا ہے جو کہ دوسری صدی کے آغاز میں تھا یا حسن ابن علی سے لیا ہے جبکہ قادر جیلانی اور ان کے درمیان میں پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

عبدالقادر جیلانی سے بہت سی نامعقول عقل وشرح سے متصادم چیزیں منسوب کی ہیں جیسا کہ احیاء موتیٰ،تصرف کائنات۔وہ کہتے تھے میرے قدم ہرولی کی گردن پر ہیں جو بھی مجھ سے استغاثہ کرے گا اس کی حاجت روائی کروں گا۔جتنی کرامات ومعجزات اس سے منسوب کئے ہیں کسی اور سے نہیں کئے ہیں۔اس فرقے سے بہت سے فرقے نکلے ہیں۔اتنے خرافات لامعقولیات لاشرعیات کے ہوتے ہوئے ابوالحسن ندوی جیسے مفکر عالم اسلامی وبین الاقوامی نے رجال الفکر دعوۃ میں ان کی تجلیل کی ہے اور خود کو ان کے پیرو کار سمجھتے تھے۔

الموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

۱۶۰۔قادیانی:۔

جیش ابرہۂ استعمار،ضد اسلام ومسلمین ،برصغیر میں تحت قیادت ورہبری استعمار دوست، شاکر انگریز سر سید احمد خان اور ان کے ہمنواؤں اور دانشگاہ سے فارغ پشت پناہی برطانیہ،شعار الحادیہ روشن خیالی،شعار ترقی،شعار علم پرستی سے حملہ آور ہونے والوں میں قادیانی ،آغا خانیوں، احمدیوں، بریلویوں،غرب نواز و مارکس نواز نے ہرطرف، ہرسو، ہرشش جہت سے اسلام وحضرت محمدؐ کونشانہ بنایا۔مقدسات اسلام کا استہزاء کیا نزول عیسیٰؑ ظہور مہدی جیسے بے بنیاد کو اپنی سند پیش کیا۔

اس سلسلہ میں مجلّہ مؤقر تو حید صادر از سازمان تبلیغات اسلامی شمارہ نمبر ۴۴ ص ۱۳۰ پر لکھتے ہیں اسلام کو تباہ کرنے کے لئے جو فرقے ایجاد کئے گئے،ان میں سے ایک فرقہ قادیانی ہے۔یہ فرقہ

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضٰی نے ابداع کیا ہے۔اس کی پشت پر اس وقت کی بڑی طاقتور حکومت برطانیہ تھی۔پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر فائز شخصیات قادیانی تھے ابھی بھی سنا ہے اعلیٰ مناصب پر قادیانی ہوتے ہیں یہ تین طاقتیں مل کر اسلام کو کچلنے اور دبانے کے لئے میدان میں سرگرم ہیں یہ وقفہ وقفہ سے زخم خوردہ وشکست خوردہ مسلمانوں پر تیزاب چھڑکتے ہیں، اگر اللہ کا وعدہ نہ ہوتا کہ بعض کو بعض سے دفع کریں گے اور مومنین کو مدد دیں گے تو اسلام کو یہاں سے ختم ہونا تھا لیکن اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اوران کے چہرے سے الحادو کفر کے نقاب کو اٹھایا لیکن ابھی بھی اس ملک میں فتنہ وفساد کے پیچھے قادیانی اور آغا خانی ہوتے ہیں۔غلام احمد قادیانی نے پہلے مرحلے میں کافرین ومستعمرین سے جہاد کے حکم قرآنی کی منسوخیت صادر کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو انگریز کے موالی بنانے اسلام سے دور کرنے اور فریضہء جہاد ساقط کرنے کیلئے وجود میں لایا گیا ہے۔قادیان ایک شہر ہے جو لاہور سے ۶۱ میل کے فاصلے پر ہے غلام احمد نے ایک ایسے گھر میں پرورش پائی ہے جو دین ووطن دونوں کے خائن تھے،اس نے ایک مجلہ ادیان کے نام سے جاری کیا جس میں وہ اپنی آراء نشر کرتا تھا اس کے پیروکاروں نے انہیں مسیح ثانی کہا ہے۔اس نے اپنے دعویٰ کا آغاز کشمیر کے نزدیک سرنجار نامی جگہ پر ایک قبر بنام عیسیٰ بن مریم کشف ہوئی تو اس کو اٹھایا اور کہا کہ عیسیٰ یہودیوں سے فرار ہوکر یہاں آئے اور اسی جگہ انتقال ہوا اور یہیں دفن ہوئے،ان کا جسد آسمان پر نہیں گیا بلکہ روح گئی تھی۔اس کے بعد اس نے دعویٰ کیا وہ امام مہدی ہے اور تجدید شریعت کیلئے آیا ہے اس نے دعویٰ کیا کہ روح مسیح،اور روح محمدؐ اس میں حلول ہوئی ہے۔ان کے عقائد یہ ہیں

۱۔جو احمد قادیانی کا معتقد ہے وہ جنگ میں داخل نہیں ہوسکتا۔

۲۔ہر مسلمان کافر ہے جب تک وہ قادیانیت میں شامل نہ ہو۔

۳۔جس کسی نے غیر قادیانی سے ازدواج کیا یا غیر قادیانی کی زوجیت میں گیا وہ کافر ہے۔
۴۔کوئی قرآن نہیں سوائے اس کے جو احمد مسیح پیش کرتا ہے ان کی کتاب کا نام کتاب مبین ہے۔
۵۔ان کا قبلہ قادیان ہے۔
۶۔اس نے کہا بغیر کسی تردد اور چون وچرا کے انگریز کی اطاعت کریں کیونکہ قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق ان کا اللہ انگریز ہیں۔
۷۔تمام شراب اور مسکرات ومسکنات حلال ہیں۔
۸۔نماز اپنے میں سے کسی کی اقتداء میں پڑھیں مسلمانوں کے پیچھے نہ پڑھیں اس طرح نماز جنازہ بھی نہیں ہوتی۔

یہ سب اقدامات اس نے استعمار انگریز کی حمایت میں کئے ہیں تا کہ اپنے پیروکاروں کو انگریز حکومت میں سہولت ملے۔

یہ کوئی نیا سلسلہ نہیں تاہم فرقہ قادیانیہ ساختہ برطانیہ ہے، جس کے دل میں اسلام کے لئے بہت عداوت ونفرت پائی جاتی ہے۔۱۹۰۷ھ میں پنجاب میں ایک تحریک ضد دین اور حمایت استعمار میں وجود میں آئی تو قادیانی اور ان کے پیروکاروں نے اسے رحمت وبرکت قرار دیا اس نے انھیں یہ یقین دلایا کہ میرے خاندان والے حکومت برطانیہ کے مخلص ہیں۔اس نے انگریز کے خلاف لڑنے سے روکنے کے لئے جہاد کو اسلام سے خارج کیا۔تعجب کی بات ہے بعض غیر قادیانی ابھی بھی قادیانیوں کی حمایت کرتے ہیں اور ان سے دفاع کرتے ہیں۔

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

اسلام بلا مذاهب تالیف د كتور مصطفی الشكعة

الموسوعة الميسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

۱۶۱۔قدریہ:۔

قدریہ ماخوذ ہے کلمہ قدر سے،اصطلاح میں ان لوگوں کے لئے کہا گیا ہے جن کا عقیدہ ہے بندہ اپنے فعل میں خود مستقل ہے اس کے قول وفعل میں اللہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

جبر وقدر کے اوقیانوس میں تمام فرق و مذاہب ونحل وملل کو دپڑے ہیں عقلاء وعلماء نے اس کو تحلیل کرنے کے لئے تنگ وکشادہ درون عقل کو جولان گاہ بنایا ہے۔مصنفین ومؤلفین ہر ایک نے اپنی بضاعت واستطاعت کے اندر بعض نے مجلّات بعض نے صفحات سفید کو سیاہ کیا ہے،لیکن حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکے جس طرح انبیاء نے بہت سے طبع سلیم کو جادہ مستقیم پر لگایا ہے ابلیس نے بہت سوں کو گمراہ بلکہ اپنے لشکر ابرہہ میں بھرتی کیا ہے، کیونکہ یہ انسانوں کا تخلیق کردہ وہ مسئلہ ہے جس کو انسان ہی نے پرورش دی ہے،لیکن اس کو اٹھانے والے چونکہ خود کسی فرقہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اسے حل نہیں کر سکے،وہ جماعت ہے جن کا کہنا ہے بندوں کے اعمال و افعال و اقوال اور اطاعت وعصیان میں اللہ کا کوئی دخل نہیں ہے افعال کا خالق خود بندہ ہے۔تاریخ فرق میں فلسفیانہ دروازے سے وارد ہونے والے جبریہ کی ضد میں قدریہ وجود میں آئے یہ ان کی ضد میں آئے نہیں

لائے گئے ہیں جنہوں نے انسان کے افعال میں آزادی و خود اختیاری کا اعلان کیا ہے۔اس فکر کا مبتکر معبد جھمی کو بتایا جاتا ہے جو حسن بصری، غیلان دمشقی کے ساتھ رہتا تھا، یہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں تھا، یعنی پہلی صدی کے آخری دور میں تھا۔اس کے الحادی اور زندقہ نظریات کی وجہ سے علماء تابعین امثال عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، ابو ہریرہ، انس بن مالک، اوضاعی نے انھیں منحوس امت کہا ہے۔امراء بنی امیہ میں سے معاویہ ثانی اور یزید ثانی نے ان کی معاونت کی تھی۔قدریہ کا پرچم معتزلہ نے اٹھایا۔

قدریہ: مادہ قدر سے ماخوذ ہے ان کا کہنا ہے بندہ اپنے فعل میں کھلی آزادی رکھتا ہے بغیر کسی قید و بند کے جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے، اللہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

معتزلہ کا کہنا ہے ہر وہ فعل جو انسان سے سرزد ہوتا ہے اس میں اللہ کا کوئی دخل نہیں، فعل بندے کی مخلوق ہے، بندے کو قدرت حاصل ہے اس میں اللہ کے علم و قدرت کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اللہ کو علم بھی نہیں کہ بندہ کیا کرے گا۔قدریہ اس میدان میں حد سے زیادہ آگے نکل گئے قدریہ کا پرچم اٹھانے والا غیلان دمشقی اور معبد جھمی ہے۔غیلان نے اپنی فکر کو شام میں جبکہ معبد نے عراق میں پھیلایا۔

جبریہ کا کہنا ہے کہ ہمارے تمام افعال و اقوال و سوچ ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ سب اللہ کا اختیار ہے اس کے بالمقابل میں قدریہ کہتے ہیں انسان کو خلق کرنے کے بعد اللہ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑا ہے وہ جو کچھ کرنا چاہے کرے، اسکو تفویض بھی کہتے ہیں قدریہ اور قضاء کو ملا کر باب عقائد میں ایک عنوان قضا و قدر کے نام سے کھولا گیا ہے۔

قدریہ کہتے ہیں اللہ نے انسان کو خلق کرنے کے بعد اس کو آزاد چھوڑا، عمل کرنا نہ کرنا اس پر

چھوڑا ہے کیونکہ آخرت میں ثواب وعقاب اس وقت درست ہوگا جب انجام دینا یا ترک کرنا اس کے اختیار میں ہو جب تک فعل کو انجام دینا یا رد کرنا اس کے اختیار میں نہ ہو تو ثواب وعقاب درست نہیں ہوگا۔قدریہ نے اپنے نظریہ وموٴقف کے بارے میں ان آیات سے استدلال کیا ہے کہف: ۲۹۔ انسان:۳۔

کائنات اپنے تمام مظاہر روشن وتاریک، زیرزمین وفوق زمین، مطلع شمس ومغرب شمس ثرا تا ثریا سب اس کی مخلوق ہے، کائنات کا نظارہ کرنے والوں، اس کی روشوں میں چلنے والی مخلوقات، حیوان وطیور وحشرات، انسان اور تاریکی میں چلنے والے سب کے لئے وسائل دید وبصیرت اللہ نے دیئے ہیں لہٰذا اس بارے میں بحث کرنے والوں کو دیکھنا چاہیئے کہ حیوانات وحشرات ہدایت تکوینی و فطری سے چلتے ہیں یا عقل وشریعت سے چلتے ہیں؟ حیوانات وحشرات کا کوئی ارادہ نہیں وہ ہدایت خلقت سے چلتے ہے اس میں ان کا کوئی دخل نہیں لہٰذا کسی نے اس پر بحث نہیں کی، چونکہ انسان مخلوق عاقل ہے وہ اپنی عقل سے اپنی منزل طے کررہا ہے انکشافات واختراعات کرنے والوں کا اس میں کوئی کردار نہیں اور وہ اپنے فعل میں مجبور ہیں بحث صرف دعوت انبیاء کے بارے میں آئی ہے۔

جبریہ کہتے ہیں انسان سے صادر خیر وشر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اس کے بالمقابل میں قدریہ کہتے ہیں خیر وشر دونوں بندے سے صادر ہوتے ہیں۔قضاء وقدر کے معنی واضح کرنے کے لئے ایک مثال جاری فی زمانہ پیش کرتے ہیں۔

کسی چیز کی تعمیر دومرحلے میں انجام پاتی ہے پہلے مرحلے میں قضاء اور دوسرے مرحلے میں قدر ہے کسی چیز کی تعمیر قضاء وقدر دونوں سے ہوتی ہیں آپ نے ایک بڑی درس گاہ بنانے کا فیصلہ کیا کہ یہ بنانی ہے اس فیصلہ کو قضی کہتے ہیں۔فیصلہ کرنے کے بعد اس عمارت کے لئے درکار

ضروریات، اس کا طول وعرض، عمق، اینٹوں کی تعداد، سیمنٹ کی مقدار اور بجری کی مقدار کا تخمینہ لگانے کو قدر کہتے ہیں، اگر مہندس سمجھدار ہو، عاقل ہو تو اس فیصلے سے لے کر انجام تک ایک ہی ترتیب میں یہ کام مکمل کرنا ہے، درمیان میں تغیر وتبدل نہیں آتا ہے دیکھنے والے کہتے ہیں مہندس (انجنیئر) اعلیٰ پیانے کا تجربہ کار تھا اور اگر مہندس ناسمجھدار و نالائق تھا تو درمیان میں تبدیلیاں ہوں گی ایسی صورت میں مہندس کو جاہل و نادان اور قصوروار ٹھہرایا جائے گا۔انسان کے خلق کرنے کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے، اس کے وجود کے لئے درکار تمام اجزاء کا اندازہ بھی اللہ نے ہی کیا ہے یہ ہیں قضاء وقدر کے معنی۔

قضاوقدر:۔

مجلہ حوار فکر سیاسی صادرہ از جمہوری اسلامی ایران قم عدد ۴۴ سنہ ۱۴۲۷ھ آیت اللہ سید کاظم حائری شاگرد اوّل محمد باقر الصدر لکھتے ہیں قضا وقدر جس قدر اعمال سے مربوط ہے، اسی قدر سنن تاریخ سے بھی مربوط ہے۔ نظام الٰہی اجتماع بشری کو گردش میں رکھنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اس میں بشر کے اعمال کی دخالت نہیں مرحوم باقر الصدر نے اپنے درس سنن تاریخ میں لکھا ہے کہ بشر سنن تاریخ کو نہیں روک سکتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کی قضا وقدر ہے بطور مثال سنن طبیعی ہے کہ پانی کی حرارت ۱۰۰ درجہ پر پہنچے تو ابل جائے گا، آپ اس ابال کو نہیں روک سکتے لیکن موجب ابال حرارت کو روک سکتے ہیں۔اس کو تین مباحث میں بحث کریں گے:

۱۔بحث اوّل کو ہم بحث عقلی وفلسفی کہیں گے انسان کی زندگی کی تاریخ مبداء قضاء وقدر سے جدا نہیں ہے یہ بحث عام طور پر کتب کلامی میں وارد ہوتی ہے۔

۲۔زاویہ سنن تاریخ یہ ہے کہ تاریخ کی گردش میں بھی ایک الٰہی قانون پایا جاتا ہے وہ

قانون تغیر و تبدل کا حامل نہیں ہے جیسا کہ چندین آیات میں آیا ہے "وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلا" اگر سنن الٰہی تاریخ میں جاری ہے تو اس صورت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسان جبر تاریخ میں ہے۔

۳۔زاویہ عقلی وہ آیات و روایات ہیں جو قضاء و قدر کے بارے میں آئی ہیں۔

تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

الانسان والقدر تالیف آیت الله مرتضیٰ مطهری

۱۶۲۔قرآنیون:۔

مصدر و ماخذ اسلام تنہا قرآن کو گردانے والوں کو کہا جاتا ہے اس فرقے کی بنیاد رکھنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک غلام احمد قادیانی کو گردانا جاتا ہے،ان کے بعد غلام نبی معروف عبداللہ چکڑالوی مؤسس مذہب قرآنیہ گردانا جاتا ہے تیسرا محب الحق عظیم آبادی بہار،ان تینوں نے بیک وقت یہ تحریک چلائی ہے۔ان کے بعد غلام احمد پرویز ہے جس نے پاکستان کی سرزمین میں ہر جگہ درس قرآن کے نام سے نام نہاد دانشوران سنی و شیعہ کو جمع کیا ہے،ان کے ذریعہ مجلّہ طلوع اسلام کی کاپیاں تقسیم ہوتی ہیں جہاں جہاں کوئی غیر معمولی مذہبی مراسم کو تنقید کا نشانہ نہ بناتا ہے،وہاں وہاں

طلوع اسلام والے پہنچتے ہیں نیز احادیث کا مسخرہ بھی کرتے ہیں۔اس فرقے سے اسلام اور پاکستان کے لئے خطرات منڈلا رہے ہیں اس کے اثرات سوءاس وقت ماہ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ پر جسارت واہانت ساخت مقدس رسولؐ اللہ اپنی انتہاء کو پہنچا ہے کیونکہ یہ لوگ قرآن کے نام سے رسول اکرمؐ کی اہانت وجسارت کرر ہے ہیں۔گرچہ ان کو اس قرآن پر ایمان نہیں ہے کیونکہ اس قرآن میں جگہ جگہ کفارومشرکین سے جنگ وجہاد کا حکم ہے جبکہ ان کے نزدیک جہاد حرام وممنوع ہے۔

قرآن اور محمدؐ میں تضاد کی باتیں کرنے والے اور ابلیسی پالیسی بنانے والے انگریز ہیں، انگریز کے مفادات کے داعی سرسید احمد خان، غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز نے قرآن کے نام سے اہانت رسولؐ کی مہم چلائی ہے، کیونکہ انہوں نے قرآن کو اس شعار الحادی کے لئے استعمال کیا ہے۔قرآن اور حضرت محمدؐ کے دشمن لدود عصر رسالت کے بعد سے ہزار سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی موجود ہیں۔کیونکہ ایک عرصہ سے مسلمان قرآن کو پیچھے کرنے کیلئے اصحاب واہل بیت کو آگے لائے قرآن کو پیچھے چھوڑا، حفظ حدیث کی فضیلت میں حدیث کی بھرمار کی، اگلے مرحلے میں قرآن کو پیچھے چھوڑنے کے لیے نام نہاد اجماع وقیاس ایجاد کیا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے قرآن کا نام صرف برائے نام لیتے رہے۔فرقہ باطنیہ نے امت مسلمہ کو حدیث اور قرآن کے درمیان تضاد وتناقض کی جنگ میں غرق کرکے چھوڑا ہے کبھی محمدؐ کے نام سے قرآن کو گراتے ہیں کبھی قرآن کے نام محمدؐ کو پیچھے کرتے ہیں اللہ نے قرآن کو اوضح، افصح اور انطق متعارف کیا تھا انہوں نے اسے اہل بیت واصحاب، تابعین اور سلف سے باندھ کر رکھا، اس کے بعد دوسرے مرحلے میں نبی کریمؐ کو کنارے پر لگانے کیلئے احادیث منسوب بہ اصحاب وائمہ وفقہ کو سروں پر باندھا، عرصہ ہزار سال سے مسلمان قرآن اور حضرت محمدؐ سے اجنبی ونا آشنا ہیں ابھی ان کی درسگاہوں میں قرآن سے زیادہ خدمت خلق

اور امام کا مقام بلند ہے۔قرآن اور حضرت محمدؐ کی سنت و سیرت پر کلی طور پر پابندی ہے۔قرآن کے بارے میں یہ نازیبا کلمات استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن ناقص، نامکمل، ناکافی، نامفہوم اور نا قابل ادراک کتاب ہے یہ کتاب ہر کس و ناکس کے لئے نہیں ہے یہ خاص ذوات کے لئے ہے، اس بارے میں انہوں نے جھوٹ اور تہمت کی بھر مار کی ہے یہاں تک کہ قرآن کی اہانت و جسارت کے لئے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کو ''حسبنا کتاب اللہ'' کہنے والا قرار دیا ہے تا کہ مسلمانوں میں موجود دشمنان قرآن حضرت عمر خطاب کی ضد میں قرآن سے روگردانی کریں۔چنانچہ بلتستان کے ایک شاعر غرابی نے اہل بیت کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے قرآن کی جسارت و اہانت کی ہے۔اس میں جائے شک و تردید نہیں کہ سرسید احمد خان، فراز، غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کو حضرت محمدؐ کے خلاف قرآن اٹھانے کا موقع حدیثی اور اخباری گروہوں نے ہی دیا ہے اللہ کی کتاب کو انہوں نے حدیث و اخبار خانہ میں حبس کیا ہوا ہے۔

مرحوم آغا سید محمد حسین طباطبائی اور صادق تہرانی نے قرآن فہمی کی بات کرنے کی وجہ سے مظلومانہ و محرومانہ اور قطع تعلقی کی زندگی گزاری یہاں تک کہ موت نے انھیں نجات دی۔قارئین راقم پر بھی جو ظلم ڈھائے گئے وہ بھی قرآن قرآن کہنے اور فہم قرآن سے متعلق ''قرآن سے پوچھو' اور اٹھو قرآن سے دفاع کرو'' لکھنے کی وجہ سے ڈھائے گئے ہیں۔

القرآنیون و شبهاتهم حول السنة اعداد خادم حسين الهي بخش

۱۶۳۔قرامطہ:۔

حمدان قرمط سے منسوب ہے۔حمدان کو قرمط کہنے کی توجیہ میں فرق نویس لکھتے ہیں ان کا قد یا پاؤں چھوٹے تھے۔حمدان قرمط اسماعیلیہ مبارکیہ سے منسوب ہے۔مبارک غلام اسماعیل تھا

،اسماعیل کی وفات کے بعد تعین امامت محمد بن اسماعیل میں اس غلام کا کردار رہا ہے اس نے کہا امامت اسماعیل کے بعد ان کے فرزند محمد میں منتقل ہوئی ہے ۔محمد کو عبداللہ بن میمون دیصانی اغواء کر کے اہواز لے گئے وہاں سے وہ کہاں لے گئے اس بارے میں اقوال مختلف ہیں۔

صاحب قاموس ادیان نے لکھا ہے حسین بن سعید اہوازی اچانک کوفہ آیا جہاں وہ ہمدان قرامط سے ملا۔اس نے ہر آیت اور ہر حدیث کے لئے اپنی طرف سے ایک تاویل گھڑی اور فرائض و سنت کے لئے رموز واشارات جعل کیے ہیں۔یہ شخص محمد اسماعیل بن جعفر کی خدمت کرتا تھا یہ ہمدان قرمط سے ملا اور ایک دوسرے سے اتفاق کیا کہ اس مذہب فاسد کو فروغ دیں گے،میمون دیصانی اور ہمدان قرمط اس مذہب کے بنیاد گزار ہیں۔میمون دیصانی مجوسی تھا اہواز سے اسیر ہوا تھا اور ہمدان قرمط ستارہ پرست تھا جو شہر شام کے سلمیہ سے آیا تھا۔اس لئے ان کو باطنیہ کہتے ہیں۔حمدان قرمط بن اشعث ۲٦۴ھ میں اسماعیلیوں کے ابتدائی دور میں تھا اسے اسماعیلیوں کا بایاں بازو سمجھا جاتا ہے یعنی وہ کھلے اور واضح طور پر الحاد و بے دینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس کے بعد ابوسعید جنابی نے ہمدان قرمط سے مل کر کوفہ میں حجرہ بنایا اس کے لیے لوگوں پر جزیہ لگایا۔اس نے ایک قوی لشکر ترتیب دیا وہ بہت سی جگہوں پر مسلط ہوا جس کی کہانی تاریخ میں ثبت ہے۔

معجم الفاظ عقیدہ ص ۲۱۹،اس فرقے کی بنیاد ۲٦۱ھ میں میمون دیصانی منافق و مجوس معاند اسلام نے رکھی ہے۔وہ خوزیستان سے کوفہ آیا۔خود کو زاہد و پرہیزگار ظاہر کیا اور خود کو اہل بیت اطہار کے گھرانے سے وابستہ متعارف کروایا اور امام کی طرف دعوت دی۔بعض کہتے ہیں اُس شخص کا نام حمدان قرمط تھا۔جب اس نے لوگوں کو اہل بیت کی طرف دعوت دی تو لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اس وجہ سے ان کو قرامطہ کہتے ہیں۔

خرمیہ جنھوں نے لذات وشہوات میں آزادی دی، ان کا کہنا تھا انھوں نے شریعت کے بوجھ سے لوگوں کو رہائی دلائی اور عورتیں ان کے لیے مباح کیں۔

انہوں نے یہاں کا نام دار الہجرہ رکھا، وہ یہاں لوگوں کو وعظ و ارشاد کرتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا، انہیں پذیرائی ملی۔ ہمدان قرمط نے اپنے لوگوں سے یا جنہوں نے اس کو داعی بنایا تھا ان سے معاونت و مدد مانگی، ان سے حاصل مال کو یہاں کے لوگوں میں تقسیم کیا۔ یہاں سے ان کے حامیوں میں اضافہ ہوگیا ان کو لیکر اس نے اطراف کے گاؤں پر ڈاکہ لگایا اور پہلی بار بغیر اعلان کے نظام سوشلزم و کمیونزم نافذ کیا لوگوں کے مال و جائداد حتیٰ عورتوں کو بھی متاع مشترک قرار دیا۔

کتاب فرھنگ فرق اسلامی جواد مشکور ص ۳۷۸ پر آیا ہے قرامط نے مثل قائد لشکر یزید حصین بن نمیر جس نے تین دن مدینۃ الرسول کے مال و ناموس کو مباح قرار دیا تھا، کی طرح ایسا کیا، یہاں سے دعوت قرامطہ کو فروغ ملا اور یہ آس پاس کے علاقوں تک پھیلی۔ ۳۱۲ھ میں ابو طاہر یا ابو سعید جنابی کے بیٹے نے پھر کوفہ میں غارت گری کی۔

۳۱۷ھ میں ابو طاہر قرمطی نے ایام حج میں مکہ پر حملہ کیا چندین ہزار حاجیوں کو قتل کیا، بہت سے حاجیوں کو اسیر کیا، حجر اسود کو دیوار کعبہ سے نکالا، اس کو دو ٹکڑے کیا اور اس کو اپنے ساتھ احساء لے گیا، ۲۰ سال بعد خلیفہ فاطمیہ کی سفارش پر واپس کیا۔ جواد مشکور مزید لکھتے ہیں قرامطہ اور اسماعیلی دو الگ فرقے نہیں بلکہ دونوں مترادف ہیں، ایک دوسرے کے دائیں بائیں بازو ہیں، جس طرح آج سنی شیعہ دو الگ فرقے نہیں دونوں باطن میں ملتے ہیں، اسی طرح شیعہ چندین فرقے نہیں سب جھوٹ گوئی زود گوئی اور طاقت و قدرت سے حکومت حاصل کرنے میں متحد ہیں، اسی طرح

سنی چندین فرقے نہیں دائیں بائیں والے ہیں،لہٰذا ایک اسلامی جماعت میں شامل ہونا ہے تو دوسرا گروہ الحادی جماعتوں میں جاتا ہے،رفتہ رفتہ قرامطی جزیرہ حجاز تک پھیل گئے۔یہاں ابوسعیدالجنابی آیا اس نے احساء میں حکومت قائم کی پھر بحرین میں بھی حکومت قائم کی۔آج بھی دنیا میں اس کے ماننے والوں کی کمی نہیں ہے۔مزاروں پر چادریں چڑھانے اور عرس منانے والے ان مزارات پر جا کر اپنی کامیابی کیلئے درخواست کرتے ہیں اسلام و مسلمین کے مقابل سیکولروں اور کافرین کی بالادستی چاہنے والے قرامطہ کے وارث ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابوخلیل

موسوعة الادیان(لمیسرة) دار النفائس

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

اسلام بلا مذاهب تالیف دکتورمصطفی الشکعة

العقائد الفلسفیه المشترکه بین الباطنیة تالیف دکتور محمد سالم اقدیر

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۶۴۔قطعیہ:۔

اس گروہ کو کہتے ہیں جو وفات امام موسیٰ بن جعفر کے قائل ہیں۔یہ اس گروہ کے مقابل میں وجود میں آئے ہیں جو امام موسیٰ بن جعفر کی وفات کا انکار کرتے ہیں اور انہیں ہی مہدی منتظر قرار دیتے

ہیں۔یہ لوگ منکر امامت علی رضاء تھے۔(معجم فرق اسلام ص۱۹۳)

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعدبن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۱۶۵۔قلندریہ:۔

کلمہ''قلندر''کے ماخذ میں کتاب لغت کشوری میں آیا ہےاس کی اصل فارسی کے کلمہ کندہ سے ہے''تراش شدہ''وہ بے پرواہ فقیر جو پابند دین وشریعت نہ ہواسے قلندر کہتے ہیں۔یہ کلمہ ہمیشہ بے دین لوگ استعمال کرتے ہیں وہ اپنی صورت ابرواور موچھیں سب کوموڑتا ہےوہ بھی پیر سے سر تراشی کراتا ہے جیسے صوفی کراتے ہیں۔کشکول زنجبیل ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے،ایران اور افغانستان سے فرار ہوکر یہاں قبروں پرخیرات مانگنے والوں کی تعداد حد سے زیادہ ہے۔جس کا منظر آپ پورے پاکستان میں خاص کر سندھ کے مزارات پر دیکھ سکتے ہیں۔ایسے لوگوں کواصطلاح فرق میں''قلندر کہتے''ہیں،بعض لا دین ملحدین،چرسیوں،افیون خوروں اور رقاصوں کاان کی قبروں پر رش رہتا ہے۔ان کے کھانوں کا بجٹ پاکستان کے خزانے سے''بجٹ مزارات''کے نام سے ادا کیا جاتا ہے۔ان مزاروں کے نگران،متولیان ملحدین وقت اورارباب اقتدار ہوتے ہیں پھر کہتے ہیں یہاں حاجتیں روا ہوتی ہیں۔

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

"حرف کاف"

۱۶۶۔کاملیہ:۔

تفسیر المفسر ون ج ۲ص ۴۰ کاملیہ پیروان ابی کامل ہیں جس نے تمام اصحاب کو حضرت علی کی بیعت نہ کرنے پر کافر قرار دیا اور خود حضرت علی کو اپنا حق طلب نہ کرنے پر مرتد قرار دیا۔اس کا کہنا تھا علی کو چاہیے تھا کہ خروج کرتے اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے۔ان کا کہنا ہے امامت ایک نور نبوت ہے یہ نور کبھی نبوت میں ہوتا ہے اور کبھی امامت میں اور یہ گردش کرتے ہوئے امامت بنتی ہے تمامتر غلو تناسخ اور حلول کے نظریات اسی پر قائم ہیں۔تناسخ بذات خود جس فرقے میں ہے وہ مجوس متروکیہ ہندو براہمہ فلاسفہ ماسابقہ سے ماخوذ ہے۔ان کا کہنا ہے اللہ ہر جگہ ہوتا ہے ہر زبان میں بات کرتا ہے ہر بشر میں ظاہر ہوتا ہے۔کبھی سورج کے گزرنے میں نظر آتا ہے یا شیشے میں نظر آنے کی مانند ہے۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۶۷۔کسفیہ:۔

یہ لقب ہے اس فرقے کا جس کا کہنا ہے کسف جو آسمان سے گرتے ہیں جس کا ذکر سورہ طور ۴۴ میں آیا ہے اس سے مراد علی ہے۔ان کا دعویٰ ہے امام محمد باقر کے بعد ابو منصور عجلی امام ہے۔

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۶۸۔کرنبیہ:۔

اصحاب کرنب ضریر ہیں ۔جس نے دعویٰ کیا امام حسن کے بعد امام محمد حنفیہ ہیں وہ مرے نہیں اور نہ مریں گے جب تک زمین کو عدل و انصاف سے پر نہ کریں ۔وہ اس وقت جبل رضوی میں ہیں، ایک شیر ان کی حفاظت کر رہا ہے ۔محمد بن حنفیہ کو یہاں اس لیے حبس کیا ہے چونکہ وہ عبد الملک بن مروان کے پاس جا رہے تھے ان کے دائیں بائیں دو چشمہ ہیں ایک پانی کا دوسرا شہد کا ہے ان دو سے رزق کھاتے ہیں، ان کے دائیں طرف ایک شیر ہے بائیں طرف پلنگ ہے جو ان کی حفاظت کر رہے ہیں یہی مہدی موعود ہے ۔(معجم فرق اسلامی ص ۱۹۷)

معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۶۹۔کوثریہ:۔

۱۳ اویں صدی کو کوثری نام کے ایک شخص نے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی یہ فرقہ حنفی اور ماتریدی کے نہج اور طور و طریقہ کو اپنائے ہوئے تھا یہ فرقہ حنابلہ اور وہابیت کے خلاف اٹھا، اس فرقہ کا جھکاؤ صوفی اور تعظیم و مقامات اہلبیت کو اٹھانے کی طرف تھا جس کی وجہ سے وہابی ان کے خلاف اٹھے اور ان کے خلاف اعلان جنگ کیا اور بہت سے حملے کئے ہیں ۔ہم نے بحث صوفی میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ شیعہ ،صوفی سے بنے ہیں یا صوفی، شیعہ سے بنے ہیں؟ عالم اسلام میں پوری تاریخ میں ان دونوں کی نقل و حرکات کو جمع کریں تو آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں یہ دونوں ایک ہی فرقہ ہیں ۔وہ فلسفۂ فرق کی بنیاد پر خود کو دو پیش کر رہے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے صوفیوں نے ہمیشہ امت اسلامی کی

وحدت کونشانہ بنایا ہے ترکیہ، شام، مصر اور ایران میں بہت سے صوفی حکومت عثمانی کے خلاف اٹھے ہیں یہ خود کو سنی کہتے تھے۔

انہوں نے مقامات و شخصیات کو اٹھایا ہے، ایک نے مقامات آئمہ کو اٹھایا ہے دوسرے نے مقامات اولیاء کو اٹھایا ہے۔ دونوں نے امت کو اس بدعت پر لگانے کی کوشش کی ہے کہ وہ دنیا سے گزر جانے والوں اور عالم برزخ میں پہنچ جانے والوں سے رابطہ وارتباط کر سکتے ہیں تاکہ اہل فکر و دانش زندوں کی فکر نہ کریں۔ عالم دانشور وہ ہوتا ہے جو حوادث و واقعات میں واقعہ اور شخصیات دونوں کا جائزہ لیتا ہے دونوں کے ہم آہنگ ہونے کی صورت میں اس کو پذیرائی دیتا ہے ایک کی برائی کے ثبوت کے بعد دونوں کو چھوڑ دیتا ہے اگر عالم اسلام کو دنیائے کفر و شرک کے حوالے کرنے والوں کی شناخت کرنی ہے تو اس کا سہرا صوفیوں کو جاتا ہے۔

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۷۰۔ کیالیہ:۔

یہ احمد بن کیال کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ اس نے پہلے امام جعفر صادق کی طرف دعوت دی اور پھر امام صادق کے بعد اپنی طرف دعوت دی یہاں تک کہ اس نے بعد میں خود کو امام مہدی کہا ہے۔ (معجم فرق اسلامی ص ۲۰۱)

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۲۔ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۳۔ قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۷۱۔کیسانیہ،مختاریہ،ہاشمیہ:۔

ان تینوں ناموں کا ایک ہی مسمیٰ ہے،''کیسان''مختار ثقفی کے غلام کا نام تھا وہ مختار کی پولیس کا عہدیدار تھا۔مذہب مختار اس کے نام سے متعارف ہوا،''مختار''خود ابی عبیدہ کا بیٹا تھا جس نے کوفہ میں اقتدار سنبھالنے کے بعد قسوانہ شقوانہ قتل عام کیا تھا،''ہاشمیہ''محمد بن حنفیہ کے فرزند کا نام تھا جو مختار کے بعد اس فرقے کا رئیس بنا۔یعنی خرافات بدعات و افکار فاسدہ تینوں کے مشترکات ہیں،تینوں میں مرکزی شخصیت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ہے۔مختار نے اپنے اقتدار کی خاطر محمد بن حنفیہ کا وکیل ہونے کا دعویٰ کیا،اس وقت محمد حنفیہ بحیثیت بزرگ خاندان بنی ہاشم مسائل اجتماعی و سیاسی میں مرجع تھے کیونکہ امام زین العابدین ان مسائل سے دوری اختیار کئے ہوئے تھے۔ان کے عقائد و اعمال و افعال کے فاسد ہونے میں کوئی جائے شک و تردید نہیں۔

عبداللہ بن زبیر کی طرف سے دباؤ تھا کہ بنی ہاشم ان کی بیعت کریں لیکن بنی ہاشم نے عبد اللہ بن زبیر سے یہ کہا کہ ہم یزید کی بیعت میں ہیں لہٰذا ان کی بیعت کرنے سے معذوری کی، بیعت نہ کرنے پر عبداللہ بن زبیر نے ان کو زمزم میں حبس کیا دوسری طرف عبدالملک بن مروان کی طرف سے بھی خطرہ تھا لیکن مختار نے ان کے فرزند ابو ہاشم پر ہاتھ رکھا۔

کیسانیہ وہ ہیں جو''کیسان'' کی اتباع کرتے تھے جو شاگرد محمد حنفیہ تھا وہ مختار کی پولیس کا عہدیدار تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ وہ حامل علوم اسرار،علم تاویل،علم آفاق اور علم انفس ہے۔بعض کا کہنا ہے کیسانیہ خود مختار ثقفی کو کہتے ہیں۔یہ فرقہ امام حسین کے قتل کے بعد امام حسین کے خون کا انتقام لینے کیلئے اٹھا یہاں سے بعض نے امام علی و حسن و حسین کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام قرار دیا ہے۔

کیسانیہ محمد بن حنفیہ کی مہدویت اور رجعت کے قائل ہیں۔کیسانیہ سبائیہ کے بعد میں پیدا

ہونے والے غالی ہیں۔ان کے نزدیک اساس دین ایک شخص کی اطاعت ہے باقی ارکان نماز وروزہ وحج اشارہ وکنایہ ہیں۔بیشتر بدعتوں کی نبیاد انہوں نے رکھی ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۰۲)

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى

تاريخ المذاهب الاسلاميه الامام محمد ابو زهرة

موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس

اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة

"حرف لام"

۱۷۲۔لاعنہ:۔

رافضیوں کا وہ گروہ ہے جو عثمان، طلحہ و زبیر، ابوموسیٰ اشعری اور عائشہ پر لعنت کرتے ہیں' ان کا کہنا ہے ان پر لعن کے بغیر مذہب مکمل نہیں ہوتا ہے وہ لوگ جو کہتے ہیں یہ فرقہ ختم ہوگیا ہے ان کو مفاتیح الجنان اور وظائف الابرار اٹھا کے دیکھنی چاہئیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ یہ فرقہ ختم ہوگیا ہے یا ابھی بھی موجود ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۰۵)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۷۳۔اللفظیہ:

اللفظیہ معتزلہ کا ایک گروہ ہے جو الفاظ قرآن کو غیر مخلوق کہتے تھے۔

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

"حرف میم"

۱۷۴۔ ماتریدی:۔

محمد بن محمود معروف ابی منصور ماتریدی متوفی ۳۳۲ھ کی اتباع کرنے والوں کو کہتے ہیں یہ سمرقند کے ایک گاؤں ماترید میں پیدا ہوئے یہ علم کلام میں نبوغت رکھتے تھے انہوں نے ایک مذہب معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان پیدا کیا یہ فرزند اشاعرہ ہیں، یعنی یہ اشاعرہ کی کمی یا خامی کو پر کرنے کے لئے وجود میں لائے گئے ہیں۔ انھوں نے دلائل عقلی و کلامی میں عقائد معتزلہ کو استعمال کیا۔ (کتاب قاموس ادیان)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهني

موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

۱۷۵۔ ماخوسیہ:۔

یہ نصیریوں کا ایک فرقہ ہے جو قریہ ماخوس شمال لاذقیہ میں واقع ہیں۔ (نقل از مذاہب اسلامی)

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۷۶۔ مارقیہ:۔

یہ لقب خوارج ہے اس گروہ کو امیر المومنین کی اطاعت سے خارج ہو کر ان کے خلاف

بغاوت کرنے کی وجہ سے مارقین کہتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۷۷۔ ماصریہ:۔

معجم شریف ص ۲۰۸ پر آیا ہے کہ یہ مرجئہ کی ایک شاخ ہے جو عمرو بن قیس کی پیروی کرتے تھے یہ مرجئہ عراق میں ہے۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۱۷۸۔ مالکیہ:۔

فرہنگ فرق اسلامی ص ۳۸۴ پر آیا ہے کہ یہ حضرت علی کے بعد مالک بن حارث بن اشتر نخعی کو امامت ملنے کے قائل ہیں یہ لوگ آمل میں ہوتے ہیں انہوں نے ان کے نام سے مسجد بنائی ہے ،خود کو شیعہ کہتے ہیں،ابھی بھی باقی ہیں۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۸۹۔ مالکیہ:۔

یہ مالک بن انس کی اتباع کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ مالک کے جداعلیٰ نے اسلام آنے سے پہلے مدینہ میں سکونت اختیار کی تھی ان کے جداعلیٰ عامر صحابیؑ رسولؐ اللہ تھے جو سوائے بدر کے تمام جنگوں میں شریک رہے مالک مدینہ میں پیدا ہوئے یہیں پر نشو ونما ہوئی اور ادھر ادھر نہیں گئے۔ ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ مالک تیرہ سال عبدالرحمٰن اور سات سال ھرمز کے شاگرد رہے مالک فقہاء

اربعہ میں سے ایک ہیں تفصیل مذاہب فقہی مسلمین میں دیکھیں۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

موسوعة الادیان(لمیسرة) دار النفائس

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

اسلام بلا مذاهب تالیف دکتور مصطفی الشکعة

۱۸۰۔ مانویہ:۔

پیروان مامون قرمط کو کہتے ہیں جوحمدان قرمط کا بھائی تھا۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۸۱۔ مبارکیہ:۔

اسماعیل بن جعفر کے غلام کا نام مبارک تھا وہ فرقہ اسماعیلیہ بنانے میں بڑا کردار رکھتا تھا یہاں سے وہ ایک فرقہ کا بانی ہے۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعدبن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۱۸۲۔ متوسلین:۔

قرآن کریم میں ممانعات میں سے صنم وثن پرستی ہے کیونکہ یہ عقل وفطرت انسان کے

خلاف ہے ایک مخلوق اشرف و افضل کا ایک موجود جامد، ادنیٰ اور پست کے سامنے خاضع کھڑا ہونا کیونکر عقلی اور صحیح و جائز متصور کیا جا سکتا ہے، سورۂ شعراء کی آیت ۶ سے یہ آیات شروع ہوتی ہیں جہاں ابراہیم خلیل نے اپنی جوانی میں پہلی بار اپنے باپ کی توجہ بتوں کی طرف دیکھ کر تعجب میں پوچھا، یہ کیا چیز ہے کہ آپ انتہائی توجہ سے ان کے سامنے خاضع ہوتے ہیں یہ اصنام ہیں آپ جو بات ان سے کہتے ہیں کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ آپ جوان کیلئے اپنا مال و دولت اور وقت خرچ کرتے ہیں تو کیا یہ بھی آپ کو کوئی فائدہ پہنچاتے ہیں؟ کیا ان کو اپنے ماننے والے اور منکر کے بارے میں تمیز و شناخت ہے؟ تا کہ یہ اپنی پوجا کرنے والوں کو فائدہ پہنچائیں اور نہ پوجنے والوں کو دردناک سزا دیں، کیا یہ جانتے ہیں کہ آپ ان کے سامنے خاضع ہوتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو یہ عقل کے خلاف ہے جو نہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ جانتا ہے، نہ فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور جو کسی قسم کی تمیز نہیں کر سکتا ہے، اس کو یہ احساس نہیں کہ کوئی اس کے سامنے خاضعانہ کھڑا ہے اور ان سے خطاب کر رہا ہے۔ وہ کیا کہتا ہے کیا مانگتا ہے کچھ پتہ نہیں جیسا کہ اس کے اوپر کوئی پتھر رکھ دیا جائے یا خود اس پر بیٹھے اس کو احساس نہیں تو مشرکین کے پاس اثبات یا نفی میں کوئی جواب نہیں ہوتا تھا وہ چند غیر مربوط جواب دیتے تھے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا ہی کرتے پایا، ہم ان سے مخاطب نہیں بلکہ ان کا واسطہ دے کر اللہ سے مخاطب ہیں اور اللہ سے ہی حاجتیں مانگتے ہیں۔ سورہ انبیاء آیت ۵۸ میں آیا ہے حضرت ابراہیم نے ان سب کو پاش پاش کیا لیکن پاکستان کے روشن خیال علماء کو افغانستان میں بت توڑنے پر غصہ آتا ہے۔ بت پرست دور جاہلیت میں ان کی طرف ان مواقع پر رجوع کرتے تھے۔

۱۔ ازدواج کے موقع پر کہ فلاں کو زوجیت میں لے لوں یا فلاں کی زوجیت اختیار

کروں، اس کی ترقی یافتہ شکل استخارہ ہے۔ یہ جہاں بت پرستی کی ایک شکل ہے وہاں آیات نفی علم الغیب کا توڑ بنا نا ہے۔

معیار معبود مالک نفع وضرر ہے:۔

ا۔انسان اس کائنات میں سب سے افضل موجود ہے جیسا کہ اس آیت میں آیا ہے ﴿ولقد کرمنابنی آدم﴾ (اسراء:۶۹)۔

۲۔انسان اس کائنات میں آزادو خودمختار ہے اپنے اعمال کا وہ خود ذمہ دار ہے اس کے ان اعمال کے بارے میں اس سے سوال ہوگا ان دو حقیقتوں کے تناظر میں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کس کے سامنے خاضع وخاشع ہو جائے اور کس کے سامنے نہ ہو۔

معنی ومفہوم عبادت:۔

عبادت عبد سے ہے، عبودیت اظہار تذلیل کو کہتے ہیں، اس سے عبادت بنا ہے۔ مادہ عبادت مبالغہ کیلئے ہے عبادت کی غرض وغایت یہ ہے کہ وہ انتہائی تذلیل کے لائق وسزاوار نہیں ہے سوائے اس کے سامنے، جو مالک ہے۔تمام فضیلتوں کا مالک صرف ذات باری تعالیٰ ہے اسراء۲۳۔

عبادت دو قسم کی ہے۔

ا۔عبادت تسخیر جس کی مثال کلمہ سجود میں ملاحظہ کریں۔

۲۔عبادت اختیاری، یہ صاحبان نطق کیلئے ہے(بقرہ۔۲۱)۔

عبد کی چار اقسام ہیں۔

ا۔ایک عبد بحکم شرع میں وہ ہے کہ اس کی بازار میں خرید وفروخت کرتے ہیں جیسے(نحل۔۷۵)۔

۲۔آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے عبد اور خاضع بن کر ہی آنے والے ہیں (مریم۔۹۳)

۳۔عبد عبادی (ص:۴۱،اسراء:۳،فرقان:۱،کہف:۱،حجر:۴۲)

۴۔عبد دنیا معتکف بہ عراضی دنیا کے بارے میں نبی کریمؐ نے فرمایا تھا "**عس عبد الدرھم والدینار**" پوری دنیا کے انسان اعم از کافر ملحد مشرک اللہ کا بندہ مسخر ہے۔

فضلیت صرف عبادت اختیاری کو ہی حاصل ہے عبد مسخر کی کوئی فضیلت نہیں، لیکن عبادت اختیاری کس بنیاد و معیار پر ہونی چاہیے؟ انسان کو کس کے سامنے خاضع و خاشع ہونا چاہئے اور کس کے سامنے خاضع و خاشع نہیں ہونا چاہئے؟ اس سلسلے میں بھی قرآن نے چند آیات میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔

عبادت و بندگی حاجتوں کے روا کرنے والے اور مالک منافع وضرر کی کریں جو ہستی مالک نفع وضرر نہ ہو، اس کی عبادت نہ کریں چنانچہ ان آیات میں آیا ہے۔یونس۔۱۰۶،انبیاء۔۶۶، انعام۔۱۷،حج۔۱۲،یونس۔۱۸،شعراء۔۷۳،فرقان۔۵۵،مائدہ۔۷۶۔

اللہ کے علاوہ کوئی ہستی حتیٰ انبیاء بھی مالک نفع ونقصان نہیں ہیں۔اعراف۔۱۸۸،یونس۔ ۲۹،رعد۔۳۶،فتح۔۱۱،حج۔۱۳۔

کیا قبروں پر عمارت قبہ و گنبد اور مینار بنانا بت پرستی کی مانند ہے؟ اس سوال کا جواب اتنا آسان اور سہل نہیں کہ چند علماء کے فتاویٰ سے استناد پر اسکا جواب بن جائے یا بعض علماء اعلام کی پابندیوں سے یا بعض نیازمندوں کی حاجتوں کے رواء ہونے سے یہ مسئلہ حل ہوجائے بلکہ اس کو بنیاد سے اٹھانے کی ضرورت ہے۔کیا بت اور قبروں میں مدفون صوفیوں میں کوئی فرق پایا جاتا ہے یا

نہیں۔

۲۔کیا قبور کے اوپر عمارات اور قبہ و مینار بنانا قرآن اور سنت کے تحت واجب، مستحب، حرام ،مکروہ یا مباح ہے؟ان احکام خمسہ میں سے یہاں کونسا حکم لاگو ہوتا ہے؟۔

۳۔کیا ان سے مخاطب ہونا اور حاجتیں مانگنا عقل وشرع کی رو سے درست ہے؟۔

۴۔اگر ان سے حاجات و نیاز مانگنا جائز ہے تو بتوں سے مانگنے میں کیا مذائقہ ہے؟ سب سے پہلے مُردوں کے لئے قبر کس نے بنائی تھی؟ قبر میں مدفون ہستی اور عام بت میں کیا فرق ہے ؟ کیونکہ وہ صرف خالی پتھر ہیں جبکہ مدفون پہلے اشرف المخلوقات تھے بلکہ اللہ کے نزدیک مقرب بندے تھے لیکن اس وقت ان کے جسد خاکی ان فضائل وخصوصیات کے حامل نہیں رہے بلکہ وہ اپنی جمادی شکل میں محصور ہیں۔

۵۔جس طرح بت جمادی کچھ نہیں سنتا ہے، یہ مدفون بھی کچھ نہیں سنتے ہیں یا ایسا ہے کہ وہ سنتے ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں چلتا ہے، اگر فرض کریں کہ مدفون ہستیاں ہماری بات سنتی ہیں تو ایسی صورت میں کیا وہ ہماری حاجتیں روا کرسکتی ہیں؟۔

۱۸۳۔مجدّدین دینی:۔

فرق واحزاب کے خلق کردہ ایک فرقہ کا نام مجددین ہے تا کہ عقیدہ ختم نبوت اور اسلام خاتم ادیان کا تصور مخدوش وکمزور ہوجائے۔تجدید دین کا مطلب ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدّدین نے آنا ہے کہتے ہیں کہ یہ نبی کریمؐ کی پیش گوئی تھی تا کہ خود نبیؐ کی زبان سے لائے ہوئے دین خاتم اور، خاتم انبیاء ہونے کا عقیدہ خود بخود ختم ہو جائے۔سنیوں اور شیعوں دونوں میں یہ فرقہ اپنے عروج پر ہے گرچہ ظاہری طور پر مجدّدین کا تصور اٹھارویں میلادی سے شروع ہوا۔اس کے مفکرین سر سید احمد

خان، جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال کو گردانا جاتا ہے لیکن یہ دوسری صدی کے بعد سے شروع ہوا، فقہاء اسی سلسلے کا آغاز ہیں تفصیل آغاز اجتہاد، تقلید وتجدید میں ملاحظہ کریں۔

۱۸۴۔ محکمہ اولی:۔

یہ خوارج کا نام ہے یہ سب سے پہلے خلیفۂ وقت امیر المومنین کے خلاف خروج کرنے والے تھے جنہوں نے حضرت علی کو تحکیم قبول کرنے پر مجبور کیا ہے۔اس کی تفصیل کلمہ خوارج میں ملاحظہ کریں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۱۸۵۔ محمدیہ:۔

محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب ملقب بہ نفس زکیہ جسے منصور دوانیقی نے قتل کیا تھا ان کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔مغیرہ بن سعید عجلی نے کہا ہے محمد بن نفس زکیہ مرے ہیں نہ قتل ہوئے ہیں، وہ ان کے خروج کے انتظار میں ہیں اور وہ لوگوں سے رکن و مقام ابراہیم کے درمیان بیعت لیں گے۔وہ اس کیلئے مال جمع کرتے تھے مغیرہ بن سعید عجلی اور جابر بن یزید الجعفی اس مذہب کے داعیوں میں سے تھے۔(فرق اسلام ص ۲۱۵)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

۱۸۶۔محمد یہ:۔

اس گروہ کو کہتے ہیں جو محمد بن علی الھادی کے فرزند امام حسن العسکری کے بھائی کی امامت کے قائل ہیں۔محمد نے امام ہادی کی حیات میں وفات پائی لیکن اس گروہ نے ان کے مرنے سے انکار کیا اور کہا وہ وفات نہیں پائے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيي الامين

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمي

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

۱۸۷۔محمد یہ:۔

محمد یہ کے نام سے ایک فرقۂ خوارج ہے جو محمد بن رزق کے تابعداروں میں سے تھے ۔(معجم فرق اسلامی)

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيي الامين

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۱۸۸۔محمد یہ:۔

یہ وہ گروہ ہے جو محمد بن جعفر صادق معروف بہ دیباج کی امامت کے قائل تھے۔

تاريخ اسلامى محمود شاكر جلد ٦

۱۸۹۔محمدیہ:۔

یہ وہ لوگ ہیں جو محمد بن حنفیہ کے امیر المومنین کے بعد یا امام حسین کے بعد امام ہونے کے معتقد ہیں۔بعض ان کو کیسانیہ بھی کہتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۱۹۰۔محمدیہ:۔

محمدیہ کے نام سے ایک تنظیم انڈونیشیاء میں ہے جسے حاج کیاہی احمد دھلان نے ۱۹۱۸ء میں جکارتہ میں بنیا درکھی انہوں نے یہ اشاعہ تعلیم کیلئے اسلامی وروح دینی پھیلانے کیلئے بنائی۔

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۱۹۱۔محمرہ:۔

یہ ایک فرقۂ غلات ہے جو بابک خرمی کی پیروی میں تھے یہ سرخ کپڑے پہنتے تھے غلات شیعہ حلولیہ تھے۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۱۹۲۔مختاریہ:۔

اتباع مختار بن عبیدہ ثقفی مقتول ۶۷ھ کو کہتے ہیں۔مختار طائف کے ایک بڑے نامور خاندان ثقیف سے تعلق رکھتا تھا لیکن وہ دیوانۂ اقتدار تھا۔بارہ ہجری کو اپنے چچا کے ساتھ مدینہ آکر

اسلام قبول کیا لیکن حضرت علی کی جنگوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔جب امام حسن نے مدائن میں زخمی ہو کران کے چچا کے گھر قیام کیا تو مختار نے چچا کو مشورہ دیا امام حسن کو معاویہ کے سپرد کریں، جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو ان کے گھر میں قیام فرمایا۔

جب عبید اللہ کوفہ کا والی بن کر آیا تو مختار گھر سے نکل کر خود روپوش ہو گیا، بعد میں عبید اللہ کے ہاتھ تسلیم ہوا واقعہ کربلا کے بعد رہائی ملی تو وہ طائف گیا، جب عبد اللہ بن زبیر نے دعوائے خلافت کیا وہ مکہ میں عبید اللہ زبیر کے پاس آیا ان کی بیعت کی پھر ان سے امارت کوفہ لے کر کوفہ گیا وہاں اپنی طرف دعوت دی۔مختار کے اپنے قیام میں کامیاب ہونے کی وجہ، ان کے قیام کا انتساب محمد بن حنفیہ سے ہونے اور انتقام خون امام حسین کی وجہ سے تھا۔مختار نے اللہ کے لئے بداء اختراع کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ غیب گوئی کرتا تھا اگر اس کی غیب گوئی صحیح ثابت ہوتی تو لوگ کہتے تھے ان کو وحی ہوتی ہے اگر نہیں تو کہتے تھے اللہ کو بداء ہو گیا۔مختار نے کوفہ میں امام حسین کے خون کے انتقام کا جواز بنایا، اس کو منتقم خون حسین گردانتے ہیں، اسی کو بنیاد بنا کر ان کی سی ڈی چلاتے ہیں لیکن یہ توجیہ درست نہیں اس کی چند وجوہات ہیں، کوفہ والے مخلص امام حسین اور یاران باوفا امام حسین نہیں تھے اسی وجہ سے امام حسین کا ساتھ نہیں دیا۔کوفہ مرکز منافقین تھا جو بھی یہاں ہنگامہ آرائی کرے خون خرابہ کرے اس کا ساتھ دیتے تھے۔اس کے انتقام کی سند قرآن اور سنت میں نہیں ملتی ہے۔اگر قصاص لے لیں تب بھی حکم قرآن ہے اسراف در قتل نہ کریں (سورہ اسراء) اس خون خرابہ سے اہلبیت کو کیا حاصل ہوا؟ مختار مفسد، خونخوار، فتنہ پرور اور سابقہ خوارج سے وابستہ تھا۔(معجم فرق اسلامیہ قاموس مذاہب وادیان)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۱۹۳۔مخطئہ:۔

اس گروہ کو کہتے ہیں جن کا عقیدہ ہے اللہ نے نبوت علی کے لئے بھیجی تھی جبرئیل نے محمدؐ کو دے کر خطا کی۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

فرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۱۹۴۔مخلوقیہ:۔

یہ فرق جھمیہ کی ایک شاخ ہے جن کا کہنا ہے قرآن مخلوق ہے۔

فقہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والے مذاہب کی تعداد اتنی نہیں ہے، جتنی عقائد کی بنیاد پر ہے۔لیکن حکومت عباسیہ اور ملوکیہ مصر کی مداخلت سے مذاہب فقہی کے فروغ کو روکا گیا، جن میں سے فی زمانہ چار مذاہب عالمی سطح پر چل رہے ہیں اس کو ہم نے جداگانہ کتاب کی صورت میں لانے کا فیصلہ کیا ہے لہذا یہاں اس کی تفصیل بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

فرهنگ فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۱۹۵۔مخمسہ:۔

جن کا عقیدہ ہے سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور عمر و ابن امیہ ضمیری وکیل رب ہیں، رب سے مراد علی ہے۔یعنی یہ پانچ علی کے وکیل ہیں۔یہ فرقہ بغداد میں محلہ کرخ میں ہوتا تھا تاریخ کامل بن

اثیر میں ہے کہ ۴۴۰ھ سے ۴۵۰ھ تک اس فرقہ والے وقفے وقفے سے فساد کرتے رہے۔

یہ ابی الخطاب اسدی کی اتباع کرنے والوں کو بھی کہتے ہیں جو کہتے تھے اللہ پانچ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے کبھی محمد، کبھی علی، کبھی فاطمہ، کبھی حسن و حسین کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، یہ ان کو پنجتن بھی کہتے ہیں چنانچہ وحدت مسلمین کا سربراہ فرقہ غرابیہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ نبی کی جگہ علی کا ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں پنجتن جب سمٹتے ہیں تو اللہ بنتا ہے اور جب اللہ کھلتا ہے تو پنجتن بنتے ہیں۔(معجم فرق اسلام ۲۱۸)

پنج تن والے دیگر ائمہ کو چنداں پسند نہیں کرتے یہاں تک کہتے ہیں کہ علی نقی و تقی کو ہم نے دوسروں کو دے دیا ہے۔ان میں سے اکثر کو پنج تن کے بعد والے اماموں کے نام بھی نہیں آتے ہیں۔حتیٰ کسی عالم دین سے کہیں تو ان میں سے کسی کے بارے کچھ فرمائیں تو نہیں فرما سکے گا، یہاں سے یقین ہوتا ہے کہ یہ پنج تن والے ہی ہیں۔ان کا اپنے آپ کو اثناعشری کہنا بھی دھوکہ ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے یہاں والے خمسہ ہیں خمسہ یعنی اللہ، حضرت محمد، علی، زہرا، حضرات حسنین کا خلاصہ ہے۔غرابیہ کا کہنا ہے حضرت علی حضرت محمدؐ سے اس طرح مشابہت رکھتے ہیں جیسا ایک کوا دوسرے کوے سے مشابہ ہوتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔یہ لوگ بہت جاہل شقی اور دشمن اہلبیت محمد ہیں وہ دوستی دکھا کر ان کی اہانت و جسارت کرتے ہیں، ان کے منہ میں جو آتا ہے بولتے ہیں۔پیغمبر کی جگہ علی کا ذکر کرتے ہیں، کہتے ہیں علی نفس رسول ہیں یعنی علی عین محمد ہیں یعنی علی حضرت محمد میں حلول ہوئے ہیں۔یہ جملہ کفریات میں سے ہے۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۱۹۶۔مدارس:۔

مدارس بھی ایک فرقہ ہیں، بلکہ فرقہ سازی مدارس ہی میں سیکھتے ہیں اور ان پر چادر قدسیت چڑھاتے ہیں۔جس طرح گمنام صوفیوں کی قبور پر چادر چڑھاتے ہیں، کوئی ایسا دعویٰ نہیں کر رہا ہوں کہ مدارس میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔مدارس میں فیل ہونے والوں میں سے بعض کو غصہ آتا ہے کہ مدارس میں پیسہ کہاں سے آتا ہے؟مدارس کی تعمیرات واخراجات دین و دیانت سے عاری ہیں، اسی لیے دوسروں سے کمیشن لیتے ہیں ان چند عشروں میں عیاں ہوا ہے کہ مدارس میں این جی اوز جو پیسہ تقسیم کرتی ہے وہ پیسہ ان کو سرمایہ دار دیتے ہیں۔آپ کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا سرمایہ دار دین و دیانت سے عاری اور غلط جگہوں سے پیسہ لیکر یہ مدارس بناتے ہیں؟ کیا قرآن وسنت کے تحت ایسی عالیشان عمارت بنوانا اسراف نہیں ہے؟ کیا ان کی ذمہ داری صرف عمارتیں بنانا ہے؟ یہ ملک میں داخلی حرکات وسکنات کی نگرانی کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملکی سالمیت کی خاطر اس طرف بھی توجہ فرمائیں ۔میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اسلام سے دور رکھنے والے علوم سکھائے جاتے ہیں ۔اسلام سے متعلق علوم کی یہاں گنجائش نہیں ہے اس سلسلہ میں چند شواہد پیش کرتا ہوں جو عمومی ہیں ممکن ہے کہیں کوئی استثناء ہو۔

۱۔عقائد اسلامیہ توحید، معاد، نبوت ورسالت نصاب میں نہیں ہے۔

۲۔تاریخ اسلام کلی طور پر نہیں ہے۔

۳۔علم رجال احادیث کی صحت وسقم کی شناخت کلی طور پر نصاب میں نہیں ہے۔

۴۔سنت وسیرت حضرت محمدؐ کلی طور پر نہیں ہے۔

۵۔سب سے اہم قرآن بطور نصاب بترتیب مراحل و درجات کہیں بھی نہیں ہے۔

۶۔علم تبلیغ و ارشاد جس کے اپنے اصول ہیں اللہ نے قرآن میں اسے خود علم کے برابر گردانا ہے اس پر سختی سے پابندی عائد ہے درس خطاب و گفتگو طلاب کے لئے عیب ہے۔لہٰذا یہاں سے فارغ علماء نے ممکن ہے شعلہ بیان طلبہ تنظیموں سے اس سلسلے میں کچھ سیکھا ہو لیکن عمومی طور پر وہ اصول تبلیغ و ارشاد کی زبان خاص سے بے بہرہ بلکہ گونگے ہوتے ہیں۔ایسی صورت حال میں ان بلند و بالا اور دلکش عمارات سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

۱۔علم نحو جسے قرآن کو مشکوک اور نا قابل استدلال بنانے کے لئے وضع کیا گیا ہے وہی اوّل وہی آخر ہے۔

۲۔یہاں جو علم اصول فقہ سکھایا جاتا ہے وہ قرآن اور سنت کو کنارے پر لگا کر قیاس اور اجماع سے حکم صادر کرنے والا علم ہے۔

۳۔علم کلام وہی فلسفہ شرک ہے۔فلسفہ کی بدنامی کو چھپانے کے لئے اسے کلام کی ٹوپی پہنائی ہے جس طرح تصوف کو چھپانے کے لئے عرفان کی ٹوپی پہنائی ہے۔

۱۹۷۔مذہب شرف الدین:۔

دنیا میں جہاں جہاں فرق وجود میں لائے گئے ہیں ان خطوں میں ایک خطہ بلتستان ہے۔

بلتستان والے لوگوں کو مجھ سے دور کرنے، مجھ سے نہ ملنے، میری کتابیں پڑھنے سے روکنے کے لئے مجھے ایک فرقہ متعارف کیا ہے۔ان کا یہ عمل تہمت و افتراء اور ظلم پر مبنی ہے کیونکہ میں نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی ہے نہ ان کو سیاسی، اقتصادی، اجتماعی مفاد دکھایا ہے، نہ میں نے انہیں کسی شخصیت کی طرف دعوت دی، نہ میں نے کوئی شعار و نعرہ یا پرچم بلند کیا۔اگر آپ کے خیال میں صرف قرآن اور

سنت محمدؐ کی طرف دعوت دینا فرقہ ہے تو اس فرقے کا نام اسلام ہے لیکن اس کو فرقہ کہنا جہل و نادانی ہے کیونکہ اسلام فرقہ نہیں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا لوگوں نے میری حیات میں مجھ پر افتراء وا کاذیب کی نسبت دی ہے میرے بعد بھی مجھے فرق ساز متعارف کریں گے۔فرق و مذاہب کسی بھی حوالہ سے قرآن و سنت پر نہیں چلتے،وہ تابع قرآن وسنت محمدؐ نہیں بلکہ وہ تابع میکاوٗلی ہیں،جو اپنے مقاصد کیلئے کسی حرام کام اور جرائم سے بھی دریغ نہیں کرتے۔وہ جھوٹ سے شروع ہوتے ہیں اور جھوٹ سے زندہ ہیں، انہوں نے میرے اوپر جھوٹ وافتراء کا پہاڑ گرایا ہے اگر اللہ کی پناہ نہ ہوتی تو آج پاگل خانے میں ہوتا۔میرے بعد معلوم نہیں کیا ہوگا،البتہ مجھ سے دفاع کرنے والا میری حیات میں نہیں ملا،نام نہاد دوست،احباب،اعزاء اور اولاد نے بھی دفاع نہیں کیا،اللہ ہی مرنے کے بعد اپنی حفظ میں رکھے، میرا کوئی فرقہ و مذھب نہیں،ان شااللہ اس آیت کریمہ(ولاتموتن الاوانتم مسلمون)کے تحت مروں گا۔

۱۹۸۔مذاہب اقتصادی:۔

عالم مذاہب میں ایک مذہب مذہب اقتصادی بھی ہے۔یہ ایک نامعروف مذہب نہیں بلکہ عالم ادیان الحادی میں زیادہ معروف مذہب ہے۔دنیا میں بہت سے مفکرین ایسے ہیں جو تمام چیزوں کو ایک عامل واحد کی طرف برگشت کرتے ہیں،یہ فکر حقیقت میں تصورالٰہی سے باز رکھنے کے لئے عمداً ایجاد کی ہے اور اس کو اپنی قوت وقدرت سے شور شرابہ سے فروغ دیا جارہا ہے۔من جملہ ان فکروں میں سے ایک فکر فکر جنسی ہے،یعنی قوت جنسی ہی انسانوں کو گردش دیتی ہے۔تمام مظاہر حیات انفرادی اجتماعی اسی سے جنم لیتے ہیں اسی لئے اس گروہ کو ہمارے ملک میں ٹی وی سینما اخبار جرائد میں

اچھالتے ہیں حکومت کی وزارت اطلاعات کا ایک بڑا بجٹ ان فحاشوں عریانوں کے اعزاز میں خرچ ہوتا ہے۔انہی میں سے ایک فکرا قتصادی ہے چنانچہ ملک میں تمام جرائم کی تفسیر کرتے وقت حکمران سیاستمداران یہی کہتے ہیں لوگوں کو کھانا نہیں ملتا ہے، بے روزگاری ہے۔ ہر چیز کی تفسیر وتو جیہ اقتصاد سے کرتے ہیں۔جن کا عقیدہ دنیا کے بارے میں ''ان ھی الا حیاتنا الدنیا'' ہے ان کا اس فکر سے متاثر ہونا طبیعی ہے، لیکن اللہ رسول کی طرف دعوت دینے والا، حساب وآخرت کی طرف دعوت دینے والا، روز آخرت پر ایمان رکھنے والوں کیلئے، مُردوں کو نجات دلانے کے لئے زندوں کو سلاخی کرنے والے دین کی تبلیغ وترویج کرنے کی منطق قابل تحلیل نہیں۔علماء دین اس وقت تک ترویج دین نہیں کر سکتے جب تک اقتصاد میں خودکفیل نہ ہوجائیں یہ بات تو پرانی ہے چندعشرے پہلے کی بات ہے، اب تو کہتے ہیں وزیر ومشیر کے پروٹوکول جیسا ملے بغیر دین کی خدمت نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ منطق انہی اسماعیلیوں کے سرمایہ دار دکھاتے ہیں کہ ہم سے یہ زندہ ہیں اور ہم اقتصاد سے زندہ ہیں، اس کو مذاہب اقتصادی کہتے ہے۔

۱۹۹۔مذاہب سیاسی:۔

مذاہب سیاسی یعنی اقتدار تک رسائی کے فی زمانہ دنیا میں تین طریقے معروف ہیں۔

۱۔سیادت افراد جسے عرف عام میں سرمایہ دارانہ نظام کہتے ہیں۔

۲۔سیادت اجتماع جیسے مارکسی نظام کہتے ہیں اس وقت دنیا میں ان دونوں کی حکمرانی ہے۔

۳۔دینی سیادت بہ اجراز غرب وغرب نواز اس وقت قابل تطبیق نہیں ہے، غرب اور غرب نوازوں کا کہنا ہے اکیسویں صدی میں ساتویں صدی کا نظام کیسے تطبیق ہوسکتا ہے؟ یہ پرانا ہے جبکہ ہمارا نظام تر وتازہ نظام ہے اور آپ کے علماء خود کہتے ہیں تازہ پیش آمد واقعات وحوادث کے لئے

نئے قانون کی ضرورت ہے۔انقلاب اسلامی آنے کے بعد امام خمینی اوران کے جانشین نے واضح و اشگاف الفاظ میں کہا کہ ہماری موجودہ فقہ ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے نئی فقہ یا پویا چاہئے ۔فقہ جامد کسی درد کی دوا نہیں ہے چنانچہ آقائی جناتی نے اس بارے میں ایک کتاب بنام ادوار اجتھاد لکھی ہے۔لیکن ہماری دینی،اقتدار کے لئے بے تاب جماعتوں کا کہنا ہے تمھاری ایسی کی تیسی تم لوگوں کو نظام اسلامی کو پرانا نظام کہنے کی جرأت کہاں سے آئی؟ ہمارے علماء اور مغرب والوں کے درمیان اختلاف اصل نظام میں نہیں بلکہ زبان نظام میں ہے اگر نظام انگریزی زبان میں لکھا ہے تو اسلامی نہیں ہوگا عربی میں لکھیں گے تو اسلامی ہوگا۔کیونکہ دونوں نظام وحی نہیں دونوں لوگوں کی آراء و نظریات ہیں جوابو حنیفہ سے شروع ہوا۔غرض وہ نظام جو وقت وحالات کے تحت ہیر پھیر نہیں کرسکتا وہ پرانا ہوگا،ابن الوقت جو روٹی نرخ روز پر کھاتے ہیں کہتے ہیں مذہب بھی اسی طرح سے ہونا چاہئے، یہ تو آٹھویں نویں صدی میں بنایا ہے،ان کو مذاہب سیاسی کہتے ہیں ۔ہم برائے نام دین پر ہوں گے نظام آپ کا ہی چلے گا،الغرض جتنے بھی نظام اس سلسلے میں چلے ہیں یا چلیں گے ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ اسلام کا دائمی نظام قرآن ہے جو مسلمانوں نے کب سے چھوڑا ہوا ہے،اب تو ہمارا نظام فقہاء کی آراء ونظریات سے چل رہا ہے۔

اگر مغرب والے بطور آزمودہ ان سے کہیں اگر ہماری بات آپ کو بری لگتی ہے تو آزمائش کریں،عالمی سطح پر چھوڑیں اپنے ملک میں ہی نافذ کر کے دکھائیں۔تو یہ نہیں کرسکیں گے۔

۲۰۰۔مرتکیہ:۔

ایک فرقہ ہے جو اللہ سبحانہ کی ربوبیت کی نفی کرتا ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ انسان کا رب نہیں ہے بلکہ اللہ خود بدن انسان میں ساکن ہے۔ابدان انسان مساکن اللہ ہیں اللہ نور ہے ابدان میں منتقل

ہوتا ہے۔فرہنگ نامہ ترجمہ معجم فرق

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۰۱۔مرجئہ:۔

معجم فرق اسلامی ص۱۸۴خوارج اور قدریہ کے درمیان مذہب **المرجئہ** وجود میں آیا، جس نے ان دونوں کے درمیان ایک مذہب ایجاد کیا۔انہوں نے ایمان کو صرف تصدیق بالقلب کہا ہے جبکہ بعض نے کہا تصدیق قلب کی بھی ضرورت نہیں،صرف معرفت اللہ کافی ہے، گویا عمل کو اسلام سے خارج کیا۔تاریخ مسلمین میں خوارج کے بعد خطرناک فرقہ مرجئہ نکلا ہے۔مرجئہ کو جدید اصطلاح میں لبرل ازم کہتے ہیں۔جس کا اعلان کسی بھی وقت اس ملک کا کوئی بھی حکمران کرنے والے ہیں لیکن اللہ ان کے ارادہ کے درمیان حائل ہوگا۔

آخری دور خلافت عثمان میں ایک گروہ جو عثمان کا حامی تھا وہ آپ کی غلطیوں کی عذر تراشی کرنے لگا۔اس کے مقابلے میں دوسرا گروہ نکلا جو حضرت عثمان کے سرسخت مخالف تھے، جو ان کے خلاف قیام وخروج کو جائز گردانتے تھے۔اس دور میں بعض صحابہ نے توقف کیا اور کسی ایک کی بھی طرف داری کرنے سے گریز کیا۔

گویا اس وقت کی منظر کشی آڈیو ویڈیو اور کیبل میں چلائی جائے تو یہ مناظر ایام عزا سے شباہت نظر آتے ہیں، جن دنوں کو حسین بن علی کا دن گنا جاتا ہے، لیکن فضائے پاکستان سب وشتم و لعن خلفاء سے آلودہ ومتعفن نظر آتی ہے۔اس وقت بڑے سے بڑے سمجھدار و عاقل صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ سب وشتم کو روکیں یا اس کی مذمت کریں جو کہ

شرف انسانیت کے خلاف ہے۔

اس وقت معاشرے میں انتہا پسندی اور تشدد و سخت گیری کا ماحول پیدا ہو چکا تھا۔ جب معاشرے میں طویل عرصہ فتنہ و فساد اور بد امنی و بے ثباتی کا ماحول پیدا ہوتا ہے لوگ حل کنندہ کے انتظار میں رہتے ہیں اور عقل و شعور و ادراک اور حق شناسی کا رجحان کھو بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کی تاریخ میں آیا ہے ایک طویل عرصہ عثمان کے محاصرے سے شروع ہو کر جمل و صفین جنگ امام حسن و معاویہ اور امام حسین و یزید تک جاری رہنے کی وجہ سے لوگ تھک گئے، لوگ اپنے گھروں میں مقیم ہو چکے تھے، بعض کو جہنم اور بعض کو جنت الفردوس بھیج رہے تھے۔

ایسی حالت میں نہ لوگ سرخ رو ہوں گے اور نہ ہی خوشحالی نصیب ہو گی، یہ ایام اذہان سے نہیں نکلیں گے، یہ حالات مذاکرات سے نہیں بدلیں گے جب تک کہ حق و باطل کا تعین نہیں ہو گا۔ بطور مثال پاکستان میں جاری اصطلاح دہشت گردی کی جنگ کی ڈوری سب و شتم خلفاء سے ملتی ہے جب تک اس کو جڑ سے اکھاڑ نہیں پھینکیں گے اور لعن و شتم کرنے والوں کو قرآن اور اسوہ و سیرت محمدؐ پر چلنے پر مجبور نہیں کریں گے یہ جاری رہے گی کیونکہ معاشرے میں بعض گروہ روزمرہ کے کھانے کیلئے ایسے افکار کے ناشر ہوتے ہیں۔ مرجئہ کی فکر کو رواج دینے کے مذموم عزائم کے حاملان نے پہلے اس کے چند معانی اپنے ذہن میں گھڑے اور لوگوں کو اسکی تعلیم دی۔ سب سے پہلے اقدام کے طور پر انہوں نے اقرار بالسان اور اس پر عمل کو ایمان سے خارج کیا اس فکر کی بنیاد رکھنے والا شخص منافق شاگرد نصرانی تھا اس کا ہدف اسلام سے انتقام لینا تھا۔ اس نے اس ہدف تک رسائی کے لیے چند مراحل رکھے پہلے مرحلے میں کلمہ ایمان کو اپنے لغوی معنی میں محدود رکھا، قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس میں لغوی معنی والے کلمات بھی ہیں اور اصطلاحی معنی والے کلمات بھی بھی ہیں دین زبان

عرب نہیں دین قرآن وسنتِ عملی پیغمبرؐ ہے جب قرآن نازل ہوا تو پیغمبرؐ نے عربی کلمہ با اضافہ مراد الٰہی کے ساتھ دعوت دی ہے۔پیغمبر اسلامؐ کا پہلا اقدام اقرار باللسان تھا پہلے مرحلے میں مسئولین وقائدین جنگ کو یہ ہدایت کی کہ اگر کسی نے اسلام کا اعتراف کیا تو ان کے اسلام کو رد نہ کرنا (نساء:۹۴) بلکہ پیغمبرؐ نے ایسے افراد کے مقتولین کا دیہ اپنی طرف سے دلایا ہے۔

مرجئہ لغت عرب مادہ ارجاء سے تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ا۔ایک آرزو اور دوسرا تاخیر تیسرا کبھی خوف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے سورہ یونس آیت ۷ میں آیا ہے۔جب یہ معنی خوف میں استعمال ہوتا ہے تو اس وقت لائے نفی استعمال ہوتا ہے جیسے سورہ نوح آیت ۱۳اور سورہ حاقہ آیت ۱۷ میں آیا ہے اور جب اس مادے پر ہمزہ آتا ہے تو اس وقت تاخیر کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۵۱،سورہ نساء کی آیت ۱۰۴اور اعراف ۱۱۱ میں آیا ہے،تاخیر کے معنوں میں سورہ اعراف ۱۱۱،اور امید کے معنوں میں سورہ توبہ آیت ۱۰۶ میں آیا ہے۔اصطلاح فرق ومذاہب میں مرجئہ عمل کو ایمان سے تاخیر وساقط کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی مرجئہ کے عقائد کے مطابق عمل جزءایمان نہیں ہے ایمان صرف تصدیق قلب کو کہتے ہیں یعنی ایمان کا عمل سے کوئی ربط نہیں ہے۔

بیسویں صدی کے مرجئہ:۔

ا۔بعض سادہ لوگ یا بہت مکرے اور ابلیسی چال چلنے والوں کی کوشش ہوتی ہے اس سازش کو معمولی یا نادان لوگوں کی حرکت قرار دیں یا ان کو اپنی نیت میں مخلص دکھائیں تا کہ لوگ اس کی بروقت مزاحمت نہ کریں،کہتے ہیں اب تو یہ ختم ہوگئے ہیں اب اس فرقہ کا کوئی وجود نہیں ہے یہ گذشتہ مسئلہ تھا،اب اس کا ذکر مت کرو۔جبکہ یہ ایک دھوکہ وفریب ہے کیونکہ یہ مذہب ابھی پہلے سے زیادہ

سرگرم ہے بلکہ جدید وسائل وذرائع کے ذریعے پہلے سے زیادہ فعال ہے،اس سے زیادہ خطرناک بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک دین جامع وکامل اور نظام صالح کے ستون کو معمولی گردانا جائے اور اس کے ہونے نہ ہونے کو برابر گردانا جائے ،اور کہا جائے کہ ایک انسان مسلمان کے لئے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا کافی ہے، اللہ آپ کے نماز روزے کا محتاج نہیں ،شریعت بدلتی رہتی ہے ،وقت اور حالات کے تناظر میں قانون وضع کرنا پڑتے ہیں، آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ، یہ سب اسلامی ہیں، ہمارے آئین میں ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف قانون نہیں بنائیں گے،اس ملک میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی بستے ہیں،ہم یہاں کیسے ان پر شریعت اسلام لاگو کریں۔

۲۔آپ کس دنیا میں رہتے ہیں آپ کو پتہ نہیں اس وقت دنیا پر حکمرانی بڑی طاقتوں کی ہے ۔آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انھیں شریعت اسلام سے کتنی چڑ ہے ہم مٹھی بھر مسلمان کیا کرسکتے ہیں،وہ طاقتور اور ہم کمزور ونا تواں ہیں ہمارے سامنے بڑی حکومتیں آنکھیں کھولی ہوئی کھڑی ہیں۔

۳۔اس وقت تطبیق شریعت کی آواز بلند کرنا ایک غیر ذمہ دارانہ بات ہے ان کی کھوپڑی میں عقل ہی نہیں ہے یہ عقل سے عاری لوگ ہیں اگر عاقل ہوتے تو ایسی بات قطعاً نہیں کرتے بلکہ وقت وحالات کا تقاضا درک کرتے ۔یہ مذہب جس دن وجود میں آیا تھا اس دن سے اب تک بہت سے مذاہب سے زیادہ اس کے خریدار نکلے ہیں بلکہ یوں کہیں یہ مذہب دیگر مذاہب کی وثیق ہے۔اس طرح کی باتیں کرنے والے مرجئہ قدیم سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں سابق زمانے میں یہ افکار یہود ومجوس وصلیبی کارندے رضا کارانہ پھیلاتے تھے تاریخ میں آیا ہے کہ آپ کے نزدیک مطعون بنی امیہ ان کو تختہ دار پر لٹکاتے تھے۔آج بھی علماء ومجتہدین اور ان کے ترجمانوں کی یہی فکر ہے جیسا کہ ایران کے سپاہ پاسداران کے سربراہ محمد رضائی ریاست کے سربراہ کے امیدوار بنے تو انہوں نے کہا اگر میں

جیت گیا تو وزارت خارجہ کیلیے کونڈ لیزا رائس جیسی خاتون لاؤں گا۔آج ایران کے صدارتی امیدوار ، عالم وفلسفی دینی نے دوسرے امیدوار عالم کوشکست دینے کیلئے کہا کہ اگر میں جیت گیا تو عورت کو سربراہ بننے کی اجازت دوں گا۔مرحوم آغائے عارف نے عصر حاضر کے مرجئہ کے دباؤ میں آکر کہا کہ عورت سربراہ بن سکتی ہے، شیعہ علماء کی کاوشوں سے بےنظیر جیت گئی۔ان سے سوال ہوسکتا ہے کہ عورت اگر سربراہ بن سکتی ہے تو یہ کس قانون کے تحت بن سکتی ہے ؟مغرب والوں کے قانون کے مطابق اور مغرب نوازوں کے مطابق بن سکتی ہے لیکن اسلام کے مطابق نہیں بن سکتی ۔ جب مسلمان منافقانہ بیان دیتے ہیں تو یہاں دین کیسے نافذ ہوگا علماء اسلام کہاں گئے ہوئے ہیں ہم بلا دکفر میں زندگی گزارر ہے ہیں؟ ارباب محراب و مساجد کہاں گئے ہیں اساتید درسگاہ اسلامی کہاں گئے ہیں؟ اب ان کی شان میں سورہ نحل کی آیت ۷۶ صدق آتی ہے یہ شکل وصورت وحلیہ میں اور شناختی کارڈ والے مسلمان ہیں جو کہ فکری وعملی جنگ میں ہزیمت خوردہ دشمن ہیں خاص کر روشن خیالوں کے نمک حلال وجانب دار ہیں ان کی کھوپڑی میں عقل اسلامی کی جگہ عقل غربی جاگزین ہوگئی ہے۔

کتاب یسئلونک ج ۲ ص ۴۷۹ پر شرباصی لکھتے ہیں مرجئہ ایک گمراہ کن طائفہ ہے مسلمانوں کو اس کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے ۔ان کے عقیدے کے مطابق بغیر عمل ایمان مکمل ہوتا ہے ۔ایمان لانے کے بعد معصیت ضرر رساں نہیں ۔مرتکب گناہ کبیر کو کافر قرار نہیں سکتے اور نہ ہی اسے جنتی قرار دے سکتے ہیں ۔اس مذہب کا قائل غیلان دمشقی ہے اس مذہب کا ایک بانی یونس بن عون ہے۔اس کا کہنا ہے اطاعت ایمان سے ربط نہیں رکھتی ۔اطاعت چھوڑنے سے ایمان کو نقص نہیں پہنچتا، اخلاص ومحبت جنت میں پہنچائیں گے نہ کہ عمل واطاعت،تیسرا بندہ جب توحید پر مرے تو برے اعمال ضرر نہیں پہنچاتے ۔انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ کی شکل وصورت انسان جیسی ہے۔

مرجئہ کا ایک اور گروہ غسانیہ ہے جو غسان بن ریان کوفی سے منسوب ہے وہ کہتا تھا اللہ اور اس کے رسولؐ جو لائے ہیں اس پر ایمان لانا ایمان کہلاتا ہے لیکن تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، دراصل یہ ایک مذہب فاسدہ ہے۔

مرجئہ کے تین گروہ ہیں ۔مرجئہ جبریہ، مرجئہ قدریہ، مرجئہ معتزلہ۔ جو لوگ مذہب معتزلہ پر ہیں ان میں غیلان ابی شمر محمد بن شعیب بصری ہیں ۔

فرقہ مرجئہ نے ایمان کو صرف تصدیق بقلب تک محدود کیا ہے ان کے نزدیک اگر کوئی شخص زبان سے یہودی یا نصرانی ہونے کا اقرار کرے تب بھی مسلمان رہے گا مرجئہ نے اپنے اس مدعا کیلئے قرآن میں وارد چند آیات متشابہ سے استناد کیا ہے جہاں ایمان صرف تصدیق قلب کی بات ہوئی ہے سورہ یوسف آیت ۱۷ حالانکہ یہاں ایمان معنیٰ لغوی میں استعمال ہوا ہے۔

جبکہ اس بارے میں وارد دیگر آیات میں ایمان مرکب تصدیق بقلب، اقرار با لسان اور اطاعت باارکان تینوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔ جہاں کلمہ ایمان تصدیق بہ قلب کے لئے آیا ہے وہاں ایمان لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے، زبان عربی میں یہ اسلام آنے سے پہلے صرف اقرار بالسان کیلئے استعمال ہوتے تھے، جب اسلام آیا تو ایمان اقرار بہ اسلام کیلئے استعمال ہوگیا، جس طرح کلمہ صلوٰۃ صرف دعا کے لئے تھا لیکن اللہ نے قرآن میں کلمہ ارکان مخصوصہ کیلئے استعمال کیا ،ایمان لانے والے بعض نے اس میں نفاق اپنایا، اللہ نے ایمان لانے والے کو دو گروہ بنایا مومن بلسان اور مومن باعمل ۔ایمان کو تصدیق قلب کے ساتھ تمام اوامر الٰہی پر عمل پیرا ہونے اور نواہی سے باز رہنے کو کہا ہے جیسا سورہ نساء آیت ۶۵ میں آیا ہے اگر ایمان تنہا صرف تصدیق کرنا تھا تو بہت سے یہودی دل سے ہمارے نبیؐ کی معرفت رکھتے تھے وہ بھی مومن ہوتے ،مشرکین بھی دل سے اللہ کی

توحید وخالقیت کو مانتے تھے جیسا کہ سورہ زخرف آیت ۸۷ میں آیا ہے، مرجئہ یہ بھی کہتے ہیں ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا جبکہ قرآن کی ان آیات میں اس کے زیادہ ہونے کی بات آئی ہے جیسا کہ سورہ آل عمران آیت ۱۷۳ میں آیا ''**فزادتهم ايمانا**''۔

امت اسلامی کو اسلام سے دور اور کفر سے نزدیک کرنے والے مرجئہ، جبریہ و معتزلہ ہیں۔ یہ تینوں بلکہ تمام مذاہب و فرق اس طرح سے بنائے گئے ہیں کہ ایک دوسرے کے بالمقابل ضد و نقیض میں رہیں، فرقہ بنانے والے نے فرقوں کو اس طرح سے بنایا ہے کہ کسی نہ کسی جہت سے آپس میں مل جائیں تا کہ ایک حوالے سے ہم ہدف و ہم مقصد و ہم منزل رہیں، تمام فرق و مذاہب انہی کی طرف برگشت کرتے ہیں۔ مرجئہ نے فاسق و فاجر و ملحد کو آزاد چھوڑنے کی دعوت دی اور ان کو چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع کیا، وہ کہتے ہیں ان کو آخرت کیلئے چھوڑو، برا بھلا مت کہو جبکہ معتزلہ نے انسان کو شریعت وحی چھوڑ کر شریعت خواہشاتی و فرعونی اپنانے کی دعوت دی ہے۔ نوح ۱۳۔ اعراف ۱۱۱ شعراء ۳۶۔ توبہ ۱۱۴۔

بانیان مرجئہ:۔

کتاب فرق معاصر تالیف غالب بن علی عواجی ج ۲ ص ۹۳۵ میں آیا ہے کہ بعض نے اس فکر کا بانی ذر بن عبداللہ الھمدانی کو کہا ہے۔ بعض نے قیس بن عمرو ماضری، بعض نے حماد بن ابی سلیمان استاد ابو حنیفہ اور بعض نے خود ابو حنیفہ کو اس فکر کا داعی و حامی کہا ہے بہر حال یہ چاروں کوفہ میں ہی تھے ان سب نے مل کر اس فکر کو پروان چڑھایا ہے۔ شہرستانی نے اس فکر کے اٹھانے والوں میں بہت سوں کا ذکر کیا ہے بعض نے اس سلسلے میں سعید بن جبیر، طلق بن حبیب، عمر بن مرہ، محارب بن زیاد، مقاتل بن سلیمان و ذر عمرو بن ذر' حماد بن ابی سلیمان' ابو حنیفہ' ابو یوسف' محمد بن حسن، قدیر بن جعفر کا

ذکر کیا ہے ۔صاحب معاصر نے ص ۹۳۸ پر مرجئہ کے بڑوں میں جہم بن صفوان کے ساتھ ساتھ ابوالحسین صالحی ، یونس سمری، ابوثوبان، حسین بن محمد نجار، غیلان، محمد بن شبیب ابو معاذ تومنی ، بشر المریسی، محمد بن کرام اور مقاتل بن سلیمان مشبھہ اللہ الجوار بی کا ذکر کیا ہے ۔

مذہب مرجئہ بننے کا فلسفہ قطعاً پیچیدہ نہیں ہے جب بھی کوئی گروہ فتنہ و فساد اور تلاطم آرائی اختیار کرنے لگے تو ابلیسانہ تجاویز سامنے آتی ہیں ۔ان حالات کو جتنا وقت ملے گا اختلاف کی شدت بڑھے گی جہاں عوام الناس کمزور ہوں وہاں یہ لوگ ایسی فکر کی حمایت کرتے ہیں ۔سوال صرف ان لوگوں سے ہے جو خود کو عالم و دانشور و دانشمند اور حکیم و بقراط تصور کرتے ہیں کہ وہ کیوں سوچ و فکر کھو بیٹھتے ہیں وہ اس رائے عامہ پر خاموشی و سکوت یا اس کی حمایت کو ہی مصلحت گردانتے ہیں؟

فکر مرجئہ صرف اس فرقے تک محدود نہیں رہی بلکہ یہ فکر دیگر فرقوں میں بھی سرایت کر گئی ہے چنانچہ تمام فرقے ایسے ہی ہیں فرقوں کے عقائد و نظریات کی کھچڑی خود فرقوں میں بٹ گئی ہے، ان کو اپنی جگہ مخلص، نیک نیت تلاش حق کرنے والے اور حقیقت و واقعیت تک رسائی کرنے والے گردانا بے وقوفی ہوگی بلکہ یہ دونوں آج کل کے محاورے کے تحت نورہ کشتی کرتے ہوئے اسلام سے روح کو نکالنا چاہتے ہیں، یعنی ان کے نزدیک دل میں ایمان رکھ کر تمام کفریات و محرمات کا ارتکاب کرنا بے حرج ہے چنانچہ آج کل کے صوفی اور فاسق مسلمانوں کی یہی سوچ ہوتی ہے ۔

تمام فرقوں نے بلا استثناء ایک ہی ہدف، ایک ہی مقصد، ایک ہی مشن کو لے کر سرزمین اسلام میں شبخون مارا ہے ان کو ہدایت بھی یہی دی جاتی ہے کہ جہاں بھی ممکن ہو اسلام کو نشانہ بنا سکتے ہیں بنائیں لہٰذا ہر ایک نے زمان و مکان و حالات کے تناظر میں اسلام کو نشانہ بنایا ہے ۔

۱۔خوارج نے گناہ کبیرہ کو نا قابل بخشش خالد فی النار قرار دیا ہے ۔مرجئہ نے کہا ایمان کے

بعد عمل کی کوئی حیثیت نہیں یعنی آخرت نامی کوئی چیز نہیں ان کے نزدیک سزا و مکافات والی کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۔مرجئہ کو آخرت میں سزا و جزاء اور جنت وجہنم پر ایمان نہ رکھنے والوں سے پذیرائی ملی انہیں پسند آیا کہ کفر بحال ہو گیا۔

جنہوں نے ایمان کو صرف تصدیق قلب اور اقرار بہ زبان تک محدود کیا ہے انھوں نے عمل کے کردار کو ایمان سے خارج کیا ہے۔بعض نے ایمان کو صرف زبان سے اعلان کہا ہے گویا ان کے نزدیک منافقین کامل ایمان رکھتے تھے۔بعض نے کہا ایمان صرف تصدیق قلب ہے ان کے نزدیک ابو طالب کامل الایمان ہے۔بعض کا کہنا ہے ایمان صرف معرفت ہے اور کچھ نہیں یہ فکر جہم بن صفوان اور اس کے ہمنواؤں کی ہے اس فکر کے تحت ابلیس اور فرعون دونوں کامل ایمان رکھتے ہیں کیونکہ دونوں اللہ کی معرفت رکھتے ہیں اور کافر وہ ہے جو اللہ کو نہیں جانتا ہے۔اسماعیلی دنیا بھر میں گونجنے والے اسلام کو اٹھا کر بلاد کفر میں تبلیغ اسلام کے نام سے داخل ہوئے اور ہر ایک شخص کو اس کے مزاج کے مطابق اسلام پیش کیا،اس وجہ سے یہاں والوں نے اسے جلدی قبول کیا لیکن وہ کفر کی بڑی طاقت کے سامنے جھک گئے۔

خوارج نے ایک طرف سے مرتکب گناہ کبیرہ کو خالد فی النار گردانا ہے حالانکہ مرتکب گناہ کبیرہ کو خالد جہنم گردانے سے آیات عفو ومغفرت اور اللہ کے غفور و رحیم ہونے جیسی صفات کی نفی ہوتی ہے اور دوسری طرف سے اس کے مقابلے میں عمل کے کردار کی نفی کی گئی ہے۔خوارج اور مرجئہ دونوں نے مل کر کفر و الحاد کو دوبارہ بحال کیا ہے کیونکہ اسی طرح مرجئہ نے اقرار بالسان اور نیت وارادۂ قلبی کو کافی گردان کر منافقین کو کامل الایمان قرار دیا ہے۔اس طرح نفاذ اسلام مہمل ہو کر رہ گیا،

اس کو دیگر علمائے فرق نے سراہا بلکہ تائید کی ہے اس طرح کے لوگوں میں صداقت واخلاص نہیں پایا جاتا ہے۔

۱۔ ایمان بسیط ہے یا مرکب از اجزاء وعناصر یعنی ایمان تصدیق قلب ہے یا اقرار زبان یا عمل بہ ارکان ہے یا اقرار بالسان، ایمان بقلب اور عمل بہ ارکان مل کر ایمان ہے؟ اس بارے میں اکثر مرجئہ کا کہنا ہے ایمان صرف تصدیق قلب ہے اقرار لسان اور عمل با ارکان، ایمان کا حصہ نہیں ہے یہ نظریہ جہم بن صفوان کا ہے۔ جہم بن صفوان کے بعد قرامطہ نے بھی یہی کہا ہے ان کے نزدیک ایمان کے بعد متناقص ومتضاد قول وعمل ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں ہیں اور اقرار بالسان کے بعد تمام کفریات وشرکیات والحادیات اپنا سکتے ہیں۔

۲۔ ایمان تصدیق قلب، اقرار بالسان اور عمل بہ ارکان ہے، تصدیق قلب اور اقرار بالسان ایک دوسرے سے انشقاق ناپذیر ہیں لہٰذا جب کوئی انسان دل میں ایمان لے آئے اور زبان سے مسترد کرے، اسے مومن نہیں کہیں گے یہ مذہب ابوحنفیہ ہے۔

۳۔ تیسرے گروہ نے کہا ہے ایمان تصدیق قلب، اقرار بالسان اور عمل با ارکان ایمان قابل زیاں ونقصان ہے۔

بعض نے ظہور مرجئہ کے پس منظر میں لکھا ہے کہ مرجئہ وخوارج شیعہ کے مقابل میں یا ان کے افکار ونظریات کی رد میں آئے ہیں چونکہ خوارج عثمان اور علی دونوں کو کافر گردانتے تھے نیز ہر مرتکب گناہ کبیرہ کو کافر گردانتے تھے جبکہ شیعہ نے تینوں خلفاء کرام سمیت ام المومنین عائشہ کو غلیظ لعن کا نشانہ بنایا اس طرح اسلام کی اساس کو نشانہ بنایا گیا جس کیوجہ سے مجرمین بچ گئے ہیں۔

امام حسن کے خلافت سے تنازل اور خلافت معاویہ کے استقرار ہونے کے بعد اوران کے

رقباء اور حرفاء ناپید ہونے کے بعد مخالفین بھی معاویہ کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوئے انہوں نے معاویہ کے ساتھ سابقہ مخالفت و مخاصمت پر پردہ ڈالتے ہوئے کہا کہ ان کی غلطیاں اور کوتاہیاں دہرانا درست نہیں، اس کو آخرت کے لئے چھوڑو، اب گھل مل کے بیٹھو، سابقہ فتنہ وفساد کی روش دوبارہ نہ دہراؤ ان یادوں کو بھول جاؤ لیکن اسلام و مسلمین کے مخالفین جنہوں نے فتنہ وفساد قائم کرنے کیلئے حضرت عثمان کے گھر کا گھیراؤ کیا، علی کو گھٹنے کے بل بٹھایا اور امام حسن کو خلافت سے برطرف کیا تھا وہ چپ کیسے بیٹھ سکتے تھے خاموش کہاں رہ سکتے تھے، جبکہ نظریہ خوارج صاحب گناہ کبیرہ جھنمی ہے مرجئہ کا گناہ جتنا بھی نقصان دہ نہیں ایمان نجات کے لیے کافی ہے قیل وقال کی صورت میں چلتے رہے یہاں یہ عنوان تازہ دم ہوتے ہوئے سادہ وسید ھے گزشت زمان کے ساتھ مملکت اسلامی میں موجود یہود و مجوس اور صلیبیوں نے وقت و حالات سے بھر پور فائدہ لے لیتے ہوئے ان کو علمیات وفلسفیات اور نصاب دینی میں الجھائے رکھا۔ اگر ہم اس منظر نامے کو اپنے معاصر حالات میں دیکھنا چاہیں تو جوں کی توں نہیں اعلیٰ نمونہ میں مظاہرہ کر سکتے ہیں، امام حسین کے نام سے اربعین حضرت زہراء کے نام سے قیل و قالات کے مطابق سہ روزہ فرزند زہراء محسن کے نام سے مجلس وجلوس مافوق قانون مافوق عدالت گمنام صوفیوں کے نام عرس کا نمونہ ہے یہ مظاہر اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے امت مسلمہ اس وقت کفر و الحاد کے ساتھ خمیرہ جیسا ہے، جس شکل و صورت میں بنے وہ امت میں خلل ہی تھا۔

صاحب فرق معاصر نے ج ۲ ص ۹۳۰ پر جس چیز کو اساس و بنیاد بنایا وہ مذہب مرجئہ ہے اس نے پہلے یہ سوال اٹھایا ہے۔

مرجئہ کا ایک فرقہ ایمان و کفر اور اسی طرح جنت و نار کے بارے میں یا عثمان علی خلفاء، طلحہ

و زبیر اور حضرت عائشہ سب کے بارے میں متضاد و متناقض فکر کا حامل ہے، ان کا ایک گروہ ان کی تقدیس کرتا ہے تو دوسرے ان کو جہنمی گردانتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے اس مسئلہ کو مت چھیڑو، اس کو آخرت کیلئے چھوڑو اس فکر کے داعی و مفکر حسن بن محمد بن حنفیہ اور ان کے بعد ان کے حامی علماء ہیں۔

لیکن بقول شیعہ سبّ خلفاء ان کے مذہب کی اساس ہے وہ کیسے اس اساس کو چھوڑیں گے اب تو اکثریت والے کہتے ہیں کہ ان کے اس عمل کی سند ہماری کتابوں سے ملتے ہے دوسرے سیکولر جن کو ووٹ درکار ہوتے ہیں وہ ان کے حامی ہیں مسئلہ اس طرح حل ہوگا کہ ان کے بزرگان کو ذرائع ابلاغ میں بلائیں اور ان سے کہیں کہ آپ قرآن اور نبی کریمؐ کی سنت عملی سے اس عمل کو ثابت کریں اور بتائیں اکہ پیغمبرؐ نے قریش کے عمائدین کو کہاں کہاں نام لے کر سبّ کیا تھا۔

اساس مرجئہ:۔

۱۔ مذہب مرجئہ جن بنیادوں پر استوار و قائم ہے وہ یہ کہ ایمان کو ہر حوالہ سے مشکوک و متنازع فیہ بنانا ہے کوئی کہے ایمان اقرار بلسان ہے دوسرا کہے تصدیق بقلب ہے تیسرا کہے تصدیق بقلب بمعہ اقرار بلسان ہے اور اس کا فعل و عمل سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

۲۔ صادر کفریات ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں ہیں۔

۳۔ ان کی ایک شاخ کرامیہ کا کہنا ہے ایمان درحقیقت اقرار بالسان ہے اقرار بالسان کے بعد دل میں مخفی کفریات نقصان دہ نہیں ہوتے ہیں۔

یہ کہنا درست نہیں کہ مذہب مرجئہ ختم ہو چکا ہے اور اب اس کا کوئی وجود نہیں۔ یہ بات دھوکہ و فریب دہی پر مبنی ہے مذہب مخلوق شیطان ہے وہ ادا کار و فلم کار کی مانند وقت اور حالات کے تحت نئے لباس میں رونما ہوتا ہے تمام مذاہب ایسے ہی ہیں۔ مرجئہ نے کل دین کو قلب میں حبس

کرکے باہر ہر قسم کے کفریات بیہودہ کو بے ضرر قرار دیا ہے۔ زمانہ گزرنے کے بعد اہل فسق وفجور اور اہل تصوف نے اس کو مذہب انسانیت کا نام دیا ہے۔

اسلام وایمان:۔

قرآن کریم میں اسلام وایمان دونوں کے لئے تسلیم لسانی اور عمل اعضاء وجوارح آیا ہے چندین آیات میں دین میں داخل ہونے اور جینے اور مرنے کے لئے یہ دو کلمات اسلام اور ایمان آئے ہیں اسلام ان آیات میں ہے مائدہ ۳۰ عمران ۱۹ عمران ۸۵ انعام ۸۵ زمر ۲۲ صف ۷ حضرات ۷ اتوبہ ۷۴ جبکہ کلمہ ایمان ان آیات میں آیا ہے مائدہ ۱۰۸ روم ۵۶ حجرات ۷ مجادلہ ۲۲ حشر ۹ شوریٰ ۵۲ حجرات ۱۲ البقرہ ۱۰۸ عمران ۱۶۷ عمران ۱۹۳ مائدہ ۵ توبہ ۲۳ نحل ۱۰۶ غافر ۱۰ حجرات ۱۱۔ ۱۷ اور ۲۱ توبہ ۱۲۴ احزاب ۲۲ مدثر ۳۱۔

اس کی پہلی دلیل فطرت انسان ہے فطرت نے ہی انسان کو ایمان باللہ کی طرف دعوت دی ہے دل نے اسے تسلیم کیا ہے دل سے باہر نکلنے کا راستہ اقرار بالسان اور عمل اعضاء وجوارح ہے انسان شناسوں کے پاس یہ بات معروف ومشہور ہے کہ کوئی انسان ہر فکروسوچ سے عاری ہوسکتا ہے لیکن فکر دین سے عاری نہیں ہوسکتا ہے۔ یہاں سے شیطان نے ایمان باللہ کو دل سے باہر اس کی جاگزینی کے لئے سوچا چونکہ اللہ کی جگہ کوئی اور الہ نہیں ہوسکتا ہے کوئی اور بدیل نہیں بن سکتا تو انھوں نے اللہ کی جگہ انسانیت رکھی ہے کہتے ہیں اے میرے بھائیو! ہم سب انسان ہیں تمہارا جھکاؤ انسان کی طرف ہونا چاہیے، تمہارا دل وشعور ودرد تمام انسانوں کے لئے ہونا چاہیے۔

دین کو ایک طرف چھوڑو، یہ تو ایک شخصی معاملہ ہے یہ تو عبد اور معبود کے درمیان رشتہ ہے اس کو وہاں سے نہ نکالو کیونکہ یہ تمھارے اور دیگران کے ساتھ سلوک میں خلل بنتا ہے دین آپ اور

دیگران کے درمیان تفرقہ ڈالتا ہے ہم سب انسانیت میں بھائی ہیں کسی جنس و رنگ اور خون و وطن میں فرق رکھے بغیر کل انسانیت کی خدمت کرو۔ ہم سب کو مل کے انسانیت کی خدمت کرنی ہے اور تمام رکاوٹوں کو جو بشر میں اختلاف اور تفرقے کا باعث بنتی ہیں ان سے ہمیں نکلنا چاہیے۔

یہ سب آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا دل بڑا ہو، آپ کا افق نظر وسیع ہو، شعور تخی ہو، آپ انسانیت کی آنکھ سے دیکھیں اور فکر عالی سے سوچیں۔ یہودی تنظیموں نے یہودی عالمی حکومت کے قیام کے کاوش گروں نے اپنی طرف دعوت دینے کے لئے کہا اپنے عقیدے کو اس طرح چھوڑیں جس طرح دروازے پر چپل اتاری جاتی ہے۔

اپنے عقیدے کو بھی اتارو، اسے چھوڑ دو، ہماری جماعت میں بغیر عقیدہ داخل ہو جاؤ یعنی ہمارے گدھے بنو، جس طرح گدھے کی کوئی سوچ نہیں ہوتی اسی طرح آپ کی بھی اپنی سوچ و فکر نہیں ہونی چاہیے۔ وہ مسلمان معاشرے میں اس وقت تک واضح طور پر دعوت نہیں دے سکتے ہیں جب تک کہ لوگ دین داری سے آزاد نہ ہو جائیں اور جب لوگ دینداری سے آزاد ہو جاتے ہیں تو انہیں الحاد کی طرف دعوت دیتے ہیں انھوں نے پہلے مرحلے میں ایمان کو دل تک حبس کیا با ہر مومن و کافر کو مساوی قرار دیا اور وجودِ جنت و نار سے بھی انکار کیا ہے، اگلے مرحلے میں اللہ کی جگہ انسان پرستی کو رکھا، چھوتھے مرحلے میں یکسرو جودِ باری تعالیٰ کا انکار کیا اور یہ مرجئہ کا آغاز و انجام ہے۔

بعض نے کہا ہے یہ فکر عقائد نصرانیت سے ماخوذ ہے جیسا کہ رسائل یعقوب میں آیا ہے۔ ان پڑھ جاہلوں کو دعوت دینے کے لئے معرفت کافی ہے۔ یہ بات سراسر غلط ہے اسلام کی ابتداء اقرار بلسان ہے آخر میں عمل ہے، عمل ارکان کے تسلیم قلبی کے لئے شرط ہے جبکہ ایک شخص کے نصرانی بننے کیلئے بس ہاں کہنا کافی ہے۔ یعقوب نے بولیس سے کہا ایمان بغیر عمل کے باطل و مردہ ہے،

ابراہیم نے آزر سے برأت طلب نہیں کی ۔یونسیہ نے لوگوں کو صرف دل کی تصدیق یا معرفت کروائی ہے۔

مرجئہ دو حوالے سے مستحق لعن ہیں ۔ان میں سے ایک گروہ ارجاء ایمان کا قائل ہے اور اعمال میں جبر کا قائل ہے ایمان صرف نسبت سے تعلق رکھتا ہے اور اعمال اللہ خود کراتا ہے۔ یہ لوگ مذہب جہم بن صفوان پر ہیں ان کو جہمیہ کہتے ہیں۔

۳۔تیسرا گروہ جبریہ اور قدریہ دونوں سے الگ ہے۔یہ لوگ اپنی جگہ پانچ گروہ ہوں میں منقسم ہیں یونسیہ، غسانیہ، ثوبانیہ، تومینیہ، منہیہ۔انہیں مرجئہ اس لئے کہتے ہیں کہ انھوں نے عمل کو ایمان سے الگ کیا ہے۔

معتزلہ علم و دانش میں نبوغت اور قدرت بیانی میں شہرت رکھتے ہیں۔ارباب اقتدار، خلفاء اور وزراء میں نفوذ اور سرایت میں ان کا کوئی مثل نہیں ہے فرقوں میں تقابل میں وہ تنہا مشہور ہے اس کے باوجود گروہ بندی وطبقات بندی اور دین و دیانت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ان کی ایجاد کردہ تحقیقات خالص علمی نہیں تھیں بلکہ وہ اغراض سوء اور مادہ پرستی کے علاوہ بدنیتی پر ہی قائم تھے۔

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشهرستانی

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

تاریخ المذاهب الاسلامیه الامام محمد ابو زهرة

موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

۲۰۲۔مرداریہ:۔

ایک فرقۂ معتزلہ ہے جو عیسیٰ بن صبیح مکنی ابوموسیٰ عرف مرداری کے پیروکاران ہیں ۔اس نے ۲۲۴ھ میں وفات پائی ہے،اس کوراہب معتزلہ کہتے تھے یہ استاد جعفر بن حرب وجعفر بن مبشر تھے وہ خود شاگرد بشر بن معتمر تھے اس کا کہنا ہے"جو کہتا ہے قرآن قدیم ہے وہ کافر ہے"وہ یہ بھی کہتے تھے کہ انسان فصاحت و بلاغت ونظم میں اس جیسا قرآن پیش کرسکتے ہیں۔

۱۔عام لوگ اس قرآن جیسا قرآن لا سکتے ہیں جو فصاحت و بلاغت ونظم میں یکساں ہو۔

۲۔کافر وہ ہے جو کہتا ہے اللہ آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے بندے کے افعال کا خالق اللہ ہے

(قاموس ادیان ص ۱۸۶)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی

۲۰۳۔مریدیہ:۔

یہ صوفیوں کا ایک فرقہ ہے انیسویں صدی میں افریقہ میں اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۰۴۔مریسیہ:۔

یہ مرجئہ کی ایک شاخ ہے جو اتباع بشر بن غیاث مرسی متوفی ۲۱۹ھ کے پیروکار ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

۲۰۵۔المستدرکہ:۔

مذاہب کتاب قاموس قرآن میں آیا ہے مستدرکہ نجاریہ کا ایک فرقہ ہے انہیں مستدرکیہ اس لیے کہتے ہیں ان کا عقیدہ ہے انہوں نے اپنے اجداد گزشتگان کے مجہولات کو درک کیا جو وہ نہیں جانتے تھے اب وہ جانتے ہیں ۔وہ قرآن کو غیر مخلوق کہتے تھے اور ہم قرآن کو مخلوق کہتے ہیں ۔ان میں سے ایک نے کہا پیغمبرؐ نے فرمایا ہے قرآن مخلوق ہے،ایک نے کہا جو ہمارے مذہب کو نہیں مانتے ہیں وہ کافر ہیں،ایک نے کہا آپ نے صراحتاً نہیں فرمایا۔بعض مستدرک نے کہا ہمارے مخالفین کے اقوال جھوٹ ہیں حتیٰ وہ شخص جو سورج کے اوپر بیٹھ کر کہے کہ یہ شمس ہے پھر بھی جھوٹ ہے۔(معجم فرق اسلام ص۲۲۴)۔

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۰۶۔مسلمیہ:۔

ابی مسلم خراسانی کی اتباع کرنے والوں کو کہتے ہیں ۔ابو مسلم فاسد العقیدہ،عدو اسلام و مسلمین ،قائد لشکر فاتح فارس وعراق وشام،عباسیہ ہے،ابو مسلم کے پیرو کار اس کی رجعت کے منتظر ہیں۔

ابومسلم خراسانی مقتول ۱۶۸ھ یہ حلول کا قائل تھا اس کے نام سے بنا یہ بھی فرق شیعہ میں سے تھا۔ان کا کہنا ہے امامت ابی ہاشم سے محمد بن علی کے بعد عبداللہ سفاح میں منتقل ہوئی ان کے بعد ابومسلم میں منتقل ہوئی۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۴۴)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

كتاب المقالات والفرق تاليف سعدبن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۲۰۷۔مشبہ:۔

اس عقیدہ والوں کو کہتے ہیں جو اللہ کے لئے اپنے جیسے آنکھ، کان، چہرہ، ہاتھ، پاؤں رکھنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔مشبہ اللہ کو بندے سے تشبیہ دیتے ہیں، کبھی بندے کو اللہ سے تشبیہ دیتے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے اس کے لئے احادیث بھی وضع کی ہیں جو بہت زیادہ ہیں۔کتب فرق میں بہت سے فرقوں کو مشبہ کہا گیا ہے اس سلسلے میں صاحب قاموس ادیان نے سبائیہ، مغیریہ، منصوریہ، خطابیہ، جولقیہ، یونسیہ، شیطانیہ اور حیوانیہ کا نام لیا ہے۔قاموس ادیان (فرق بین الفرق ص ۱۸۷)۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى

فرق بين الفرق

۲۰۸۔معتزلہ:۔

اس مذہب کی بنیاد عراق کے شہر بصرہ اور موطن و پناہ گاہ منافقین ومفسدین کے تربیت یافتہ و پروردہ واصل بن عطاء اور ان کے شرکاء جو دین و دیانت سے عاری و خالی تھے نے رکھی ہے۔

۱۔واصل بن عطاء اور ان کی ہم فکر جماعت کا علم بقرآن اور سنت و سیرت حضرت محمدؐ کے بارے میں آگاہی کا ذکر کہیں نہیں ملتا ہے بلکہ قرائن وشواہد اس کے برعکس ملتے ہیں۔

۲۔واصل اور ان کی جماعت کا حسن بصری سے الگ ہونا بطور صدفہ ہے یا پہلے سے منصوبہ بندی کرکے مقرر تاریخ پر ہوا ہے۔کتب فرق میں یہ وضاحت نہیں آئی ہے لیکن یہاں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ واصل اور اس کے حلقہ احباب پہلے اس فکر کو پروان چڑھا رہے تھے اور موقع محل کے انتظار میں تھے جونہی ان کو موقعہ ملا انہوں نے علیحدگی کا اعلان کیا۔

(فرق معاصر ج ۲ ص ۱۰۱۷) معتزلہ دوسری صدی ہجری کے درمیان میں وجود میں آئے۔ واصل بن عطاء درحقیقت اس وقت کے افکار منتشرہ والحادی سے متاثر تھا خاص کر جہمیہ سے متاثر تھا جسے عقائد باطلہ کے پرچار اور جرم وفساد کے تحت قتل کیا گیا تھا۔اس فرقے میں زیادہ تر شیعان عراق وشام وفارس شامل تھے، چنانچہ اس وقت کے بہت سے اکابرین وعمائدین شیعی اس میں شامل تھے ، یہاں تک کہ چوتھی صدی کے آغاز تک شیعہ علماء میں سے اکثر مذہب معتزلہ پر تھے چنانچہ شریف مرتضٰی رضی کو معتزلہ کہا جاتا ہے۔ابھی بھی بہت سے پائے کے علماء کی تالیفات سے بوئے علم پرستی آتی ہے علماء کی تالیفات علم پرستی کے علاوہ اپنی فن خطابت کے ذریعے اپنے مذہب اعرج سے دفاع کرتے ہیں چاہے حقائق کے پہاڑ سے کیوں نہ ٹکرائیں۔آغائے سبحانی جو عصر معاصر ،صاحب تالیف کثیرہ ہے، وہ بھی معتزلہ کے مداح وثنا خواں ہیں ۔معتزلہ اصل میں وہی قدریہ ہیں اس کی

بدنامی کی وجہ سے معتزلہ تعارف کیا ہے، معتزلہ افعال عباد کو اپنی طرف نسبت دیتے تھے یعنی آزادی مطلق کے قائل تھے۔ فکر اعتزال پھیلانے والے یا مغز متفکر معتزلہ یہ ہیں یہ (ص ۱۰۲۵)۔

۱۔بشر بن سری
۲۔ثور بن زید مدنی
۳۔ثور بن یزید الحمصی
۴۔حسان بن عطیہ المحاربی
۵۔حسن بن ذکوان
۶۔داود بن حصین
۷۔زکریہ بن اسحاق
۸۔سالم بن عجلان
۹۔سلام بن عجلان
۱۰۔سلام بن مسکین
۱۱۔سیف بن سلیمان ملکی
۱۲۔شبل بن عاد
۱۳۔شریک بن ابی نمیر
۱۴۔صالح بن کیسان
۱۵۔عبداللہ بن عمرو
۱۶۔عبداللہ بن ابی لبید
۱۷۔عبداللہ بن بای نجیح
۱۸۔عبدالاعلی بن عبدالاعلی
۱۹۔عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی
۲۰۔عبدالوارث بن سعید ثوری
۲۱۔عطاء بن ابی میمونہ
۲۲۔العلاء بن حارث
۲۳۔عمرو بن ابی زائدہ
۲۴۔عمران بن مسلم القیصر
۲۵۔عمیر بن ھانی
۲۶۔عوف الاعرابی
۲۷۔کعمس بن منھال
۲۸۔محمد بن سواء بصری
۲۹۔ہارون بن موسیٰ بن الاعور مخوصی
۳۰۔ہشام دستوائی
۳۱۔وھب بن منبہ
۳۲۔یحییٰ بن حمزہ حضرمی

۱۔یہ لوگ اسلام کے لئے برے عزائم ومنویات کے حامل تھے وہ کسی موقع محل اور حیلہ وبہانے کے انتظار میں تھے۔ان کے مرام و مقاصد ان کے پیش رو خوارج وشیعہ ومرجئہ سے مختلف نہیں تھے، واصل بن عطاء جونہی حسن بصری سے الگ ہوا اصول ایمانیات سے الگ ہوکر اپنے اصول وضع کئے۔

۲۔چالیس سال تک قیادت و رہبری معتزلہ کرنے والے ابوالحسن اشعری بھی معتزلہ سے

الگ ہوئے اور فلسفہ معتزلہ کو "کلام" کے نام سے رواج دیکر نئے فرقہ کا اعلان کیا۔

۳۔معتزلہ اپنے وقت کے نوابغ تھے دنیا میں قرون اولی سے لیکر قرون تمدن تک تفرقات کے خاتمہ کے لئے علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں، علماء فریقین کو دلائل دینے اپنی مدعا کو ثابت کی دعوت دیتے ہیں، اختلاف ہونے کی صورت میں عقل کی طرف برگشت کرتے ہیں۔عقل محور و مرکز اتفاق ہے یہ لوگ اپنے وقت کے نوابغ عقلاء تھے انہوں نے خود تفرقہ در تفرقہ اور تتر بتر ہونے پر شرمندگی سے بچنے کے لئے طبقات بنائے تھے۔

صاحب اعتقادات فرق مسلمین نے معتزلہ کے ۱۷ فرقوں کا ذکر کیا ہے۔

شاید ان چند سالوں میں جتنے اعتقادات انہوں نے ایجاد کئے، اس کے بعد سے کوئی بنیادی تغیر نہیں آیا ہر ایک نے اپنی طرف سے بعض کفریات کا اضافہ کیا ہے اس حوالے سے معتزلہ ایک فرقہ نہیں فرقوں کا خالق ہے انہوں نے افکار باطلہ و فاسدہ و مشرکانہ بنانے اور نشر کرنے کی ایک کمپنی کھولی ہے۔علم نحو، علم اصول و فقہ خود ان کے ابتکارات میں سے ہیں۔وہ گذشتہ فرقوں کے درمیان تضادات کو اگر مگر اور رد و سے بھڑکاتے تھے۔

اصول معتزلہ:۔

معتزلہ نے جن اصولوں کو وضع کیا ہے وہ کسی غیر متزلزل اصول پر قائم نہیں کئے ہیں یا انہیں کسی کسوٹی سے نہیں گزارہ ہے بلکہ یہ فلسفۂ فرقہ سازی پر بنائے ہیں۔ان سے سوال ہے کیا فرق سازی اصول استبداد پر قائم ہے اسلام کے اصول کو الٹ پلٹ کرنے پر جو بھی اعتراض کرے ان سے کہیں "تم نہیں سمجھتے ہو تم نے فلسفہ نہیں پڑھا ہے"۔قرآن کریم میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان میں سوائے توحید کے باقی چار فروعات ہیں۔اس میں عدل ہے، عدل اعمال بندگان میں

گردانا گیا ہے اور اس پر عمل کرنے کیلئے شدت وتکرار سے اصرار کیا گیا ہے۔اعمال بندگان فعل بندہ ہیں اس کو متنازعہ بنانے کے لیے شامل کیا گیا ہے،موضوع کو مناظرہ ومجادلہ بنانے کے عزائم ومنویات خیر نہیں ہوتے۔

۱۔جبر و تفویض بین المنزلتین

۲۔امر بالمعروف نہی از منکر

۳۔وعدہ وعید

۴۔عدالت کو اصول دین میں شامل کیا اس لحاظ سے ان کو عدلیہ کہا گیا۔

۵۔گناہ کبیرہ کے مرتکبین سے الگ رہنا چاہیے،انہیں چھوڑنا چاہئے اس حوالے سے انھیں معتزلہ کہتے ہیں۔

۶۔معتزلہ وہی قدریہ ہیں جو بندوں کے افعال کو اللہ کی طرف نسبت دیتے ہیں جبکہ اگر ہم بندوں کے افعال کو اللہ کی طرف نسبت دیں گے تو گویا ہم نے اللہ کی طرف شرک کو نسبت دی ہے لہٰذا بندہ اپنے ارادے میں آزاد وخود مختار ہے۔

۷۔جبر باطل ہے آزاد وخود مختار رہونا بھی باطل ہے بلکہ درمیانی منزل ہے یعنی صاحب گناہ کبیرہ مومن مطلق ہے نہ کافر مطلق بلکہ وہ درمیان کی منزل پر ہے۔

۸۔معرکہ جمل وصفین میں فریقین دونوں غلطی پر تھے لیکن ایک کو غلطی پر سمجھنا اور دوسرے کو مبراء کرنا صحیح نہیں ہے۔اسی طرح لعن کرنے والا فاسق ہے لیکن نام لے کر اسے فاسق نہیں کہا جا سکتا ہے۔علی پر لعن کرنے والوں کی نظر میں علی گمراہ ہے اس کے باوجود علی والے لعن کرنے والوں کے حامی ہیں۔

معتزلہ وعقل:

مذہب جبریہ ومرجئہ کے بعد آیات محکمات اور سنت قطعیہ کو دیوار سے لگا کر صرف عقل ہی کو یکتا مصدر دین وشریعت قرار دینے کیلئے مجہول عند المومنین ''واصل بن عطاء'' میدان میں اترے انہوں نے مصادر عقل کو گردانا اور خود کو عقلانیون کے لقب سے متعارف کرایا۔ ہم یہاں واصل بن عطاء اوران کے اس کلیے کو بنیاد سے اٹھائیں گے کہ یہ عقل کونسی عقل ہے؟ جس کو انہوں نے مصدر دین وشریعت گردانا ہے۔ عقل دو ہیں ایک وہ ہے جو دوسری صدی کے اختتام پر معتزلہ نے اٹھائی ہے ، جسے عقل فلسفی کہتے ہیں۔ دوسری وہ عقل ہے جو ضمیر انسانی سے نکلتی ہے جسے عقل فطری کہتے ہیں جسے بڑے اسکالر اوران پڑھ بدو دونوں جانتے ہیں۔

عرب کے بدوؤں کو ان پڑھ ہونے کے باوجود قرآن کریم نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے'' **افلا تعقلون** '' کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو، تعقل نہیں کرتے ہو۔ کتاب مصادر المعرفہ فی الفکر دینی والفلسفی تالیف ڈاکٹر عبدالرحمٰن زید الزیدی استاد جامع اسلامیہ نے ص ۳۰۱ پر ابن فارس کی کتاب مقائیس لغت سے عقل ع،ق،ل کے معنی میں لکھا ہے عقل کسی چیز کو جبر وبند کرنے کو کہتے ہیں یا روکنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے عقل یعنی روکنا، منع کرنا، اسی سے عقال بنایا ہے یعنی اونٹ کو کسی چیز سے باندھا جاتا ہے تاکہ وہ ادھر ادھر جا کر گم نہ ہو جائے۔ یہیں سے دشمن سے پناہ گاہ کو معقل کہتے ہیں اسی مناسبت سے انسان کے اندر موجود اسی خاصیت یا اسی حس کو عقل کہتے ہیں جس کے ہونے کی وجہ سے انسان بہت سی چیزوں سے رکتا ہے۔

کتاب تہذیب اللغۃ میں عقل کے معنی میں لکھا ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس سے انسان حیوان سے الگ ہو جاتا ہے کیونکہ عقل انسان کو ضرر سے بچاتی ہے جب کہ حیوان عقل نہ ہونے کی وجہ سے

موقع ضرر میں گر جاتا ہے عقل کی جائے قرار روح انسان ہے، روح انسان جسم انسان میں ہوتی ہے روح تمام جسم میں ہوتی ہے لیکن اس کی مرکزی جگہ سر ہے یا دل ہے لہٰذا علماء نے عقل کی تعریفات میں مختلف قول بیان کئے ہیں۔

ایک نے کہا ہے ملکہ ہے دوسرے نے کہا یہ ایک قوت ہے تیسرے نے کہا یہ ایک نور ہے اختلاف تعبیر اس وجہ سے ہے کہ وہ قابل روئیت نہیں علامہ جرجانی نے کہا ہے عقل مادے سے نکلا ہے وہ غیر مادہ ہے لیکن مادہ سے نزدیک ہے اللہ نے اس کو انسان کے بدن سے نکالا ہے قرآن کریم میں یہ مادہ اپنی تمام مشتقات و مترادفات کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ دوسری عقل کی جائے پیدائش یونان ہے وہاں ان کے نزدیک عقل ایک جوھر مستقل چیز ہے یہ عقل بلاد اسلامی میں اجنبی ہے خاص کر نزول قرآن کے بعد ان کے نزدیک عقل ایک جوھر نہیں بلکہ ایک عام عرض ہے۔

یونان میں انہوں نے اس کے نام سے ایک مدرسۂ فلسفہ کھولا، بلاد اسلامی میں اسے واصلیوں نے وارد کیا اور اسلام کے اصول و مبانی کو تہہ و بالا کیا ہے ابھی تک کسی کی مجال نہیں ہو سکی کہ وہ کہے کہ جو عقل مدرسۂ یونان میں چلتی ہے وہ اسلام میں نہیں چل سکتی ہے۔ بعض نے عقل کو عرض کہا ہے عرض جسم کو عارض ہوتا ہے جب کہ دوسرے نے عقل کو جوہر کہا ہے، قائم بذات کہا ہے۔ جبکہ عقل ایک ملکہ ہے، علم بالضروریات سے کسب نظریات کے لئے ایک استعداد ہے، اس کو عربی زبان میں عقل کہا ہے۔ جبکہ یونان سے آنے والوں نے جوہر، نور، علوم اولیہ اور موجود ازلی کہا فنا ناپذیر ہے، عقل فعال، عقل اولٰی اور جوہر بذات کہا ہے۔

اس حوالے سے قرآن کریم میں عقل کو جو مقام دیا ہے وہ روشنائی آفتاب کی مانند ہے لہٰذا اس کے بعد مسلمان اس سلسلہ میں کسی فکر کے نیازمند نہیں ہیں، عقل ہی سے وجود باری تعالٰی ثابت

ہے، عقل ہی سے اثر سے مؤثر کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، عقل ہی سے لزوم بعثت انبیاء ثابت ہے، عقل ہی سے قانون مکافات جزاء وسزا تعیین کا ہوتا ہے، عقل ہی سے قرآن کریم کی حقانیت لاریب ثابت ہوتی ہے اور عقل ادراک کلیات تک محدود ہے اس کے بعد نصوص شریعت کی نوبت آتی ہے۔

معتزلہ اور توحید:۔

اسلام کی اساس توحید ہے توحید، اللہ کو ہر حوالے اور ہر زاویے سے منفرد بذات قرار دینا ہے، جس کے لئے قرآن کریم میں جملہ ''لیس کمثلہ شئی'' آیا ہے۔ لیکن معتزلہ نے توحید کو فلسفۂ یونان کے قالب میں پیش کیا ہے اس طرح سے معتزلہ ایمان اجمالی کے بیان اجمال سے تجاوز کر کے تفصیلات او قیا نوس میں کودے ہیں اور آیات متشابہات کی تاویلات شروع کی ہیں، اس طرح انھوں نے توحید یونانی پیش کی ہے۔ توحید کے سلسلے میں اشاعرہ اور معتزلہ تحقیق وتوفیق کے بہانے سے آیات متشابہات میں کود پڑے اور انہوں نے اپنی مرضی وخواہشات کے مطابق آیات متشابہات کی من مانی تاویلات پیش کی ہیں جو سیرت پیغمبرؐ اور امت مسلمہ کے ابتدائی سو سالہ دور کے خلاف اقدام تھا۔ اس کی ضد میں اشاعرہ نے ''آیات متشابہات'' سے فرق مسیح کے عقائد کو جائز گردانا ہے، اشاعرہ ضد کفریات والحادیات معتزلہ میں وجود میں نہیں آئے ہیں بلکہ مسلمانوں کو آج جس صورت حال میں مجبور کیا جاتا ہے چاہے یہ مجبور کرنے والے امریکا والے ہوں یا روس والے یا مذہبیات میں شیعہ ہوں یا وہابی ہوں۔ انھوں نے قرآن میں اللہ کے لئے ''وجہ'' بیان کیا ہے، قرآن میں اللہ کے لئے دو ہاتھ دو آنکھ خون وقد بیان کیا ہے، اللہ اوپر ہے، آنکھ سے دیکھتا ہے، وہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے، اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے یہ تمام کلمات اللہ کی جسمانیت پر دلالت کرتے ہیں اگر ایسا ہوگا تو اللہ مادہ بنے گا اور مادہ حادث بنے گا اور جب حادث بنیں گے تو اللہ ناپید ہوگا۔

علاقۂ ایمانیات وہاں ہے جہاں حس اور وسائل کی رسائی نہیں ہے، جیسے ذات باری تعالیٰ اور اس کی ذات وصفات جیسے موضوعات ہیں، اس کی ذات اور صفات ایک ہیں یا دو ہیں؟ یہاں اجتہاد نہیں چلتا بلکہ یہاں آیات محکمات کے دلائل واضح و روشن ہیں یہاں غموض وابہام نہیں ہے یہاں تک کہ واضح ہو جاتا ہے کہ ذات اور صفات میں تحقیق کرنے والے اہل ضال ہیں۔

ایمان بہ نبوت:۔

نبوت میں تین مراتب ہیں:

۱۔ضرورت نبوت

۲۔اثبات نبوت (حضرت محمدؐ)

۳۔ختم نبوت

ایک شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کی طرف سے نبی بن کر آیا ہے تو یہاں کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اللہ سے پوچھے کہ اے اللہ! کیا تو نے اس شخص کو نبی بنا کر بھیجا ہے؟ یا یہ دروغ گوئی کرتا ہے؟ چونکہ اللہ غیر نبی کو وحی نہیں کرتا ہے لہٰذا یہاں مدعی کے دعویٰ کی تصدیق ممکن نہیں ہوتی لہٰذا مدعیان نبوت میں اختلاف ہوتا ہے، اسی لئے بعض جھوٹے نبیوں نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ایمانیات میں تفصیل نہیں اجمال:۔

اس مسئلہ کا حل ارباب فرق کی حسن نیت اور سوء نیت کو مشخص کرے گا۔ یہ مسئلہ بہت سی کتابوں سے اخذ کیا جاسکتا ہے جہاں کہیں اجتہاد وتقلید پر بحث کی گئی ہے، من جملہ رسالہ اسلام صادر از دار التقریب بین المذاہب الاسلامیہ قاہرہ سنہ۲ شمارہ اول ربیع الاول ۱۳۶۹ھ ص ۲۸۷ پر آیا ہے

جہاں استاد شیخ محمد جواد مغنیہ نے بیان کیا ہے کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک توحید، نبوت اور معاد کے بارے میں ایمان کی تفصیل چاہیے یا ایمان اجمالی کافی ہے؟ علامہ جواد مغنیہ و دیگر شخصیات نے یہ بات کہی ہے کہ اصول ثلاثہ میں ایمان اجمالی کافی ہے اور ایمان تفصیلی سوء نیت پر مبنی ہے۔ اگر ایمان تفصیلی چاہیں گے تو مومنین کی تعداد چند سو سے تجاوز نہیں کرے گی۔ نیز کتاب اجتہاد و تقلید سید صدر الدین نے بھی ایسی ہی فکر کا اعادہ کیا ہے۔ تاریخ فرق و مذاہب پر لکھنے والے بھی اس فکر کی غمازی کرتے ہوئے کہتے ہیں جب سے حضرت محمدؐ نے دعوائے نبوت کیا ہے آپ کی وفات تک ایمانیات کے بارے میں کوئی تفصیلی نشست رکھی ہو، بحث کی ہو یا کسی عرب بدو نے یا عاقل نے یا کسی صحابی نے اللہ کی صفات عین ذات ہیں یا زائد بر ذات، اس پر بحث کی ہو، نہیں ملتا، اسی طرح بندہ جو فعل انجام دیتا ہے صرف بندہ انجام دیتا ہے یا صرف اللہ انجام دیتا ہے یا دونوں مل کے انجام دیتے ہیں پر بحث نہیں کی گئی ہے یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ فرق ساز خیانت کار اور بدنیت تھے کہ انھوں نے امت میں تفرقہ و انتشار کا بیج بویا اور اس کیلیے آئے دن نئی نئی ابحاث کا آغاز کیا۔ ایمانیات کے بارے میں وارد آیت کریمہ سورہ آل عمران آیت ۱۱۴ سورہ نساء ۳۸، ۱۶۲ مائدہ آیت ۸۱۔

عدالت:۔

اللہ نے اپنی کتاب لا ریب میں انسانوں سے کہا ہے عدالت قائم کرو۔ انبیاء کو عدالت کا اصول دے کر بھیجا ہے کہ عدالت قائم کریں انبیاء کے بعد یہ ذمہ داری مومنین پر عائد کی ہے۔ انہوں نے اللہ کے اس حکم سے منہ موڑنے اور آنکھ چرانے کیلئے عدالت کو اصول عملی سے خارج کر کے اصول اعتقادی میں تبادلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ عادل ہے اس اعتقاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس وقت ناقص ہے اس سے کوئی چیز چھین لی گئی ہے، ابھی تک اللہ کو عدالت نہیں مل رہی ہے معتزلہ نے

اللہ کو یہ حق دلوایا ہے حالانکہ اللہ کسی کی عدالت کا محتاج نہیں ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں یہ کلمہ لغت ہی میں متضاد و مضطرب کثیر المعنی کلمہ ہے اسے عقائد میں استعمال کرنا بدنیتی پر مبنی ہے چونکہ عقائد دین کی اساس کو ہر قسم کے شکوک وشبہات واحتمال سے پاک ہونا ضروری ہے۔ مصطلحات عقائد میں کثیر المعنی کلمات کا استعمال آیات متشابہات سے استدلال واستناد کی مانند ہے۔ آیات متشابہات ہمیشہ منافقین استعمال کرتے ہیں عقائد میں ایسے کلمات خیانت کار اور مذموم عزائم والے ہی استعمال کرتے آئے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خائنانہ و منافقانہ انداز اپنایا ہے۔ پوری دنیائے انسانیت میں غوغا وفریاد وفغاں اس بات پر ہے کہ انسان کو عدالت نہیں مل رہی انسان طاغوت کے پاؤں تلے روندا جا رہا ہے اور ظلم کی چکی میں پس رہا ہے۔

دنیا میں عدالت کی چار نوعیت اور معنی ہیں۔

ان میں سے کونسی عدالت ہے جو پہلے مرحلے میں واضح کرنی چاہیے۔

۱۔ عدالت سرمایہ داری ہے، دنیائے سرمایہ داری کا کہنا ہے، دولت بنانے میں انسانوں کو وسیع وعریض چھٹی دے دیں، یعنی انھیں ایسی آزادی دیں کہ وہ اپنی دولت کی خاطر خود عدالت کریں یا عدالت خود بخود دھو جائے گی۔ یہ نظام طویل عرصے سے چل رہا ہے لیکن ابھی تک عدالت سے محروم ہیں اور عدالت ان کی چکی میں پس رہی ہے بلکہ پاؤں تلے روندی جا رہی ہے۔

۲۔ عدالت مارکسی: مارکسیوں کا کہنا ہے کیمونزم نظام عدل کا پرچم دار اور داعی ہے اس نظام میں عدالت ہے اس نظام میں ظالم سرمایہ دار سے انتقام لینا اختصاص ہے۔

۳۔ شیعوں کی عدالت:۔ ان کا کہنا ہے امام کی بیعت کرو، باقی سب لوگوں کی جان و مال و ناموس سب جائز ہے یہاں تک کہ ایک امام کے قصاص میں پوری کی پوری آبادی قتل کی جائے تو بھی

قصاص مکمل نہیں ہوگا چنانچہ مختار ثقفی اوراس کے ماننے والوں کا کہنا ہے اس نے جو کیا ہے وہ صحیح کیا ہے۔

۴۔عدل اسلامی :۔آنکھ کا بدلہ آنکھ، کان کا بدلہ کان ،زخم کا بدلہ زخم اور جان کا بدلہ جان ہے۔ایک آزاد انسان کے قتل کے بدلے دو غلام قتل نہیں کر سکتے ، کہتے ہیں اسلام میں عدالت دشمن کو بھی ملتی ہے جیسا کہ آیت قرآن (یا أَیُّھَا الَّذینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامینَ لِلَّهِ شُھَداءَ بِالْقِسْطِ وَ لا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلى أَلاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا ھُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوى) ہے۔اسی طرح حضرت علی نے فرمایا ملجم نے مجھے ایک ضربت ماری ہے تم بھی اسے ایک ہی ضربت مارنا اور میرے قصاص کے بہانے لوگوں کا قتل عام نہیں کرنا۔

عدالت کسی خاص فارمولے اور کسی خاص نظام کا نام نہیں ہے،عدالت حقوق کی حدود شناسی اوراس کے نفاذ کا نام ہے بلکہ معاشرے میں موجود متداول نظام ضدیات پر قائم ہیں لہٰذا اس کے ثمرات خود بخود پیدا کررہے ہیں۔اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں ﴿وَ مَثَلُ کَلِمَةٍ خَبیثَةٍ کَشَجَرَةٍ خَبیثَةٍ ﴾ اس کی واضح مثال ملک میں چلتے بت اور بت خانے ہیں یہ بت اور بت خانے ضد پر قائم ہیں کیونکہ ان کے بقول منحوس وہابی اس کو نا جائز اور غلط سمجھتے ہیں لہٰذا ہم ان کو تنگ کرنے اور اذیت وآزار پہچانے کے لئے ان بتوں میں اضافہ کررہے ہیں۔بت ،قبریں، جھنڈے ،جھولا گھوڑا، بانس کڑے وغیرہ ان سب کی دلیل یہ ہے کہ یہ سب وہابیوں کی ضد میں ہے۔عدالت کے حوالے سے استفسار کرنا کہ ایسی عدالت کو کیوں اصول میں شامل کیا ہے تو کہتے ہیں جبریوں کے خلاف ہے۔جبری کہتا ہے بندہ جو بھی کرتا ہے وہ اللہ ہی کرتا ہے تو اس سے اللہ ظالم ہوتا ہے تو آپ جبریوں کو جواب دینے میں مخلص ہوتے تو آپ وہی جواب دیتے جو اللہ نے دیا ہے کوئی شخص کوئی

مخلوق اللہ سے بہتر جواب نہیں دے سکتی جس طرح اللہ کائنات کا اللہ ہے اس کا جواب بھی اللہ ہے اللہ نے جبریوں کے جواب میں فرمایا ہے کہ اللہ ظالم نہیں ہے تو تم بھی وہی جواب دیتے کہ اللہ ظالم نہیں ہے اس کے لئے طلسماتی جواب کیوں دیئے۔

اللہ غنی بذات ہے:۔

جوذات غنی ہو اس کو عادل کہنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس میں نقص ہے اور عدالت اس کی ثانوی خصوصیت ہے۔اس وجہ سے قرآن میں اللہ نے اپنے سے ظلم کورد کیا ہے عدل ثابت نہیں کیا ہے۔لہٰذا انسان کو عدالت چاہیے اللہ کو عدالت نہیں چاہیے کیونکہ وہ مظلوم نہیں بن سکتا، عدالت اسے چاہیے ہوتی ہے جس میں مظلوم بننے کی گنجائش موجود ہو۔اس وضاحت کے ساتھ ہم اس طرف آتے ہیں کہ جب یہ فرقہ والے عدالت کی بات کرتے ہیں اور جب اس عدالت کو اصول دین میں شامل کیا ہے تو اس سے خود بخو دخیانت کی بو آتی ہے۔انہوں نے عدالت کی وضاحت نہیں کی ہے کہ یہ عدالت کس قسم کی عدالت ہے، اجمال کوئی وابہام کوئی تفصیل متاخر ہمیشہ بدنیت ہی کرتے آئے ہیں۔

غرض خلقت انسان علم پرستی ہے:۔

اللہ نے قرآن کریم کی چندین آیات میں کائنات یا انسان کو از روئے ثبت خلق کی نفی کی ہے(یعنی ہمیشہ رہنے کی)۔سورہ ذاریات کی آیت ۵۱ میں آیا ہے اللہ نے جن وانس کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے خلق کیا ہے۔رسالت اپنی جگہ محکم ہے،کلمات کتاب میں کسی قسم کی مشابہت نہیں،اس کے باوجود چند روایات کے ذریعے عبادت کی تفسیر وتشریح معرفت سے کرنے کی کوئی منطق نہیں ہے۔کثیر علماء فوراً بغیر کسی تاخیر کے فرماتے ہیں ’’ای یعرفون‘‘یعنی ہماری معرفت

کافی ہے۔ یہاں سوال پیش آتا ہے کلمہ عبادت میں کونسے اشکال تھے کہ انہوں نے یعرفون سے وضاحت کی ہے؟انہوں نے اس پر اکتفاء نہیں کیا اس کو ایک اور حدیث مشکوک ومخدوش سے بھی تفسیر کی ہے اور کہا ہے جہاں اللہ نے فرمایا ہے میں کنز مخفی و پوشیدہ راز تھا چاہا کہ اپنا تعارف کراؤں تو خلق کو پیدا کیا تا کہ وہ مجھے پہچانیں ۔گویا غرض خلقت انسان بلکہ مخلوقات کو اپنی ذات کا تعارف کرانے کیلئے خلق کیا ہے یہاں سے دین میں معرفتِ اللہ کے مقام ومنزلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کل مخلوقات کی غرض وغایت معرفت اللہ ہے۔

عقلاء جانتے ہیں کہ کائنات میں جمادات ونباتات وحیوانات میں عنصر معرفت ہے ہی نہیں،وہ کیسے معرفت حاصل کریں گے نیز یہ ایک مسلمہ حقیقت قاطعہ وساطعہ ہے کہ غایت کے حصول کے بغیر معرفت ادھوری و بے فائدہ ہے۔گویا نعوذ باللہ اللہ خلائق وانسان کو خلق کرنے سے پہلے ایک ذات ناقص وادھورا تھا اور جس دن کائنات خلق ہوئی اسی دن اللہ مکمل ہوگیا۔عجیب سی بات یہ کہ ہمارے نبی کریمؐ جو خاتم انبیاء تھے مکمل واتم ادیان تھے تیئیس سال آپ نے دعوت الی اللہ کرتے گزارے،ان تیئیس سال کے دوران میں نہیں سنا کہ آپ نے ایک دن یا عادی طور پر نماز کے بعد اپنا عنوان گفتگو معرفت اللہ رکھا ہو کہ اللہ کو اس طرح سے پہچانیں ،اس اہم غرض کو بھی آپ نے پس پشت چھوڑا، پانچ وقت کی نمازوں کے بعد آپ نے مسلمانوں کو جنگ وسرایا میں مصروف رکھا۔یہ بھی تاریخ میں نہیں ملتا ہے کہ عرب کے عاقل ودانا وباشعور اور ان پڑھ امی جو ہر آئے دن آپ کے پاس آتے تھے انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ سے سوال کیا ہو یا رسول اللہ، اللہ کی معرفت کیسے حاصل کریں، ہمیں اللہ کی معرفت پر ایک درس دے دیں۔علماء معرفت ناقص پر بھی راضی نہیں ہیں معرفت چونکہ ایک وسیع وعریض سمندر ہے اس سے کتنے چلو اٹھانا چاہیں اس کا کس حد تک احاطہ

ہونا چاہیے کہ معرفت کاملہ ممکن ہو، یہ کیسے ممکن ہوگی؟

نبی کریمؐ اس کو ادھورا چھوڑ کر رخصت ہوئے آپ کے جانشین ابوبکر وعمر دونوں بھی پہلے دن سے میدان جنگ میں لشکر کی روانگی و واپسی کا انتظار کرتے رہے، روم و فارس فتح کیا، خلیفہ سوم اور حضرت علی اپنے مخالفین سے نمٹتے رہے لڑتے رہے، یہاں تک کہ دو صدیاں گزرنے کے بعد معتزلہ مشکوک الجنسیات و ہدایات و ایمانیات ومطعونیات وجود میں آئے۔ انھوں نے معرفت اللہ کا مدرسہ کھولا، یہ سہرا مجہول الحال گمنام علماء معتزلہ کو جاتا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو اس غایت کا بھی پتہ نہیں چلتا، وہ بھی کچھ عرصے بعد بساط سمیٹ کر چلے گئے اشاعرہ نے اس پر بھی پابندی لگائی، اب اللہ کو کس شکل وصورت میں پہچانیں اب اللہ کو ادھورا پہچانیں یا سندھ اور بلوچستان کے سکولوں میں پڑھنے والے بچے جس سطح کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ہم بھی انہیں جیسی معرفت حاصل کریں جیسا کہ یہی صورت حال بن رہی ہے، یہاں تک کہ مغرب کے مسیحیوں اور استعمار گروں نے اپنے استعماری مقاصد کے لیے گلی گلی میں مدارس کھولے اور کہا کہ غرض وغایت کائنات علم ہے کیڑے مکوڑے لال بیگ اور چوہے کیسے خلق ہوتے ہیں پانی کے ایک قطرہ میں کتنے عناصر اور مالیکیول ہوتے ہیں۔ سرکاری خزانے اور املاک سے کس حد تک خرد برد کر سکتے ہیں آف شور کمپنیاں کیسے کھولتے ہیں کرپشن کتنی کرنی چاہیے سیاست میں لوٹا بازی کیسے کرنی ہے، یورپ سے آنے والے دوسرے نمائندوں نے کہا کہ بہترین عبادت خدمت خلق ہے۔ گلی کوچوں میں افضل عمل خدمت خلق ہے، اللہ کو تمہاری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے اللہ کے بندوں کی خدمت کریں، جہیز دے کر ازدواج کو دشوار بنائیں، اولاد حرام پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کریں اور اولاد حلال کو مشکل بنائیں۔

انھوں نے عبادت کی یوں تفسیر کی کہ عبادت کی تقسیم بندی ہونی چاہئے کچھ کو عبادت پر

لگائیں۔وہ روزہ رکھیں اور نماز و قرآن پڑھیں اور جی بھر کر عبادت کریں۔اٹھتے بیٹھتے نماز پڑھیں، کھڑے نہ ہوسکیں تو بیٹھ کر پڑھیں ،نمازوں کی کوئی تعداد نہیں ہے۔بعض نے کہا بہترین عبادت انتظار امام مہدی ہے۔عبادت سے ملک میں ترقی لائیں، تقسیم بندی میں انہوں نے بعض کے ذمہ یہ کام لگایا کہ الحادو بے دینی پھیلائیں، نماز و روزے کا مسخرہ اڑائیں اور سیاست و ریاست کو مخصوص خاندانوں کے لئے وقف کرنے کی راہ ہموار کریں۔چنانچہ عبادت کس چیز کا نام ہے ابھی تک واضح نہیں ہوسکا۔

کتاب مدخل الدرسات عقیدہ ص ۵۱ پر آیا ہے معتزلہ نے فلاسفہ یونان کے طوطی بن کر مسلمانوں میں عقل کو اس
طرح سے اٹھایا ہے کہ

۱۔عقل ہی واحد دلیل ہے۔

۲۔عقل شریعت پر مقدم ہے۔

۳۔دلالت عقلی یقینی ہے جبکہ دلالت شرعی ظنی ہے۔

۴۔ثواب و عقاب عقل کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

۵۔حسن و قبح کے افعال کی حاکم عقل ہے۔

۶۔شریعت آنے سے پہلے عقل حاکم تھی وہ درک حلال و حرام از خود کرتی تھی۔

۷۔عقل نے جہاں جہاں واضح حکم دیا ہے، شریعت نے اسے مسترد نہیں کیا ہے، بعض جگہ حکم عقلی نے شریعت سے اتفاق کیا ہے، عقل صرف کلیات میں جاری ہے تفصیلات حدود شریعت ہیں شریعت صرف اللہ ہی بتاتا ہے۔

۸۔ثواب وعقاب منویات کا تعلق شریعت سے ہے عقل سے اس کا واسطہ نہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے ہم کسی کو سزا نہیں دیتے جب تک رسول نہیں بھیجتے ہیں۔بعض جگہ شریعت نے عقل کو رد کیا اور جھٹلایا ہے۔

۹۔شریعت بعض اوقات ایسے احکام لائی ہے جن سے عقل حیران ہے نہ وہ تعارض کر سکتی ہے نہ قبول کر سکتی ہے جو چیزیں شریعت آنے سے پہلے حلال تھیں ان کا ذکر اس آیت میں آیا ہے ص ۵۴۔۱۳وعدہ وعید بشارت وانذار شریعت سے ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۱۰۔فطرت میں جن کیلئے تکلیف شرعی نہیں آئی ہے ان کے لئے جنتی اور جہنمی کا حکم بھی نہیں آیا ہے۔

۱۱۔بندے کی طرف سے اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

حکم عقل: جہاں شریعت نہ ہو وہاں عقل رہنما ہے شریعت آنے کے بعد عقل رعیت شریعت ہے۔

۱۔ان اللہ لا یظلم مثقال ذرہ

۲۔لا اکراہ فی الدین

۳۔وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شاء َفَلْيُؤْمِنْ وَ مَنْ شاء َفَلْيَكْفُرْ

معتزلہ نے دین میں فساد پھیلایا ہے۔

انسان مسلمان کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ وہ دین کو غیر دین سے تمیز کریں۔اس دین کے ساتھ جو حشر ہوا اس کی بنیادی وجہ امت میں اس تمیز کا فقدان ہے۔دین میں جو فتنہ و فساد اور آج کل کی اصطلاح کے تحت فرقہ واریت پھیلی ہے اس سلسلہ میں ایک قول نہج البلاغہ میں شریف الرضی نے

امیر المومنین سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا ہے دین میں فتنہ دین اور بے دینی دونوں کو ملا کر خلط کر کے داخل کیا گیا ہے، اگر دین خالص ہوتا تو مسلمانوں کو اشتباہ نہ ہوتا اور اہل باطل کو اسلام کے خلاف بات کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہوتی۔ دین کے بارے میں جو اشتباہ ہے وہ دین میں بے دینی کے خلط کرنے سے ہوا ہے ۔

اس سلسلہ میں توجہ کی ضرورت ہے کہ دین اسلام کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا اور یہی قرآن اس کی اساس و بنیاد اور آئین و دستور رہا ہے قرآن رہتی دنیا تک حضرت محمدؐ کی نبوت کا شاہد صدق کے طور پر متعارف ہوا۔ قرآن نے پہلے دن سے امت کو دعوت تعقل دی اور تعقل چھوڑنے والوں کی سختی سے مذمت کی ہے، اسلام عقل سے شروع ہوا ہے اور عقل پر قائم ہے۔ عقل اس کے عقائد اور عقل اس کی دلیل ہے۔ پیغمبر اکرمؐ کی بعثت سے ۲۲۰ سال تک مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدہ و عمل کی دلیل قرآن اور عقل رہا ہے کبھی بھی کسی مسئلہ میں عقل کے بارے میں عقلاء و علماء کا اختلاف ہوا ہو، اس کی مثال نہیں ملتی تھی۔ جو کچھ اختلاف ہوا اور نظر آیا تو وہ بے عقلی کی باتوں سے ہوا ہے۔ یہاں سے واضح ہو جاتا ہے جس عقل کو معتزلہ نے اور ان کے وسیلہ سے مامون نے اٹھایا ہے وہ عقل عقلا نہیں تھی وہ عقل مشرکین یہود و نصرانیہ سے ممزوج عقل تھی۔ یہاں سے پڑھے لکھے عالم و دانشمند آسانی سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہیں سے دین کی ویرانی و بربادی اور دین کو کنارے پر لگانے کا کام شروع ہوا ہے۔ آئیں اس حقیقت کو دیکھیں قرآن کریم میں امت محمدؐ کا نام مسلمان آیا ہے، دین کا نام اسلام آیا ہے اور اللہ نے فرمایا غیر اسلام نا قابل قبول ہے۔ اسکی روشنی میں دیکھتے ہیں مسلمان کی بجائے کلمہ شیعہ جو شامل کیا گیا ہے وہ ان آیات کے خلاف ہے۔ اس طرح کلمہ سنی یا اہل سنت بھی ایک وہمی اور غیر واضح و نا معلوم کلمہ ہے یہ کب اور کیسے ہوا ہے؟ اس کلمہ کی وضاحت کی

ضرورت ہے۔اگر سنت سے مراد سنت نبی ہے تب بھی یہ آیات قرآنی کے منافی ہے۔اسی طرح کلمہ جعفری، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب اسلام سے اجنبی اور قرآن سے متصادم و متضاد کلمات ہیں تاریخ میں امت مسلمہ میں خون ریزی، جفاکشی کی جو تاریخ رقم ہوئی ہے یہ سب ان عقائد کی وجہ سے ہے جو ان مذاہب نے ایجاد کئے ہیں۔اس کی واضح مثال وہ عقائد ہیں جو معتزلہ کی اساس و بنیاد ہیں۔قرآن میں ایک مسلمان کو جن چیزوں پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے وہ واضح طور پر بیان ہوئی ہیں۔ وہ عقائد اس کلمہ سے شروع ہوئے ہیں جہاں آمنو آیا ہے لیکن جو عقائد معتزلہ نے پیش کئے ہیں وہ عقائد قرآن نہیں ہیں۔

اسباب ظہور فرق اعتزالی:۔

اسباب ظہور مذہب اعتزال اس قدر سادہ اور سطحی نہیں جس طرح ارباب ملل و فرق بیان کرتے ہیں۔فرق نویسان اسباب ظہور فرق و مذاہب کے بارے میں اس طرح رقمطرازی کرتے ہیں جیسے کوئی راہ گیر یہاں سے گزرنے کی وجہ سے گڑھے میں گر گیا ہو یا کہیں سے اس کے سر پر کچھ آ پڑا ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ان عزائم و منویات پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں جن کے حصول کے لئے یہ فرق وجود میں لائے گئے ہیں نیز وہ ان کے جرم و جنایت کا جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔کیا مذہب اعتزالی، مرجئہ، جبریہ، قدریہ، شیعہ اور اہل حدیث سب اپنے دور کے حالات و حوادث و واقعات کی ضد میں وجود میں آئے یا انھیں حسن نیت کا حامل گردانا جا سکتا ہے جیسا کہ شیعہ کے بارے میں لکھتے ہیں عقیدت و محبت بہ خاندان رسالت نے انھیں اٹھایا ہے یا صوفیوں کے بارے میں لکھتے ہیں ارباب اقتدار اور صاحبان سرمایہ کی مخالفت اور محبت رسولؐ کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں۔

توحید خالص تنزیہ باری تعالیٰ کی خاطر وجود میں آئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب ان مجرمین کے وکلائے دفاع کی توجیہات ہیں، جو جرم و جنایت کے حامل مجرم ہیں جو رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں۔تحلیل گراں کا کہنا ہے یہ لوگ اسلام کے اصول ومبانی کو تہہ و بالا کرنے، ریزہ ریزہ کرنے، پاش پاش کرنے اور منہدم و ناپید کرنے کیلئے وجود میں آئے ہیں۔فرق و مذاہب کو بنانے اور اٹھانے والے تنہا اصول وعقائد نہیں بلکہ اساس و بنیاد اسلام جن افکار ونظریات پر استوار ہے اس کو بھی فناء کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ آئندہ یہ بنیادیں دوبارہ کھڑی نہ ہونے پائیں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ معتزلہ کے اصول کی روشنی میں دیکھیں تو قرآن نازل نہیں ہوا، نبی کریم محمد مبعوث نہیں ہوئے ہیں، یا دین کی بنیاد کو اٹھانے والے حضرت محمدؐ اور ان کے یاران باوفا مہاجرین وانصار نہیں بلکہ واصل بن عطاء اور ان کی جماعت تھی۔واصل بن عطاء اور ان کی جماعت کی اساس واصول اعتقادات واحکام وہی ہیں جو میمون دیصانی، عبداللہ قداحی، ابی خطاب اسدی، مغیرہ عجلی، محمد علی باب بہائی، شیرازی اور غلام قادیانی کے ہیں یہ سب ایک چشمے سے پانی پینے والے ہیں۔ان کی اساس و بنیاد کو سمجھنے اور ان کے تیر کے نشانے کو سمجھنے کیلئے دعوت اسلام اور دعوت قرآن کے اصولوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے، معتزلہ کا اصول کس بنیاد پر قائم ہے؟ اور کس اصول کی بنیاد پر استوار ہے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔قرآن میں جن چیزوں کو اساس و بنیاد بنایا گیا ہے اس میں اللہ کی الوہیت بلاشریک، حضرت محمدؐ اور انبیاء گزشتہ کی نبوت کا اعتراف اور آپ کے ختم نبوت وشریعت کے بعد آخرت پر ایمان ہے۔یہ تین اصول قرآن میں بار بار تکرار سے آئے ہیں یہ اصول اپنی جگہ کس بنیاد پر استوار ہیں۔وہ تین بنیادیں ہیں۔

۱۔ ''محسوسات ہیں'' ہروہ چیز جوانسان کی حس میں آتی ہے، سب سے زیادہ حس میں آنے والی چیزوں میں بصارت وسمعیات آتے ہیں، قرآن کریم کی کثیر آیات میں دعوت نظر وسماعت دی ہے ''کل انظروا ما فی السموات و الارض'' زمین وآسمان کی طرف دیکھو، ان میں کیا کیا چیزیں ہیں، ستاروں کو دیکھو، کہکشانوں کو دیکھو، گردش لیل ونہار کو دیکھو، اونٹ کو دیکھو، زمین کو دیکھو، پہاڑوں کو دیکھو، اس میں زندگی گزارنے والوں، اس میں موجود حشرات اور حیوانات کو دیکھو، یہ سب دکھانے سے اللہ کی مراد کچھ سمجھانا ہے۔

۲۔ ''عقلیات ہے''، کائنات کی مخلوقات ہمیشہ دگرگونی اور موت وحیات میں رہتی ہیں جو یہ باور کرتی ہیں کہ وہ کسی کے لئے مسخر ہیں، ان سب کی برگشت اسی خالق کی طرف جاتی ہے جو غنی بذات ہے جو کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جو بیج تم بوتے ہو، اسے اگانا تمہارا کام نہیں بلکہ اسے اگانے والے ہم ہیں۔ جو بارش ابر سے برسائی جاتی ہے، اسے نازل کرنے والے تم نہیں بلکہ اسے نازل کرنے والے ہم ہی ہیں۔ ہر چیز کی ایک علت ہوتی ہے، ہر چیز کا ایک موجد ہوتا ہے وہ علت کسی اور کا معلول نہیں ہوسکتی، وہ موجد کسی اور کا موجود نہیں ہوسکتا اور سبب کسی اور کا سبب نہیں ہوسکتا لہٰذا اس پر سوچو، تعقل کرو، تفکر کرو، تدبر کرو، اسے عقلیات کہتے ہیں۔

۳۔ ''وحی ہے''، جو اللہ نے جبرائیل امین کے ذریعے انبیاء پر نازل کی ہے، اس نے انسان کو صاحب عقل، صاحب ارادہ اور اشرف مخلوقات بنایا ہے، اسے تمام تر شقاوتوں اور بدبختیوں سے نجات اور سعادت کی طرف گامزن کرنے کیلئے وحی کی نیاز ہوتی ہے، اگر وحی نہ ہوتی تو اس انسان کا اس دنیا میں لال بیگ اور چیونٹیوں سے بھی برا حشر ہوتا، چنانچہ چیونٹیوں کی سربراہ نے کہا ہے تم چھپ جاؤ، کہیں لشکر سلیمان تمھیں روند نہ دے، لہٰذا اس انسان قوی اور انسان ضعیف و بے قصور کے

لئے اس وقت تک انصاف وعدالت ممکن نہیں جب تک کہ وحیٔ آسمانی مداخلت نہ کرے۔ مذہب اعتزال نے جن اصولوں کا اعلان کیا ہے وہ صرف ایک اساس پر قائم ہیں وہ ان کی نظر میں عقل ہے۔ انکے نزدیک ہر چیز کی صحت وسقم، حق وباطل، صحیح وغلط کی پہچان وتمیز صرف اور صرف عقل سے ہی ممکن ہے انہوں نے عقل کو ہی سلطان بلاشریک، سلطان بلا ردیف، سلطان بلا رقیب قرار دیا ہے ان کو دور جدید میں عقلانیین کہتے ہیں۔ یہاں عقلانیہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ عقل کی بات کرتے ہیں یہ کلمہ عقل سے ماخوذ نہیں بلکہ عقلانیہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو ضد ادیان وجود میں آئے ہیں۔ جس طرح یورپ میں اٹھارویں صدی میں کلیسا کے خلاف اٹھنے والوں نے عقلانیین سے تعارف کرایا، ان کا مقصد دین کو کنارے پر لگانا تھا، اس منظر کو سامنے رکھنے کے بعد ہم یہاں معتزلہ کے بارے میں کچھ عرائض پیش کریں گے۔ انھوں نے بھی عقل کو اساس گردانا ہے مذہب عقلانیہ قائم کیا ہے ان کو جاننا پڑے گا کہ انھوں نے مذہب عقلانیہ کیسے اور کیوں قائم کیا۔

انھیں کوئی مدمقابل نہیں ملا، انھیں کوئی علی نہیں ملا تا کہ شہسواران معتزلہ پر ٹوٹ پڑے۔ جس طرح مغرب ۱۹۴۲ء میں لشکر جرار کے ساتھ مشرق زمین پر اترا اور اس پر قبضہ جمایا اور اس نے مسلمانوں کو تا عصر حاضر یرغمال بنایا ہے جہاں اب آزادی کے کوئی آثار ونشانی نظر نہیں آتے۔ جس طرح مغرب نے گزشتہ زمان کے بعد لوگوں کے دلوں میں غیض وغضب اور ان کے لئے پیدا شدہ آتش حقد وکینہ کو خاموش کرنے کیلئے واپسی پر مسلمانوں کے ظاہری استقلال کا اعلان کیا کہ ادھر یہ حاکم ہونگے وہاں وہ حاکم ہونگے۔ پاکستان کی سرزمین ہندوستان اور برطانیہ سے آزاد ہوگی مصر عثمانیہ سے آزاد ہوگا، ترکیہ اسلام سے آزاد ہوگا، اسی طرح معتزلہ بھی ایک سو سال اقتدار سنبھالنے کے بعد ظاہری طور پر میدان سے ہٹ گئے۔ انھی کی مانند وحی کو معطل کرنے کے بعد مذاق بنانے

والے اخباری واہل حدیث اور اشاعرہ و ماتریدی نے عقل کو بے دخل کیا، عقل کو جیل میں ڈالا لیکن یہ سب میدان میں رہے۔ بنیادی طور پر قرآن اور عقل دونوں کی جگہ کوئی اور چیز رکھی، آج مسلمانوں نے اپنی جنگ معتزلہ و اشاعرہ کے مابین جاری رکھی لیکن دونوں نے اقتدار مغرب کے لئے چھوڑا ہے۔ آج ہمارے پڑھے لکھے دانشور گھر کے بچے بچیاں بھی عقلانیہ کی باتیں کرتے ہیں کہتے ہیں آپ کی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، آیات قرآن پڑھنے والوں کو کہتے ہیں سائنس اسے تسلیم نہیں کرتی۔ یہاں جعلی حدیث منقبت پڑھنے والوں کا راج چلتا ہے، شعر و شاعری، موسیقی و اداکاری اور ناچ گانے ان کی سمجھ میں آتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں عقلانیہ عقل عقل کہنے والوں کے مرام ومقصود اور عزائم ومنویات کیا ہیں۔

یہاں ہر شخص کو سوال کرنے کا حق دینا چاہیے ورنہ اگر یہ حق چھینیں گے تو آپ خود بخود کلیسا کے وارث قرار پائیں گے اور پھر مسلمانوں کے ساتھ وہی ہوگا جو عیسیٰ کے بعد نصاریٰ کے ساتھ ہوا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں قرآن کریم محفوظ ہے لیکن کہیں کلی طور پر مہجور ومتروک ہے اور کہیں وہ میدان نفاذ سے بالکل بے دخل ہے۔

روایات:۔

۱۔ پیغمبرؐ سے مروی روایات اس وقت کے لوگوں کے لئے وحی خالص تھیں جنہوں نے آپؐ سے سنا تھا۔

۲۔ پیغمبرؐ کے بعد وہ خاص خاص اصحاب ویاران باوفا صدق وصفا جو امت اسلامی میں جانی پہچانی شخصیات تھیں انھوں نے انھیں نقل کیا ہے۔ اب ان سے نقل کرنے والے ان پڑھ و جاہل لوگ صحابہ سے سننے والے تابعین اور تبع تابعین کی سنت و سیرت بھی حجت ہیں یہ آپ نے کہاں سے اخذ

کیا ہے؟۔

۳۔آئیں دیکھتے ہیں احادیث جو مجامع روائی میں جمع ہیں، کیا ان کے بارے میں اطمینان ویقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وحی خالص ہیں:

ا۔کیا جو اقوال وکلمات اصحاب وتابعین نے کہے ہیں وہ وحی ہے؟

۲۔کیا جو اقوال آئمہ سے منقول ہیں وہ وحی ہے؟

۳۔وہ چھ لاکھ روایات جو صاحب بخاری نے درج نہیں کی ہیں کیا وہ وحی ہیں؟

۴۔کیا وہ روایات جو احمد بن حنبل نے چھوڑی ہیں وہ وحی ہیں یا وہ روایات جن کو احمد بن حنبل نے ضعیف کہا ہے وہ وحی ہیں؟

۵۔وہ روایات جو احادیث قدسی کے نام سے داخل کی گئی ہیں کیا وہ وحی ہیں یا وہ روایات جو اصول کافی وکتاب اربعہ میں ہیں کیا وہ وحی ہیں؟

آپ نے کہا ہے اہل بیت واصحاب کی سنت وسیرت بھی حجت ہے یہ آپ نے کہاں سے اخذ کیا ہے؟

۶۔اصحاب فقہ کس انداز سے استنباط کرتے تھے؟ وہ بھی حجت ہیں آپ نے یہ کہاں سے نکالا ہے کہاں سے بنایا ہے؟ ہر شخص کو حق ہے کہ پوچھے حدیث اور فقہ حجت ہیں یہ کہاں سے نکالے ہیں۔

۷۔آپ کہتے ہیں اجماع علماء حجت ہیں یہ کہاں سے نکالا ہے؟

۸۔آپ خود کہتے ہیں جہاں قرآن وسنت سے نص نہیں ملتی وہاں فقہاء نے احکام بنائے ہیں لیکن فقہاء کے بنائے ہوئے احکام کو آپ کیسے وحی کہیں گے؟

مامون اور معتزلہ:

مامون رشید کے سیاہ کارناموں میں سے ایک معتزلہ کی سرپرستی یا اس مذہب کو سرکاری دین قرار دینا ہے، اس کا یہ عمل اپنی جگہ مستحسن تھا یا بدعت؟ اس حوالے سے لوگ دو گروہوں میں منقسم ہیں، یہاں چند نکات بحث طلب ہیں۔ مامون بنی عباس کے سلاطین میں سے واحد عاقل و عالم و ذہین سلطان تھا جو ظاہری طور پر دینداری بھی دکھاتا تھا وہ کیسے معتزلہ کے آزادی طلب آزاد خیالوں کے جال شیطانی میں پھنس گیا؟ معتزلہ کو اس دور کے مردان فاسد العقید تصور کرتے تھے۔ اشاعرہ معتزلہ کو بدعت زمان تصور کرتے ہیں لیکن وہ مامون رشید کے مداح و ثنا خواں ہیں۔

مسلمانوں میں فلسفہ، دور بنی امیہ میں ظاہر ہوا لیکن وہ نہیں پھیل سکا وہ مردود قرار پایا، جس طرح علم نحو کو مسلمان اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، کتاب سیبویہ کو کتاب الحاد کا نام دیتے اور تخریب کا منصوبہ سمجھتے تھے لہٰذا اس علم کے حامل افراد کو قدر و قیمت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے لیکن کوئی فکر چاہے فاسد ہی کیوں نہ ہو، رواج پانے کے بعد اس کے خریدار ضرور بنتے ہیں کیونکہ انسانوں میں طالب خیر، طالب صلاح کے ساتھ طالب شر و فساد بھی ہوتے ہیں شمر و یزید بھی ہوتے ہیں۔

نبی کریمؐ کی بعثت سے سو سال گزرنے تک ایسی فکر مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوئی تھی کیونکہ کوئی شخص یہ نہیں کہتا تھا کہ ہم مجبور ہیں، کوئی یہ نہیں کہتا تھا ہم خود مختار و آزاد ہیں۔ جس دن سے مسلمان معاشرہ میں آزاد شدہ علاقوں سے اس فکر کے حامل وارد ہوئے، مسلمانوں میں یہ فکر پھیلتی اور جاگزین ہوتی گئی۔ بصرہ و کوفہ پناہ گزینوں کا شہر تھا ان کا مقصد اسلام مخالف ہر چیز کا استقبال کرنا تھا۔

معتزلہ کے مفکران و بانیان اپنے دور کے بڑے پائے کے علماء تھے ماہرین تحریر و بیان تھے جس طرح علوم عربیہ صرف و نحو دو حصوں میں بٹ گئے تھے محسوس ایسا ہوتا تھا یہاں دروس اسلام نہیں

پڑھاتے تھے بلکہ اسلام میں اختلاف وافتراق کا درس پڑھاتے تھے۔

مامون رشید کی اس فکر سے دلچسپی کی وجہ سے اس نے فکر اعتزالی سے مربوط تمام مسائل کو بھی اپنی قدرت سلطنت سے نافذ کیا۔اس نے علم کلام کے نام سے ایک علم کی بنیاد ڈالی۔یہ سب سے پہلا گروہ ہے جنہوں نے مسلمانوں میں اپنے دشمن یہود ونصاریٰ ومجوس کی اصطلاحات کو اپنایا اور اس فکر کو عام مسلمانوں میں فروغ دیا اور اس کے ذریعے اسلامی معاشرہ کو تہہ وبالا کیا۔فکر اعتزال کس حد تک قرآن وسنت سے مطابقت رکھتی ہے یا متصادم ہے اس کو سمجھنے کیلئے ہمیں دو چیزوں کو سمجھنا ہوگا:

ا۔جو اصول معتزلہ نے وضع کئے ہیں ان سے پتہ چلے گا 'یہ اصول قرآن وسنت سے استنادو استنباط ہیں یا نہیں اور ان کا رشتہ ونسب فکری کہاں سے ملتا ہے۔

معتزلہ اور خلق قرآن کا نفاذ:۔

معتزلہ نے طاقت وقدرت حکومت سے مخلوقیت قرآن کا عقیدہ نافذ کیا۔

یہ بحث محمد بن مروان بنی امیہ کے آخری دور میں اٹھائی گئی تھی جسے وقتاً فوقتاً اٹھاتے اور دباتے رہے یہاں تک کہ مامون کا دور آیا تو اس نے مذہب اعتزال کو اپنایا۔اس نے مسیحیوں کے ایک جنجالی مسئلہ کو اسلامی بنا کر پیش کیا ہے تفصیل سلاطین عضوض قسمت ۲''مامون'' میں ملاحظہ کریں۔

ضحی الاسلام ج ۳ص ۱۱۸پر آیا ہے یہ مسئلہ آخری خلیفہ بنی امیہ محمد بن مروان کے استاد جعد بن درہم نے اٹھایا ہے جب اس نے یہ مسئلہ اٹھایا کہ حضرت عیسیٰ افضل ہیں یا حضرت محمدؐ تو مسیحیوں نے کہا حضرت عیسیٰ افضل ہیں کیونکہ قرآن میں حضرت عیسیٰ کوکلمۃ اللہ کہا ہے۔چنانچہ اللہ کا کلمہ کلام میں ذات ہے یا زائد بر ذات ہے یہاں سے بحث چھڑی کہ قرآن جو کلام ہے اللہ ہے مخلوق اللہ ہے یا

خو مخلوق کا حصہ ہے؟۔اس پر اس حوالے سے باز پرس کی گئی اور وہ دمشق سے فرار ہو کر کوفہ گیا جہم بن صفوان کوفہ میں تھا صفوان نے جعد سے یہ بات سنی ہے جعد نے یہ فکر ابان بن سمعان سے لی ہے اس نے طالود بن اعصم یہودی سے لی ہے جسے خالد بن عبداللہ قسری نے دس ذی الحجہ کو کوفہ میں قتل کیا۔جس وقت وہ کوفہ میں والی تھا اس نے کہا آج میں چاہتا ہوں کہ جعد کی قربانی کروں کیونکہ وہ کہتا ہے اللہ نے موسیٰ سے تکلم نہیں کیا ہے اللہ نے ابراہیم کو خلیل نہیں بنایا ہے۔

یحییٰ بن اکثم کو ۲۱۸ھ میں منصب قضاوت سے عزل کیا گیا تو اس کی جگہ علی داؤد آئے یہاں سے حکومتی مداخلت سے پارٹیوں کو تقویت ملی اور ماموں نے خلق قرآن کا اعلان کیا۔انہوں نے پہلے مرحلہ میں کہا حضرت علی ابوبکر وعمر سے افضل ہیں،اس قول کو نافذ کیا،اس طرح سے اس نے بہت سوں کو غصہ دلایا۔اس طرح اس نے متعہ کو بھی جائز قرار دیا جس سے یحییٰ بن اکثم اسے روکتے رہے۔یہاں سے واضح ہوا ماموں پہلے دن سے یہی عقیدہ رکھتا تھا اپنے عقیدہ کو لوگوں پر ٹھونستا تھا اس چیز کو اٹھانے میں معتزلہ کا کردار رہا ہے۔اس دور کو تاریخ میں محنت کے دور سے یاد کرتے ہیں۔ مناسب اور ضروری ہوگا کہ ہم مذہب معتزلہ کے عقائد کو جان لیں تجزیہ کریں اور اس کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈالیں نیز اس مذہب کو فروغ دینے اور اشاعت کرنے والی شخصیات کی تاریخ پڑھ لیں کہ وہ کس حد تک اسلام سے وابستہ تھیں۔مذہب معتزلہ کے پانچ اصول ہیں:

۱۔اللہ واحد ہے۔

۲۔اللہ عادل ہے۔

۳۔وعدہ وعید یعنی جزاء وسزاء برحق ہے۔

۴۔نہ جبر ہے نہ آزاد ہے یعنی الامر بین الامرین ہے۔

۵۔امر بالمعروف ونہی از منکر۔

دیکھنا ہوگا کہ یہ پانچ اصول عقل' قرآن اور سنت رسولؐ سے کہاں تک مطابقت رکھتے ہیں۔

کتاب فرق بین الفرق میں معتزلہ کے ۲۴ فرقے بتائے گئے ہیں۔

کیا عقل اور قرآن کی رو سے اصول عقائد اور اصول اعمال بنانے میں انسان خود مختار اور آزاد ہے یا نہیں، یہ حق صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے نیز یہاں عقائد و اعمال میں خلط نظر آتا ہے یہاں کوئی مقیاس ومیزان نظر نہیں آتا ہے۔

جن لوگوں نے ان اصول کو اختراع کیا ہے ان کی اسلامیت چنداں واضح و روشن نظر نہیں آتی بلکہ یہ افراد آج کل کے مغرب نواز روشن خیالوں کی مانند ہیں اگر اس ملک میں زمینی سرحدوں سے تجاوز کرنے والوں کو للکارنے، منہ توڑ جواب دینے اور ملک کو نقصان پہنچانے والی داخلی و بیرونی ایجنسیوں کے نمائندوں کو شناخت کرنے والے ہیں تو دین کے اصول وفروع میں تجاوز کرنے والوں کو بھی شناخت کرنے والے ہونے چاہئیں۔

بعض نے کہا ہے کہ پرانے افکار ونظریات کے احیاء وترقی اور عقل کو نصوص شرعی پر برتر اور مقدم رکھنے والوں کو معتزلہ کہتے ہیں، یہ لوگ یونانی، یہودی اور نصرانی فکر سے متاثر ہو کر استقلال عقلی کے قائل ہوئے تھے۔انھوں نے کہا انسان مختار مطلق ہے وہ اپنا فعل خود انجام دیتا ہے یہ فکر معبد جہنی نے دی ہے۔اس نے عبدالرحمن بن اشعث کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے خلاف قیام کیا تھا۔ بعد میں اس کو حجاج نے قتل کیا، اس طرح یہ فکر غیلان دمشقی نے عمر ابن عبدالعزیز کے دور میں پیش کی، ہشام بن عبدالملک نے اسے قتل کیا۔قرآن مخلوق ہے اللہ متکلم نہیں، یہ صفات زائد بر ذات ہیں یہ عقیدہ جہم بن صفوان نے اٹھایا ہے جسے سالم بن احواز نے ۱۲۲ھ میں قتل کیا۔اللہ کا تکلم صفت ذات

نہیں، یہ جعد ابن درہم نے کہا جسے خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کیا تھا۔

معتزلہ مامون کے دور میں انتہائی عروج پر پہنچے کیونکہ ثمامہ بن انثرس، احمد ابن ابی داؤد جیسے بنیادگزاران معتزلہ نے ان کو معتزلہ بنایا تھا۔ مامون میں موجود خوبی خود ان کی گمراہی کا سبب بنی ہے انھوں نے ہی قرآن کے مخلوق ہونے کا اعلان کیا اور اس کے مخالفین کو دردناک سزا دی، ان میں سے ایک احمد ابن حنبل ہیں۔

معتزلہ کی خدمت خلق:۔

پوری دنیا میں موجود انسانوں کو اہداف و مقاصد کے لحاظ سے تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ گروہ مہملان۔

۲۔ ہدف داران جو اپنی جگہ دو گرہوں میں بٹ گئے ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے بہترین اہداف خدمت خلق ہے خود کو اوقیانوس انسان میں گم کرنا ہے ان سے سوال ہے اس حکم کا ماخذ کیا ہے؟ کون کہتا ہے؟ اس کے نتائج کیا نکلیں گے؟۔

۳۔ سب سے بڑی خدمت علم ہے۔

۱۔ ایک جماعت کی بھر پور سعی و کوشش رہتی ہے کہ خدمات خلق کی جائیں اور امت کو ان کا مرہون منت ہونا چاہیئے اور ان کی برائیوں اور خامیوں کو بھی نظر انداز کرنے پر راضی کرنا چاہیے بلکہ ان کے احسانات گننے چاہئیں۔ ان سے ان کو اتنا اختلاف ہے جتنا منصوصیوں کو زیدیوں سے اختلاف رہا ہے۔

۲۔ بعض ان کی علمی خدمات کے قصیدہ خوان ہیں انہوں نے یونان، فارس، مصر و ہندوستان

کے علوم کو عربی میں ترجمہ کرکے اسلامی کتب خانہ کو علم کا خزانہ بنایا ہے۔

انہوں نے آیات، روایات وارده اور آیات متشابہات کی تاویل کر کے دین میں ضلالت اور گمراہی اور الحاد پھیلایا ہے کیا قرآن کریم نے امت کو یہ حکم نہیں دیا ہے کہ جہاں کہیں اختلاف ہو اس میں کتاب اللہ کو حکم بنائیں؟۔

۳۔انسان اللہ کا بندہ، انسان خود کو اللہ کی بندگی میں رکھے۔

معتزلہ کے طبقات:۔

ا۔معتزلہ۔بصریہ۔ضراریہ

بعض نے بعض بندوں کو اللہ سے تشبیہ دی ہے جن کا کہنا ہے اللہ بندے میں حلول ہوا ہے اس میں سہیہ۔بیانیہ۔خطابیہ آتا ہے۔مسلمانوں کو تمام اصول وفروع اسلام سے خارج کرکے صرف نام تک کفایت کرنے والے فرقوں میں مرجئہ ہے مرجئہ کی چار قسمیں ہیں۔

ا۔مرجئہ خوارج

۲۔مرجئہ قدریہ

۳۔مرجئہ خالصیہ:

اس فرقے کی شاخیں ہیں:

ویونسیہ۔غسانیہ۔یومیہ۔توبانیہ۔خالدیہ۔

فرق معتزلہ: کہتے ہیں اختلاف وانتشار اور تفریق مولود جہل ونادانی ہے علم فہم وادراک، یقینیات ومحسوسات میں اختلاف وافتراق نہیں ہوتا فرق مسلمین میں سب سے زیادہ دعویٰ علم رکھنے والے فرق معتزلہ کے فرقے ہیں کیونکہ ان کے تمام اراکین وعمائدین ابتداء ہی سے اپنے دور کے

علماء نوابغ تھے اس کے باوجود ان کے اندر سب سے زیادہ فرق وجود میں آئے ہیں ہر ایک اپنی جگہ اپنے دور کے نابغہ تھے اس کے باوجود ان میں بائیس فرقے پائے جاتے تھے کتاب فرق بین الفرق میں بغدادی نے معتزلہ کے ۲۲ فرقے بیان کیے ہیں ص ۱۰۷

۱۔الواصلیہ ۲۔العمرویہ ۳۔الھذلیہ ۴۔انظامیہ ۵۔الاسواریہ ۶۔المعمریہ ۷۔الاسکافیہ ۸۔الجعفریہ ۹۔البشریہ ۱۰۔المرداریہ ۱۱۔الھشامیہ ۱۲۔الثمامیہ ۱۳۔الجاحظیہ ۱۴۔الخاطیہ ۱۵۔الحماریہ ۱۶۔الخیاطیہ ۱۷۔اصحاب صالح قبہ ۱۸۔المریسیہ ۱۹۔ الشاحمیہ ۲۰۔الکعبیہ ۲۱۔الجبائیہ ۲۲۔البھشمیہ

بذات خود اس فرقے کے بارے میں شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں بلکہ دیگران سے زیادہ شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ علماء ہیں انہوں نے سوچ سمجھ کر تفرقے کی بنیا ڈالی ہے

۔

بانیان معتزلہ:۔

عمرو بن عبید بن باب بن تمیم موالیوں میں سے تھے عمرو ابن عبید کا دادا کابل سے اسیر کر کے لائے تھے، جتنے فرقے اور بدعتیں ہیں اولاد اسیران سے بنے ہیں۔کتاب اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین تالیف فخر الدین محمد الرازی ص ۳۶ پر لکھتے ہیں ''عمرو بن عبید'' ۸۰ھ کو بلخ میں پیدا ہوا، ان کے جد کابل کے پہاڑوں سے اسیر کر کے لائے گئے تھے بہت عالم و دانشور تھے، انہوں نے حسن بصری سے فقہ و حدیث پڑھی ہے۔ابن معین نے کہا ان کی حدیث نہ لکھیں ،نسائی نے کہا متروک حدیث ،ایوب نے کہا جھوٹا ہے ،ابن حیان نے کہا اہل ورع و عبادت تھے، حسن بصری سے الگ ہونے تک۔

کتاب معتزلہ و مبادی قانون قاضی دکتور احمد قریشی لکھتے ہیں ''عمر و ابن عبید'' اپنے دور کے علوم دین و دنیا دونوں کے عالم تھے لیکن کتب میں ان کے علم و افکار و نظریات دیکھنے میں نہیں آتے، انہیں عابد و زاہد کے طور پر تعارف کرتے تھے۔عمرو بن عبید واصل بن عطا سے الگ ہونے کے بعد بھی ابوالحسن کے حلقے میں جاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے واصل سے مناظرہ کیا اور حسن کو چھوڑ کر واصل کی جماعت میں شریک ہوئے۔

عمائدین معتزلہ:۔

معتزلہ پرستوں، معتزلہ مؤقر گردانوں اور انہیں تجلیل و تقدیس سے نوازنے والوں کو چاہئے کہ ان کے عقائد و نظریات کو بھی سامنے رکھیں۔علم معبود برحق نہیں علم پرستاں زیادہ تر دور عصر قدیم سے معاصر تک ملحد و گمراہ و ضالی نکلے ہیں۔معتزلہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایمانیات قرآن کو ہٹا کر عقائد عقلیات پر جاگزین کیا ہے۔معتزلہ سنہ ۱۰۰ھ سے آغاز ہوتے ہوئے سنہ ۲۵۵ھ تک اپنے عوج اقتدار پر پہنچے اور ابھی تک ان کے قصیدہ خوان ثنا خوان دنیا والوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ان کے بانیان و مبتکرین کے بارے میں کتاب ذھل الاسلام جلد ۳ ص ۳۷ پر احمد امین لکھتے ہیں واصل بن عطاء نے اس مذہب ساز فکر کی بنیاد رکھی ہے۔واصل بن عطاء کے بعد عمر بن عبید آتا ہے۔ابوالخز بن علاف اپنے دور کا رئیس معتزلہ تھا، وہ موالی عبد القیس تھے، ان کا نام محمد بن حزیل علاف موالی عبد القیس ہے وہ متولد ۱۳۵ھ میں اور ۲۳۵ھ میں خلافت متوکل کے دور میں وفات پائی ہے۔ادیان مقالات میں اپنے دور کے استاد تھے نظام کے استاد تھے بشر بن معمر نے علاف کو منافق شہرت طلب کہا ہے۔وہ علمی حوالے کی وجہ سے واسع المعرفت تھے، لسانی حوالے سے فصیح المنطق قوی الجدل تھے، اخلاقی حوالے سے معمہ و پیچیدہ تھے۔''نظام'' ان کا نام ابراہیم بن سیار ہے یہ بھی موالیین میں سے

تھے،شاگرد علاف تھے،اس نے اپنے لئے ایک مذہب ایجاد کیا سنہ ۲۲۱ھ میں بغداد میں وفات پائی
،نظام بہت سے عقائد فاسدہ کا حامل تھا وہ اعجاز قرآن کا منکر تھا۔

اسباب تسمیہ معتزلہ:۔

معتزلہ کو معتزلہ کہنے کی وجوہات میں چند اقوال ہیں جو سب ذکر کرتے ہیں ان کو حسن بصری سے الگ ہونے کی وجہ سے کہا ہے، جہاں حسن بصری نے ان کیلئے لفظ ''اعتزال'' استعمال کیا۔بعض نے کہا قتادہ بن دعامہ سدوسی متوفی ۱۱۷ھ نے ان کیلئے یہ نام تجویز کیا ہے۔تیسرا قول جنگ جمل میں علی سے الگ رہنے والوں کیلیے استعمال ہوا۔چوتھا قول ان کو مسلمانوں سے الگ ہونے کی وجہ سے کہا۔پانچواں قول یہ ہے کہ خود انہوں نے اپنے لئے یہ نام رکھا ہے کیونکہ وہ تردد میں بین المنزلتین کے قائل ہوئے ہیں۔

معتزلہ،شیعہ،اشاعرہ امتیاز واشتراک:۔

ان تینوں میں آپس میں کس چیز میں اشتراک ہے اور کس چیز میں امتیاز:۔

معتزلہ آزادی مطلق کے داعی ہیں لیکن لوگوں کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے بین المنزلتین اپنائی ہے،عقل غیر محدود کے داعی ہیں۔قرآن وسنت برائے نام ہے جبکہ اشاعرہ برائے نام پابند سنت ہیں۔اندر سے فلسفہ کو عقل کے نام سے آسانی سے چلاتے ہیں۔شیعہ آزادی میں معتزلہ کے حامی ہیں کیونکہ بیعت امام کے بعد حلال وحرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔حدیث کے حوالے سے شیعہ اشاعرہ کی حدیث سازی کمپنی میں شرکت رکھتے ہیں۔تینوں کی مشترکہ حکمت عملی امت کو اندھیرے میں رکھنے کا کھیل ہے۔

معتزلہ بمقابلہ اشاعرہ سادہ وآسان زبان میں سمجھانے کے لئے جاری سرگرمیوں سے ایک

مثال پیش کریں تو کرکٹ کا کھیل ہے جہاں گیند غصے سے دوسرے کی طرف پھینکتے ہیں، اگر ہم اسے مذہبی زبان میں پیش کریں تو اسکی مثال عزاداروں کے دستہ جات ہیں جو خود کو ایک دوسرے کے مقابل میں دکھاتے ہیں حالانکہ دونوں ایک کمان سے نکلنے والے تیر ہیں۔معتزلہ نے عقل یونانی سے شریعت کو مار مار کر زخمی کیا ہے۔ان کے نزدیک عقل ہی شریعت ہے عقل نے قرآن اور حدیث دونوں کو معطل و محبوس کیا ہے ان کے مقابل اشاعرہ نے اقوال وکلمات اطباء، حکماء، بادشاہان، اصحاب، تابعین اور سلفیین تک کے کلمات کو وحی گردان کر عقل کو پابند سلاسل کیا جس طرح آج کل بر سر اقتدار حکمران سابق حکمران کو جیل بھیجتے ہیں۔انھوں نے خود وحی کا بھی مذاق اڑایا ہے۔

اشاعرہ نے وحی کے نام سے احادیث کے اسفار و انبار لگائے۔عقل معتزلہ کو علم کلام کے نام سے چلایا ہے کسی فرقے میں کوئی بدعت نہیں ہوگی جو دوسرے میں نہ ہو، متعہ، مہدی، تقیہ اور منصوصیت سنیوں میں دوسرے نام سے چلتی ہے دوسری اصطلاح میں جاری ہیں۔

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

موسوعة الاديان (لميسرة) دار النفائس

اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة

الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب، تاليف مانع بن حماد الجهني

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستاني

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

تاريخ المذاهب الاسلاميه الامام محمد ابو زهرة

فرهنگ فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

فرق بين الفرق

۲۰۹_معطلہ:۔

معتزلہ کا ایک نام معطلہ ہے چونکہ وہ اللہ کی نفی صفات کے قائل ہیں۔

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۱۰_المفنیہ:۔

یہ معتزلہ کی ایک شاخ ہے یہ جنت ونار کے عقیدے کے تحت کہا گیا ہے۔

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۱۱_مغیریہ:۔

اتباع مغیریہ بن سعید عجلی متوفی ۱۱۹ھ کو کہتے ہیں مغیریہ کوفہ میں رہتے تھے وہ حضرت علی کی الوہیت اور تکفیر ابوبکر وعمر وسائر اصحاب کے قائل تھے وہ کہتے تھے اگر میں اور علی چاہیں تو عاد وثمود کو زندہ کرسکتے ہیں وہ اللہ کی جسمانیت کے قائل تھے۔

اللہ کی مثال اس انسان کی دیتے تھے جس کے سر پر تاج ہو، اللہ کے اعضاء وجوارح تعداد حروف ھجاء کے برابر ہیں جب اللہ نے چاہا کہ کائنات خلق کرے تو اسم اعظم بولا تو وہ تاج گر گیا پھر اپنی انگلیوں سے اپنے دوسرے بندوں کے گناہوں کو لکھنا شروع کیا جب معاصی کو دیکھا، بدن میں عرق آیا، وہ عرق جمع ہوا تو، دو دریا بنے، ایک نمکین دریا دوسرا شیریں جب دریا کی طرف دیکھا تو ایک سایہ رہ گیا اس نے سائے کو اوکھاڑ دیا، اس کی دونوں آنکھوں میں سورج اور آسمان بنے اور نمکین پانی

سے کافر بنے، شیریں پانی سے مومنین بنے، محمد بن عبداللہ بن حسن نفس ذکیہ مرے نہیں وہ مکہ کے درمیان واقع پہاڑ میں قیام پذیر ہیں وہ وہاں رہیں گے جب ان کو حکم ہوگا تو وہ واپس آئیں گے زمین کے مالک ہوں گے۔رکن و مقام کے درمیان ان کی بیعت ہوگی۔(قاموس ادیان ڈاکٹر حسین علی محمد)۔

صاحب قاموس ادیان نے لکھا ہے مغیرہ بن سعید عجلی سب سے پہلا مبدع و مبتکر مذہب امامیہ ہے۔دین اسلام میں مفاسد و اباطیل بھرنے والا فرقہ ہے وہ دیگر بانیان مذہب امامیہ کا استاد ہے، وہ کثیر الجہات بدعات بنانے والوں میں سے تھا۔مغیرہ کوفہ میں خالد بن قسری قاضی کوفہ کا موالی تھا ابوبکر و دیگر اصحاب کے کافر ہونے کا قائل تھا۔وہ لوگوں سے کہتا تھا اگر میں یا علی چاہیں گے تو عاد و ثمود کو دوبارہ زندہ کرسکیں گے، وہ کہتا میں مردوں کو اسم اعظم سے زندہ کرسکتا ہوں۔وہ پہلے امام محمد باقر کے پاس رفت و آمد کرتا اور بعد میں امام محمد باقر کو چھوڑ کر محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کے پاس گیا۔اس نے ان کی مہدیت کا اعلان کیا اور کہا وہی مہدی ہے۔آخر میں اس نے دعویٰ نبوت کیا کہا کہ میں ہی نبی ہوں اس کی کفریات میں سے یہ تھے:

۱۔اللہ ایک مرد کی صورت میں ہے اس کے سر پر ایک تاج ہے۔اس کے اعضاء و جوارح حروف تہجی کے برابر ہیں۔

۲۔اللہ نے جب چاہا کہ کائنات کو خلق کرے تو اسم اعظم بولا اور اپنے ہاتھ سے بندوں کی معاصی و اطاعات لکھنا شروع کیا۔

۳۔جب محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ قتل ہوا تو اسنے کہا وہ قتل نہیں ہوا بلکہ مکہ کے راستہ میں واقع جبل طمیہ میں ہیں۔ان کی جگہ شیطان قتل ہوا ہے۔وہ ایک دن وہاں سے واپس آئیں گے روئے

زمین پر حکومت کریں گے رکن و مقام میں اس کی بیعت ہو گی۔

(کتاب تفسیر المفسر ون تالیف محمد حسین ذھبی ج ۴ص ۴۲)مغیرہ کو خالد بن قسری نے قتل کیا تو ان کے اصحاب اور مریدوں میں اختلاف ہوا بعض نے ان کے قتل ہونے کا اعتراف کیا اور بعض مغیرہ کے کہنے پر محمد نفس ذکیہ کے انتظار میں رہے کہ وہ رجوع کریں گے۔امام باقر کے بعد اس نے دعویٰ کیا امامت مجھ میں منتقل ہوئی ہے۔جب یوسف بن عمر ثقفی، ہشام بن عبدالملک کے دور میں کوفہ میں والی تھے ان کو اس کی حرکات کا پتہ چلا تو انھوں نے مغیرہ کو سولی پر چڑھوایا۔مغیرہ دعویٰ کرتا تھا اللہ نے مجھے آسمان کی سیر کرائی تھا۔وہ کہتا تھا میں نے اللہ کو دیکھا،اس نے میرے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔اس نے کہا انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری رہے گا جنتی وہ ہیں جو ہم سے محبت کرتے ہیں اور جہنمی وہی ہیں جن سے ہم نے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے۔

تمام محرمات جو شریعت میں آئے ہیں وہ سب نام ہیں ان لوگوں کے جن سے اللہ نے دشمنی رکھنے کا حکم دیا ہے اس طرح تمام واجبات ان لوگوں کے نام ہیں جن سے ہم نے محبت رکھنے کا کہا ہے۔اُس نے اپنے مخالفین کو قتل کرنے اور ان کے مال چھیننے اور عورتوں کو کنیز بنانے کی اجازت دی۔ان کے پیروکار گروہ خرمیہ سے تعلق رکھتے تھے۔اسکا کہنا ہے جس نے ہمیں پہچانا ان سے تکلیف ساقط ہے،اللہ نے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کو خلق فرمایا اس کے بعد علی کو خلق کیا ہے۔مغیرہ کے بعد اس کا ساتھی اس کا شاگرد ابی الخطاب محمد بن ابی زینب اسدی ہے جو خود کو امام جعفر صادق کا شاگرد دوست دار متعارف کراتا تھا۔جب امام جعفر صادق اس کے باطل نظریات ولغویات سے آگاہ ہوئے تو آپ نے خود اس سے برأت کا اعلان کیا اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے الگ رہنے کا حکم دیا۔

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

اسلام بلا مذاهب تاليف دكتور مصطفى الشكعة

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۱۲۔ مفضلیہ:۔

مفضل بن عمرو کا اتباع کرنے والوں کو کہتے ہیں جو امام جعفر صادق کی وفات کے بعد امام موسیٰ بن جعفر کی امامت کے قائل تھے۔ان کو موسویہ بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ امام موسیٰ بن جعفر کے مہدی منتظر ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں وہ زندان سے نہیں نکلے ہیں،غیبت میں گئے ہیں۔

مفضلیہ کے نام سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو مفضل صیرفی کے پیروکار ہیں وہ امام صادق کی الوہیت وربوبیت کے قائل ہیں اور نبوت ورسالت وامامت کے قائل نہیں۔انہوں نے ابی الخطاب سے برأت کا اعلان کیا،ان میں سے بعض کا کہنا ہے اللہ نے روح علی اور ان کی اولاد کو خلق کیا پھر عالم کو ان کے سپرد کیا۔

(معجم فرق اسلامیہ ص ۳۴۴)

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

۲۱۳۔ مفوضہ:۔

ان کا کہنا ہے اللہ نے محمدؐ کو خلق کیا ہے پھر پوری کائنات کی تخلیق و تدبیر ان کے سپرد کی اور محمدؐ نے ہی کائنات کو خلق کیا اللہ نے نہیں ۔روح علی اور انکی اولاد کو خلق ،پھر محمدؐ نے علی کو تفویض کیا اور کائنات کی تخلیق و تنظیم و انتظام و انصرام ان کے سپرد کیا ہے ۔مفوضہ میں سے ایک ابو منصور عجلی مقتول ۱۲۱ھ ہے ۔اس نے دعویٰ کیا امام محمد باقر نے انھیں امام بنایا ہے اور انھیں وصی بنایا ہے ۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۳۵)

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

كتاب المقالات و الفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى

۲۱۴۔ مقاتلیہ:۔

منسوب ہے مقاتل بن سلیمان سے ،کتاب فرق معاصر ج ۲ ص ۹۳۸ پر آیا ہے یہ مرجئہ کے اکابرین میں سے تھا یہ اللہ کی جسمانیت کا قائل تھا اس نے اللہ کے جسم کے بارے میں کہا ہے اللہ کے ہاتھ کے حساب سے سات بالشت ہے ۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۳۵)

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

۲۱۵۔مقبلیہ:۔

یمن میں بعض وہابیوں نے فکر البانی کا مقابلہ کرنے کیلئے مقبل بن ہادی کو اٹھایا یہ حدیث کے بارے میں بہت تشدد رکھتے ہیں ۔انھوں نے عصر حاضر کے مسلمان حکمرانوں کو کافر گردانا ہے اور مسلمانوں میں ان فرقوں کو مردود و گمراہ قرار دیا ہے جو فکر جہاد رکھتے ہیں ۔

دار الاثار للنشر و التوزیع صنعا

۲۱٦۔المقنعية:۔

ایک فرقہ حلولی کا نام ہے ۔یہ عطا مقنع الخراسانی سے منسوب ہے ۔جو ۱٦۳ھ کو مرا۔وہ ساحر تھا، اہل مرو تھا، اس نے دعوی ربوبیت کیا۔اس نے کہا کہ ابو مسلم خراسانی کی روح اس میں داخل ہوئی ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس نے گمراہ کیا۔ بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔اپنے چہرے پر نقاب رکھتا تھا کیونکہ چہرہ بدصورت تھا۔لوگوں کو بتایا کہ میرا نور دو مہینے کی مسافت تک جاتا ہے۔اس کو مہدی عباسی نے قتل کیا، بلکہ تندور میں ڈال کر جلادیا تو اس کے ماننے والوں کو اس کا جنازہ تک نہ ملا۔ جب جنازہ نہ ملا تو کہا کہ اس نے آسمان پر پرواز کی ہے۔اس نے اللہ کے محرمات کو حلال قرار دیا، مردار، خنزیر، زنا کو حلال قرار دیا۔اس نے کہا کہ وہ ایک دفعہ آدم کی صورت میں، ایک دفعہ نوح کی صورت میں، ایک دفعہ ابراہیم کی صورت میں، یہاں تک کہ محمدؐ اور علی کی صورت میں اور آخر میں ابو مسلم خراسانی کی صورت میں آچکا ہے اور کہتا تھا کہ اگر میرا چہرہ دیکھو گے تو جل جاؤ گے ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴٦۹)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد

۲۱۷۔ مکاسبہ:۔

فرقہ معتزلہ ہے یہ کسب کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا ہے یہ دار کفر ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۳۶)

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

فرهنگ فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۱۸۔ ملتزمہ:۔

معتزلہ کا ایک فرقہ ہے ان کا کہنا ہے اللہ ہر جگہ ہے یہ منسوب ہے عبد اللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف کعبی سے یہ متوفی ۳۱۹ھ ہے یہ شاگرد خیاط تھا (معجم الفرق ص ۱۹۹)۔

اسی کو کعبیہ بھی کہتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

فرهنگ فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۱۹۔ ملامتیہ:۔

صوفیوں کا ایک فرقہ ہے انھیں ملامتی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گروہ لوگوں کی طرف سے اپنے لئے سرزنش و ملامت خود خرید تے ہیں کیونکہ اہل تصوف کار خیر اور اچھائی کو چھپا کے رکھتے اور لوگوں کی اچھائیوں پر پردہ ڈالتے ہیں اور ایسی ملامت و مذمت کرتے ہیں اس لئے انھیں ملامتی کہتے ہیں۔ یہ خراسان میں رہتے تھے۔اپنے آپ کو اہل حق کہتے یعنی اپنے رسم و رواج میں پیروان اہل حق ہیں۔

ملامتی پیروان حمدون قصاء کو کہتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعدبن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۲۰۔ممطورہ:۔

اس گروہ کو کہتے ہیں جو امام موسیٰ بن جعفر کی وفات کے انکار سے نکلے ہیں۔انھوں نے کہا ہمیں پتہ نہیں آپ نے وفات پائی ہے یا نہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

کتاب المقالات والفرق تالیف سعدبن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۲۱۔منصوریہ:۔

پیروان ابی منصور العجلی کو کہتے ہیں یہ کوفہ میں سکونت کرتے تھے وہ ابتداء میں امام باقر کے اصحاب ہونے کا دعویٰ کرتے تھے امام محمد باقر نے ان سے برأت کا اعلان کیا جب امام کی وفات ہوئی تو اسنے امامت کا دعویٰ کیا جب والی عراق کو اس کے خبیث عقیدے کا پتہ چلا تو اس کو سولی پر چڑھایا۔ اس نے اپنے بیٹے حسن کو جانشین بنایا اس کو مہدی عباسین نے قتل کیا، یہاں سے منصوریہ ان کے دو بیٹوں میں تقسیم ہوگئے،منصور کے بعد ان کے بیٹے حسین کی امامت کا اعلان کیا دوسرا محمد یہ اس نے محمد بن عبد اللہ کی امامت کا اعلان کیا کیونکہ اس نے کہا تھا امامت میرے پاس امانت ہے میں اس کو نہیں دے سکتا منصوریہ نے دعویٰ کیا ہے کہ جبرئیل ان کو وحی لاتا ہے اللہ نے محمدؐ کو تنزیل پر بھیجا ہے جب

کہ مجھے تاویل دے کے بھیجا ہے سب سے پہلی مخلوق عیسیٰ ہے اور اس کے بعد علی خلق ہوا ہے جنت ایک مرد کا نام ہے ہمیں اس سے محبت کرنے کا حکم ہے نار ایک آدمی کا نام ہے ہمیں اس سے دشمنی کرنے کا حکم ہوا ہے دعویٰ سے ثبوت میں کہا کہ اللہ نے مجھے آسمان پر معراج کرائی ہے، میں نے اپنے معبود کو دیکھا، معبود نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسنے کہا تم میری زمین پر جاؤ میری تبلیغ کرو۔

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشهرستانی

۲۲۲۔مہدی ومہدویت:۔

تصور مہدی کو معقول و مدلل انداز میں پیش کرنے سے عاجز وقاصر آنے کے بعد انھوں نے اس کیلئے متبادل لفظ مہدویت یعنی کسی نجات دھندہ، رہائی بخش ،ہدایت کنندہ کا انتظار کرنا جو خود اپنی جگہ حوصلہ افزاء روح افزا ہوتا ہے کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک پاکستان میں ایک نظام نامعقول ونامشروع کی امید دلانے والے اور اس کے قیام کی ضرورت پر زور ڈالنے والے آغا جوادنقوی کا اصرار ہے کہ ہم مہدی کے نہیں مہدویت کے انتظار میں ہیں۔شاید ان کی نیت میں ہو اگر حالات سازگار ہو جائیں تو میں خود اس کے لئے آمادہ ہو جاؤں گا، کیونکہ گزشتہ ادوار میں مہدویت کے دعویدار کا یہی سیرت و وطیرہ رہا ہے۔آغا جواد سے یہ تصور غیر متوقع نکلا کیونکہ پندرہ فیصد کی آبادی

کا اسی فیصد کی آبادی پر ولایت فقیہ قائم کرنے کا داعی ہونا استبداد یت ہے۔اس کے باوجود آپ نے مہدی سے ہاتھ اٹھا کر مہدویت کا اعلان کیا ہے ۔جب بھی ان سے مہدی کے بارے میں پرسش ہوئی تو فرمایا کہ ہم مہدی کے نہیں مہدویت کے انتظار میں ہیں یہاں سے آپ نے مہدی کے تصور میں ترمیم وتوسیع کی ہے ترمیم وتوسیع کرکے کہا ہے کہ ہم ایک ایسے نجات دہندہ کے انتظار میں ہیں کہ وہ آکر ہماری اصلاح کریں گے اس میں شرط نہیں کہ وہ کس امام سے ہو،کوئی کہتا ہے خاندان رسالت سے ہوگا،کوئی کہتا ہے یہ بھی شرط نہیں ہے کوئی بھی ہوسکتا ہے جس طرح سابق زمانے میں عراق میں ایران میں مجہول الحال ، مجہول النسب ، حتیٰ زنجیوں نے خود کو آل آل عقیل آل اطہار متعارف کرکے دعویٰ امامت کیا آل عقیل سے زنجیوں سے لوگوں نے دعویٰ مہدویت کیا ہے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں خود کو عقل کل پیش کرنے والے امام مہدی کے نام سے کانفرنسیں اور سیمینار کرتے ہیں لیکن ان کے بارے میں کچھ کہنے سے گریز کرتے ہیں ۔یہ نہیں کہتے کہ آپ کو پیدا ہوتے ہوئے فلاں فلاں عدول نے دیکھا ہے

مہدیون ایک ایسی جماعت کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے غیاب سے آنے کا وعدہ دیتے ہیں ۔لوگوں کو انتظار کراتے ہیں اور اس کیلئے مال و دولت اور افرادی قوت جمع کرتے ہیں ۔یہ تحریک طول تاریخ میں مختلف انداز میں چلائی گئی ہے۔بعض جگہ پاک وصاف ذوات کے دنیا سے گذرنے کے بعد مفاد پرستوں نے ان کی وفات سے انکار کرکے انکے واپس آنے کا وعدہ دے کر انکا انتظار کرایا ہے۔یہ فکر عبداللہ بن سباء یہودی نے اختراع کی تھی۔اس نے حضرت محمدؐ اور حضرت علی کی واپسی کا کہا کہ ان لوگوں نے وفات نہیں پائی بلکہ غیبت میں گئے ہیں۔

ا۔اس طرح محمد بن حنفیہ،امام باقر،جعفر صادق،موسیٰ ابن جعفر نے از خود ایسا دعویٰ نہیں کیا

ہے۔

۲۔جن افراد نے خود دعویٰ کیا ہے ان کی طویل فہرست ہے۔

۱۔ عبید اللہ مہدی مؤسس حکومت فاطمیہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جو ۳۲۲ھ کو مغرب میں گزر گئے۔

۲۔ محمد احمد مہدوی نے ۱۲۶۰ھ کو سوڈان میں دعویٰ کیا (قاموس ادیان ص ۱۹۹)۔

۳۔ پرنس کریم آغا خان جو ۱۹۵۷ء میں اسماعیلیوں کا امام منتخب ہوا ہے ابھی مغرب میں مقیم ہے اسے مہدی کہتے ہیں وہ اپنا نمائندہ جماعت خانوں میں بھیجتا ہے۔

۴۔ امام حسن عسکری کے لئے ایک فرزند تصور کرکے اسے امام مہدی کہہ رہے ہیں، خلائق کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

انہی میں سے ایک امام مہدی فرزند امام حسن عسکری مشہور کیا گیا حالانکہ امام حسن عسکری لاولد دنیا سے گذرے ہیں۔محمد بن نصیری نے لوگوں کو آپ کا وکیل پیش کیا انکا انتظار کرایا۔ انکے مدمقابل میں دوسرے گروہ نے انہیں انتظار کراکے ان کے پڑوس میں واقع ایک دوکاندار روغن فروش عثمان ابن سعید، اس کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن عثمان پھر ان کے بعد حسین بن روح، علی ابن محمد سمری کو نائب قرار دے کر لوگوں سے مال جمع کیا ہے۔صاحب مفاخر اسلام نے اس وقت دعویٰ وکالت کرنے والوں کی تعداد ۱۶ بتائی ہے، بہت سے لوگوں نے ایران وعراق میں ہر جگہ لوگوں سے انکے باب کا دروازہ کہہ کر دولت بنائی ہے۔یہ چاروں امام مہدی کے وکیل متعارف ہوئے ہیں لیکن کسی قسم کے مسائل شرعی واقتصادی واخلاقی کا حل یا کوئی ایسی سرگرمی ان سے منقول نہیں ہے نہ ان کے علم و فضل کا پتہ ہے کہ کہاں سے پڑھا ہے اور کیا کیا پڑھا ہے۔

۱۔ کہتے ہیں امام غائب ہے۔

۲۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم امام کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں حالانکہ جب غائب ہے تو حاضر و ناظر کیسے ہو گیا۔ کائنات میں کوئی انسان بیک وقت غائب اور حاضر و ناظر نہیں ہوتا سوائے اللہ کے، جب امام کو حاضر و ناظر کہتے ہیں تو یہ کفریات میں آتا ہے کیونکہ اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ امام اللہ ہے۔ کہتے ہیں امام غائب ہے امام کی غیبت کی ۳ صورتیں ہیں۔

۱۔ اللہ نے از روئے مصلحت وحکمت امام کو ایک عرصہ کے لئے غائب کرایا۔

۲۔ خود لوگوں سے ڈر کے از خود غائب ہو گئے۔

۳۔ لوگوں نے ان کو اغواء کر کے غائب کرایا۔

بتائیں ان تینوں میں سے کونسا مفروضہ صحیح رہے گا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ امام کو اللہ نے غائب کیا ہے تو جس اللہ نے ان کو ہدایت دینے اور راہ راست پر لگانے کیلئے امام بنایا ہے وہ اس کو غائب کیوں کرے گا اگر ایسا ہے تو گویا اللہ نے از خود حجت کو اٹھایا ہے تو ایسی صورت میں لوگ معذور ہو جائیں گے یہ نقص ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ نے لوگوں کو گناہ وعصیان کا خود بہانا دیا ہے جب کہ یہ ممکن نہیں کہ اللہ کسی کو گناہ کا بہانہ دے اور اگلی بات یہ کہ جب اللہ نے امام کو غائب کیا ہے تو مفاد پرست اس سے نا جائز فائدہ اٹھائیں گے اور یہ کہ اللہ اپنی حجت کو غائب نہیں کرتا۔

۲۔ کہتے ہیں امام خود غائب ہوئے ہیں۔ آپ امام کی شرائط میں لکھتے ہیں وہ شجاعت کا حامل ہوتا ہے اس لئے وہ کسی سے خوف نہیں کھاتا۔ جب امام کسی سے ڈر جائے تو یہ طبیعی ہے لوگ ان کی اطاعت نہیں کریں گے لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے، لوگوں نے انبیاء کو قبول نہیں کیا لیکن کوئی بھی نبی غائب نہیں ہوا بلکہ وہ اسی دنیا میں رہے چنانچہ امام کا غیبت میں جانا یہ شرائط امام کے خلاف

ہے۔امام کوغیبت میں تحفظ دینے کی مثال ایسی ہے کہ نعوذ باللہ اگر کسی ملک میں سربراہ پر لوگ ٹوٹ پڑیں تو وہ فرار ہوکر پڑوسی ملک یا کسی اور ملک میں پناہ لیتا ہے بتائیں اللہ نے جس کو حجت بنا کر بھیجا ہے اور پھر اس کو اللہ ہی نے غیب کیا ہے تو یہ نقص ہے جبکہ اللہ ہر نقص وعیب سے پاک ہے اگر کسی اور نے غیب کیا تو بتائیں وہ کون ہے۔

مہدویہ:۔

فرہنگ فرق اسلامی ص ۴۳۲ یہ گروہ عبید اللہ مہدی فاطمی کے امام مہدی ہونے کے معتقد ہیں کہ وہ امام مہدی ہے وہ ۳۲۲ھ کو مرا ہے۔

مہدی ومہدویت:۔

کلمہ مہدی حسب قوائد لغت عرب ہدایت شدہ وہدایت یافتہ کو کہتے ہیں ۔لیکن فرقہ باطنیہ نے اپنی صفت اصطلاح کے تحت کسی غائب ونادیدہ وغیر مرئی غیب سے ہدایت کرنے والے یا ہدایت کرنے کیلئے آنے والے کو مہدی کہا ہے لیکن وہ کون ہوگا، کب آئے گا، اس میں اہل باطنیہ بہت اختلاف نظر رکھتے ہیں۔

۱۔اس شخص کیلئے کہا ہے جو لوگوں کے درمیان میں تھے ان کے حضور میں وفات پائی ہے ،لیکن انہوں نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ وفات نہیں پائے ہیں، یہ مرنے والے نہیں ہیں، یہ دوبارہ آئیں گے، اس قسم کے مہدی کی فہرست بہت لمبی ہے ۔تاریخ فرق میں ایسے افراد کے نام بہت آئے ہیں اس سلسلے میں حضرت علی سے لیکر محمد حنفیہ، ابو ہاشم، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، اسماعیل بن جعفر صادق، نسل خاندان رسالت سے، علوی سے، حسنی سے، حسینی سے عام آدمیوں سے مجرمین اور بہت سوں کا نام آتا ہے۔

۲۔کسی نے پیدا ہو کے لمحہ بھر کیلئے بھی نہیں دیکھا ہے، کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے دیکھا ہے اور اب وہ غیبت میں گئے ہیں ۔امام حسن العسکری لاولد تھے آپ کی وفات کے بعد آپ کے عقیدت مند پندرہ فرقوں میں بٹ گئے ۔ان میں سے ایک محمد بن نصیری نمیری نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ کے ایک فرزند تھے جس کا میں وکیل ہوں یہ دعویٰ آخر میں ناکام ہوا،امام مہدی کے تصور کو پذیرائی نہیں ملی گرچہ بعض نے ان کی نیابت کا دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں شیخ صدوق نے اس کے وجود ہونے کا دعویٰ کیا اور امام بارہ ہونے کی حدیث مرسل پیش کی لیکن وہ کب ظہور ہونگے اس کے بارے میں اقوال کثیر الاضطراب ہیں اب تک بہت سے بلکہ سینکڑوں مہدی ظاہر ہوئے ہیں بہت سے میدان جنگ میں قتل ہوئے ہیں بعض کو گرفتار کر کے سزائے موت دی گئی ہے، گولیوں سے چھلنی کیا ہے،کوئی زندان میں مرے ہیں، انقلاب اسلامی ایران میں جو امام مہدی کے منتظر ہیں انہوں نے بہت سے مہدی مارے ہیں، بہت سے مہدی ان کے زندانوں میں ہیں،معلوم نہیں ہوا اصلی مہدی اور جعلی مہدی کی شناخت کیا ہے انہوں نے کیسے پہچان لیا ہے کہ یہ جعلی مہدی ہے؟مہدی کے بارے میں تضاد گوئیوں میں بہت سوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہماری امام مہدی سے ملاقات کا سلسلہ جاری ہے ۔بہلول عاقل دعویٰ کرتے چلے گئے امام مہدی سے ملنے اور ملاقات کرنے والے، آغائے بہجت نے بہت دولت بنائی لیکن نہیں سنا کہ انقلاب اسلامی کے دعویدران نے کبھی ان سے بازپرس کی ہو کہ یہ آپ کہاں سے بتاتے ہیں کہ آپ امام سے ملے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

العقائد الفلسفیه المشترکه بین الباطنیة تالیف دکتور محمد سالم اقدیر

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

۲۲۳۔میمیہ:۔

یہ غلات علبائیہ کا ایک شاخہ ہے جو حضرت محمدؐ و علی دونوں کی الوہیت کے قائل ہیں ۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۴۴)۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

"حرف نون"

۲۲۴۔ نابتہ:۔

نابتہ حشویوں کا ایک گروہ ہے جنہوں نے دین میں عجیب و غریب بدعتیں پیدا کی ہیں حافظ نے ان کے بارے میں چند صفحات لکھے ہیں اس میں انہوں نے ان کو رافضہ سے منسوب کیا ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۴۳)۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۲۵۔ ناصبیہ:۔

ناصبیہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو علی سے دشمنی رکھتے ہیں۔سب سے پہلے علی سے دشمنی کرنے والے اکثر لوگ خوارج تھے۔ناصبی کا ایک اور فرقہ بھی ہے یہ تین خلفاء پر سب کرتے ہیں اور سب نہ کرنے والے سے عداوت رکھتے ہیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۲۶۔ ناصریہ:۔

یہ پیروان ناصر خسرو شاعر فارسی ہیں جو داعی فاطمیہ تھے یہ ۳۹۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے تھے۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

الموسوعة الميسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل

۲۲۷۔ناکثیہ:۔

قدریوں کا ایک گروہ ہے ان کا کہنا ہے اگر کسی نے رسول اللہ سے بیعت توڑی تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔ناکثی حضرت علی کی بیعت توڑنے والوں کو بھی کہتے ہیں ۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

الموسوعة الميسرة فی الاديان و المذاهب، تاليف مانع بن حماد الجهنی

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل

۲۲۸۔ناووسیہ:۔

یہ اتباع عبداللہ بن ناووس والوں کو کہتے ہیں ناس مصر میں ایک گاؤں کا نام ہے ۔انہوں نے علی کو افضل امت قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو علی پر برتری دی تو وہ کافر ہے وہ علی و حسن و حسین ،علی بن حسین ،محمد باقر ،جعفر صادق تک کو مانتے ہیں ۔ان کے نزدیک امامت امام جعفر صادق پر ختم ہوئی ہے ۔ان میں سے بعض نے کہا علی باقی ہیں وہ ایک دن زمین شق کر کے نکلیں گے ۔(معجم فرق الاسلامی ص ۲۴۴)

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيی الامين

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقی ابو خليل

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشھرستانی

۲۲۹۔نجاریہ:۔

فرہنگ فرق اسلامی ص ۴۳۸ یہ غلاۃ شیعہ کا ایک گروہ ہے یہ یمن اور ہمدان میں رہتے تھے یہ ابوالقاسم نجار کی الوہیت کے قائل ہیں۔

فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرھنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

قاموس المذاھب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشھرستانی

اطلس الفرق و المذاھب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۲۳۰۔نحلیہ:۔

فرہنگ فرق اسلامی مؤلف جواد مشکور ص ۴۳۱ نحلی شمال افریقہ کے مرکز میں مطیطہ میں رہتے تھے ان کا عقیدہ ہے کہ امامت امام حسن کی اولاد میں سے ہوگی ان کی نماز عام مسلمانوں کی نماز جیسی نہیں ہے۔

فرھنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرھنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اطلس الفرق و المذاھب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۲۳۱۔نزاریہ:۔

اسماعیلیہ کا ایک شاخہ ہے،نزار فرزند بزرگ مستنصر باللہ متوفی ۴۹۰ھ سے منسوب ہے

اس گروہ کی رہبری حسن بن صباح حمیری متوفی ۵۱۸ھ کرتے تھے۔اس فرقے کو حشاشیون بھی کہتے ہیں، یہ گروہ فارس کے صوبہ قزوین میں سو سے زائد قلعات محکم میں رہتے تھے، جہاں انہوں نے جہنم حور و غلمان بنا کے رکھے تھے۔اپنے مذہب کی دعوت دینے کیلئے یہاں خوبصورت جوان لڑکیاں، لڑکے دکھاتے تھے کہتے تھے جنت یہی ہے ان قلعوں کو قلعہ الموت کا نام دیتے تھے۔"قلعہ" پہلوی زبان میں جائے آموزش کو کہتے ہیں، "الموت" عقاب کو کہتے ہیں یہاں "کیا بزرگ" نے تنسیخ شریعت کا اعلان کیا تھا انہوں نے کہا قیامت صغریٰ برپا ہوگئی ہے، تکالیف شرعی ساقط ہوگئی ہیں۔ہلاکو نے ۶۵۵ھ کو اس قلعہ پر حملہ کیا اسماعیلیوں کا قتل عام کیا ان جگہوں پر قبضہ کیا، اس کے بعد اسماعیلی دوبارہ روپوش ہوگئے۔یہاں تک کہ ۱۲۹۸ھ میں دوبارہ آغا خان نے برطانیہ کی پشت پناہی میں اس گروہ کی رہبری کی ہے تفصیل آغا خان میں دیکھیں۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشهرستانی

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۲۳۲۔نصیریہ:

یہ اہل حدیث کا ایک فرقہ ہے ان کا عقیدہ ہے قرآن مخلوق ہے۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۳۳۔نصیریہ:۔

نصیریہ کے بانی محمد ابن نصیر نمیری مختلق اثنا عشری ہے۔

صاحب کتاب الفرق وعقائد ص ۱۸۸ پر لکھتے ہیں یہ محمد بن نصیر نمیری سے منسوب ہے جو کہ ۲۷۰ھ کو مرے تھے۔ صاحب کتاب ملل ونحل فرق وعقائد نقل کرتے ہیں ان کے عقائد نصاریٰ کی ثالوث مانند ہیں جس طرح عقائد نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ اب، ابن، روح القدس تینوں مل کر اللہ بنتا ہے عقائد نصیری ''ع م س'' سے رمز کرتے ہیں۔ معنیٰ ''ع'' سے مراد علی بن ابی طالب ہے، ''م'' سے مراد محمدؐ ہے، ''س'' سے مراد سلمان فارسی ہے۔ ان کا عقیدہ تینوں سے مرکب ہے، مرکزیت علی کو حاصل ہے، علی ہی اللہ ہے، اس طرح ان کا عقیدہ ہے علی نے محمدؐ کو خلق کیا ہے، محمدؐ نے سلمان کو خلق کیا ہے، سلمان نے ایتام خمسہ کو خلق کیا ہے، ایتام خمسہ سے مراد مقداد بن کندی، ابوذر الغفاری، عبداللہ بن رواحہ، عثمان بن مطعون، قنبر بن کادان ہیں۔ رب الناس خالق انسان ہے، ''ابوذر غفاری'' موکل کواکب ونجوم ہے، ''عبداللہ بن ارواح'' موکل ارواح ہے۔ روح العبادات ان پانچ کی معرفت ہے، معرفت عبادت کی جگہ لیتی ہے، معرفت کے بعد باقی تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک ملجم مرادی محترم ہے کیونکہ اس نے الوہیت کو جسم ناسوت سے رہائی دی ہے، لہٰذا یہ ملجم مرادی کو لعن کرنے والوں کو قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ علی نے رہائی ملنے کے بعد چاند میں سکونت اختیار کی ہے، رعد ان کی آواز ہے، برق ان کی چیخ ہے، بعض کی نظر میں وہ سورج میں ساکن ہیں ان کے عقائد میں سے تناسخ ارواح ہے۔

محمد بن نصیر نمیری امام حسن عسکری کے اصحاب میں سے تھا۔ امام حسن عسکری لاولد گزرے تو یہاں سے جانشینیٔ امام حسن عسکری کے بارے میں اختلاف ہوا یہاں تک کہ شیعہ، سعد اشعری اور نوبختی کی نقل کے مطابق ۱۵ فرقوں میں تقسیم ہوگئے، ان میں محمد بن نصیری ایک تھا، اس نے دعویٰ کیا امام حسن عسکری کا ایک بیٹا ہے جو پیدا ہوتے ہی غائب ہوگیا، میں خود ان کا باب ہوں، لوگوں نے

اس کے باب ہونے کو مسترد کیا۔فرزند ہونے کو تسلیم کرکے امام حسن عسکری کے پڑوسی عثمان بن سعید کو باب قرار دیا تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد محمد بن نصیر نے امام حسن عسکری اوران کے فرزند دونوں سے انکار کرکے امام علی ہادی کی الوہیت کا دعویٰ کیا اور خود ان کی طرف سے مبعوث برسالت ہونے کا دعویٰ کیا۔نیز وہ امام عسکری وامام مہدی دونوں کی امامت کا منکر ہوگیا محمد نصیر کے ماننے والے چار گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔

حیدریہ: یہ نسبت حضرت علی سے ہے۔

شمالیہ: یعنی حضرت علی سورج میں بیٹھے ہیں۔

کلازیۃ: علی چاند ہیں۔

غیبیہ: اللہ ظہور ہونے کے بعد غیب ہوگئے ہیں۔

پھر دعوائے نبوت کیا پھر دعوائے الوہیت کیا۔اس نے کہا رب علی الھادی ہیں،ارواح تناسخ کرتے ہیں پھر کہا میں اللہ کی طرف سے مبعوث رسول ہوں۔انھوں نے علی بن محمد بن رضا کو بھیجا تھا وہ امام حسن عسکری کی وفات کے منکر تھے۔وہ تمام محرمات کے مباح کا قائل اور علی کی الوہیت کا قائل تھا۔نصیری کہتے ہیں حضرت علی آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے تھے۔وہ اپنا تمام کفر و الحاد پھیلا رہے ہیں۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۴۹)

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقي ابو خليل

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

قاموس المذاهب و الادیان، اعداد حسین علی حمد

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی

تاريخ المذاهب الاسلاميه الامام محمد ابو زهرة

العقائد الفلسفيه المشتركه بين الباطنية تاليف دكتور محمد سالم اقدير

۲۳۴۔ نظامیہ:۔

یہ معتزلہ کا ایک فرقہ ہے جو منسوب ہے ابراہیم بن یسار بن ہانی نظامی متوفی ۲۳۲ھ ہے۔ یہ ابوھذیل علاف کا بھانجا تھا، بہت سے افکار فاسدہ رکھتا تھا، قرآن کی تحدی کا منکر تھا استاد جاحظ تھا۔

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علی حمد

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی

۲۳۵۔ نعمانیہ:۔

یہ پیروان ابوجعفر محمد ابن نعمان احول ہیں۔ یہ معروف ہیں مومن الطاق سے۔ (فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۶)

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تاليف شريف يحيى الامين

الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانی

۲۳۶۔ نعمت اللہی:۔

یہ صوفیوں کا ایک فرقہ ہے۔ یہ منسوب ہے شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی سے۔ یہ آٹھویں صدی

ہجری میں ابھرے ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۶)

فرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۳۷۔نعیمیہ:۔

یہ فرقہ زیدی سے ہیں ۔یہ پیروان نعیم ابن یمان ہیں ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۷)

فرهنك فرق اسلامي مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۳۸۔نفاذ شریعت محمد:۔

یہ ایک فرقہ ہے جو پاکستان کے صوبہ کے پی کے میں عہد قریب میں وجود میں آیا ہے جس کی بنیاد صوفی محمد نے رکھی ہے۔اس نے دیگر فرقوں سے ہٹ کر تطبیق شریعت اسلامی ایک نئے اختلاف کی بنیاد رکھی ہے۔وہ ماہ رمضان میں روزہ رکھنے اور کھولنے میں یہاں کے مسلمانوں سے پہلے رکھنے اور پہلے کھولنے کا حکم دیتے آئے ہیں،ان کی روزہ پہلے رکھنے یا پہلے کھولنے کی سند شرعی ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے لیکن فلسفہ وحکمت فرقہ سازی کے تحت انہوں نے مسلمانوں میں اختلاف پھیلانے میں اپنا نام درج کرایا ہے۔اجرہ علی مفرق جماعۃ المسلمین ہوں گے۔

۲۳۹۔نفیسیہ:۔

یہ امامیہ کا ایک فرقہ ہے۔جو امام حسن عسکری کے بعد وجود میں آیا ہے۔ان کو نفیسیہ کہنے کی وجہ میں لکھتے ہیں کہ یہ امام علی ہادی کے فرزند محمد بن علی کے غلام کا نام ہے،انہوں نے امام علی ہادی کے بعد جعفر کی امامت کا اعلان کیا تھا۔ان کے پاس موجود تمام آثار امامت علی ہادی کی وفات کے بعد جعفر بن علی کو دیئے۔اور جعفر کے بارے میں کہا جعفر حضرت علی سے بھی افضل و برتر ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۵۳)

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۴۰۔ نقش بندیہ:۔

یہ شیخ بہاؤالدین محمد بن محمد بخاری سے منسوب ہے جن کو شاہ نقش بند کہتے تھے، یہ فارس ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ان کا ایک گروہ ثوابین ہے جو طریقہ نقشہ بندی پر چلتے ہیں ان کو قبھیات کہتے ہیں، یہ وحدت وجود اور حلول کے قائل ہیں۔

موسوعة الادیان(لمیسرة) دار النفائس

فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۲۴۱۔ نوربخشیہ:۔

(لغت دہ خدا ج ۱۴ ص ۱۷۷) یہ فرقہ منسوب بہ محمد بن عبداللہ خراسانی متخلص بہ نوربخشی ،اس کا شمار نویں صدی کے عرفاء میں ہوتا ہے۔۷۹۵ھ کو قصبہ خراسان میں پیدا ہوئے اور تحصیلات ابتدائی حوزہ درس ابن حلی سے حاصل کیں۔وہ شاہ رخ مرزا کے عتاب میں آنے کے بعد روپوش ہو گئے۔شاہ رخ کے مرنے کے بعد ۸۵۰ھ کو رے' آئے۔۸۵۰ھ کو قریہ سولقان میں وفات پائی، وہ ہمیشہ سیاہ لباس پہنتے تھے۔کتاب پاکستانیکا تالیف سید قاسم محمود ص ۱۴۱ پر کلمہ چپلو کے بارے میں لکھتے ہیں ۷۸۶ھ کو سید علی ہمدانی کشمیر سے بلتستان آئے اور چپلو کے بت پرست راجوں اور عوام نے ان کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔وہاں ایک خانقاہ بنام پنجتن سید علی ہمدانی میر سید نوربخش میر شمس الدین عراقی کے نام سے موجود ہے۔

یہاں کے باشندے خود کو پیروان سید محمد نور بخش کہتے ہیں، خود سید محمد نور بخش شاگرد سید علی ہمدانی تھے جن کے ہاتھوں وہ مسلمان ہوئے، اس فرقہ کو ان سے منسوب نہیں کیا۔ منسوب سید محمد نور بخش سے کیا جو کہ ہمدانی کا شاگرد تھا۔ سید علی ہمدانی کا فرقہ نور بخش پاکستان ہندوستان اور ایران میں پایا جاتا ہے۔ لیکن سید محمد نور بخش کی بلتستان آمد کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے۔ سید محمد نور بخش کی ایک کتاب فقہ احوط کے نام سے نور بخشیوں میں چل رہی ہے ان سے ٹوٹنے والوں نے کہا کہ تقلید زندہ کی ہوتی ہے اس کو بنیاد بنا کر وہ ان سے الگ ہو گئے، حالیہ چند سالوں میں ان سے ایک اور گروہ صوفیہ نور بخشی کے نام سے الگ ہو گئے ۔ یہ تینوں تقالید مردہ کرتے ہیں، تینوں صوفی ہیں لیکن تینوں تقلید مردہ اور صوفی کو بنیاد بنا کر لڑتے رہتے ہیں۔ حوزہ علمیہ قم سے فارغ روشن خیال افاضل ان میں حصہ لیتے ہیں ۔ یہ تقلید میت کرتے ہیں۔ جو زندہ کی تقلید کرتے ہیں ان کے مجتہدین مردوں کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ پوری امت مسلمہ تقلید میت میں ہے عصاء اجتہاد و تقلید امت مسلمہ کے سر پر لٹکا ہوا ہے دونوں گروہ فیض قرآن سے محروم ہیں۔

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل

"حرف واو"

۲۴۲۔وحدت ادیان:۔

موسوعہ المیسر ۱۱۶۵ھ پر آیا ہے یہ ایک تحریک ماسونیہ ہے یہ دین اسلام کے خاتمہ کے لئے تھی، جس میں تمام ادیان کو ایک عنوان کے تحت جمع کرنا ہے۔اس کے لئے مختلف عناوین انتخاب کیے دین عالمی، دین ابراہیم ،وحدت اسلام و یہود و نصاریٰ ،ان کا مقصد اہداف اسلام کو جال ماسونیہ میں پھنسانا ہے چنانچہ انہوں نے یہود و نصاریٰ و مجوس حتیٰ ہندو مسلمان سب کے لئے ایک مشترک عبادت گاہ کا انعقاد کیا تھا۔

دعوت اتحاد بین الاسلام و نصرانیہ کی مہم رشیا کے عالمی طاقت بننے کے بعد یورپ نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے شروع کی تھی۔اس میں نا کامی کے بعد مباحث بین الادیان دعوت گاندھی سے لے کر دعوت انسان پرستی تک چلی ہے۔یہ تحریک بیسویں صدی کے آغاز سے شروع ہو کر ابھی تک جاری ہے یہ نصرانیوں اور یہودیوں کا منصوبہ رہا ہے،انہوں نے اس کاوش سے اپنے اہداف کے حصول میں بہت کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

اتحاد بین المذاہب کی بات کرنے والوں میں جمال دین افغانی،محمد عبدہ اور علامہ اقبال کا نام آتا ہے۔اس کے بعد تقریب بین المذاہب شروع ہوئی پھر اتحاد مسلمین بمعہ سیکولران کے لئے بعض شخصیات سرگرم نظر آنے لگیں۔ جب شکار چی شکار کے لئے نکلتے ہیں تو اگر ہرن نہ ملے تو چڑیا شکار کر کے آتے ہیں، کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔

اتحاد یہ بین المسلمین کے نام سے بہت سی جماعات مختلف کلمات سے اپنا تعارف پیش کرتی آئی ہیں مثلاً ہمارے پاکستان میں جہاں تک میری اطلاع ہے تحریک اتحاد اسلامی ،وحدت مسلمین

، ملی یکجہتی کونسل مجلس عمل، اور علماء متحدہ محاذ اپنے لئے کچھ لینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ علماء، سکالرز اور مفاد پرست شخصیات اس اتحاد کیلئے سعی لا حاصل کرتی رہتی ہیں، جبکہ یہی عمائدین پہلے امت میں شگاف و فرقہ واریت کے لئے پھونک مارتے تھے، وہی اب اتحاد کے داعی بنے ہیں۔ فرقوں نے ہی امت اسلامیہ کی وحدت میں شگاف ڈالا ہے جب تک یہ شگاف ختم نہیں ہوگا وحدت قائم نہیں ہوسکتی ہے۔ فرقہ سازوں نے اسلام میں جو کفریہ اضافہ کر کے فرقے ایجاد کئے تھے وہ اس اضافہ سے دست بردار ہونے کیلئے جرأت و شجاعت نہیں رکھتے ہیں۔ تقریباً ۹۰ سال سے اتحاد کی یہ کوششیں جاری ہیں ابھی تک کامیابی دور دور تک نظر نہیں آتی ہے۔

امت مسلمہ میں اٹھنے والا اتحاد بین المسلمین یا بین المسالک ہم آہنگی اسلام و مسلمین کیلئے نہیں بلکہ وحدت ادیان والوں کا جال شیطان ہے۔

جس طرح شیطان نے اللہ کو دھمکی دی تھی کہ میں تیرے بندوں کو ہر طرف سے گھیر لوں گا اور انھیں مومن ہونے نہیں دوں گا (اعراف۔۱۷) اسی طرح امت میں فرقے بنانے والے باطنیہ ماسونیہ امت کو ایک ہونے نہیں دیں گے۔ وہ مختلف شکل و رنگ و لباس میں نمودار ہوتے رہیں گے، لہٰذا تحریک اتحاد یا تقریب بین المذاہب یا وحدت مسلمین یا بین المسالک ہم آہنگی ان شیاطین کی واردات کی شکلیں ہیں۔

اس سلسلہ میں قائم کاوش و کوشش مفاد پرستوں کے حق میں ہونے کے بہت سے قرائن و شواہد پائے جاتے ہیں۔ جتنے بھی داعیان اتحاد ہیں وہ جس لباس میں بھی ہوں وہ اس ملک میں نظام اسلامی کے مخالف ہیں انہوں نے انتہائی صراحت سے کہا ہے کہ وہ شریعت بل نافذ نہیں ہونے دیں گے، کیونکہ وہ اپنے دم بریدہ، سر بریدہ، کمر خمیدہ تصور اسلامی کے داعی ہیں کوئی کہتا ہے سعودی نظام

نافذ نہیں ہونے دیں گے دوسرا کہتا ہے ایرانی نظام نافذ نہیں ہونے دیں گے۔ کوئی کہتا ہے داڑھی والوں سے اتحاد نہیں ہوسکتا اور کوئی کہتا ہے گھوڑے والوں سے اتحاد نہیں ہوسکتا ہے۔

اسلام عزیز کا مسخرہ و استہزاء کرنے والے آل بھٹو (پیپلز پارٹی) کے اتحادی ہیں۔ جس جس کے سر پر ہاتھ رکھیں گے وہ سیکولرازم کا داعی نکلے گا۔ وہ جس شکل و صورت میں ہوں وہ اسلامی نظام کے داعی نہیں ہوں گے۔ ان میں سے کوئی ایک شخص دکھائیں کہ جو اسلامی نظام کا داعی ہو اور ملک میں سیکولرازم کا مخالف ہو، نہیں ملے گا، سیکولرزم کفر ہے کفر اور اسلام میں اتحاد ناممکن ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کی تحریک چلانے والوں کی پشت پر اور آگے یا وسط میں عالمی حقوق انسانی کے ادارے سرگرم ہیں۔ ان کے عزائم میں ہے کہ پوری دنیا میں اسلام سمیت دینی تصور کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اس کی خاطر وہ ایک طویل عرصے سے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرر ہے ہیں۔ انھوں نے مسلمان ممالک میں کمیونسٹ و سیکولر احزاب اور قوم پرست احزاب قائم کئے ہیں۔ قوم پرستی کو ہوا دینے والے یہی لوگ ہیں۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے چنانچہ ہمارے ملک میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایم کیو ایم جس نے یہاں قوم پرستی کو اٹھایا اور بڑی طاقتور قوم ابھر کر سامنے آئی، انھوں نے پاکستان کے وجود کو چیلنج کرنے کے علاوہ امت اسلامی کو بھی چیلنج کرنا شروع کیا تھا۔ انھوں نے قادیانیت کی حمایت، کبھی عالمی صوفی ازم کبھی آغا خانی اور کبھی کمیونزم کی تحریک چلائی اور اس حوالہ سے انھیں ہندوستان کی حکومت کی طرف سے بھی تعاون رہا ہے، البتہ اس میں یورپ و امریکہ والوں کی مادی مدد ہونا قرین قیاس ہے ممکن اسلامی ملکوں میں اٹھنے والے فسادی لشکر کو ان کی پشت پناہی حاصل نہ ہو لیکن ان کی طرف سے سیاسی و اجتماعی تعاون سب کے سامنے ہے۔ حقوق انسانی کے تحفظ کے نام سے این جی اوز نے جہاں جہاں حزب بنائے وہاں انھوں نے احزاب کے

ذریعے نئے فرقے ایجاد کیے یا تخریبی قوتوں کو فساد پر اکسایا اور تفرقہ پیدا کیا ہے مثلاً بابیت، بہائیت، قادیانیت، احمدیت اور پرویزیت سب انہی کی اولاد ہیں۔ حقوق انسانی کو پامال کرنے، انھیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور حقوق انسانی کے نام سے اسلام کے خلاف قساوت وشقاوت دکھانے والے یہی لوگ ہیں۔

مسلمان ان پر کیسے بھروسہ واعتماد کر سکتے ہیں۔ وہ جہاں کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں وہاں ان کے ریزہ خواران ان کے طوطی کو ہی بلاتے ہیں چنانچہ روزنامہ دنیا بروز جمعرات ۱۶ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ ص ۸ پر آیا ہے انسانی حقوق کمیشن نے چالیس سے زائد علماء کو بین المذاہب ہم آہنگی کی مشاورت کے لئے مدعو کیا تھا۔ اس میں علماء کو ان کی تجاویز کی روشنی میں وہ مسائل حل کرنے کیلئے بلایا تھا، جو ان کے اہداف میں رکاوٹ تھے۔ انھوں نے الٹی سیدھی اور نا قابل عمل تجاویز پیش کی ہیں اس سلسلہ میں دو تجاویز لمحہ فکریہ اور قابل غور ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے مولانا اسرار مدنی نے کہا کہ فرقوں میں ہم آہنگی وقربت موجود ہے، پاکستان میں دیوبند مدارس میں شیعہ اور بریلوی مصنفین کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ سے سوال ہے شیعہ اور بریلوی دیوبندیوں کے سخت خلاف ہیں وہ ان کو وہابی کہتے ہیں۔ ان دونوں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جو عمل دیوبندی کرتا ہے وہ ہمیں نہیں کرنا ہے لہٰذا اگر یہ دعویٰ سچ ہے تو ان کا مطالعہ ہم آہنگی کے لئے نہیں بلکہ مناظرانہ رد کیلئے ہوگا۔

ایک طویل عرصہ سے مسلمانوں میں اتحاد مذاہب کے نام سے کانفرنسیں ہوتی رہی ہیں۔ بہت سے سادہ عوام جو اس کے پس منظر کا علم نہیں رکھتے ہیں، وہ خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ان اجتماعات کے ذریعے ہمارے معاشرے میں بھڑکتے ہوئے شعلۂ فرقہ واریت کی آگ بجھ جائے

گی۔ یہ ایک وہم اور خام خیال ہے فرقے کبھی متحد نہیں ہو سکتے ہیں، کیونکہ فلسفہ فرق شگاف پر قائم ہے جو کہ اتحاد کے خلاف ہے۔ فرقوں میں اتحاد کی دعوت صوفیوں، غریب نواز، مجددین اور مغربیوں کی ایجاد و اختراع ہے، کیونکہ ان کا مقصد فرقوں کو متحد کرنا نہیں بلکہ ان کا مقصد وہی ہے جسے یہاں کے سیکولر حضرات اٹھاتے رہتے ہیں یعنی "لبرل ازم" یا یہ اندر کی خبر حاصل کرنا چاہتے ہیں تا کہ لادینوں کے لئے راہ ہموار کرنا آسان ہو جائے۔ عالم اسلام میں اس وقت داعیان اتحاد کثیر تعداد، انواع اقسام اور مختلف العزائم والمنویات پائے جاتے ہیں۔ کلمہ اتحاد ان کلمات میں سے ہے جو سماعت میں جاذبیت اور کشش رکھتے ہیں لیکن یہ اندر سے خبث وخیانت، رجاست ونجاست اور الحاد وشرک ونفاق کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ اتحاد اسلام ومسلمین کی خاطر نہیں اپنے مفادات کی خاطر ہوتا ہے اس کے اصلی بانیوں کا جوڑ کفر والحاد، صیہونیوں اور صلیبیوں سے ملتا ہے۔ کتاب موسوعہ میسرہ صفحہ ۹۴۳ پر آیا ہے کہ یہ اتحادیات ملحدین کیلئے عالم اسلام میں داخل ہونے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

اتحاد فلسفی وعرفانی:۔

کتاب موسوعۃ فی الادیان والمذاہب ص ۹۴۳ پر آیا ہے اتحاد کی چند صورتیں ہیں ایک اتحاد بین خالق ومخلوق آیا ہے ان کا کہنا ہے "لا وجود فی الکون الا اللہ"۔ اس اتحاد کی دو صورتیں ہیں، ایک مخلوق عروج کرتے کرتے فنائے فی اللہ ہوتی ہے اپنا وجود ختم کر لیتی ہے دوسرا اللہ اپنی الوہیت سے تنزل کر کے اپنے مقرب بندے میں حلول ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں خالق و مخلوق میں ایک ختم ہو جاتا اور ایک رہتا ہے، یا اللہ ہے کوئی مخلوق نہیں تو کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ہے یا مخلوق ہے اللہ نہیں۔ جبکہ ان کا کہنا ہے کہ کائنات میں صرف ایک ہی وجود ہے جو کہ اللہ ہے یا یہ داعی ہے، اس صورت میں اللہ نہیں ہوگا صرف یہی داعی ہوگا اگر ایسا ہے تو اتحاد یا اختلاف کرنے والا کون

ہوگا۔اس سلسلہ میں ہندوؤں کی کتاب کومصدراولی قرار دیا جاتا ہے،جیسا کہ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین اعظمی نے اپنی کتاب فصول فی ادیان الھند میں اس کو فکر ہندو کہا ہے۔اس کتاب میں یہ نکات ترتیب دیئے گئے ہیں۔

اللہ خود ہدایت خلق کے لئے بشر میں حلول کرتا ہے اس کو وحدت الوجود یا حلول اللہ در مخلوق کہتے ہیں، اکثر و بیشتر فرق اس فلسفہ کو فروغ دینے کے لئے وجود میں آئے ہیں،اس فلسفہ کے تحت احکام شریعت کو ساقط کیا گیا ہے یہ اتحاد خود کو دیندار دکھانے والے رہے،اولیاء کے نام سے اسے آسانی سے فروغ دیتے رہے ہیں۔

کوئی یہ نہ کہے کہ آپ کو اتحاد اسلامی سے خوف ہے،اتحاد کی دعوت عقل وشرع دونوں دیتے ہیں،آپ اسے کیسے رد کر سکتے ہیں اس کا جواب ان نکات میں ملاحظہ کریں۔

۱۔اتحاد اسلامی کوئی مفہوم نہیں رکھتا ہے کیونکہ اسلام دو نہیں تا کہ اتحاد کریں۔

۲۔ہم ہر چیز کو قرآن واسوہ رسولؐ کی حدود میں دیکھتے ہیں۔

قرآن وسنت کی رو سے کسی فعل کا مستحسن ہونا مشروط بہ شرائط ہے۔

الف۔فاعل اپنی جگہ خیر خواہ ہو،مخلص ہو،نیک نیت ہو اور اپنے فعل سے آشنا و آگاہ ہو،تب اس شخص کی کاوش کی تعریف ہوگی۔اگر یہ شخص اپنی جگہ جاہل ہو تو ہزار اخلاص کی قیمت رتی برابر نہیں ہوگی۔اس کی مثال یہ ہے کہ جاہل اگر آپریشن تھیٹر میں جا کر کہے کہ میں نے مریض کا آپریشن مفت کرنے کی نذر مانی ہوئی ہے تو کیا کوئی اسے آپریشن کرنے دے گا؟یقیناً عقلاء اسے انسانوں کی جان سے کھیلنے نہیں دیں گے آپریشن نہیں کرنے دیں گے۔

ب۔خود عمل اپنی جگہ عقل وشرع کے تحت جائز ہو،اگر یہ فعل وعمل نقصان دہ ہو،ضرر رساں

ہو اور اس کا عامل و فاعل نیک انسان ہو تو اس کے نیک ہونے سے وہ کام محبوب نہیں ہوگا۔ عقل و شرع و تجربہ کہتے ہیں یہ کام غلط ہے اور یہ وقت کا ضیاع اور دھوکا ہے۔

۳۔ قرآن و سنت میں امت مسلمہ کو امت کفر کے مقابل بتایا گیا ہے۔ لہذا اسلام اور کفر میں اتحاد نہیں ہو سکتا ہے اس کی واضح دلیل سورہ کافرون اور بعض دیگر آیات ہیں۔ قرآن کریم کی جن آیات میں دعوت اعتصام بحبل اللہ اور نہی از تفرقہ در امور دینی آیا ہے وہ آیات بھی اس قسم کے اتحاد کو مسترد کرتی ہیں۔

قرآن و سنت نبی کریمؐ کے تحت ہر قسم کی تنظیم و گروہ بندی جو وحدت امت واحدہ میں شگاف ڈالتی ہے وہ فرقہ میں شمار ہوگی۔ یہاں سے ایک مسلمان و مومن بہ قرآن و سنت بآنگ دہل کہہ سکتا ہے جس جس نے کوئی جماعت، پارٹی یا حزب قائم کیا ہے وہ اسلام دشمنی، اسلام مخالفت یا اسلام کے کسی نہ کسی حصہ سے اختلاف کی بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ایسا کرنے والے لوگ اسلام و مسلمین کے خائن ہیں۔

۴۔ تعدد سے تعدد ہی پیدا ہوگا تعدد کبھی وحدت کی طرف نہیں لے جاتا، ممکن ہے وحدت منافع، دفع خطر اور دنیوی مفادات کی خاطر ہو، ایسی صورت میں کیا اتحاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انتخابات میں ووٹ کے تبادلہ میں شیعہ اور دیوبندیوں کا اتحاد ہو جاتا ہے سنیوں کے ساتھ شیعوں کو متحد ہوتے دیکھا ہے، چنانچہ فیصل آباد جھنگ میں سنیوں کی جیت پر تحریک جعفریہ کا جشن دیکھنے میں آیا۔ لیکن اسلام کی خاطر آپ کو کہیں بھی اتحاد ہوتا نظر نہیں آئے گا یہاں شیعہ اور سنی اتحاد جو کبھی کامیاب ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا، یہ محض دنیاوی مفادات کی خاطر ہوتا ہے۔

کتاب تاریخ پاکستان تالیف آئین تالپور ص ۵۵۸ پر آیا ہے اسلامی جمہوری اتحاد ستمبر

۱۹۸۸ء میں وجود میں آیا ہے، اس اتحاد میں عوامی نیشنل پارٹی، مسلم لیگ اور جماعت اسلامی جیسی متضاد مزاج ونظریات رکھنے والی پارٹیاں شامل تھیں۔ ایسے اتحاد کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ شیعہ ووٹ لادینوں کو ملیں۔ چنانچہ آغا ساجد کا گیلانی پی پی سے اتحاد تھا کہ ہمارے ووٹ آپ کیلئے ہیں، دوسری طرف سنی بھی لادینوں سے اتحاد کرتے ہیں۔ جس اتحاد کی کوشش کرنے والے ایران نواز ہوں وہ سعودی عرب کے خلاف ہوگا اور اس میں شیعہ بریلوی اتحاد ہوگا، جس اتحاد کے داعی سعودی نواز ہونگے وہ بریلوی وشیعہ اور ایران مخالف ہوگا۔

اگرچہ پوری اسمبلی وقانون ساز ادارہ سے کسی اتحاد کو قبول ہی کیوں نہ کروایا گیا ہو، وہ تمام گروہوں کے مکمل اتحاد واتفاق سے کیوں نہ بنا ہو، قوم کا اتحاد حکم قرآن کو تحدی نہیں کرسکتا ہے۔ کیونکہ اسمبلی میں آنے والوں کو تطبیق اسلام یا ملک کے بنائے گئے قانون کی تطبیق ونفاذ کی حد تک قانون نافذ کرنے کا حق ہوتا ہے، اسلام مخالف یا نیا آئین بنانے کا نہیں ہوتا ہے۔ منتخب ہونے والے اراکین کو صعوبتوں اور مشکلات ومصائب کی نشان دہی کرنے اور انہیں حل کرنے کی اجازت دی گئی ہے نہ یہ کہ وہ مفاد ملت سے متصادم آئین وضع کریں لہٰذا ملک میں تعدد تنظیمات واحزاب اس ملک کے مفاد میں نہیں بلکہ زیان ونقصان میں ہے اور اس تعدد کی وجہ سے یہ ملک وملت اس نقصان کو بھگت رہے ہیں۔

دفع وھم: ۔ یہاں یہ گمان نہ ہو کہ ہم ملکی ترقی وتمدن کے بارے میں اتحاد کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں، ایسا نہیں ہے۔

قرآن کریم کی آیات متشابہ کو محکمات کی طرف پلٹانا اور بے سند احادیث کی چھان بین کرکے مستند احادیث کو سامنے لانا علماء کی ذمہ داری ہے لیکن زندگی کے لئے درپیش مسائل ومشکلات

صعوبتوں، پیچیدگیوں اور ضروریات کو خوش اسلوبی و احسن طریقہ سے خاضع کرنا علماء و دانشوران مسلمین کی ذمہ داری ہے جبکہ یہاں اکثریت کی بات کو مقبول اور اقلیت کی بات کو مردود گردانا جاتا ہے۔حق اور باطل اکثریت سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ جو چیز قرآن وسنت نبی کریمؐ سے متصادم ہو اس کو رائے شماری اور اکثریت کی حمایت سے جائز یا صحیح قرار دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے، یہ عقل و شرع دونوں کے خلاف ہے۔

١ ۔مجلات رسالة الاسلام صادره جامعة الازهر مصر

٢ ۔مجلات رسالة التقریب صادره مجمع جهانی تقریب از تهران

٣ ۔دار التقریب ناشر همبستگی مذاهب اسلامی تهران

٤ ۔الموسوعة المیسرة فی الادیان و المذاهب،تالیف مانع بن حماد الجهنی

۲۴۳۔وجودیہ:۔

وجودیہ ایک مذہب الحادی ہے جو مغرب میں کلیسا کے انحلال کلیساء کے بعد وجود میں آئے ہیں۔تقریباً ۱۲۳۱ھ میں اس مذہب کی بنیاد سورین کیرکیغارد نے ڈالی لہٰذا یہ اعتراض واشکال ہوسکتا ہے، اس کو فرق مسلمین میں شامل کرنے کی کیا منطق ہے گرچہ یہ اعتراض سطحی طور پر صحیح ہے کیونکہ اس کا محل پیدائش دیار الحاد ہی ہے یہ دیار ادیان باطلہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن حقیقت و واقعیت میں دیکھا جائے تو دیار اسلامی میں اس مذہب سے وابستہ افراد بہت زیادہ ہیں، تاہم ان کو اقلیت شمار کرتے ہیں، لیکن ہم ان کو اقلیت باقدرت شمار کریں گے۔لیکن یہ دیکھنا بھی ضروری ہے یہ منطق سمجھنا بھی ضروری ہے دو لحاظ سے، مغرب میں مذہب وجودیہ کیوں پیدا ہوا؟ اور یہ کن حالات میں پیدا ہوئے ہیں؟ آیا ایسے حالات دیار اسلامی میں ممکن ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ محققین ادیان کا کہنا ہے کہ دنیا

کے گوشہ وکنار میں تعلیم وترقی صنعت سے خالی لوگ مل سکتے ہیں،لیکن دین کے سائے سے خالی کوئی نہیں ملا ہوگا، ہرانسان چاہے ملحد ہی کیوں نہ ہو،اس میں گرائش دینی ضرور ہوتی ہے،وہ ایک کسی حقیقت غیر مرئی کے سامنے حاضر کنندہ ہوتا ہے۔یہ چیز اگر دلائل وبراہین سے ثابت نہ ہوتو انسان خودایک دین فرض کرتے ہیں پھراس کے سامنے جھک جاتے ہیں ،مغرب میں کلیسا اپنے تمام انحرافات وخرافات وجارحات وجائرات وجابرات اورتمام خرابیوں اوربرائیوں کے باوجودلوگوں کو جمع رکھے ہوئے تھے،لوگ اس وقت کے سلاطین سے اتنانہیں ڈرتے تھے، جتنا کلیسا سے ڈرتے تھے ۔چنانچہ لوئس فرانس تین دن برف میں کلیسا کے سامنے خاضعانہ کھڑے رہے وہ توبہ استغفار کیلئے آئے تھے کلیسا نے ان کوتین دن تک باہر رکھا ۔یہ کلیسا کی طاقت تھی وہ طاقت کیا تھی ،کہ وہ خودکواللہ کا نمائندہ کہتا تھا۔

جب کلیساختم ہوگئے تو دین کے خلاف الحادکااتحادہوگیا،دین کوختم کیا گیا کہادین کچھ بھی نہیں ،وہم وخیال ہےتو لوگ اس رسی سے نکل گئے جس طرح تسبیح کا دھاگہ ٹوٹنے سےاس کے دانے منتشر ہوتے ہیں یہ لوگ بھی اس طرح ٹوٹ گئے ۔جامعہ انسانی بغیر نظام کے نہیں رہ سکتے ہیں یہ ایک یقینی بات ہے۔نظام مصنوعہ انسانی اسکو جوڑنہیں سکتا،اس کوضم نہیں رکھ سکتالہٰذا یہ دنیا میں پھیلی ہوئی کرپشن،خردبرد،انحرافات سب اسی نظام الحادی کے سہارے اورطفیل سے ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے زندگی صرف حیات دنیا ہے،آخرت نامی کوئی چیزنہیں ہے،حساب یہاں پردینا ہے، یہاں ہی پر لینا ہے۔یہ بات لوگوں کوجمع نہیں کرسکتی تھی،وہ قاصر رہے،وہ دین کے خلاف بولےلیکن لوگوں کوجمع نہیں کرسکے۔یہاں سےوہ ایک دین کے نیازمند اورمحتاج ہوگئےاورکہا کہ لوگوں کے جمع ہونے کیلئے ایک دین ہونا چاہیےتو وہ متعلقہ دین کونہیں رکھ سکتے تھے،وہ طلاق بائن میں گئے،وہ رجوع کریں تو

پھر منہ دکھانے کی جگہ نہیں ملے گی پہلا دین واپس نہیں لا سکتے۔لہٰذا ایک دین اختراع کرنا چاہیے جس کے سامنے سب خاضع ہوں خاشع ہوں،اگر وہ وہاں گڑ بڑ کریں تو با اثر لوگ ان کے خلاف ہو جائیں ،اس دین کا نام دین انسانیت رکھا۔ان کے خیال میں انسان پرستی سے بہتر کوئی دین نہیں ہے جس میں تمام انسان شامل ہیں،کیا ایسا ہمارے ہاں نہیں ہے ؟ ہمارے ہاں ہے، ہمارے ہاں اس کو پھیلانے والے ہیں،صرف ان کو وجودی نہیں کہتے ہیں،نام نہیں رکھا،ابھی تک افضل عمل خدمت خلق قرار پایا ہے۔یہ اس مذہب میں ہے اب تو اس مذہب کو علماء نے اپنایا ہے۔یہ مذہب کس ضمن میں وجود میں آیا ہے؟ یہ مذہب مولود تناسخ ہے،فرقوں میں اکثر وبیشتر تناسخی ہیں لہٰذا وہی صورت حال ہے کہ دین کو بدنام کریں اور دین سے بیزاری بھی نہ کریں۔یہی صورت نظر آ رہی ہے ہمارے صحافی حضرات،سیکولر حضرات ہر جگہ دین کی مذمت کرتے ہیں،دین کیا ہے؟ان کے نزدیک یہی خرافات ہیں،یہ کچرے ہیں فرسودگیات ہیں،لیکن جب ان پر مصیبت پڑتی ہے حالات قابو سے باہر ہو جاتے ہیں تو سب کی آواز بلند ہو جاتی ہے کہ ''یہ علماء کی ذمہ داری ہے'' علماء کو میدان میں آنا چاہیے۔دُور نہ جائیں اس وجودی کا محور یہ ہے کہ اللہ، رسول، کتب آسمانی، دین آسمانی نام کی کوئی چیز نہیں ہے ایمان صرف وجود انسانی پر رکھو،انسان ہی معبود برحق ہے،وہ خود عابد بھی ہے اور معبود بھی ہے۔انسان سب سے قدیم ہے انسان کو آزادی دے دو، جو کچھ کرنا چاہیں کریں،انسان کو پابند نہیں کر سکتے بہترین انسان وہ ہے جو انسان کی خدمت کرے۔

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۴۴۔الوحدیہ:۔

فرق جھیمۃ میں سے ایک ہے ان کا کہنا ہے جس نے اپنے رب کو پہچانا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا ان کے عقائد یہ ہیں ۔

۱۔اللہ سبحانہ کا علم، قدرت اور حیات عین ذات نہیں بلکہ زائد بر ذات ہے۔

۲۔افعال عباد میں بندوں کو آزاد و خود مختار لیتے ہیں، یہاں انہوں نے اللہ کو عادل کہا ہے۔

۳۔اصحاب جمل میں دونوں طرف میں سے ایک خطاء کار ہے۔

۴۔الوعیدیہ:۔یہ وہی لوگ ہیں جو اصحاب کو کافر خالد فی النار رکھتے ہیں۔(معجم فرق اسلامیہ یحییٰ شریف ص ۲۶۵)

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهني

۲۴۵۔الواردیہ:۔

فرہنگنامہ فرق یحی شریف میں آیا ہے یہ فرقہ جہمیہ معتزلہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ان کا عقیدہ ہے جو اللہ کو پہچانے وہ جہنم نہیں جائیں گے ۔اگر جہنم گیا تو ہمیشہ رہیں گے ۔ان کا یہ بھی کہنا ہے اللہ واحد ہوتے ہوئے صاحب اجزا ہے، عرش ان کے قدموں کے نیچے ہے۔عودت ہوتے ہوئے اغیار سے ملاقات کرتے ہیں۔اس کی وسعت عرش کے برابر ہے۔

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

الموسوعة الميسرة في الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهني

۲۴۶۔واصلیہ :۔

یہ واصل بن عطاء کے پیرو کاروں کو کہتے ہیں ۔واصل مذہب اعتزال کے بانیوں میں سے ہے ۔واصل بن عطاء اللہ کے علم وقدرت و حیات اور اللہ کی صفات کے ذاتی ہونے کا منکر تھا اسکا کہنا تھا اگر اللہ کی یہ صفات ذاتی ہوتیں تو تعدد قدماء لازم آئیگا ۔(قاموس مذاہب وادیان)

حسن بصری کے ساتھ ایک جماعت ہوتی تھی جو اپنے دور کے پائے کے عالم تھے سب واصل کے ساتھ تھے ۔ جب واصل ،حسن بصری سے الگ ہوگیا تو اس نے اپنے عقائد کا اعلان کیا ان کے عقائد یہ ہیں:

۱۔مرتکب گناہ کبیرہ کو مومن کہہ سکتے ہیں نہ کافر،اگر وہ بغیر توبہ مریں تو خلود نار ہونگے ۔

۲۔اللہ کا علم وقدرت و حیات وصفات ذاتی نہیں ہے،اگر ذاتی کہیں گے تو تعدد الہ لازم آئے گا۔

۳۔اللہ سبحانہ نے بندہ کے افعال میں دخل نہیں رکھا ہے بلکہ بندہ خود مختار و آزاد ہے۔

۴۔صفین کے دونوں فریقین میں سے کسی ایک کو خطا کار نہیں کہہ سکتے ،اسی طرح عثمان اور ان کے قاتلین کے بارے میں خطا کار کا تعین نہیں کر سکتے ہیں ۔

۵۔آیات متشابہ کے بارے میں تاویل کے واجب ہونے کا قائل ہے۔

قاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين علي حمد

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

موسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد الکریم الشهرستانی

اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیة تصنیف الدکتور شوقی ابو خلیل

۲۴۷۔واقفیہ:۔

واقفیہ کے نام سے دو فرقے ہیں ایک نے امامت کو امام موسیٰ بن جعفر پر توقف کیا ہے ان کے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے دوسرے نے امام رضا پر توقف کیا ہے ان کے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۶۸۔۲۶۹)

"واقفیہ الجمیہ" ان کا کہنا ہے ہم قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں نہ کہ غیر محدود ہونے کے۔معجم الفرق الالسلامیہ ۲۶۸۔

فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

کتاب المقالات والفرق تالیف سعد بن عبد الله ابی خلف الاشعری القمی

۲۴۸۔وہابی:۔

وہابی محمد بن عبدالوہاب تمیمی کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔محمد ۱۱۱۱ھ میں جزیرۃ العرب کے درعیہ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے،لیکن یہ نام ان کے مخالفین نے رکھا ہے،خودانہوں نے اپنا نام محمدیہ رکھا تھا۔یہ فرقہ ۱۱۴۳ھ کو جزیرۃ العرب حجاز کے شیر درعیہ میں وجود میں آئی۔محمد بن سعود سے باہمی تعاون پر معاہدہ کیا۔

محمد بن عبدالوہاب نے جب اپنی تحریک کا آغاز کیا تو اس وقت پورے کا پورا عالم اسلام صوفیوں کے نرغے میں تھا اور حکومت عثمانیہ ان کی پشت پر تھی۔کعبۃ اللہ پر ان بت خانوں میں

مدفونوں کے طواف کو ترجیح دی جاتی تھی۔محمد بن عبدالوہاب ان مزارات پر ہونے والے شرکیات ،بدعات اور خرافات کے خلاف تھے لہٰذا تمام مزارات پرست ان کے ہم نوا،ہم ازم ان کے خلاف اٹھے۔

اس وقت عالم اسلام میں مذہبی حوالے سے تین گروہ وہابی،صوفی اور شیعہ میدان میں تھے۔ مسلمانوں کو انتشار و اختلاف کے موقع پر اللہ اور سنت رسولؐ کی طرف برگشت کرنے کا حکم ہے ،حضرت علی نے اس کی وضاحت میں فرمایا کہ قرآن کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معیار اور محک قرآن ہے۔نبی کی طرف رجوع کرنے کا مطلب سیرت عمل ۲۳ سال حضرت محمد ہے،اس حکم کے تناظر میں صوفی ،بریلوی،شیعہ وہابیوں سب کو قرآن اور سنت محمدؐ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ لیکن جن کے پاس دلائل کا بحران رہتا ہے،وہ شور شرابہ،غل غپاڑا یا فتاویٰ کلیسا مانند صادر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا:

ا۔محمد بن عبدالوہاب اس وقت کے علماء کے نزدیک مطعون و منفور تھا۔اس وقت کے علماء مسلمین کا اتفاق تھا وہ ایک منحرف و گمراہ انسان ہے۔عالم کسی بھی وقت کا ہو چکا ہے ماضی کا ہو یا حاضر کا اس کے فعل وقول من وعن مقیاس و میزان نہیں ، بلکہ ایسا کرنا شرک کے برابر ہے۔ہاں اگر عالم قرآن اور سنت کے تابع ہو تو ان کے قول کی حیثیت ہوگی،اس وقت کے علماء خود مزارات پرست تھے ،علماء نے جو بیانات وفتاویٰ دیئے ہیں وہ ان کے اجتہادی فتاویٰ تھے،انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب والوں پر مؤثر نہیں ہوں گے۔

کسی کی مدح و مذمت کے لئے عقل،قرآن و سنت عملی نبی کریمؐ سے شواہد پیش کرنا ضروری ہے۔ایک گروہ کو بہترین اور خالص اسلامی گردانے اور دوسرے کو فاسدترین و باطل ترین گردانے

کے لیے قرآن کی طرف لے جانے کی ضرورت ہے، حکم قرآن یہی ہے کہ اختلافات کا حل قرآن میں تلاش کریں۔

سورہ نساء آیت ۱۶۵ میں قرآن ومحمد کے بعد حجت الٰہی ختم ہے لہٰذا تمام مذاہب اسلام کے خلاف اتحادیہ میں یکساں ہیں، کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں ہے۔ فتاویٰ واحکامات علماء من وعن بغیر استناد دلیل قطعی از قرآن وسنت قطعیہ سورہ توبہ آیت ۳۰، ۳۱ کے تحت بت پرستی ہے۔

وہابین کے مخالفین اپنی تمام خرافات وبدعات وشرکیات کو اس فرقے کے خلاف استناد کر کے آسانی سے انجام دیتے ہیں' گویا وہابی ایک کسوٹی باطل ہے کہ جو کام ان کے خلاف ہو، چاہے باطل ہی کیوں نہ ہو، انجام دینا درست ہے۔ یہ فتویٰ جناب تقی شاہ جیسے رٹا مقرروں کا ہے کہ جس کام کے کرنے میں ہمارے دشمن وہابی کو چڑ ہے اس کو انجام دینے میں کوئی حرج نہیں، نیز ان کی ضد میں ہر باطل جائز ہے اور اس میں وہ کسی قسم کی قباحت نہیں دیکھتے ہیں۔ اس قوم کا حشر کیا ہوگا جس کے برائی کا کسوٹی صرف وہابی کفر والہانہ ہو۔

وہابیوں کے خلاف اٹھنے والے اتہامات میں سے ایک مزارات سازی اور ان کی طرف دعوت نیز انہیں وسیلہ قرار دینے کی مخالفت کو گردانا جاتا ہے، یہاں بھی یہ دیکھنا ہے قرآن اور سنت و سیرت نبی کریمؐ نیز امت مسلمہ بطور امت قبور سازی میں کیا موقف رکھتے تھے؟ قرآن میں بطور صریح ہر قسم کی اوثان واصنام پرستی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور سنت وسیرت عملی ۲۳ سال رسول اللہؐ میں آپ کسی بھی فرد عزیز سے عزیز عبدالمطلب، ابو طالب، خدیجہ الکبریٰ، مقتولین بدر واحد، پرچمداران لشکر میں سے کسی کی بھی قبر نہیں بنائی ہے۔ اگر بناتے تو کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی، امت مسلمہ میں سے اہل بیت اطہار، اصحاب واخیار، خلفاء ومقتدرین بنی امیہ وبنی عباس میں سے کسی کی قبر نہیں بنائی۔

امت مسلمہ میں قبر پر عمارت قبر بنانے کا آغاز:۔

قبروں پر عمارت کھڑی کرنے کی بدعت کے آغاز کے بارے میں صاحب کتاب دمعۃ علیٰ التوحید ص ۱۷ پر لکھتے ہیں، قبور سازی کو تقویت آل بو یہ و فاطمیہ اور قرامطہ کے دور میں ملی۔ ۳۵۱ھ میں ان کے حمایت یافتہ زنادقہ وملحدین نے مسلمانوں کو کفر وشرک کی راہ پر گامزن کرنے کا سلسلہ شروع کیا، چنانچہ ان کے دور میں مزارات وقبور پر حاضر ہونے والوں کے لئے فضائل جعل کئے گئے ۔چنانچہ ابن نعمام کالمی نے مناسک حج کی کتاب تالیف کی اس بات کی تائید وتوثیق آثار قدیمہ کی ماہر خاتون سعاد ماھر نے بھی کی ہے کہ سب سے پہلے جس کی ضریح بنائی گئی ہے وہ اسماعیل سامانی کی قبر ہے۔سامانی ایک مجوسی کا نام ہے جس نے آخری دور بنی امیہ میں اسلام قبول کیا،

تاریخ ضریح وقبور سازی:۔

صاحب دمعۃ علی التوحید دکتور سعاد ماھر عالمی آثار قدیمہ نے اس کی ترتیب تاریخی کچھ اس طرح سے بتائی ہے۔

۱۔اسماعیل بن احمد بن سامان مجوسی تھا ۲۷۹ھ میں مسلمان ہوئے ،انہیں ایران میں ریاست وامارت ملی ۲۹۵ھ میں وفات پائی، ۲۹۶ھ میں ان کی قبر کے اوپر ضریح وقبہ بنایا گیا۔

۲۔نجف میں ۳۱۷ھ کو قبر حضرت علی بنائی گئی۔

۳۔محمد بن موسیٰ کی قبر ۳۶۶ھ میں بنائی گئی۔

۴۔سبع بنات کی قبر مصر میں ۴۰۰ھ میں بنائی گئی۔

قبروں پر عمارتیں بنانے کے بعد ان کی تعظیم و پرستش کی التجا کی گئی، قرامطہ، آل بویہ، فاطمین اور آل حمدانیون نے ضریحیں بنائیں اور ان کی تعظیم کرنا شروع کی۔

اس وقت چند فرقے اپنی غیر دینی حرکات وسکنات کے جواز میں صرف یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس کے صرف وہابی ہی مخالف ہیں چنانچہ صانع خرافات میانوالی کا کہنا ہے بریلویوں کو ساتھ ملانے کے بعد ہم اکثریت بن جاتے ہیں۔

اسلام کے آنے سے پہلے عرب بتوں کی پوجا کرتے تھے ہر قبیلے نے اپنے لیے ایک بت انتخاب کیا ہوا تھا۔

۱۔ایک بڑا لمبا پتھر تھا جو ساحل جدہ پر نصب تھا جس کی ملکان بن کنانہ پرستش کرتے تھے۔

۲۔ایک بت کی پوجا بنی ہند کرتے تھے اس کی تولیت لیمان والوں کے پاس تھی۔

۳۔عزیٰ قریش کا سب سے بڑا صنم تھا یہ راوی نخلہ شامیہ میں رکھا ہوا تھا اپنی اولادوں کے نام عبدالعزیٰ رکھتے تھے۔

۴۔لات ایک چارگوشہ پتھر تھا، یہ طائف میں منصوب تھا اس کی پرستش بنی ثقیف کرتے تھے، جب یہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو نبی کریمؐ نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیج کر اسے منہدم کروایا۔ وہاں کے لوگ اس سے منسوب کرکے عبدالات نام رکھتے تھے۔

۵۔مناۃ بحیرہ احمر کے کنارے مکہ ومدینہ کے درمیان تھا، اوس وخزرج اور غسان اس کی پوجا کرتے تھے،اس سے منسوب کرکے عبدالمنات اور زید منات نام رکھتے تھے۔

۶۔ھبل سب سے بڑا اور سب سے مشہور بت تھا اس کو مسجد حرام نصب کیا گیا تھا یہ سرخ عقیق سے بنا ہوا تھا،قبیلہ ہمدان اس کی پرستش کرتے تھے۔

۷۔''بت ارباب''جن کی من وعن بغیر کسی سوال واستفسار کے اطاعت کرتے تھے۔اس قسم کی بت پرستی یہود کرتے تھے جس کی قرآن میں مذمت آئی ہے﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهاً وَاحِداً لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (توبہ۔۳۰،۳۱)۔ان آیات میں یہود کی علماء اور عوام دونوں کی مذمت کی ہے علماء کی مذمت اس طرح سے کی ہے علماء یہود نے دین میں بت پرستی ایجاد کی ہے دوسری آیت میں عوام کی مذمت کی ہے عوام بغیر کسی سند و دلیل کے اپنے علماء کی اطاعت کرتے ہیں اتباع من وعن صرف قرآن اور محمدؐ کے ہے اصحاب و اہلبیت اور مجتہدین کی بغیر اسناد قرآن اور محمد بت پرستی ہے، اس قسم کی بت پرستی نے امت کو جہالت اور زوال و پستی پر گامزن کیا ہے۔

۸۔بت پرستی میں منافقت: بعض لوگ بتوں کی پرستش کرنے والوں کو دکھانے کے لیے بتوں کے سامنے خاضع و خاشع ہوتے تھے تا کہ وہ ان سے خوش ہوں اور ان کے گرویدہ ہو جائیں جیسے آج کل کے پڑھے لکھے اور اعلیٰ اسناد تعلیم رکھنے والے سیاست مدار عوام کو اپنے حق میں رکھنے کیلئے پیروں کے سامنے اور قبروں اور مزاروں پر جھکتے ہیں۔پاکستان روشن پاکستان اور نیا پاکستان دونوں لبرل سیکولر تک قبروں پر پھول چڑاتے ہیں ان سے اقتدار اعلی طلب کرتے ہیں بت پرستی عقل وخرد اور وجدان کے خلاف ہونے کی وجہ سے منافقین نے اصلاح بدل کر اس کا توسل نام رکھا ہے، انہوں نے اس توسل کیلئے بتوں کی شکل وصورت ہی بدل دی ہے اب پتھر، لوہا، چاندی اور سونے کی جگہ قبور بنانا شروع کی ان قبور کی طرف لوگوں کی توجہ جلب کرنے کیلئے یہ کہا کہ یہاں مدفون ولی نیاز مندوں کی حاجات رواء کرتے ہیں ان سے مانگو وہ رواء کریں گے۔جبکہ قرآن کی آیات میں مالک نفع ونقصان کو صرف ذات باری تعالیٰ تک محدود کیا ہے اور یہی رسولؐ کی زبان سے کہلوایا کہ کہو﴿لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَ لَا نَفْعاً﴾ (انفال۔۷۶) شرک جلی کا دوبارہ احیاء کرنے کیلئے حضرت علی اور امام حسین کی قبور و مزارات بنائے گئے اور جھوٹ بولتے ہیں ہم ان سے نہیں مانگتے ان کے واسطہ

سے مانگتے ہیں۔سمجھ لیں دونوں نے مسلمانوں کودھوکہ دیا ہے وہابی منصوصیت والوں کے خلاف جنگو جدال کرنے کے باوجود خود دوسرے سے زائد عرصۃ خود منصوصیت چلاتے رہے آخر میں اعلان علمانیت کیا،جبکہ شیعہ جمہوریت کے خلاف سرگرم جنگ لڑتے رہے اب منصوصیت کی پاسداری نا اہل مفت خوروں کو چھوڑ کر ۳۹ سال دنیا والوں کے سات مسابقات ومبارات جمہوریت میں کودے ہیں۔

شیعوں اور بریلویوں اورصوفیوں نے ان بت خانوں کے نام مزارات رکھے ہیں، کیونکہ قرآن اور سنت محمدؐ وانبیاء میں مردوں سے حاجتیں مانگنا،خطاب کرنے اوران کوسجانے کی کوئی ہدایت وروایت نہیں۔

سب سے زیادہ غلو کرنے والے حمد انیون تھے طبری سے نقل کرکے لکھتے ہیں کہ سامانیون کے بعد حمدانیون آل بویہ نے علی واولاد علی کی قبور بنانا شروع کیں،چنانچہ یہ سلسلہ صوفیوں میں منتقل ہوتے ہوئے عراق ومصر میں منتقل ہوا۔۵۵۰ھ میں فاطمین نے ضریح امام حسین بنائی، جب صلاح الدین ایوبی نے سلطنت فاطمیہ کا خاتمہ کیا تو فاطمین زہادوعبادصوفیاء کے رنگ وروپ میں سرگرم ہو گئے۔انہوں نے معروف قبور کومستجاب الدعا اور حاجات روائی والی جگہ کے طور پر متعارف کروایا ،یہاں سے انہوں نے ضریح وقبر بنانے کے لئے جواز وسند بنانا شروع کئے چنانچہ اس کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختراع کیا کہ فلاں صوفی نے فلاں جگہ پر فلاں آل بیت کی قبر کوخواب میں دیکھا ہے اسی طرح نصاریٰ نے پانچویں صدی میلادی میں یہ طریقہ انتخاب کیا تھا کہ فلاں جگہ فلاں ہستی کی ہڈی ملی ہے۔اس طرح وہاں وہ ضریح بناتے اورکبھی اسی طرح یہ طریقہ بھی اپناتے کہ کسی راہب یا کاہن نے خواب میں فلاں کی قبر دیکھی ہے۔نصاری کے ساتھ یہودیوں نے بھی یہی طریقہ اپنایا

ہے۔ جب معیار خواب کاہن وراہب وصوفی ہوتو ظاہر ہے کہ ہر ملک میں ایسی قبور اور ضریحیں بنائی جائیں گی لہذا حاجت روائی ومشکل کشائی کے نام سے مشہور قبریں ہر جگہ ملتی ہیں۔

ہم یہاں پر وہابیوں پر کیے جانے والے اعتراضات میں مزید اضافہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ طریقہ اپنی جگہ وہابیوں کے لئے جواب جدل بنے گا، لیکن یہ ضد اسلام ہے کیونکہ کسی فرقے کی ضد میں اسلام کے زرین اصول کو پامال نہیں کیا جا سکتا۔ہم وہابیوں سے دفاع بھی نہیں کریں گے کیونکہ ہم بغیر استثناء تمام فرقوں کے خلاف ہیں۔

بعض مفکرین ان مزارات کے بارے میں چند ملاحظات رکھتے ہیں:۔

۱۔ یہ مزارات مسلمانوں کے کسی عظیم و برگزیدہ چشم و چراغ مسلمین کا مدفن ہے، پوری امت ان کی گرویدہ ہے۔ جواب سوائے امیر المومنین اور امام حسین وعباس، موسی بن جعفر، علی رضا، علی الھادی و امام حسن عسکری کے باقی تمام مزارات مجہول الحال یا معلوم الفساد شخصیات کے ہیں

۳۔ان مزارات میں جو افعال انجام پاتے ہیں کیا وہ شریعت کے مطابق ہیں؟ یا وہاں لوگ صرف فعل جائز انجام دے رہے ہیں۔یا اعمال شرکیات انجام دیتے ہیں؟

۴۔یا مدفون شخص نامعلوم ہے اس کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔

۵۔ان مزارات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں ان صاحب ضریحوں سے قیامت کے دن وہی سوال ہوگا جو حضرت مسیح سے اللہ تعالیٰ کریں گے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

۶۔ان مزارات سے ان مدفون کو وہاں کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟ یا یہ ان کے نام سے مفاد پرستوں یا فاسد اعتقاد رکھنے والے، فساد اخلاقی والوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟ ان کے لئے درآمد کا ذریعہ ان ضریحوں میں جو پیسہ جمع ہوتا ہے وہ باہر کس مد میں استعمال ہوتا ہے؟۔

۷۔قبور پر ایسی بارگاہیں بنانے کی اجازات بعض خواص الخواص کو حاصل ہے یا اس کی کوئی بندش اور حدود نہیں ہیں؟

مزار سازی کی ایک دلیل ظہور کرامات ہے، جتنی بھی کرامتیں ان مزاروں کے بارے میں نقل کرتے ہیں جعلیات خود ساختہ ہے‘ان کی کوئی عقل و شرع میں سند نہیں بلکہ یہ نقولات شام والے اخباروں میں نشر ہونے والی خبروں جیسی ہیں۔ چنانچہ صالح ابی الحدید جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ قطاع طریق بنے ہوئے تھے جب کشف ہوئے تو فرار ہو کر ایک مغنیہ عورت سے پناہ لی، جب وہ مرا تو اس عورت نے اس کے لئے کرامات جعل کیں۔یہاں تک کہ مصر کے چھ ہزار گاؤں میں چھ ہزار مزار ہیں کوئی دن مصر میں ایسا نہیں ہوگا جو کسی صوفی یا ولی سے منسوب نہ ہو،اب ضریحوں کا درجہ بلند کرنے اور وہاں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اس کو زیادہ سجایا جاتا ہے،روضے کے اردگرد کا وسیع علاقہ اس میں شامل کر کے اسے وسعت دی جاتی ہے۔کھانے اور لنگر کا وافر بندوبست کیا جاتا ہے،سجاوٹ اور کھانے سے زیادہ لوگ آتے ہیں اور جتنے زیادہ لوگ آتے ہیں اتنا ہی زیادہ مال و دولت جمع ہوتا ہے۔اب کہتے ہیں آئمہ اور اصحاب باوفا کی قبور بنانے میں کیا اشکال ہے؟اگر کوئی اس اشکال کو جواز بنا کر قبور بنائینگے تو یہ سلسلہ کہیں رکے گا نہیں،اسی لئے آئمہ سے تجاوز کر کے آئمہ زادہ و زادی اور ان کی بیویوں بلکہ مطلقات اور سقط شدہ بچوں تک کی قبور بنائی ہیں ۔اب اس کے لیے دین و ایمان کی شرط بھی ختم ہوگئی ہے،چنانچہ شیخ محمد مرزاالدین نے ۱۳۷۱ھ میں ایک کتاب مراقد معارف کے نام سے نشر کی،جس میں تنہا ائمہ نہیں بلکہ کئی پشتوں بعد آنے والے شعراء،اصحاب و انصار حتیٰ ابوالمعلیٰ تک کی ضریح کا بھی ذکر کیا گیا ہے اس طرح کی ضریحوں کی کل تعداد ۱۴۷۱ بتائی جاتی ہے۔

مزار فاسد بنائے اور یہاں وہ حاجتیں روا ہونے کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔عرب اپنی اولادوں کا نام ان بتوں سے منسوب کرکے رکھتے تھے چنانچہ قصی بن کلاب جس نے قریش کو یہاں آباد کیا،انہوں نے اپنے بچوں کے نام بتوں سے منسوب کرکے رکھے تھے،اللہ نے قرآن میں ان کے اس عمل کی مذمت کی ہے۔چنانچہ نبی کریمؐ مبعوث نبوت ہونے کے بعد جب لوگوں کو اللہ واحدہ لا شریک کی طرف دعوت دیتے تو آپؐ سب سے پہلے ان کا نام پوچھتے تھے،اگر ان کے نام بتوں سے منسوب ہوتے تو ان کو اللہ کی صفات سے منسوب کرکے نام رکھتے تھے،لیکن بدقسمتی سے آج پھر مسلمان اور علماء کرام زمانہ جاہلیت جیسے نام رکھنے لگے ہیں وہ اپنے بچوں کے نام عبدالرسول،غلام رسول،کلب صادق،عبدالعلی،عبدالحسین رکھتے ہیں،بعض نے سگ امام زمان جیسے نام رکھے ہیں اور بعض امام حسین کے گھوڑے کے نام پر اپنے بیٹوں کا نام مرتجز رکھتے ہیں اور بعض خود کو سگ در بتول یا سگ آل رسول کہتے ہیں۔

عالم اسلام میں اصنام قبور کی تعداد:۔

اس وقت عالم اسلام میں کوئی خطہ ایسا نہیں ہوگا جہاں قبور پرستی نہ ہوتی ہو لیکن مجموعی طور پر ان قبور کی تعداد کے بارے میں درست اعداد و شمار پیش کرنا ممکن نہیں ہوگا۔اس کا سروے کرنے کے لئے سالہائے کثیر درکار ہیں یہ فکرا چانک ایک ذیلی بحث کی صورت میں درپیش آئی ہے،اس میں سرسری اور سطحی بحث ہندو اور مسلم کے بارے میں آتی ہے،لیکن نصرانیت کو بھی نظر انداز نہیں کرسکتے ہیں کہ ان کا یہاں کیا کردار رہا ہے۔لیکن اصل موضوع یہاں اسلام کی آمد تھا کہ یہاں اسلام کب اور کیسے آیا اور اس وقت اس کی کیا صورت حال ہے۔اس ملک میں پرویز مشرف کی حکومت قائم ہونے کے بعد یہاں صوفی ازم کا زیادہ پرچار ہوتے دیکھا گیا ہے۔اس ضمن میں لکھاریوں،کالم نگاروں اور

اس ملک میں باہر سے داخل ہونے والوں نے اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ یہاں جو اسلام آیا ہے، وہ صوفیوں سے لیا گیا ہے اس وجہ سے ہمارا عنوان قلم صوفیوں کی طرف گیا ہے ۔صوفیوں کی عطاو بخشش یا اسلام پر ان کے احسانات شمار کرتے کرتے مزارات کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ ملک بھر میں کثیر مزارات پھیل چکے ہیں ۔غربا اور نیاز مندوں کا روزگار تنگ کر کے مزارات کے لئے خصوصی بجٹ بنایا جا تا ہے ۔انسانوں کے تحفظ کا بندوبست نہیں لیکن مزارات کا خصوصی طور پر تحفظ کیا جا تا ہے اور مزارات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی ہوتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں بت خانوں میں ہوتا تھا ۔اس وجہ سے مزارات کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی، چونکہ لوگوں کو پتہ ہے اس سلسلے میں ہمارے عقائد ان کی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ قرآن کریم و نبی کریمؐ کی سنت عملی سے ملتے ہیں لہٰذا وہ ہمیں معلومات دینے کے لئے آمادہ نہیں تاہم کچھ احباب نے تعاون کیا اور اس سے متعلق ۱۴۳۸ھ میں مزارات کی تعداد سے متعلق ایک کتاب ملی ہے جس کے مطابق سندھ کے بعض علاقوں میں مزارات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

۱۔کراچی ۔۱۸ ۲۔حیدرآباد ۵۵ ۳۔نواب شاہ ۲۶ ۴۔شکار پور ۷

۵۔خیر پور ۹ ۶۔سکھر ۴ ۷۔لاڑکانہ ۳

۸۔ٹھٹھہ ۳۹ ۹۔بدین ۲۵ ۱۰۔تھرپارکر ۱۰

قبور پرستوں کا کہنا ہے کہ

۱۔ یہ اوثان واصنام ہماری حاجتیں روا کرتے ہیں۔

۲۔ ہم ان سے نہیں اللہ سے مانگتے ہیں ان کا واسطہ دیتے ہیں اور ان کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔

انبیاءوائمہ واولیاء کی تعظیم وتوقیر کے خلاف:۔

توقیر وتعظیم نبی کریمؐ کے خلاف ہیں، پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ توقیر وتعظیم نبی کس طرح سے ہوتی ہے؟ کیا وہابی حضرت محمدؐ کی نبوت ورسالت کو نہیں مانتے ہیں؟ختم نبوت کے منکر ہیں یا توقیر وتعظیم سے مراد جس طرح عوام روم وفارس اپنے بادشاہان کے ساتھ کرتی ہے،اس طرح کی توقیر وتعظیم نہیں کرتے ،یارسولؐ اللہ کو اپنے سامنے حاضروناظر نہیں سمجھتے ہیں یہ مراد ہے۔اس قسم کی توقیر وتعظیم قرآن اور سنت محمدؐ میں ممنوع ہے یہ ایک قسم کی استبعاد ہے۔یہ توقیر وتعظیم قیصری ہے آیات ''لاتغلو فی دینکم'' سے مراد تعظیم نہیں ہے۔

ا۔''عام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں'' کیا بریلوی شیعہ وہابیوں کو کافر نہیں کہتے؟ کیا شیعہ منکر امام کو کافر نہیں کہتے ہیں؟۔

۲۔''توسل کے خلاف ہیں'' آیات محکمات اور سنت قطعیہ رسولؐ اللہ میں دعا کرتے وقت توسل با انبیاء کریں کہاں آیا ہے؟۔کوئی بھی چیز اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ قرار دینا توحید کے منافی ہے گرچہ وہ ہستی ملک مقرب یا نبی مرسل ہی کیوں نہ ہو۔

ب۔وہ افراد جو اللہ کیلئے وسیلہ قرار دیتے ہیں وہ مشرک ہیں کیونکہ شرک منافی توحید ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے متصادم ہے۔اسی طرح غیر اللہ کے نام پر قربانی کرنا بھی شرک ہے۔

۲۔احترام وتعظیم وتقدیس بے جا:۔

ا۔انسان عقل وخرد سے باہر جب کسی کی بے جا اور بغیر کسی سند شرعی وعقلی کے تعظیم وتقدیس کرتے ہیں تو وہ وقت اور زمانہ گزرنے کے ساتھ معبود میں تبدیل ہوجاتے ہیں جیسا کہ آغاز بت پرستی یا بت پرستی کی تاریخ پیدائش میں لکھتے ہیں کہ یہ عمل نبی حضرت ادریس کی وفات کے بعد اس

وقت شروع ہوا جب ان کی وفات کے بعد ان کے ماننے والے بہت غمزدہ و محزون ہوئے تو کسی نے یا شیطان نے ان کی تسلی کے لئے ان کا نقش بنا کر دیا اور گزشت زمان کے بعد کسی نے ان سے کہا کہ آپ کے آباؤ اجداد تو انہی کی پرستش کرتے تھے یہاں سے بت پرستی شروع ہوئی۔

۲۔انسان میں جہاں دین کی طرف رغبت سے آرام طلبی اور پرستش قوت مافوق پائی جاتی ہے وہاں انسان ہر قسم کے اوامر و نواہی اور تکالیف شرعی سے آزادی چاہتا ہے چنانچہ مسلمان و موحد معاشروں میں بت پرستی کا رواج تکالیف شرعی سے فرار کے نتیجے میں فروغ دیا جاتا ہے۔ایرانیوں، مانیوں، مزدکیوں، اسماعیلیوں، آغا خانیوں اور قادیانیوں نے احکام شرعیہ کو معطل و ملغی کر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا' بلکہ انہوں نے تمام محرمات شرعی اور فواحش کو خود تیار کر کے پیش کیا ہے وہ تکالیف شرعی سے آزادی کیلئے بت پرستی کرتے ہیں، چنانچہ آغا خانی اس پرستش کے بعد ہر قسم کی تکالیف شرعی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

۳۔ایران میں فرقہ بہائی اور یہاں قادیانیوں، آغا خانیوں، سیکولروں اور این جی اوز کی طرف سے جنسیات کی شہوتوں کو پورا کرنے کی وجہ سے مسلمان دین سے آزاد ہوتے جار ہے ہیں ،لیکن اپنے اندر موجود ضمیر کی تشنگی کو بت پرستی وغیرہ سے پر کرتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک ایک دفعہ مزار و زیارت پر حاضر ہونے کے بعد ان کے لیے توبہ کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے اور سب گناہ دھل جاتے ہیں۔

۴۔کفار سفر و جنگ کے موقع پر کہ فلاں جگہ کا سفر کروں یا نہ کروں یا اس وقت جنگ لڑوں یا نہ لڑوں یا فلاں سے انتقام لوں یا نہ لوں وہ ایسے مواقع پر تبوک کی طرف رجوع کرتے ہیں نقل ہے کہ امراؤالقیس نے اپنے باپ کے قاتل سے انتقام لینے کے لیے کسی بت کی طرف رجوع کیا چنانچہ تین

دفعہ ایسا نہ کرنے کی فال نکلی تو اس کو بت پر غصہ آیا اس نے بت سے کہا اگر تمہارے باپ کو کوئی قتل کرتا تو کیا تم اس پر اتنا صبر کرتے۔

۵۔نسب کے تعین کیلئے کہ فلاں کا نسب صحیح ہے یا نہیں بتوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا ،جاہلیت میں دس قسم کے نکاح چلتے تھے بہت سوں کے باپ مجہول ہوتے تھے۔یہاں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ دور جاہلیت میں تو نسب کی اہمیت تھی لیکن اس ترقی یافتہ دور میں بے نسبوں کی کفالت کو باعث افتخار سمجھتا ہے۔

۶۔ذبائح کیلئے ،عصر حاضر میں مزارات پر ذبح ہونے والے اسی جیسے ہیں۔

توسل:۔

عقائد وہابیت کی رد میں لکھنے والوں کا کہنا ہے وہ توسل کو نہیں مانتے ہیں۔کیا آپ نے دلائل عقلی اور آیات محکمات وبینات سے توسل کو ثابت کیا کہ توسل ضروری اور ناگزیر ہے؟؟ آیات محکمات توسل کو رد کرتی ہیں،متوسلین آیات متشابہات سے توسل ثابت کرتے ہیں، پھر متوسلین کہتے ہیں ہم جن سے متوسل ہوتے ہیں خود ان سے نہیں مانگتے بلکہ ان کے واسطے سے اللہ سے مانگتے ہیں، آپ سے سوال ہے کہ اللہ آپ سے قریب ہے یا آپ کے وسیلے جن سے آپ متوسل ہیں؟؟ وہ کہاں ہیں؟ پتہ نہیں لیکن اللہ فرماتے ہیں کہ ’’ہم تمھاری شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں‘‘۔اس سلسلہ میں ان سے چند سوال کر سکتے ہیں:

۱۔مشرکین جو بتوں کو اللہ کے حضور میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ان کے توسط سے اللہ سے قریب ہوتے ہیں آپ کے توسل اور مشرکین کے توسل میں کیا فرق ہے؟۔

۲۔توسل وتوسط دوری کا واسطہ ہے لیکن یہ قرب اللہ میں حائل ہے،اللہ فرماتا ہے ہم قریب

ہیں واسطہ نہ بناؤ۔

۳۔آپ نے کہا ہے ہم ان سے نہیں مانگتے آپ کو تجویز دیتے ہیں کبھی کبھار ان وہابیوں کو ان مزارات میں بلاؤ ان کو دکھاؤ کہ یہ لوگ اللہ سے مانگتے ہیں؟، حضرت عباس سے منسوب جھنڈا پکڑنے والوں سے پوچھیں کہ وہ اللہ سے مانگتے ہیں یا حضرت عباس سے مانگتے ہیں؟۔اگر ''آپ کے خیال میں'' کسی بدبخت دشمن اہلبیت نے مفاتیح کھول کر زیارت حضرت آپکو سنا دی تو آپ کو چھپنے کے لیے جگہ نہیں ملے گی۔

آپ نے کہا یہ ذوات اللہ کے نزدیک مقام ومنزلت رکھتی ہیں اللہ ان کی طلب کو مسترد نہیں کرتا ہے تو آپ سے سوال ہے اللہ اور عام انسانوں میں فرق کیا رہا ہے' یہ سفارش شقاوت وقساوت کی دلیل ہے۔

وہابی بھی بدعت گزاری اور اوثان پرستی میں دیگر فرقوں سے چنداں مختلف نہیں جتنے بھی فرقے وجود میں آئے ہیں وہ سب پیغمبرؐ کے بعد کئی صدیاں گزرنے کے بعد وجود میں آئے ہیں' خود وہابی اپنی جگہ بارہویں صدی کو وجود میں آیا ہے لہٰذا یہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ جدید بدعت ہے۔ وثن پرستی جس کا واضح معنی وسیلہ ذریعہ پر رکنا ہے شیعہ اور بریلوی وغیرہ ان سے دنیا مانگتے ہیں وہابی دوسری تیسری صدی کے علماء کو حجت مانتے ہیں، ان سے منسوب اقوال واحکامات کے لکیر کے فقیر ہیں۔ یہ سب اسلام عزیز پر پیوند ہیں چونکہ وہ یہود مجوس ونصرانیت اور ربابیت وخرمیت وبرہمیت کے نام سے اپنی شرکیات نہیں پھیلا سکتے تھے، وہ اسلام میں بدعتوں سے مسلمانوں کو نجات دلانے کے نام سے وجود میں آئے ہیں ہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کرتے۔جس وقت محمد بن عبدالوہاب نے شرکیات وبدعیات کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا اس وقت عالم اسلام بدعتوں کا گڑھ بن چکا تھا

ہر گلی وکوچہ میں بت خانے بنے ہوئے تھے، بلاد مسلمین بلاد مشرکین کی مانند ہو چکے تھے۔انھوں نے تکرار سے کہا ہے اساس اسلام قرآن وسنت ہے لیکن میدان عمل میں قرآن وسنت محمدؐ کی جگہ سنت احمد بن حنبل وابن تیمیہ جاگزین کی ہے۔

کہتے ہیں وہابی انبیاء والیاء کی تعظیم کو حرام سمجھتے ہیں۔قرآن میں یہودیت کے نژاد ہونا کوئی برا نہیں کیونکہ یہودیت کا سلسلۂ نسب حضرت یعقوب کو جاتا ہے، کثیر انبیاء الٰہی موسیٰ، عیسیٰ، ہارون، سلیمان اور داوٗد اسی نژاد سے پھیلے ہیں تو ان کی نژاد نژاد خبیثہ پست والی نژاد نہیں بلکہ یہ آیات ﴿وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ﴾ کے خلاف ہے۔یہودیت دنیا کے سامنے منفور ومغضوب قرار پانے کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا جب انھوں نے حضرت مسیح کی حیات میں اور ان کے بعد ان کے دین کے ساتھ عداوت ودشمنی برتی اور خاص کر دین اسلام سے مقابلہ کے لئے کمر بستہ ہوئے، اسلئے قرآن نے ان کو اسلام کا دشمن قرار دیا ہے۔

قرآن اور سنت قطعیہ محمدؐ سے ہٹ کر اصحاب تابعین کے بعد اسلاف کی اتباع پیروی کرنے میں شیعہ، بریلوی دیوبندی اور وہابی سب ہم ہدف ہم عزم ہیں۔عملی میدان میں وہ قرآن کریم کو جو کہ اس الاساس اسلام ہے اس پر بہت سی افتراء باندھ کر حجت سے گرا کر اپنے من پسندوں کے قول کو حجت بنانے میں اکڑے ہیں انہوں نے اصحاب کی سنت کو حجت بنا کر پورے دین کو اس پر چڑھایا ہے۔عبدالوہاب دنیا میں اٹھنے والے دیگر مصلحین جیسے تھے عالم اسلام میں جتنے مصلحین اٹھے ہیں انہوں نے ایک ہاتھ میں خیر واصلاح اور دوسرے ہاتھ میں کفر والحاد، اسلام مخالف چیزیں اٹھائیں۔ اسلام کو ناقص ولنگڑا، دم بریدہ وسر بریدہ اٹھایا ہے، اگرچہ کچھ چیزیں اسلام سے لی ہیں مگر بہت سی باطل سے اٹھائیں، جس طرح شیعوں نے ایک طرف اہل بیت کو اٹھایا دوسرے ہاتھ میں شرک

خالص کو توسل کے نام سے اٹھایا۔محمد بن عبدالوہاب بھی ایسے ہی تھے بدعت کے خلاف اٹھنے والے خود کمر سے نیچے تک دلدل بدعت میں پھنسے ہوئے تھے ان کی دعوت ان نکات پر مشتمل تھی۔قرآن برائے نام تھا، دین کا پورا ڈھانچہ احادیث ضعیفہ، مرسلات، مقطوعات اور اقوال سلف تھا۔

نبی کریمؐ کی سنت قولی کے بارے میں اس بات پر امت میں اتفاق ہے کہ آپؐ نے اپنی حیات میں اپنی سنت لکھنے سے سختی سے منع کیا تھا اس وجہ سے سنت پیغمبر کی تدوین ۱۳۵ھ میں منصور دوانیقی نے شروع کی ہے۔چنانچہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی نے کتاب الاقتراح فی علم اصول النحو ص۵۲ پر لکھا ہے فرمان رسول جو ہم تک پہنچا ہے اس کا لفظ جو آپ کی منہ سے نکلا ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے، اگر ہے تو چند کلمات قصار تک محدود ہے، باقی سب نقل بمعنی ہے لہٰذا ہر حدیث اپنی جگہ نقص و کمی و اضافہ کا خدشہ رکھتی ہے، اس خدشے کے تحت علمائے نحو نے آپ سے مروی حدیث کو بطور شاہد نحوی پیش کرنے سے منع کیا ہے، جب نحو میں ایک اعراب لگانے یا نہ لگانے میں یہ حدیث کارآمد نہ ہو تو انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے کیسے قابل ہونگی؟۔

ان میں سب سے بڑی بدعت دین وشریعت کو سلف سے باندھنا ہے بلکہ ''ام البدعات'' ہے، انہوں نے غیر اللہ کے قول وفعل کو حجت گردانا ہے اگر وہ حضرت، ابو بکر و عمر و علی پر رکتے تب بھی یہ بدعت ہوتی، چنانچہ سورہ توبہ ۳۰،۳۱ نساء:۱۶۵، مائدہ ۱۱۶، میں عبادت واطاعت غیر اللہ سے منع فرمایا ہے۔یہ توحید والوہیت وربوبیت اللہ سے انکار کا تصور ہوگا۔آپ تابع امام حنبل ہیں اور امام حنبل کے نزدیک روایات ضعیفہ، اجماعات اہل مدینہ سب حجت ہیں۔احمد بن حنبل و دیگر چار ائمہ خود حجت نہیں چہ جائیکہ وہ دوسروں کو حجت گرداتے ہیں یہ حق ان کو کس نے دیا ہے؟۔

ضد قرآن ومحمدؐ احکامات ورسومات کا نفاذ شروع ہوگیا جو کہ عقل وقرآن سے سراسر متصادم

ہے۔دین قرآن اور حضرت محمدؐ کی سنت و سیرت عملی ہے اور کسی کا ''کان مایکون'' چاہے اہل بیت ہوں یا اصحاب ہوں یا سلف ہوں یا خلف، حجت نہیں ہے۔بت خانوں کو توڑنا عبدالوہاب کا اقدام جرأت مندانہ تھا، جب افغانستان میں طالبان نے مجسموں کو توڑا تو یہاں کے روشن خیال علماء نے ان کی مذمت کی جب کہ نبی کریمؐ کا بتوں کے خلاف حکمنامہ دیکھیں۔

اس فرقے کی ابتداوظہور میں عالم اسلام میں بہت شور شرابہ ہوا تھا، سیاسی و دینی شخصیات نے ان کو نقد کا نشانہ بنایا ہے۔محمد بن عبدالوہاب کے اپنے دعوی کے مطابق انہوں نے جو اصلاحات کا اعلان کیا تھا اس حوالے سے اس مذہب کو نقد کا نشانہ نہ بنایا گیا ہے۔

۲۔کسی کی نژاد چاہے جس مذہب و گروہ سے ہو چاہے وہ مسیحی، مجوس، صلیبی یا یہودی سے ہو جب وہ اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاتے ہیں تو اس کی تمام برائیاں دھل جاتی ہیں، اب انہیں صرف مسلمان کہتے ہیں، یہود نہیں۔چنانچہ بہت سے اصحاب یہودیت چھوڑ کر مسلمان ہوئے جیسے عبدالسلام بر جستہ اصحاب میں سے تھے البتہ ان میں خیانت کار و منافقین بھی تھے لیکن بہت سے یہود سے مسلمان ہوئے، بہت سے یہودی فارس نژاد بھی تھے، بہت سے علماء اور یاران اسلام مجوسی تھے سلمان فارسی مجوسی تھے۔

۳۔سعود نے محمد بن عبدالوہاب کا ساتھ دیا ہے یا ان کی طرف گرائش رکھتے تھے یا محمد بن عبد الوہاب کی دعوت ان کے دل میں لگی ہے یا اس نے اپنے اقتدار کی خاطر ان کا ساتھ دیا، تینوں صورتوں میں انھوں نے محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات کو اٹھایا ہے اگر وہ ساتھ نہ دیتے تو ان تعلیمات کو فروغ نہ ملتا۔اگر محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات کو فروغ ملا ہے تو ان کی حکومت کی وجہ سے ملا ہے۔

۴۔اگر آپ کو محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات بری لگتی ہیں تو ان تعلیمات کو قرآن سے رد

کریں، آل سعود نے محمد بن عبدالوہاب کونہیں اٹھایا بلکہ محمد بن عبدالوہاب نے آل سعود کو اٹھایا ہے، یعنی انھوں نے جو توحید کی بات کی ہے کیا وہ سب غلط ہے؟، انہوں نے جتنی قرآن کی بات کی ہے کیا وہ سب غلط ہے؟ کیا حجاج کرام اور عمرہ پر آنے والوں کیلئے وہ جو بھی نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔

۵۔آل سعود پر ایک تنقید یہ کی جاتی ہے کہ یہ حکومت شاہی خاندان کے اندر محدود ہے یہ ان کے مذموم اعمال میں سے ہے یہ جمہوریت کے خلاف ہے اگر یہ جمہوریت پسندوں کے خلاف ہے اور اسلام کے خلاف نہیں تو اس حکومت میں کیا حرج ہے؟ اسلام کسی خاندان کو حق حکومت دیتا ہے نہ کسی خاندان سے حق حکومت کو چھینتا ہے بلکہ اسلام اسلام کو چاہتا ہے جو بھی مسلمان اس کو اٹھائے۔

محمد بن عبدالوہاب نے اپنے عقائد ونظریات کے نفاذ کے لئے سعود بن عبدالعزیز سے سمجھوتہ کیا ہے، وہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعاون کی درخواست ہے۔ محمد بن عبدالوہاب نے اس معاملے میں تعاون کی درخواست کی اور سعود نے اپنے اقتدار کی تائید اور تعاون میں محمد بن عبدالوہاب سے تعاون کیا، دونوں کے درمیان طے پانے والی شرائط پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ان کے عقائد وافکار آج دنیا کے بہت سے حصوں میں نافذ ہیں۔ ان کا یہ عمل قرآن وسنت کے خلاف تو نہیں ہے اس کے علاوہ مسلمین شیعہ وسنی دور بنی امیہ سے لے کر الی یومنا ھذا ان میں کوئی بھی نظر نہیں آیا ہے جس نے حکومت وقت سے تعاون وسمجھوتہ نہ کیا ہو۔ کیا شیعوں کے بڑے بڑے جید وممتاز علماء نے اپنے دور کے مایہ ناز علماء نے آل بویہ سے تعاون نہیں کیا ہے؟۔ ان کے بعد مغل حکومت میں نصیر الدین طوسی اور علماء حلہ کا کردار تاریخ میں ثبت ہے۔ محقق کرکی وعلامہ مجلسی اور صفویوں کا گٹھ جوڑ تاریخ میں ثبت ہے یہ سب شور شرابہ ہاتھ پیر مارنا ضرب المثل میں آیا ہے، ((بانگ تجر بائی لا

تجر)) دونوں طرف سے مسلمانوں کی آنکھ چرانے، دھوکہ، حیلہ، کردار سحری ہے دونوں فریق "نعل بنعل ہو بہو" ایک جیسے ہیں۔

۶۔ کہتے ہیں شاہی خاندان نے بہت دولت بنائی اور اسکے شہزادے شراب پیتے ہیں، یہ جام غضب صرف آل سعود پر کیوں ہے؟ دیکھیں ایران میں صفویوں کے شاہی خاندان نے کتنے سال حکومت چلائی ہے کیا صفویوں نے دولت نہیں بنائی؟، کیا وہ شراب نہیں پیتے تھے؟۔آپ کیوں ان پر حلیہ انبیاء پہناتے ہیں کیوں انھیں اولیاء کی عبائیں پہناتے ہیں؟ کیا قاچاریوں نے حکومت نہیں کی؟ انھوں نے کتنے سال حکومت کی ہے۔کیا رضا پہلوی خاندان نے طویل حکومت نہیں کی ہے؟ آپ اتنی بدزبانی ان کے بارے میں کیوں نہیں کرتے ہیں؟ کیا پاکستان میں بھٹو خاندان نے حکومت نہیں کی ہے؟ بے نظیر اور زرداری نے جو دولت کمائی ہے اور شریف خاندان کا آف شور سرمایہ کیا کم ہے؟ حافظ الاسد خاندان نے شام میں کتنے سال حکومت چلائی ہے؟ کیا انہوں نے کمیونزم کا ساتھ نہیں دیا ہے؟ آپ کو اٹھانا ہے تو سب کو اٹھائیں۔آپ کا اصل منشور سے، قرآن اور محمدؐ سے گریز کرنا نورہ کشی ہے۔

لہٰذا شیعوں کا یہ کہنا وہابی دیگر فرقوں سے ہٹ کر ایک مذموم فرقہ ہے یہ ان کی اپنی نظر میں ہے یا وہابیوں کا ان دونوں کو مذموم قرار دینا آپس کی نورکشی ہے۔چنانچہ وہ جو کہ منصوصیت کے سرسخت مخالف رہے ۱۴۳۰ھ سے ۱۴۳۹ھ تک نظام منصوصیت پر چل رہے ہیں۔جبکہ شیعہ مدارس و حوزات جن میں صدیوں نص کا رٹا لگائے رکھا ہے خود دنیا جمہوریت کے خواہان کے ساتھ جمہوریت کی کرکٹ کھیل رہے ہیں۔قرآن کو پیچھے کرنے میں تینوں کا اتفاق ہے، لہٰذا ہم یہاں علماء شیعہ کا، بریلویوں کا وہابیوں پر نقد اور وہابیوں کا ان دونوں پر نقد کے بارے میں قضاوت کر کے وقت ضیاع نہیں کرتے۔

مُردوں سے خطاب:۔

کیا انسان مرنے کے بعد اس میں قوت سماعت باقی رہتی ہے؟ اکثر و بیشتر مسلمانوں کا عقیدہ ہے مردے اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں۔یہاں ایک خلط ہے یا مصادر بہ مطلوب ہے، حقیقت قطعی قرآن یہ ہے انسان کا مرنا مات وفات کلی نہیں ہے بلکہ روح اور جسم میں جدائی ہے اس میں مومن و منافق کافر و مشرک یکساں ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ جدائی کے بعد روح کہاں ہوتی ہے اور جسم کہاں ہوتا ہے؟ جسم تو معلوم ہے ہم دیکھتے ہیں ہم خود اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس کو لحد میں چھوڑ کر آتے ہیں، اس میں کسی قسم کے آثار حیات نہیں پاتے ہیں۔اور روح کے بارے میں واضح آیت ہے سورہ مومنون آیت ۱۰۰ کے تحت عالم برزخ میں ہی ہوتی ہے جو کہ دنیا و آخرت کے درمیان واقع ہے، دنیا والوں کی وہاں رسائی نہیں ہے، ان کو لاحق پریشانیاں دکھ درد کی شکایات ہم تک نہیں پہنچتے، ہمارا رونا پیٹنا ان تک نہیں پہنچتا ہے، ہم اسے درک نہیں کر پاتے۔اس حوالے سے ایک حدیث عبد اللہ بن عمر، ام المومنین حضرت عائشہ اور انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں، کتاب تاویل المختلف الحدیث تالیف محمد بن مسلم بن قتیبہ ص ۶ ۲۴۴ پر آیا ہے بخاری نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے نبی کریمؐ فتح بدر کے بعد ایک گڑھے کے دہانے پر کھڑے ہوئے جہاں مشرکین کے مردے جمع کئے ہوئے تھے۔آپ نے ان سے خطاب کیا یا شیبہ بن ربیعہ یا فلاں یا فلاں ''ھل وجدتم ماوعدکم ربکم حقا'' اللہ نے جو تمہیں وعدہ دیا تھا وہ تم لوگوں کو مل گیا ہے اور اللہ نے جس چیز کا ہمیں وعدہ دیا تھا وہ ہمیں مل گیا ہے۔کسی نے پیغمبرؐ سے پوچھا کیا یہ لوگ سنتے ہیں تو پیغمبرؐ نے فرمایا میری جان جس کے قبضے میں ہے یہ لوگ سنتے ہیں' جس طرح آپ سنتے ہیں۔یہ حدیث جہاں حواس خمسہ اور وجدان کے خلاف ہے وہاں چندیں آیات محکمات اور بعض دیگر احادیث سے بھی متصادم و متعارض ہے۔وہ یہ آیات ہے

یونس:۴۲،نمل:۸۰،روم:۵۲،زخرف:۴۰،حدیث جب آیات قرآن سے ٹکرائے تو اس کی حجیت گر جاتی ہے،یہ حدیث بھی مردہ پرستوں نے قرآن کریم کے مقابل کھڑا کی ہے،تا کہ توحید اور معاد کو گرا دیں۔توحید کو توسل سے مارا ہے،نبوت و رسالت ائمہ و اصحاب سے مارا ہے،ایمان بروز آخرت ،عقیدہ تناسخ اور معاد،قصہ کہانیاں خوابوں سے مارا ہے۔یہ روایات قرآن کریم کی سورہ فاطر آیت ۲۲ سورہ نمل کی آیت ۸۰ کے خلاف ہے جن میں آیا ہے کہ''آپ مُردوں کو بہروں کو نہیں سُنا سکتے''بعض نے ان آیات سے استدلال کیا ہے سورہ غافر آیت:۴۶،آل عمران آیت ۱۶۰ سے ۱۷۵ تک میں آیا ہے کہ مردہ مرنے کے بعد عالم برزخ میں ہوتا ہے،عالم برزخ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان والے عالم میں ہوتا ہے۔ان آیات میں یہ چیز نہیں کہ یہ مردہ جسم سنتا ہے بلکہ یہ آیت بتاتی ہے انسان عالم برزخ میں زندہ ہے نہ کہ اس قبر میں زندہ ہے اور عالم برزخ دنیا کے بعد میں آتا ہے۔قرآن نے عام انسانوں سے خطاب کیا ہے یہ صرف عقلا،فلاسفہ،عرفاء،عقل الیکٹرونک والوں سے خطاب نہیں کہ وہ باریک بینی نکالیں،مفروضات نکالیں،آیت میں پیغمبرؐ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں۔لہٰذا واضح ہے برزخ اور قبر دو الگ الگ چیزیں ہیں۔قبر میں جسم خاکی ہوتا ہے جو چند ہفتے،مہینے،سال کے بعد مٹی ہوجاتا ہے۔

۱۔قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۲۔فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔موسوعة الادیان(لمیسرة) دار النفائس ۴۔دمعة علی التوحید ناشر المنتدی الاسلامی ۵۔آل سعود من این؟ و الی این؟

"حرف هاء"

۴۴۹۔ ہشامیہ:۔

ہشامیہ دو فرقوں کا نام ہے ایک ہشام بن حکم دوسرا ہشام بن سالم جوالیقی دونوں ہم فکرو ہم عقیدہ تھے دونوں اللہ کی تشبیہ کے قائل تھے۔

ہشام بن حکم بغدادی کندی مولا بنی شیبان تھا کوفہ میں نشوونما ہوئی پھر بغداد منتقل ہوا۔ اسے ابو محمد ابو حکم بھی کہتے ہیں وہ مدینہ میں آمدورفت رکھتا تھا۔ امام جعفر صادق کے پاس بھی آیا کرتا تھا۔ ہشام اپنے دور کا سب سے بڑا متکلم تھا اس کے یحیٰ بن خالد برمکی سے تعلقات تھے۔ یحیٰ بن برمکی ان کے لئے مناظرہ ومجادلہ کرنے کی مجالس کا اہتمام کرتے تھے۔ وہ برامکہ کے زوال ونابودی کے بعد روپوش ہوگیا اور اس روپوشی کی حالت میں مرا، اس نے امامت کی تحریک چلائی، مناظرات کئے، اس نے ہشام جوالقی المعروف شیطان طاق کے خلاف بھی کتاب لکھی ہے۔ ہذیل علاف کے خلاف بھی کتاب لکھی ہے، خیاط نے کہا ہے اس نے نظریہ تجسیم اللہ اٹھایا ہے قدیم مؤرخین فکر اسلامی شیعہ وسنی ومعتزلہ سب نے کہا ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کے لئے جسم ثابت کیا ہے۔

اتباع ہشام بن حکم کرنے والوں کو ہشامیہ کہتے ہیں ان کو حکمیہ بھی کہتے ہیں وہ اللہ کی جسمانیت کے قائل تھے۔

ہشام اور ابی ہذیل معتزلی کے درمیان تشبیہ کے بارے میں کثیر بحث ومجادلہ ہوا ہے نیز علم کے بارے میں ابن راوندی نے ہشام سے نقل کیا ہے ہشام نے کہا کہ معبود اور اجسام میں تشابہ پایا جاتا ہے اگر یہ تشابہ نہ ہوتا تو اللہ کی معرفت نہ ہوتی۔ کعبی نے ہشام سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا جسم ہے اسکا اندازہ بھی ہوتا ہے لیکن وہ کسی مخلوق سے تشابہ نہیں ہوتا ہے۔ اس نے کہا اللہ ان کے سات ہاتھ

کے برابر ہے اللہ ایک خاص مکان اور خاص جگہ میں ہے وہ حرکت کرتا ہے اللہ کی ذات محدود ہے لیکن قدرت غیر محدود ہے ابو عیسیٰ وراق نے ہشام سے نقل کیا ہے اللہ کا جسم عرش سے ملا ہوا ہے، اللہ کے لیے روئے زمین وعرش دونوں برابر ہیں۔ ہشام نے علی کے بارے میں غلو کرتے ہوئے کہا کہ علی وہی اللہ ہے جس کی اطاعت واجب ہے۔ ہشام اور زرارہ ابن اعین دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ علم اور قدرت و حیات غرض تینوں اللہ کی تمام صفات زائد بر ذات ہیں۔ علم وقدرت بعد میں آئی ہیں پہلے اللہ ان صفات سے متصف نہیں تھا۔ (معجم فرق اسلامی ص ۲۶۰، ہشامیہ تفسیر والمفسرون ج ۴ص ۴۹)

ہشام بن سالم، عبداللہ بن جعفر افطح کی امامت کا قائل تھا عبداللہ افطح کے بعد امام موسیٰ کی طرف رجوع کیا ہے۔ محمد بن نعمان بن ابی جعفر احول بھی ہشام ہم عقیدہ تھا دونوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا علم بعد میں آیا ہے اللہ نور ہے۔

(قاموس ادیان ص ۲۱۶) معتزلہ کا ایک فرقہ ہے جو ہشام بن عمرو الغوطی سے منسوب ہے ان کے عقائد یہ ہیں:

۱۔ اللہ مومنین کے دلوں کو ایک دوسرے سے جوڑتے نہیں ہیں بلکہ لوگ خود ایک دوسرے کی تالیف کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن کی سورہ انفال آیت ۶۳ سے متصادم ہے۔

۲۔ اللہ دلوں میں محبت نہیں ڈالتا بلکہ لوگ خود محبت کرتے ہیں سورہ حجرات آیت ۷ سے متصادم ہے۔

۱۔ قاموس المذاهب و الادیان ،اعداد حسین علی حمد ۲۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔ فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف

يحيى الامين ٤ ـ الملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى
٥ ـ الموسوعة المفصله تاليف حسن عبد الحفيظ ابو الخير

"حرف یاء"

۲۵۰۔ یاشوطیہ:۔

یاشوطیہ نصیریوں سے کٹا ہوا ایک فرقہ ہے۔(مذاہب الاسلامین ج ۲ ص ۴۹۶)

فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۵۱۔ یحیائیہ:۔

یہ خوارج کا ایک فرقہ ہے۔ یحییٰ ابن احزم کے پیروکار تھے۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۹)

۱۔فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۵۲۔ یحیویہ:۔

یہ یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن علی برادر موسیٰ ابن عبد اللہ کے پیروکار تھے۔اسے ہارون الرشید نے قتل کیا۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۹)

۱۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دكتر محمد جواد مشكور

۲۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیةتصنیف الدكتورشوقی ابوخلیل

۲۵۳۔ یحیویہ:۔

پیروان یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کو کہتے ہیں اپنے باپ کے قتل کے بعد خراسان گیا۔وہاں ایک جگہ پر حکومت قائم کی لیکن فضل بن یحییٰ برمکی کی کوششوں سے وہ حکومت سے دست بردار ہو گئے ہارون رشید سے صلح پر راضی ہو گئے وہ بغداد میں گیا،دوبارہ زندان گیا پھر رہائی ملی۔

۱۔اطلس الفرق و المذاهب الاسلامیۃتصنیف الدکتورشوقی ابوخلیل
۲۔فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۵۴۔یزیدیہ:۔

یزیدیہ ان کوعبد شیطان بھی کہتے ہیں یزیدیوں کا اعتقاد ہے ہم ابلیس کوسجدہ کریں کیونکہ اس نے آدم کوسجدہ نہیں کیا ہے اسی لیے ان کوعبد شیطان بھی کہتے ہیں۔یہ منسوب ہے شیخ عدی بن مسافر مروائی متوفی ۵۵۷ھ مدفون شیخیان۔اس کے بارے میں عبدالقادر جیلانی لکھتے ہیں اگر نبوت جہادو مجاھدت نفس سے ملتی تو یہ عدی بن مسافر کوملنی چاہیے تھی۔وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا آخر میں وہ عراق کے شہر موصل میں ساکن ہوا۔ابن خلکان نے لکھا ہے بہت سے لوگ اس کے پیرو کار بنے،اب یہ لوگ اس کی قبر کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔فرقہ یزیدیہ کے بارے میں اقوال مختلف ہیں۔بعض کا کہنا ہے یزیدیہ یزدان سے بنا ہے یزدان فارسی میں اللہ کو کہتے ہے بعض نے کہا کہ یہ یزید بن جعفی سے منسوب ہے بعض نے کہا یہ یزید بن معاویہ سے منسوب ہے اوراس کو اللہ سمجھتے ہیں۔ان کا کہنا ہے معاویہ رسول اللہ کی سرتراشی کرتے تھے تو پیغمبرؐ کو زخم آیا تو خون نکلا،معاویہ نے اس خون کو پیا تو پیغمبرؐ نے فرمایا تم نے یہ کام غلط کیا ہے،تم سے ایک امت نکلے گی جو میری امت سے لڑے گی۔ان کے عقائد بہت عجیب ہیں وہ بہت سے فاسد عقائد کے حامل ہیں یہ تناسخ وحلول کے قائل ہیں اور خس وخشاک کھاتے ہیں۔

کتاب قاموس ادیان ص ۲۲۰ پر آیا ہے یزیدیہ منسوب ہے بہ یزید بن انیسیہ سے،وہ فرقہ اباضیہ خارجی سے تعلق رکھتا تھا اس کا عقیدہ تھا اللہ عجم سے ایک رسول مبعوث کرے گا جو شریعت محمدؐ کو منسوخ کرے گا۔بعض نے کہا ہے یہ یزید بن معاویہ سے منسوب ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ امیر ابن

ابراہیم بن حرب بن خالد بن یزید نہر زاب میں بنی عباس سے شکست کھانے کے بعد شمال عراق فرار ہوا وہاں سے شام گیا، اپنے موالیوں کو جمع کیا اور دعویٰ کیا یزید خلافت اسلامی کا حقدار تھا وہ سفیانی ہے جس کے بارے میں پیغمبرؐ نے فرمایا ہے وہ سفیان آئیں گے وہی یزید ہے واپس آئیں گے۔

١ ـفرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ٢ ـالموسوعة الميسرة فى الاديان و المذاهب،تاليف مانع بن حماد الجهنى ٣ ـفرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

٤ ـقاموس المذاهب و الاديان ،اعداد حسين على حمد ٥ ـاطلس الفرق و المذاهب الاسلامية تصنيف الدكتور شوقى ابو خليل ٦ ـموسوعة الاديان(لميسرة) دار النفائس

٧ ـالملل و النحل تاليف الامام فتح محمد بن عبد الكريم الشهرستانى

۲۵۵ـیعفوریہ:۔

یہ منسوب ہے یعفور خزار سے، یہ امام صادق کے اصحاب میں سے تھا ے ۔ونس بن یعقوب ان سے روایت نقل کرتے تھے۔(معجم فرق اسلام ص ۲۷۳)

معجم فرق اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۵۶ـیعقوبیہ:۔

یہ تناسخ کے قائل ہیں۔ یہ محمد ابن یعقوب کے پیرو کار ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ علی بادلوں میں

ہیں ۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۴۹)

فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور

فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۵۷۔یعقوبیہ:۔

یہ خوارج سے تعلق رکھتے تھے منسوب بہ یعقوب بن علی کرخی ہے(معجم فرق اسلامی ص ۲۷۴)

۱۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۔معجم فرق اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۵۸۔یعقوبیہ:۔

فرقہ زیدیہ منسوب ہے یعقوب بن علی کوفی سے، یہ لوگ حضرت ابوبکر وعمر سے محبت رکھتے ہیں لیکن ان سے برأت چاہنے والوں سے برأت نہیں چاہتے ۔ان کا اس بات پر اتفاق ہے حضرت علی افضل ہیں ابوبکر وعمر سے، یہ نہ ان کو فاسق کہتے ہیں نہ کافر کہتے ہیں یہ لوگ منکر رجعت ہیں ۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۷۴)

۱۔فرهنك فرق اسلامى مولف دكتر محمد جواد مشكور ۲۔فرهنگنامه فرقه هاى اسلامى تاليف شريف يحيى الامين ۳۔كتاب المقالات والفرق تاليف سعد بن عبد الله ابى خلف الاشعرى القمى ٤۔معجم فرق اسلامى تاليف شريف يحيى الامين

۲۵۹۔ یمانیہ:۔

غلات کا ایک فرقہ ہے منسوب ہے یمان بن زیاد سے جن کا عقیدہ ہے ہر چیز فنا ہو گی مگر اللہ باقی رہے گا۔وہ منکر قیامت ہیں،ان کے نزدیک مردار کھانا شراب پینا حلال ہے۔

۱۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۶۰۔ یمانیہ:۔

یہ محمد ابن یمانی کوفی کے پیروکار ہیں۔یہ بھی زیدیہ سے ہیں۔(فرہنگ فرق اسلامیہ ص ۴۷۸)

یمانیہ کا ایک فرقہ مشبہ ہے جو اللہ کو انسان سے تشبیہ دیتا ہے،اللہ انسان کی شکل میں ہے، بعض یمان بن رباب سے اللہ کو تشبیہ دیتے ہیں۔اسی طرح کہتے ہیں مردار اور شراب بعض لوگوں کا نام ہے اللہ انھیں نہیں چاہتا،یہاں ان کی مراد ابا بکر وعمر وعثان ہیں (معجم فرق ص ۲۷۴)

۱۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۔فرهنگنامه فرقه های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۶۱۔ یونسیہ:۔

غلات مشبہ یہ پیروان یونس بن عبدالرحمٰن قمی،آل یقطین کے موالی تھے ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔وہ امام موسیٰ بن جعفر کی وفات کا قائل تھا۔یونس اللہ کی تشبیہ میں افراط کرتا تھا کہتا تھا کہ اللہ کو ملائکہ اٹھاتے ہیں۔(معجم فرق اسلامی ص ۲۷۵)

۱۔معجم فرق اسلامی تالیف شریف یحیی الامین ۲۔ فرهنك فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور ۳۔الملل و النحل تالیف الامام فتح محمد بن عبد

الکریم الشہرستانی

۲۶۲۔ یونسہ:۔

یہ مرجئہ کا ایک فرقہ ہے یہ پیروان یونس سمری ہیں ان کا کہنا ہے معرفت اللہ خضوع وانکساری اور اللہ کے لئے محبت کا نام ہے۔

۱۔فرہنگنامہ فرقہ های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

۲۶۳۔ یونسیہ:۔

یہ بھی فرقہ مرجئہ سے تعلق رکھتے تھے یہ یونس بن عون عمرو نمیری کے پیروان کو کہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ایمان دل اور زبان دونوں میں ہوتا ہے۔

۱۔فرہنگنامہ فرقہ های اسلامی تالیف شریف یحیی الامین

۲۔ فرهنگ فرق اسلامی مولف دکتر محمد جواد مشکور

اختتامیہ:

قرآن کریم میں آغاز عمل اور اختتام عمل دونوں میں **"الحمد لله رب العالمین"** پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے لیکن قرآن سے چڑ رکھنے والوں نے ان دونوں کیلئے کوئی اور کلمہ جعل کیا ہے، الحمدللہ، اللہ نے ہمیں قرآن کو اٹھانے کے حکم کے ساتھ عمل کی توفیق بھی عطاء کی ہے **"الحمد لله علی ما او لا نا الحمد لله علی ما اسعد نا و ماوفقنا وسددناو ارشدنا و استقامتنا عند مزالق طرق و انجانا من هذه العوائق والعواطب"**

حمد وشکر و مدح وثناء اس اللہ رحمٰن ورحیم کیلئے سزاوار ہے جس نے نعمت عامہ کے ساتھ نعمت خاصہ سے بھی نوازا ہے، ایام ابتلاء میں رحمت کی بارش برسائی ہے۔ ایام خزاں وحصری کو ربیع و بہارستان بنایا ہے، گرداب طلاطم سے ساحل ہدایت پر لنگر انداز کیا ہے۔ مذاہب کے خارستان سے بغیر لباس پھاڑے زخم کھائے جان سالم گلستان کتابستان پہنچایا۔

شکر بے نہایت و بے حساب، عدد انفاس بشر و ذرات ریگستان و مجرات کے خالق کیلئے لائق وسزاوار ہے جس نے اس انسان کو جو مسائل و مصائب واحتقارات وتذلیلات وطعونات میں محصور و محبوس تھا اس کو یہ صفحات سودا فرق، پانچ سال کے عرصہ میں معاونین، اعزاء واحباب کی کوششوں سے ماہ جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ میں ترتیب و تنظیم دینے کی توفیق بخشی۔ عرصہ دس پندرہ سال مطالعہ کتب فرق اور تقابل فرق سے فرقوں کے بانیان اور ان کے اغراض و غایات، ارتباطات با ادیان باطلہ کی دخالت و کردار تک رسائی ہوئی۔ اللہ ہی نے یہ موضوع نقطہ وار قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق دی ہے ورنہ اس سمندر کی امواج میں غرق ہونے کا خطرہ تھا کہ نتیجہ الثانہ نکلے۔ الحمدللہ فضل و عنایت رحمٰن ورحیم ہے کہ طلاطم امواج سے عقیدہ سالم ساحل اسلام پر پہنچا، فرقوں کے عزائم ومنویات

سوء کے سفر نامہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں ۔سنت جاریہ مؤلفین رہی ہے کہ کتاب کے اختتام پر خلاصہ و نچوڑ کتاب کو پیش کرتے ہیں، کہیں کوئی ابہام واجمال رہ گیا ہو یا تفصیل طلب ہو تو اس کا ازالہ کریں ۔

فرق نویسوں کی خیانت قلمی :۔

فرق نویس بہت سی قلمی خیانتوں کے مرتکب ہوئے ہیں اس کی طرف اشارہ کرنا بھی اختتام میں ضروری ہے۔

۱۔فرق نویسوں نے اسباب ظہور فرق کو سنت اقوام گذشتہ قرار دے کر اس کو ناگزیر اور نا قابل انکار قرار دیا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔

۲۔فرق نویسوں کے مطابق ظہور فرق فہم کتاب و سنت میں اجتہاد سے ہوا لہذا مواخذہ درست نہیں ہے۔

۳۔فرق نویسوں نے ایک دوسرے پر شدومد سے حملہ کیا، اپنے فرقہ اور اس سے وابستہ چھتری نشینوں کا دفاع کیا یہ بھی خیانت قلمی ہے۔فرق نویسوں کے تمام مظاہر غیر جانب داری دکھانے کی کوشش کے باوجود فرق نویسوں سے جانب داری کے مظاہر سامنے آئے ہیں، چنانچہ کتاب فرق بین الفرق اور ملل ونحل نے شیعہ دشمنی میں اور معجم فرق اسلامیہ میں شناخت مذاہب حد سے زیادہ نظر آیا کہ دوسرے نے تقیہ وتوریہ اور جانب داری سے فرق ضالہ و ملاحدہ اسماعیلیوں ،علویوں اور آغا خانیوں سے دفاع کیا ہے۔

صاحب دراسات فی الفرق و المذاہب شیعہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ شیعہ گھرانے میں پیدا ہوئے اور شیعہ درسگاہوں میں پڑھا ہے،فرق نویسوں نے شیعوں کو ایک تقسیم کے تحت شیعہ معتدل اور شیعہ غالی قرار دیا ہے۔یہ تقسیم غلط در غلط ہے،شیعہ غالی ہی ہوتا ہے،وہ غیر غالی ہو ہی نہیں

سکتا ہے۔صاحب دراسات شیعہ کو دوسرے فرقوں کی بنسبت اسلام سے قریب سمجھ کر اس کے مدافع بنے ہیں، انہوں نے بہت سی بے بنیاد خرافات اور بے دلیل مراسم کو خود بھی انجام دیا ہے اور شیعہ مذہب سے بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔ہم نے شیعہ مذہب کے دفاع میں سیمینار قرآن رکھا کہ شیعہ قرآن کی تحریف کے قائل نہیں اور اس پر کتاب بھی پیش کی ہے،شیعی فکر کے دفاع میں کتابیں نشر کی ہیں، مذہب اہل بیت تالیف عبدالحسین شرف الدین عاملی، فلسفہ امامت،آغاز شیعیت باقر الصدر، حیات معصومین اور آسان عقائد نشر کی ہیں۔میں کسی بھی عالم اہل سنت سے متاثر ہوں اور نہ ان سے گہری دوستی قائم کی ہے۔

۴۔حکومت اور کالم نویسیان نے ملک میں جاری فساد دہشت گردی کا ذمہ دار فرقوں کو قرار دیکر سیکولروں اور حکومتی پالیسی کو تحفظ دیا ہے، نیز اسلام کو ضمنی طور پر بدنام کیا ہے یہ بھی ایک خیانت ہے۔

دہشت گردی وسیلۂ فرقہ سازی:۔

فرقے نہ تو نبی کریمؐ کی پیشگوئی سے بنے ہیں اور نہ فہم کتاب وسنت میں اختلاف سے بنے ہیں، بلکہ ادیان باطلہ کے اتحاد ثلاثی سے بنے ہیں۔قرآن کریم کی کثیر آیات میں،جبر،تشدد و کراہ کی نفی آئی ہے۔

۱۔﴿لا إِكْراهَ فِي الدِّينِ﴾ (البقره:۲۵۶)

۲۔﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ (الغاشيه: ۲۲)

۳۔﴿وَ ما عَلَيْنا إِلاَّ الْبَلاغُ الْمُبِينُ﴾ (يسين:۱۷)

جس قرآن نے کفر و الحاد و شرک اور بت پرستوں کو لاجواب و مبہوت کیا اور انہیں دلائل

ساطعہ قرآن کے سامنے خاضع کیا اور ہر قسم کے استبداد و اکراہ سے منع کیا ہے تو کیسے ممکن ہے مسلمان موحد اور قرآن و اسوۂ محمدؐ سے متمسک دہشت گرد ہوں۔ دہشت گردی دلائل کی بدیل کے طور پر فرقوں نے اپنائی ہے، فرقے اور دہشت گردی جڑواں آئے ہیں، جن کا آغاز منافق نشین شہروں بصرہ و کوفہ و خراسان پناہ گاہ یہود و مجوس و صلیب میں ہوا ہے۔ فرقے کی ماں باغیہ ہے نطفہ مشترکہ ثلاثیہ ہے۔ باپ مجہول والے مجرم ہی ہوتے ہیں، تاریخ مجرمین میں آیا ہے یہ لوگ اولاد باغیات سے نکلے ہیں۔ چنانچہ تاریخ کی اوراق گردی کرنے والے جانتے ہیں فرقوں میں عداوت و بغض اور ایک دوسرے سے نفرت و کراہت و جنگ و جدال لازم و ملزوم رہا ہے، اس وقت سے ابھی تک فرقوں میں یہ جنگ تنہا شیعہ سنی تک محدود نہیں بلکہ جنگ بین حنفی و شافعی و اجتہادی و اخباری و حدیثی و تقلیدی مسلسل رہی ہے۔ علاقائی حکومتوں نے ایک فرقے کی سرپرستی کی دوسرے کی پٹائی کی، کسی نے اکثریت کو گود میں لیکر اقلیت کو کچل دیا تو دوسرے نے اقلیت کو گود میں لیا، یہاں سے فرق کو تشتت گرائی پر دھکیل دیا تا کہ فرقوں میں اتحاد قائم نہ ہو اور فرقوں کا پھیلاؤ مثل بیکٹیریا بنے لہٰذا جب کثرت فرق کا ذکر آتا ہے تو شرم و حیاء سے سر نیچے ہوتا ہے، یہاں تک کہ سب کا کہنا ہے کہ فرقوں کا خاتمہ ناممکن ہوگیا ہے، سب اس سے مایوس ہوگئے ہیں۔ فرقے دین و ملت کے لئے ناسور ہیں۔ عمائدین فرق و احزاب یہ کہنے لگے ہیں کہ فرقوں کو جوں کے توں رکھ کر اتحاد قائم کریں، ملک سے دہشت گردی ختم کرنے کے خواب دیکھنے والوں کے خواب اضغاثِ احلام بن جائیں گے ان کی سمجھ میں آنا چاہئے کہ خار کاٹنے سے خار ختم نہیں ہوتے ہیں سبب کو چھوڑ کر مسوب ختم نہیں ہوسکتا، دین و ملت، ملک و وطن کے خیر خواہوں کو چاہئے کسی بھی فرقے کی طرف جھکاؤ و گرائش یا کم برائی کے نمبر دینے کی بجائے تمام فرقوں کو اسلام و مسلمین کے لئے ناسور سمجھیں۔ فرقوں کو ناپید و ختم کرنے کے لئے

آیات محکمات کا سپرے کریں، فرقے حدیث وفتویٰ سے پھیلتے ہیں آیات قرآن سے دبتے ہیں ڈرتے ہیں۔اگر فرقوں کو خاموش یا ختم کرنا چاہتے ہیں تو آیات قرآن کو اٹھائیں فہم قرآن اور نبی کریمؐ کی سنت عملی میں اختلاف سے فرقے وجود میں نہیں آئے ہیں، بلکہ اتحاد یہ ادیان باطلہ ہزیمت خوردہ کی طرف سے اسلام کی نیلامی کا اعلان ہے کہ عالم، جاہل، فاسق، فاجر، ملحد، بچے وعورت سب اسلام کو نوچنے، اسلام پے مارنے، اسلام کو کونے پے لگانے، اسلام کو داغدار بنانے، اسلام کو روکنے کے لئے جو بھی کارنامے کر سکتے ہیں کریں، اجرت ومزدوری ہم سے لے لیں، ان کی اجرت کا نام عالمی خیراتی ادارے ہیں اور بانٹنے والے این جی اوز ہیں۔اپنی عزیز قیمتی جان کو ملک کی دولت کو بیرونی ملک منتقل، کمپنیاں بنانے والوں کے لئے صرف نہ کریں، ہر ایک اپنی جگہ اسلام کا بدیل نامنظور کہیں۔

ہم نے حب مال، حب اقتدار اور شہرت نمائی کے ہر قسم کے مظاہرے سے گریز کیا ہے، قادخانوں کی مشترکہ کاوشوں سے بیس سال سے زائد عرصہ سے اولاد وعزیز واقرباء اور دوستوں نے ہمیں گمراہ اور خود کو ہدایت پر ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے، اگر مال جمع کروں تو میرے دشمن کھائیں گے۔میں نے لوگوں کی عداوت ونفرت مول لے کر زندگی گزاری ہے اور اسی حال میں رخصت ہونے کا خواہش مند اور آمادہ ہوں، میری طرز ادائیگی یا انتقاد شیعہ مذہب حقد انتقامی نہیں، بلکہ آیات قرآن سے لیا گیا عکس ہے، اس وقت میں تمام فرقوں کو بغیر کسی استثناء وزم گوشہ کے بہ اصطلاح قرآن کریم کے لشکر فیل اور بمطابق عرب لصیق سمجھتا ہوں، فرقوں کی ظاہر نمائیوں اور اندر کی خباثتوں سے اچھی طرح واقف وآگاہ ہو چکا ہوں۔فرق جو بھی ہوں ناسور اسلام ہیں چونکہ میں نے شیعت کو زیادہ پڑھا ہے اور شیعہ مظاہر کو خود دیکھا ہے خود بیان کئے ہیں لیکن یہ مذہب مثل خوارج سب

سے پہلے امت میں شگاف ڈالنے والا، تفرقہ ڈالنے والا، بغاوت کرنے والا اور فی زمانہ کفر والحاد سے زیادہ تعلق ووابستگی رکھنے والا ثابت ہوگیا ہے۔

۱۔شیعہ دشمن خلفاء ہے نہ سنی دوستدار خلفاء۔دونوں دوستدار۔۔۔۔ہیں:۔

جس طرح شیعہ دوستدار اہلبیت نہیں اس طرح سنی دشمن اہلبیت نہیں، اور نہ دوستدار خلفاء ہیں۔دونوں کسی اور کے دوست ہیں۔مظاہرہ ایسا کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک حق پر ہے تو دوسرا باطل پر، جبکہ دونوں ہی باطل پر متحد ہیں۔دونوں نے اپنے فرقے کو حق میں ثابت کرنے کیلئے رسولؐ اللہ پر افتراء باندھا ہے۔ایک نے توسل نام کے سے توحید پر میزائل مارا ہے، اسلام میں نظام قیصرو کسریٰ کیلئے جنگ لڑی ہے، دوسرے نے سنت رسولؐ اللہ کے نام سے قرآن کو گرنیڈ مارا ہے۔تاریخ اسلام میں جو جو جرائم ورذائل کی سپر میں زرہ پوش بنے ہیں ان کی جنایات تاریخ میں ثبت ہیں نا قابل محو ہیں انہیں سیدنا سے نوازا ہے، جو زیادہ بدنام تھے انہیں اکاذیب کی چادر چڑھائی ہے تاکہ کوئی ان کے جرائم کا متعرض نہ ہو۔دونوں نے ملک اسلام کو بیدخل، قرآن اور محمدؐ کو اندر بند کر کے اہلبیت اور اصحاب کو اٹھایا ہے، اللہ کی حجت کو کارزندان میں بند کیا ہے اور بے حجتوں کو حجت بنایا ہے، دونوں نے ملک کو سیکولرستان بنانے میں کوئی کسر وکوتا ہی نہیں چھوڑی ہے۔نام نہاد جماعات دینی عمر بھر سیکولروں کی ووٹ سازی میں عمر گزاری ہے اسلام ومسلمین کیلئے بے معنی شعار خلافت راشدہ، نظام امامت، اسلام جناح واقبال اٹھانے کے بعد اب لوگ ان کے نظام اسلام کے شعار کو سابقہ دور کے منافقین کے شعار جیسا سمجھنے میں تردد نہیں کرتے۔اصلاح نما جماعت اور ان کے سرکار سیکولروں کے ہوتے ہوئے پاکستان میں نظام اسلام قائم ہونا، غلاظت خانوں پر مسجد قائم کرنا یا آج کل کے این جی اوز کے ذریعے بلند قبہ ومینار کی مسجد ضرار کے قیام جیسا ہے۔ان کا اسلام مزاحم جدو جہد کا نامہ اعمال

جب آخرت میں ان کے وراظہرہ ہاتھ میں تھا میں گےتو کہیں گے (انشقاق: ۱۰-۱۲) ﴿یا لَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِیلًا﴾ (فرقان: ۲۷) ۔اندر سے بطور شعوری یا غیر شعوری اسلام کو روکنے کیلئے مسابقے میں ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ شیعہ دو ملکوں میں اکثریت ہوتے ہوئے نظام امامت نا قابل نفاذ ہونے کی وجہ سے قائم نہیں کئے بلکہ انہوں نے اپنی مطلقہ بائن کی طرف رجوع کیا۔سنی دنیا میں ایک حکومت اسلامی قائم نہیں کئے اور نہ کر سکیں گے کیونکہ امت کو صف واحدہ میں رکھنے والے کی جگہ امت کو متفرق ومنتشر کرنے والے کو حجت بنایا ہے ۔طول تاریخ میں حنفیین اور شافعین کی جنگ حنبلیوں اور مالکیوں کی جنگ ،اہل حدیث اور حنفیوں کی جنگ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے،شیعہ عراق وایران میں ایک مرجع پر متحد نہیں ۔اس کی تفصیل میں اس کتاب سے زیادہ ضخیم کتاب لکھ سکتا ہوں لیکن سر دست صرف موٹے موٹے نکات بطور اختصار پیش کئے ہیں ۔کثرت فرق سے شرم نہ کھانے والے بھی شرم کرتے ہوئے کہتے اور لکھتے ہیں کہ اصل میں مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہیں جو کہ سنی اور شیعہ ہیں ۔ان دونوں میں اختلاف صرف چند فرعی مسائل میں ہے ۔انہیں عالم دین ہوتے ہوئے بھی جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی، حالانکہ ان دونوں کے ہاں اللہ کی وحدانیت سے لیکر ایک منٹ پہلے یا بعد میں روزہ رکھنے اور کھولنے تک میں اختلاف ہے،اگر نہیں مانتے تو کتاب ''اختلاف ائمہ'' یحیی بن محمد شیبانی متوفی ۵۶۰ھ ملاحظہ کریں ۔اگر یہ بات فرقوں کے عمائدین اور عوام میں شہرت وعلم رکھنے والے کہیں تو عوام جن کا عقیدہ ہے ہم نے اللہ کو نہیں دیکھا ہے رسولؐ کو نہیں دیکھا ہے،ہم نے دین کو انہی سے لیا ہے،وہ کہیں گے علماء بھی جھوٹ بولتے ہیں بلکہ جھوٹ پر جھوٹ ضرب مکعب بولتے ہیں ۔

۱۔شیعہ امامیہ میں ملحدین ، ضالین اور عقائد فاسدہ رکھنے والے بھی شامل ہیں کہ جن کے

دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا بار بار اعلان کرنے کے باوجود علماء نے آغا خانیوں کی سرپرستی و مولائیت کو کل اساس دین قرار دیا، بلتستان کی درس گاہوں سے ''یا علی مدد'' نہ کہنے پر فدا علی کو نکال دیا گیا کیونکہ اساتید نے کہا اگر 'یا علی مدد' نہیں تو مذہب بھی نہیں۔ مسلمانوں میں جاری فساد کی برگشت قادخانیوں اوران کو جاتی ہے، پاراچنار، جھنگ و بھکر مرکز غلات مردہ ہیں، ہر آئے دن اہلبیت کے نام سے مذہب میں بدعت پر بدعت کا اضافہ کرتے جاتے ہیں۔قرآن کی جگہ حدیث کساء کو رواج دیا ہے، بعض منقبت اور امام غلات سرگودھا اور مالک عروۃ الوثقی دلائل میں قرآن کی جگہ اشعار علامہ اقبال پیش کرتے ہیں۔نمائندگان امام خمینی و رہبر معظم کی سرپرستی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ تشہداور رکوع وسجود میں شہادت ثالثہ اور امام معدوم کے ظہور کیلئے ''عجل اللہ فرجہ'' کو رواج دے رہے ہیں۔

۲۔سنی جو شیعوں کو علم پرست، گھوڑا پرست اور جھولا پرست ہونے اور بعض دیگر عقائد کیوجہ سے مشرکین کہتے ہیں، ان شیعوں سے اتحاد کو نا جائز کہنے والے خود ایک لاکھ سے زیادہ مزارات پر مشرکین جیسا سجدہ کرتے ہیں، مثل مشرکین حیوان ذبح کرتے ہیں۔حلول اللہ کو محمدؐ کی صورت میں تجلی گردانتے ہیں۔اہل سنت کی چھتری میں بریلوی و دیوبندی چکر چلانے والے ہمیشہ مزاروں پر حاضری دیتے ہیں۔

۳۔ابوبکر وعمر پر پورے عالم اسلام کے سنی متفق ہیں دنیا کیلئے ابوبکر اور عمر کے بارے میں کوئی دھند نہیں افریقہ، امریکہ، یورپ اور ایشیا سب ان کو مانتے ہیں جب ان پر سب کا اتفاق ہے توچہرۂ غیر واضح بلکہ کتب رجال میں مشکوک ومخدوش لوگوں کے نام سے اسلامی ملکوں کو کیوں تقسیم کیا ہے؟۔اب یہ ممکن نہیں کہ عالم اسلامی میں ایک اسلامی حکومت ان چاروں سے ہٹ کر قائم ہو یا ان

چاروں کے اتفاق سے قائم ہو۔ دنیا بھر کے مسلمان ایران اور سعودیہ کو اسلام کا نمونہ قرار دیتے تھے اب دونوں نے سیکولرزم کا اعلان کر کے مظاہر ضد اسلامی سے پابندی اٹھائی ہے۔ یہ دلیل ہے کہ یہ لوگ دوستداران ابو بکر و عمر و عثمان نہیں عراق و ایران والے دوستدار علی نہیں یہ سب دوستداران سیکولرین ہیں لہٰذا ان کے ماننے والے بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ یہ شیعہ و سنی دونوں حضرت ابلیس کے دوست ہیں، جس طرح اولاد مجہول النسب اپنے باپ کا نام لینے سے کتراتے ہیں یہ لوگ جن کے پیرو ہیں ان کا نام لینے سے کتراتے ہیں۔ نام کو چھپا کے رکھنے کیلئے ''مضاف، بداء مضالیف' استعمال کرتے ہیں، شیعہ میں مضاف اللہ نہیں اہل سنت مضاف اللہ نہیں، ان دونوں کو لینے والوں کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کس کے شیعہ یا کس کے سنی ہیں، انہیں ہدایت ہے کہ ان کا نام نہ لیں۔ اعتقاد میں اختلاف نہیں کہنے والے مستحبات و مکروہات، ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے اور افطار دیر سے کرنے پر بضد ہیں انہیں جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی، کہتے ہیں ہمارے درمیان اختلاف معمولی ہے۔ ایک عرصے تک صوبہ سرحد میں ایک دن پہلے روزہ رکھتے اور ایک دن پہلے کھولتے رہے ہیں یہ کس دلیل و منطق کے تحت ہے؟ صرف سعودیہ کی پیروی دکھاتے ہیں، یہ قرآن کریم کی اس آیت ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ (بقرہ۔۱۸۵) کو ٹھوکر مارنے اور ضد اسلام و ضد قرآن عمل انجام دینے کے برابر ہے۔ اسی طرح شیعہ ایک عرصے سے کراچی میں محفل مرتضیٰ، کونسل گری اور خانہ فرہنگ ایران کے حساب سے روزہ کھولتے رہے ہیں بتائیں انہوں نے یہ کس منطق سے کیا ہے؟ منطق صرف امت میں شگاف ڈالنا ہے گویا منشور خوارج ابی الخطاب اسدی پر عمل کرتے ہیں۔

۴۔ ۱۲ آئمہ اور یا علی پر اتفاق کرنے والے اصولی اور اخباری کے نام سے ملت کو ٹکڑے کئے ہوئے ہیں وہ کسی مسئلے پر متفق نہیں سوائے ضد اسلام و ضد مسلمین افکار و عقائد و اعمال کے وہ اپنے

مجتہد کے فتاویٰ کا احترام بھی نہیں کرتے۔امام خمینی کی شیعہ سنی اتفاق واتحاد کی دعوت کو خود ان کے دور میں ان کے فدائیوں نے ٹھکرایا شیعوں نے مسترد کیا بلکہ علماء وعمائدین نے بھی مسترد کیا۔پاکستان میں اختلاف شیعہ وسنی اپنے عروج پر پہنچایا گیا ہے، خامنہ ای کی اصلاح عزاداری کے فتویٰ کو انہی کے نمک خوار وکیلوں نے ان کے منہ پر مارا،حضرت علی اور اولادعلی نے اپنے بیٹوں کے نام ان تینوں خلفاء کے نام پر رکھے تھے۔

۵۔جب پاکستان میں اسلامی نظام کا اعلان ہوا تو کچھ نہ کچھ اسلام نافذ ہونا تھا اہل اسلام کو ترویج اسلام کیلئے موقع ملا تھا اس کو اسلام ضیاء الحق کہہ کر مسترد کیا،آپ نے ''اس کا اسلام کہہ کر'' مذاق اڑایا۔آپ نے اسلام نامنظور کا نعرہ بلند کیا،بعض نے اسے داڑھی والوں کا اسلام کہہ کر نامنظور کیا۔اسلام کے نام سے فقہ حنفی کو پیش کیا گیا،فقہ ائمہ عام طور پر احکام قرآن میں ترمیم جیسی ہے،لیکن فقہ حنفی میں ترامیم ضد اسلامی کی بو آتی ہے،دوسری طرف شیعوں نے فقہ جعفری کا مطالبہ کیا اور شریعت بل نامنظور کا نعرہ بلند کیا۔قرآن اور سنت پر مبنی نظام کی بات چلی تو کہا خالص قرآن نہیں بلکہ ہر فرقہ اپنی تفسیر کرے گا۔قائد تحریک جعفری نے حیدرآباد میں ایک مجلّے کو انٹرویو میں کہا ہم نفاذ اسلام کے داعی نہیں ہیں،ہم بحالی جمہوریت کے داعی ہیں،لیکن جمہوریت کی وضاحت نہیں کی کہ فرانس و سوئٹزرلینڈ کی جدید جمہوریت ہے یا اگر قدیم مراد ہے تو خوارج کی ہوسکتی ہے اور کہا کہ ہماری تمام کاوشیں ''یاعلی مدد'' کیلئے وقف ہیں،یہاں بھی واضح نہیں کیا کہ اس سے کون سے ''علی'' مراد ہیں،علی کے نام کے بہت افراد آئے ہیں لہٰذا علی نکرہ ہے۔اگر اس دنیا میں موجود ہے تو آغا خان مراد ہے۔ اگر اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں تو ان کے پاس یہاں آنے کا ویزا نہیں ہے کیونکہ وہاں یہاں کی سفارت نہیں،آپس میں تعلقات کشیدہ ہیں،''یاعلی مدد'' والے کبھی مسلمانوں کو متحد ہونے نہیں دیں

گے۔

۶۔ملک میں فقہ کے نام سے جاری کوئی بھی تحریک اسلام کی حامی نہیں ہے، حتیٰ نظام اسلامی والے پی پی کے اتحادی ہیں اسلامی نظام روکنے والا بجٹ انہی کو دیا جاتا ہے۔ایک کہتا ہے نظام خلافت چلائیں دوسرا نظام امامت کی بات کرتا ہے دونوں نعرے کھوکھلے اور بے معنی ہیں۔ہم اس ملک میں ثقافت اسلام کے فروغ کے حامی ہیں، ملک میں سیکولرزم نیچے سے اوپر تک حاکم ہے حتیٰ علما بھی اس کے حامی ہیں۔اسلام کو اٹھانا کسی کے بس میں نہیں رہا، یہاں اسلام کو روکنے کیلئے یکے بعد دیگر دستے قائم ہوئے ہیں۔

۱۔فرقے والے تمام شدومد سے اسلام کو روکتے ہیں۔

۲۔این جی اوز ان کے بعد کھڑی ہیں۔

۳۔ملک کی انتظامیہ اسلام روکنے کیلئے تلی ہوئی ہے۔

۴۔احزاب وقومیات ملک کو ٹکڑے کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

۵۔احزاب دینی اپنی تقرب جوئی سے سیکولرازم کے داعی ہیں۔

۶۔طلبہ تنظیمیں اور طلباء باہر کی شہریت اور اسکالرشپ کی خاطر اسلام سے نفاق رکھتے ہیں۔

۷۔گھر، خاندان، معاشرہ اور اہل خانہ کا دباؤ ہے۔اولاد خالص اسلام کو اٹھانے والے کو مجرم ومعیوب سمجھتے ہوئے غیر اعلانیہ برأت کرتی ہے، ایسی صورت تاریخ ادیان میں ہمیشہ سے رہی ہے۔نہیں دیکھا گیا ہے کہ اہل دین کیلئے کوئی ایسی رکاوٹ ومزاحمت نہ آئی ہو جو گذشتہ انبیاء کو نہیں آئی، لہٰذا قرآن میں گذشتہ اقوام کا اپنے انبیاء کے ساتھ سلوک کا ذکر اسی لئے لایا گیا ہے تاکہ یہ وارث انبیاء کہلانے والے ان کی تاٴسی کریں۔انسان کا حدود میں دین پر بطور کامل رہنے میں ابھی

تک کوئی پابندی نہیں آئی، خود انسان کی کمزوری ہوتی ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ خود دین پر قائم و پابند رہے یہی حکم قرآن وسنت ہے۔ ملک عزیز پاکستان میں یہ صورت حال ابھی تک نہیں آئی ہے کہ انسان خود کو دین پر قائم نہ رکھ سکے۔ قرآن وسنت اجازت نہیں دیتی کہ کوئی بے فائدہ حرکت کریں لیکن خود اپنی ذات کو اسلام کیلئے وقف کرنے سے روکنے کی ابھی تک نوبت نہیں آئی ہے۔

فرق واحزاب اسلام کو روکنے کیلئے بنے ہیں۔ جماعتی بنیادوں پر سیاست اس ملک کے اندر طوائف الملوکیت و نظام استبدادی ہے ملک امت کی بنیاد پر ہے۔ اس ملک کا استقلال پہلی ترجیح ہونا چاہیئے۔

ملک وملت کی ترقی وتمدن اور دین وشریعت کی راہ میں رکاوٹ ملک میں قائم فرق واحزاب اور سیکولر ہیں ان کی خرابی و برائی میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً رَجُلاً فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَ رَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ﴾ (زمر۔۲۹) جہاں ایک انسان متعدد افراد کی ملکیت میں ہو اور ہر مالک اپنے مقاصد اور اپنے مفاد میں اس کو کھینچتا ہو، احزاب وفرق اس جیسے ہیں ملک میں قائم ہر فرقہ اور ہر حزب اپنا راج چاہتا ہے اتحاد فرق ناممکن ومحال اور دھوکہ وفریب ہے۔ تاریخ بہترین درس عبرت ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں نے اس سے عبرت نہ لینے کا فیصلہ کیا ہوا ہے، شاید اس کے جواب میں کالم نگار بہت فلسفہ تراشیاں کریں۔ سیاستدان اکثر وبیشتر اس کا ذمہ دار مسلح افواج کا اقتدار پر قبضہ یا مسلسل شراکت اقتدار کو گردانتے ہیں جب کہ ملک کو لوٹنے اور ملک کی دولت کو دیگر ملکوں میں منتقل کرنے میں احزاب کا کردار اور کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، فرقے بیچارے ان احزاب کے صدقہ خوار ہیں، اگر کسی کو شک ہو تو دیکھے کہ آف شور اور اس پر تحقیق کرنے والے اداروں کی قضاوت

نے حقیقت تشت از بام کردی ہے۔کوئی فرد باقی نہیں بچتا ہے اور کوئی پردہ نشین نہیں رہا ہے ملک میں ایک گروہ لوٹتا ہے ذرائع ابلاغ اس کو چھپاتے ہیں، اس کی تائید کرتے ہیں قصیدے پڑھتے ہیں۔ ملک میں دو ہی پارٹیاں اقتدار پے رہی ہیں ن لیگ اور پی پی انھوں نے ملک سے خیانت کی تاریخ رقمطراز کی ہے۔ کچھ لوگ ان دونوں سے ہٹ کر عمران سے وابستہ ہوئے ہیں عمران کا کوئی خاص منشور نہیں صرف ان کی ایک خواہش ہے کہ جس طرح دیگر ملکوں میں کھیل کر مال و دولت حاصل کی تھی اسی طرح ایک دفعہ ملک کے مقدرات سے بھی کھیلنے کا موقع دیا جائے اور ان کی یہ خواہش پوری کی جائے۔ ہمارے ہاں گاؤں، ضلع اور شہر میں یہ مقولہ عام ہے کہ ان کو بھی موقع دیا جائے کیونکہ زندہ صرف یہی لوگ ہیں باقی سب مردہ ہیں ان کی ہڈی ان کو دی جائے تا کہ وہ ان پر تجربہ کریں، ملک کے دانشور اور اسکالر سب مجنون مغرب ہیں ان کا کہنا ہے مغرب جو کہتا ہے وہی صحیح ہے۔ علماء نے اسلام کو نہیں پڑھا ہے درسگاہوں کے نصاب دشمنان اسلام نے اسلام کے بدلے میں دیئے ہیں ، جہاں اندر تو سب ضد اسلام کام ہیں لیکن باہر اسلام کا نام ہے، اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان کو کس بھی مسئلے میں قرآن سے استناد نہیں آتا ہے، اسلام ان کی ترجیحات میں ہی نہیں ہے۔ اگر ان کی ترجیحات میں کوئی چیز ہے تو اسلام کو کنارے پے لگانا ہے، چنانچہ وحدت المسلمین کے سربراہ ہمیشہ فرقوں کی بجائے سیکولروں کی حمایت اور ان سے یکجہتی کا اعلان کرتے ہیں اور جناب آغا ساجد اور علامہ جعفری کی ترجیحات قولی و عملی بھی لا دینوں کے ساتھ ہیں وہ کہتے ہیں مسلمانوں کی بجائے ہمارے لئے سیکولر ہی اچھے ہیں، یہ فرمان تنہا ان کا ہی نہیں ان کے مجتہدین کا بھی ہے۔ علماء بھی وہی کہتے ہیں جو پی پی کہتی ہے یا جو نواز شریف کہتا ہے وہی صحیح ہے۔ اسلام کا نام صرف و نحو، فقہ و اصول، منطق و فلسفہ میں غواصی کر کے آنے والوں کی ترجیحات میں نہیں، ان کی ترجیح طاہر القادری کا کمیونزم

ہے۔ان کے پاس اسلام سے متعلق کوئی معلومات نہیں انہوں نے نہ مملکت سازی کو پڑھا ہے نہ ملک کی ترقی وتمدن کے بارے میں جانتے ہیں ۔ہم اسلامی نظام کے داعی نہیں ہیں کیونکہ اسلامی نظام کے داعیوں کا اسلام ومسلمین سے خیانتیں اور الحادیوں سے اتحاد ہی دیکھا ہے، کیونکہ وہ فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔وہ اسلام محمدؐ نہیں اسلام دیصانی کے خواہاں ہیں تجربے نے ثابت کیا یہ کوشش خائنانہ کوشش ہے لیکن ایک مسلمان ہونے کے حوالے سے ہم اور اس ملک کے ۹۸ فیصد مسلمان سب کی تمنا اور درخواست ہے بہ حرمت حقوق انسانی مسلمانوں کو آزادی دیں ۔ہم جمہوریت کے داعی نہیں ہیں کیونکہ جس جمہوریت کا پرچم بے نظیر، زرداری، بلاول اور نواز شریف نے اٹھایا ہے وہ سیاہ ہے۔ہم صرف اس جمہوریت کو مانتے ہیں جس میں صوبوں کی خودمختاری کا نام نہ ہو، احزاب کے نام سے خاندانی منصوصیت نہ ہو، پاکستان میں خاندانی جمہوریت ہے ۔جمہوریت عوامی کی تقدیس کا احترام کرتے ہوئے اس کا واسطہ دیتے ہیں کہ ۹۸ فیصد مسلمانوں کا احترام کریں نیز جس کسی نے بھی اسلامی نظام کو اٹھایا اس نے قرآن اور سنت سے خالی اور لنگڑا ہی اٹھایا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ اس کو پورا اٹھایا جائے ۔پورے کا مطلب یہ ہے کہ اسے زندگی کے تمام شعبوں میں لاگو کریں اور منافقین و کافرین سے عملاً نفرت کریں یہ حکم قرآن ہے۔

جمہوریت نوازوں کی برگشت صرف ان کی ذات تک رہی ہے ان کو یہاں کے رہنے والوں کے دین کا پتہ نہیں ہے بلکہ دین سے چڑ ہے ان کی خواہش ہے کہ دنیائے کفر کو خوش کرنے کے لئے ۹۸٪ کو ان دو فیصد پر قربان کریں ۔ میں اسلامی حکومت کا خواہاں نہیں ہوں اور نہ ہی نظام وطن اسلامی کو بلاول کی طرح ہندوؤں اور مسیحوں کے حوالے کرنے کے حق میں ہوں ، میں جمہوریت کا داعی بھی نہیں ہوں کیونکہ یہ وراثین خوارج ہیں ۔سنی و شیعہ دونوں ملحد ہو سکتے ہیں لیکن سنی سے شیعہ

،شیعہ سے سنی نہیں ہوسکتے ہیں کیونکہ ان کا اصلی دشمن کفر نہیں اسلام و مسلمین ہیں، یہاں تک کہ انتخاب کی صلاحیت کھو چکے ہیں، مسلمان اپنے لئے خیر و شر کی تمیز نہیں کر سکتے ہیں وہ مجبور ہیں خیر کی جگہ شر ہی کو انتخاب کریں۔

۱۔مسلمانوں کی عملی زندگی میں مذہب صرف نام تک محدود ہے وہ بے مقصدو لا حاصل اہداف کے حصول کی کوششوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

۲۔عملی زندگی میں دنیا داری تک محدود ہیں۔چنانچہ شیعہ جو امامت کو اصل الاساس، امان از فرقت کہتے تھے، وہ خود کو امام ہی کے نام سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں علماء ایک گھنٹہ قرآن و سنت سے استناد کر کے اپنے مذہب سے دفاع نہیں کر سکتے ہیں، اور وہ کوئی مثالی معاشرہ پیش کرنے سے قاصر ہی رہے ہیں۔

۳۔فرق مسلمانوں کی حسن نیت، اخطات لغزشات سے نہیں بلکہ فرقہ ساز باطنیہ کی منصوبہ بندی اور رہبری کے تحت وجود میں آئے۔فرق ادیان ضالہ کا خلیہ ہیں جو شکم منافقین میں نشو و نما پائے ہیں اور بصورت مجہول النسب ظاہر ہوئے ہیں اس لئے لاوارث بنے ہیں۔اس وقت کے مسلمان کی پہچان کہ آیا یہ ولد حلال ہے یا حرام، اس کی شناخت حدیث میں آئی ہے کہ اولاد میں باپ کی خصوصیات نمایاں نظر آتی ہیں، اس حدیث کے تحت واضح ہوا کہ فرق فرزند اسلام نہیں فرزند ادیان باطلہ ہیں۔دنیا میں بغیر مضاف الیہ مذہب بے نسب کا انتخاب، عقل و منطق کے خلاف ہے، وہ کسی معلوم الفساد سے انتساب رکھتا ہے جو ان کی پشت پر ہمیشہ رقیب و عتید جیسا کھڑا رہتا ہے لہٰذا اتحاد کی کاوشیں کامیاب ہونے نہیں دیتے وہ ان پر نگرانی کرتے ہیں، چنانچہ عصر حاضر میں دہشت گرد تنظیموں سے نکلنے والے نہیں بچ سکتے ہیں۔

۴۔فرق بلا کسی شک وتردید کے لشکر ابرھہ وادیان باطلہ ہیں،جس طرح معتصم عباسی اور صلاح الدین نے بازار بردہ فروش سے بچے خرید کر مجاہد اسلام بنائے تھے،فرق باطنیہ نے اولادحرام بنا کر لشکر ابرہہ بنایا ہے لہٰذا شیعہ اور سنی دونوں میں لادینوں کی تعداد میں روزافزوں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ عصر موجودہ میں پی پی،تحریک انصاف اور مسلم لیگ ن میں شیعہ سنی لاتعداد ملیں گے، لبیک یارسول اللہ کا غلط نعرہ اٹھانے والے اور میلاد میں رقص کرنے والے یا تو پی پی کے مزارات میں ہونگے یا تحریک انصاف کے نیلام خانوں میں یا جاتی امراء میں پائے جائیں گے۔عراق میں کمیونزم شیعوں کی مدد سے آیا ہے۔انہیں معمولی اجازت نہیں بلکہ ان کو مقدسات اسلام،توحید والوہیت سے لے کر تصور نبوت،ختم نبوت تحریف وتنسیخ وتعطیل قرآن اور فرائض وواجبات ومحرمات کو اہانت و جسارت سے بھر پور انداز میں نشانہ بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔مجالس امام حسین میں دروغ گویان اور میلاد میں غلو گویان نے سنیوں سے نفرت لیکن آغا خانیوں اور پی پی سے محبت کو اپنا جزو مذہب قرار دیا ہے۔

۵۔فرقوں کی اس طرح سے تنظیم کی گئی ہے کہ اگر کوئی نور اسلام،نور قرآن وہدایت سے اٹھنا چاہے تو وہ اٹھ نہ پائیں،خود ایک دوسرے کے جان لیوا بن جائیں تنہا اجتماع مسلمین کو نہیں بلکہ خود فرق کو تتر بتر کرکے چھوڑیں،مشاہدہ کریں شیعوں کے کتنے فرقے ہیں اور سنیوں کے کتنے فرقے ہیں پھر ان کو دبانے کیلئے احزاب بنائے گئے ہیں۔

۶۔فرقوں میں کوئی علی کو،کوئی خلفاء کو اور کوئی معاویہ کو کل دین اور خود کو ان کا لشکر پیش کرتا ہے جیسے سپاہ صحابہ وسپاہ محمد وغیرہ صرف فرقوں میں لڑائی چاہنے والے ہیں،اس چاہنے نہ چاہنے کی حدود سے نکل کر فرق غلاظت کوئی پر آتے ہیں تاکہ مسلمان طیش وغیض میں آجائیں۔مذاہب حسن

نیت اور فہم آیات و روایات سے وجود میں نہیں آئے بلکہ یہ لشکر فیل تھے ان کے نشانات قرآن ،محمد، کعبۃ اللہ، جبرئیل اور ملائکہ ہیں ۔ یہ ابداقات شوم کے حامل ہیں ۔

۷۔ فرق کا اپنی جگہ نقمت مصیبت اور وبال ملت ہونا عیاں ہو چکا ہے، ملت کے سمجھدار افراد ادراک کر چکے ہیں کہ ہماری مصیبتوں کی جڑ و برگشت ان فرقوں کی طرف سے ہونا اظہر من الشمس ہے اور ہماری نجات ان سے خلاصی میں ہے ۔ان سے خلاصی مہدی مذعوم میں نہیں کیونکہ وہ مہدی مفاد پرستان ہے ۔ امت مسلمہ کا ہر فرد اس کا مسئول ہے ۔حمد و ثنا شکر بے نہایت اس رحیم و کریم کیلئے جس نے بے قد و بے شکل، علم دنیوی و نام نہاد علم دینی میں فیل اور اس کے معاونین کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ فرق کے چہرے سے نقاب مذہبی ہٹا کر اصلی چہرہ سیاہ دکھائیں ۔

الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ رب العالمین

جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ

فہرس

پاکستان کی سالمیت وبقاء......فرقوں سے خلاصی میں

پاکستان کی سالمیت اسلام میں اور اسلام کا نفاذ فرقوں سے خلاصی میں ہے۔ پاکستان کو اس وقت جو خطرات لاحق ہیں اس میں بھارت اور انتہاء پسند تنظیموں کے علاوہ علیحدگی پسند جنگجو، صوبائی خود مختاری، احزاب یساری اور یمانیوں کے کردار کا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ یہ پاکستان کو ہر سطح پر کمزور کرتے ہیں۔ ملکی دولت کو باہر منتقل کر کے دہری شہریت حاصل کرنے پر مصر ہوئے ہیں۔ وہ اغیار سے دوستی، اپنوں سے نفرت کے خواہاں ہیں۔

پاکستان کا تحفظ اسلام میں ہے لیکن اسلام خود فرقوں کے تہواروں، مراسم میلادی، عزاداری، سالگرہ، برسی، عرس اور عیدین کے نام سے تاریخ مجوسیوں، نمرودیوں، فرعونیوں و قارونیوں جیسی رسومات کے تلے دبا ہوا ہے۔ تفریق مسلمین آیات متشابہات یا نبی کریمؐ سے منسوب پیشگوئیوں سے نہیں ہوئی بلکہ اس میں جو کارگر عنصر ''مایستقبح الذکرہ'' ہے وہ حضرت مادہ ہے، جسے اقانیم ثلاثی یہود، صلیب و مجوس اسلام عزیز کو روکنے کے لیے مقدار وافر میں فراہم کر رہے ہیں۔ اس مادے میں طاقت و قدرت ہے کہ وہ امت کو ''جزء لا یتجزاء'' تک لے جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ فرقے اسلام کی خاطر نہیں بلکہ اسلام کے خلاف بنے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام کی تباہی کا ٹھیکہ اعلیٰ پیمانے کے ٹھیکیداروں کو نہیں دیا گیا بلکہ ہر اوٹ پٹانگ کو دیا گیا ہے کہ جو کچھ ان کے منہ میں آتا ہے وہ بولیں اور جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں۔

جس طرح اسلام اور پاکستان کی سالمیت فرقوں سے خلاصی میں ہے اسی طرح ان کو چلانے والے ان کے سہولت کار قادیانی و آغا خانی کی اسلام مخالف سرگرمیوں کی نگرانی کرنا بھی ضروری ہے۔

کتابِ ہٰذا فرقوں کی جنایات کی ایک سرسری جھلک ہے۔